قرآن و حدیث، انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرام علیہم الرضوان، اہل بیت اطہار
بزرگان دین، اولیائے کرام اور مسلمان حکمرانوں کے ایمان افروز، باطل سوز،
وجد آفرین، اور انتہائی دلنشین ۲۰۰

پُرنور واقعات

تصنیف لطیف
الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

Scanned with CamScanner

حقوق والدین ص ۲۲
والدین کے دو سنہری اصول ص ۲۲ ۔ جنت میں گھونا ص ۴۸
معلوم کا کرشمہ ص ۹۰
کچھ کی آواز ص ۱۲۵ ۔ بابو کی ماں ص ۱۲۵
بابک کو اگر تو اضع ص ۱۵۰ ۔ داستان عبرت ص ۱۸۵

صدقہ کی برکت ص ۳۴۹ ۔ ۳۷۵

موت کا بیان
آج جو کرتا ہے ص ۴۸ ۔ بزرگوں کا کہنا ص ۵۳
محبوبان خدا ص ۷۱ ۔ گزرتے دن ص ۹۶
مومن کا تحفہ ص ۱۰۸ ۔ عاشقان خدا
کی موت ص ۱۳۲ ۔ ہر گردش پر شکر ص ۱۶۱
اللہ والوں کی موت ص ۱۷۳
خدا کے پیارے لوگ ص ۱۸۷ ۔ عشاق ص ۱۹۶
ولی اللہ کی زندگی ص ۲۱۸ ۔ ص ۲۲۰
وفات کے بعد انعام ص ۲۳۰ ۔ منکر نکیر ص ۲۵۳
دنیا پر عبور کرو ص ۲۶۸ ۔ جنت میں نعمت ص ۲۸۹
آزمائش کا گھر ص ۲۹۲ ۔ بزرگوں کے ارشادات ص ۳۱۱
دوزخ کے گڑھے ص ۳۲۱ ۔ دین کا دستور ص ۳۵۱
[illegible] ص ۳۸۶ ۔ [illegible]
مسکین کا ہم ص ۵۱۹ ۔ فرشتہ کا سوال ص ۵۴۲
اللہ کے نیک بندوں ص ۵۲۸ ۔ [illegible]
دنیا سے نکلنے کا فکر ص ۵۳۰ ۔ ص ۵۵۰
نصیحت ص ۵۹۵ ۔ صبر کا مقام ص ۶۰۹

حضور کی خصوصیات ص ۳۳ ۔ ۵۸
محبت سے اعلی نبی ص ۱۰۲ ۔ ۱۱۲
جادو کے بچاؤ ص ۱۳۴ ۔ ص ۱۶۶ ۔ ۱۹۳
حادثہ اور کرامت ۲۱۲ ۔ نام محمد ص ۲۲۶ ۔ ۲۵۰
آمد مصطفیٰ ص ۳۶۳ ۔ حسن بے مثال ص ۳۸۵
مولانا روم نے سرکار کی تعریف ص ۳۹۲ ۔ ہمارے نبی ص ۴۱۵
شان رسالت ص ۴۳۳ ۔ حیات النبی ص ۵۳۲
شفا دینے والے نبی ص ۴۷۹ ۔ نسبت رسول ص ۵۰۵
علم غیب ص ۵۱۲ ۔ رسول کی تکریم ص ۵۲۵
جابر کے بچے ص ۵۶۲ ۔ حاضر و ناظر ص ۵۹۳
خوشبو کا نام ص ۵۸۵ ۔ حیات النبی ص ۵۸۵
شان رسالت ص ۵۹۶ ۔ غیب ص ۶۰۱
شان رسالت ص ۶۱۹ ۔ حاضر و ناظر ص ۶۲۲
بزرگوں کی زیارت ص ۶۴۶ ۔ مسلمان کی دعا ص ۶۴۸
حاضر و ناظر ص ۴۵۹ ۔ نعت شریف ص ۴۸۱

شان ولایت ص ۳۹
غلام حسن کی نگاہ ص ۳۹۔۵ ۔ ص ۴۳ ۔ بدظنی
قدرت خداوندی سے نوجوان ص ۱۵۰
دل کو دنیا سے الگ کرو ص ۲۴۴ ۔ قدرت خداوندی ۲۸
علامہ شبلی نعمانی ص ۳۴۴ ۔ ص ۳۷۲ ۔ ص ۵۱۲
[illegible] ص ۵۱۴ ۔ خواتین کی ولایت
نسب ص ۵۲۵ ۔ [illegible] ص ۵۹۵
سرکار کی تعریف ص ۶۱۰ ۔ روحانی تربیت ص ۶۲۵
بے خوف ص ۶۴۵ ۔ عبد اللہ ص ۶۵۳
اللہ والوں کی ہیبت ص ۶۷۳

اللہ والوں کی ہیبت ص ۵۵۹

دنیا فانی ہے ص ۴۴۴

(۱) بیماری والا ص ۱۳ ۔ ۴۶
۲ ۔ بڑھیا کی جھونپڑی کا ص ۵۱
۳ ۔ علم غیب ص ۷۴
۴ ۔ شاہ ولی اللہ ص ۷۴
۵ ۔ ظلم سے توبہ ص ۸۰
۶ ۔ مولانا شیخ اللہ شاہ کا ص ۹۳
۷ ۔ علماء کی شان ص ۹۳ ۔ ص ۳۴۰
۸ ۔ خواہشات کا باب ص ۹۹
۹ ۔ شان شہادت ص ۱۱۴
۱۰ ۔ اسلام میں خوش اخلاقی ص ۱۲۰
۱۱ ۔ احسان و سلوک کی اہمیت ص ۱۳۱
۱۲ ۔ کھانے کے آداب ص ۱۵۴
۱۳ ۔ بے ادبی سے دوری ص ۱۵۹
۱۴ ۔ نام نبی داخل جنت ص ۱۶۳
۱۵ ۔ امام باقر ص ۱۷۰
۱۶ ۔ فرشتوں کی دعائیں ص ۱۷۸
۱۷ ۔ کرنے کے کام ص ۱۸۱
۱۸ ۔ بیماری کا علاج ص ۱۸۹
۱۹ ۔ کم ظرف کی باتیں ص ۲۰۵
۲۰ ۔ مہمان نوازی ص ۲۱۴
۲۱ ۔ صاف ستھرا رہنا ص ۲۲۳
۲۲ ۔ حقوق العلم ص ۲۳۲
۲۳ ۔ ابو الحسن کی زیارت ص ۲۳۶
۲۴ ۔ شراب کی حرمت ص ۲۳۸
۲۵ ۔ رضا کا تذکرہ ص ۲۴۷
۲۶ ۔ اعتدال ص ۲۴۹
۲۷ ۔ جنید بغدادی ص ۲۵۵
۲۸ ۔ نور کے پیکر ص ۲۵۸
۲۹ ۔ سورج کا نسخہ ص ۲۶۲
۳۰ ۔ مسجد کا خاتون ص ۲۶۵

۳۴ ۔ صحابہ کی قربانی ص ۲۷۳
۳۵ ۔ بایزید بسطامی کا علم ص ۲۷۸
۳۶ ۔ کامل پیر ص ۲۹۰
۳۷ ۔ شہاب الدین سہروردی ص ۲۹۶
۳۸ ۔ حضرت علی کی شادی ص ۲۹۸
۳۹ ۔ جنت کے نظارے ص ۳۰۲
۴۰ ۔ انداز دعا ص ۳۰۵
۴۱ ۔ حرام و حلال ص ۳۱۴
۴۲ ۔ داتا علی ہجویری ص ۳۱۶
۴۳ ۔ سلمان فارسی ص ۳۲۸
۴۴ ۔ جن کا اسلام ص ۳۴۲
۴۵ ۔ صدقہ کی برکت ص ۳۴۹ ۔ ۳۷۵
۴۶ ۔ کعبہ پر نظر اول ص ۳۵۵
۴۷ ۔ ہر انسان کو محبت اور دعا ص ۳۷۹
۴۸ ۔ سچا اور طول ص ۳۸۳
۴۹ ۔ شان ازواج ص ۳۹۸
۵۰ ۔ شان سادات ص ۴۰۰
۵۱ ۔ دنیا کے بازار میں حضور ص ۴۰۲
۵۲ ۔ عشرہ کی وضاحت ص ۴۰۵
۵۳ ۔ خوف خدا ص ۴۰۹
۵۴ ۔ معین الدین ص ۴۱۹
۵۵ ۔ جنت کی ضمانت ص ۴۲۱
۵۶ ۔ مشقی کی شان ص ۴۲۳
۵۷ ۔ ابو الحسن ص ۴۳۸
۵۸ ۔ اللہ کے مشکل سہارے ص ۴۴۱ ۔ ص ۴۴۵
۵۹ ۔ بابا فرید الدین ص ۴۵۹
۶۰ ۔ سورۃ کا ص ۴۶۴
۶۱ ۔ اویس قرنی ص ۴۶۷
۶۲ ۔ خواہشات کا نسخہ ص ۴۷۰
۶۳ ۔ عشق کے متعلق ص ۴۷۶

۴۶ ۔ محبوب الٰہی ص ۴۸۵
۴۷ ۔ غفلت چادر ص ۴۹۱
۴۸ ۔ رزق کی برکت ص ۴۹۹
۴۹ ۔ احسان کا بدلہ ص ۵۳۰
۵۰ ۔ مجموعہ اشرف ص ۵۳۱
۵۱ ۔ نیک جن ص ۵۴۸
۵۲ ۔ [illegible] ص ۵۹۱
۵۳ ۔ ستر ہزار مرتبہ کلمہ شریف ص ۶۰۳
۵۴ ۔ [illegible] ص ۶۰۵
۵۵ ۔ [illegible] ص ۶۲۹
۵۶ ۔ [illegible] ص ۶۴۳
۵۷ ۔ [illegible]
۵۸ ۔ حضرت علی ص ۶۶۱
۵۹ ۔ فاسد خیالات ص ۶۶۴
۶۰ ۔ تعظیم مصطفیٰ ص ۶۸۳
۶۱ ۔ کعبہ کے باب کی قسم ص ۶۸۷

قرآن و حدیث، انبیائے کرام علیہم السلام، صحابہ کرام علیہم الرضوان، اہل بیت اطہار
بزرگان دین، اولیائے کرام اور مسلمان حکمرانوں کے ایمان افروز، باطل سوز،
وجد آفرین، اور انتہائی دلنشین ۲۰۰

پُرنور واقعات

تصنیف لطیف

الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری
مفتی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

(جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں)

نام کتاب	....	پُرنور واقعات
مؤلف	....	الحافظ القاری مفتی غلام حسن قادری مفتی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور
پروف ریڈنگ	....	پیر طریقت حضرت مولانا قاری محمد اصغر نورانی
خصوصی دعا	....	پیر سیّد طاہر حسین شاہ کاظمی پاک پتن شریف
حسبِ فرمائش	....	پیر حافظ محمد عثمان نوشاہی قادری رہنما سنی تحریک لاہور الحافظ القاری محمد اختر سیالوی گڑھی شاہو لاہور
تحریک وتوثیق	....	حضرت مولانا قاری خدا بخش بصری حضرت مولانا قاری ریاض احمد فاروقی حضرت مولانا محمد عبدالرشید قادری عطاری
صفحات	....	688
تعداد	....	600
کمپوزنگ	....	آصف حفیظ
اشاعت	....	مارچ 2014ء
ناشر	....	محمد اکبر قادری
قیمت	....	450 روپے

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور

الانتساب

قائدِ ملت اسلامیہ، وارث سیاست انبیاء عاشق قرآن

مبلغ وابن سفیر اسلام و پاکستان (مولانا عبدالعلیم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت العلام الحافظ القاری مولانا

شاہ احمد نورانی صدیقی نور اللہ مرقدہ

کے نام کہ جن کی امانت ودیانت کی سفید چادر پر ان کا کوئی بدترین دشمن بھی کسی قسم کا کوئی داغ نہ لگا سکا اور جن کے بارے میں بجا طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ

جن کو مل کر زندگی سے پیار آ جائے وہ لوگ
آپ نے شاید نہ دیکھے ہوں مگر ایسے بھی ہیں

Scanned with CamScanner

الاہداء

مجاہد ملت بطل حریت، مردِ حق مرد غازی ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر پھانسی کے پھندے کو قبول کرنے والا رسول پاک ﷺ کا سچا عاشق وغلام، نظام مصطفیٰ ﷺ کے لئے بڑے سے بڑے عہدے کو پائے حقارت سے ٹھکرا دینے والا، اپنے دور کے اہل عزیمت کا پیشوا

حضرت علامہ مولانا محمد عبدالستار خان نیازی

قدس اللہ سرہ

کی خدمت میں بصد ادب واحترام

کشتگانِ خنجر تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

فہرست

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
الانتساب	٣	(١٧) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا نورانی عقیدہ	٧٤
الاہداء	٤	(١٨) ظلم سے بچو	٨٠
خطبۃ الکتاب	١١	(١٩) واقعۂ افک اور شانِ صدیقہ کائنات	٨١
(١) وابستہ رہ "صبر" سے امید ثواب رکھ	١٣	(٢٠) صلہ رحمی کا کرشمہ	٩٠
(٢) مرحوم والد کے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک	٢٢	(٢١) علماء کی شان وشوکت	٩٣
(٣) اچھے لوگ کون ہیں؟	٢٥	(٢٢) گزرتے دن زندگی کو فنا کر رہے ہیں	٩٦
(٤) جو کرنا ہے آج کر لے	٢٨	(٢٣) خواہشات کے دروازے یا راستے	٩٩
(٥) وساوس میں غور وخوض	٣١	(٢٤) سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی	١٠٢
(٦) حضور ﷺ کی مثالی خصوصیات	٣٣	(٢٥) خدا تعالیٰ سے محبت بڑھانے کا نتیجہ	١٠٨
(٧) نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی	٣٩	(٢٦) شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا حسین عقیدہ	١١٢
(٨) حضرت شیخ محقق کا پرنور عقیدہ	٤١	(٢٧) خدا ہے کہ نہیں ہے؟	١١٤
(9) بے ادبی وبدظنی	٤٣	(٢٨) اسلام میں خوشی کا تصور	١٢٠
(10) جب تمہیں خوشی ملے	٤٦	(٢٩) خبردار ہوشیار، ایسا بھی ہوسکتا ہے	١٢٥
(١١) خوش نصیب نوجوان	٤٨	(٣٠) ایک غمزدہ عرب کی بات	١٢٩
(١٢) ظلم کا انجام	٥١	(٣١) اذہان وقلوب کی صفائی	١٣١
(١٣) ہر گھڑی کے گزرنے کو غنیمت سمجھو	٥٣		
(١٤) شانِ خداوندی اور توجہ الی اللہ	٥٦		
(١٥) کیا شان مدینے والے کی	٥٨		
(١٦) محبوبانِ خدا کی موت کے احوال	٧١		

عنوان	صفحہ
(۳۲) ماہِ عرب کے جلوے	۱۳۴
(۳۳) عاشقانِ خدا کی موت کا منظر	۱۴۲
(۳۴) علامہ نبہانی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ	۱۴۵
(۳۵) قدرتِ خداوندی سے نوجوان بچ گیا	۱۵۰
(۳۶) کھانے کے آداب	۱۵۴
(۳۷) یہ سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ!	۱۵۷
(۳۸) بے ادبوں سے دوری میں عافیت	۱۵۹
(۳۹) یہ گردش ہر بلند کو پست کر رہی ہے	۱۶۱
(۴۰) نام نہاد اہلِ حدیثوں سے بچو	۱۶۳
(۴۱) فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزمِ محشر کا	۱۶۶
(۴۲) حضرت امام باقر علیہ الرحمۃ	۱۷۰
(۴۳) محبوبانِ خدا کا آخری وقت	۱۷۳
(۴۴) فرشتوں کی خوبصورت دعائیں	۱۷۸
(۴۵) کرنے کے کام	۱۸۱
(۴۶) مجھے داستانِ عبرت وہ سنا سنا کے رویا!	۱۸۵
(۴۷) وہ لوگ کتنے خسارے والے ہیں	۱۸۷
(۴۸) آثار و نتائج اسباب کے ساتھ وابستہ ہیں	۱۸۹
(۴۹) محمد ہمارے بڑی شان والے	۱۹۲
(۵۰) عشاقِ حقیقی حدیث کی روشنی میں	۱۹۶
(۵۱) آئمہ اہلِ بیت اور ان کے عقائد	۲۰۵

عنوان	صفحہ
(۵۲) حاجت روا رسولِ خدا باذنِ اللہ جل وعلا	۲۱۲
(۵۳) مہمان نوازی کی قابلِ رشک مثالیں	۲۱۴
(۵۴) بھنا ہوا ہرن اور ولی اللہ کی زندگی	۲۱۸
(۵۵) دنیا میں اللہ والوں کا حال	۲۲۰
(۵۶) صاف ستھرا رہنا ایمانی تقاضا ہے	۲۲۳
(۵۷) نام محمد کے میں قرباں ﷺ	۲۲۶
(۵۸) وفات کے بعد چند بڑے انعامات	۲۳۰
(۵۹) غوثِ اعظم یمن بے سروساماں مددے	۲۳۲
(۶۰) شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ	۲۳۶
(۶۱) شراب کی حرمت	۲۳۸
(۶۲) دل کی دنیا بدل گئی	۲۴۴
(۶۳) دنیا کا تذکرہ بھی غفلت ہے	۲۴۷
(۶۴) اسباب میں اعتدال کا ذکر	۲۴۹
(۶۵) جب ابھی اس نور کا ظہور نہیں ہوا تھا	۲۵۰
(۶۶) نکیرین کرتے ہیں تعظیم میری	۲۵۳
(۶۷) حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ	۲۵۵
(۶۸) نور کے پیکر علیہم الرحمۃ	۲۵۸
(۶۹) سورج کا سجدہ	۲۶۲
(۷۰) ایک متوکل خاتون	۲۶۵
(۷۱) دنیا ہر جوڑ کو توڑ دیتی ہے	۲۶۸

عنوان	صفحہ
(۷۲) صبر کی حقیقت	۲۷۰
(۷۳) دو صحابیوں کی قبر کشائی	۲۷۳
(۷۴) حضرت بایزید بسطامی اور عقیدۂ علمِ غیب	۲۷۸
(۷۵) قدرتِ خداوندی کے جلوے	۲۸۰
(۷۶) جنت و دوزخ	۲۸۶
(۷۷) ''کامل بھروسہ'' ہو تو جنگل میں بھی ''رزق'' مل جاتا ہے	۲۹۰
(۷۸) آزمائش کے گھر دنیا کا تفصیلی حال	۲۹۲
(۷۹) سب سے بڑی غنا	۲۹۴
(۸۰) مشاہیر کے آخری فرد	۲۹۶
(۸۱) عیسیٰ علیہ السلام کی جنت میں ہونیوالی شادی	۲۹۸
(۸۲) جنت کے نظارے	۳۰۲
(۸۳) ایک مشہور ولی اللہ کا اندازِ دعا	۳۰۵
(۸۴) دنیا کے بارے میں بزرگوں کے ارشادات	۳۱۱
(۸۵) ڈھلتی چھاؤں اور حلال و حرام	۳۱۴
(۸۶) مخدوم الاولیاء حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ	۳۱۶
(۸۷) غیب سے روزی	۳۱۹
(۸۸) دوزخ کی گرمی و شدت	۳۲۱
(۸۹) بڑی چاہتوں سے ہے اس در کو پایا	۳۲۸

عنوان	صفحہ
(۹۰) مولیٰ علی کا حکمت سے لبریز خطبہ	۳۳۸
(۹۱) علم سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں	۳۴۰
(۹۲) ایک جن کا قبولِ اسلام	۳۴۲
(۹۳) علامہ شطنوفی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ	۳۴۴
(۹۴) ایک صدقہ کی برکت	۳۴۹
(۹۵) مومن کا زیور خوفِ خدا	۳۵۱
(۹۶) کعبۃ اللہ شریف پر پہلی نظر	۳۵۵
(۹۷) اللہ کا محبوب بننے کا عمل	۳۵۹
(۹۸) طاعت اور بندگی پر پختگی کے لئے نفس کو تیار کرنا	۳۶۱
(۹۹) آمدِ مصطفیٰ مرحبا مرحبا	۳۶۳
(۱۰۰) نقش چناں بہ بند کہ گویند نقش بند	۳۷۲
(۱۰۱) برکاتِ صدقات	۳۷۵
(۱۰۲) پرانی محبت کو چھوڑ دیا	۳۷۹
(۱۰۳) وسعتِ دنیا دھوکہ دینے کے لئے ہے	۳۸۱
(۱۰۴) جاہل واعظوں کی حرکات	۳۸۳
(۱۰۵) حسن ہے بے مثل صورت بے مثال	۳۸۵
(۱۰۶) کاروانِ عشق و مستی را امیر	۳۹۲
(۱۰۷) شانِ رزاقی	۳۹۸
(۱۰۸) زنا سے توبہ پر دنیا میں آسانی	۴۰۰
(۱۰۹) دنیا کے بارے میں حضور ﷺ کے طویل فرمودات	۴۰۲
(۱۱۰) عوام کے لئے عقیدہ کی وضاحت	۴۰۵

Scanned with CamScanner

عنوان	صفحہ
(۱۱۱) خوف خدا اور تعلیم مصطفیٰ و اولیاء	۴۰۹
(۱۱۲) عرب کے دولت مند مصعب بن عمیر کا حال	۴۱۴
(۱۱۳) اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی ﷺ	۴۱۵
(۱۱۴) خواجہ ھند الولی علیہ الرحمۃ	۴۱۹
(۱۱۵) بہشت کی ضمانت، روٹی اور کباب	۴۲۱
(۱۱۶) جو بڑا متقی وہ بڑی شان والا	۴۲۳
(۱۱۷) ترک دنیا اور فکر آخرت کے متعلق ایک تحریر	۴۲۸
(۱۱۸) اس دنیا نے کتنا بگاڑ پیدا کر دیا؟	۴۳۰
(۱۱۹) تو لاجواب ہے تیرا کوئی جواب نہیں	۴۳۳
(۱۲۰) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ	۴۳۸
(۱۲۱) اللہ کے متوکل بندے	۴۴۱
(۱۲۲) ارادت ہو تو دیکھ ان کو	۴۴۵
(۱۲۳) یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں	۴۴۷
(۱۲۴) دنیا کا اپنے اہل کے ساتھ سلوک	۴۴۹
(۱۲۵) حقیقت سمع و صبر	۴۵۱
(۱۲۶) ہمارے آقا پیارے آقا ﷺ	۴۵۳
(۱۲۷) شیخ شیوخ العالم علیہ الرحمۃ کا عقیدہ	۴۵۹
(۱۲۸) مقام سری ؒ	۴۶۴
(۱۲۹) اولیاء اللہ سے دعا کروانا	۴۶۷
(۱۳۰) ٹوٹی ہوئی صراحی اور خون کے آنسو	۴۷۰
(۱۳۱) جہاں تک ممکن ہو دنیا سے علیحدہ رہو	۴۷۳
(۱۳۲) عشق کے متعلق خیالات	۴۷۶
(۱۳۳) بے مثال نبی کے مثالی واقعات	۴۷۹
(۱۳۴) میں بندۂ پُرعیب وہ محبوب الٰہی	۴۸۵
(۱۳۵) اس سے بہتر کوئی راستہ نہیں	۴۸۹
(۱۳۶) فضیلت و شوق جہاد	۴۹۱
(۱۳۷) رزق کی برکت سے محروم کون؟	۴۹۹
(۱۳۸) ایک چچا کی اپنے بھتیجے کو نصیحت	۵۰۳
(۱۳۹) کوتاہی کے اعتراف کی حقیقت	۵۰۴
(۱۴۰) محمد کی نسبت بڑی چیز ہے	۵۰۵
(۱۴۱) حضرت شیخ حسن افغان علیہ الرحمۃ کا حسین عقیدہ	۵۱۲
(۱۴۲) خواتین کی ولایت	۵۱۴
(۱۴۳) سو فیصد سچا خواب	۵۱۷
(۱۴۴) فقراء و مساکین کا رتبہ	۵۱۹
(۱۴۵) ترک شہوات زہد ہے	۵۲۲
(۱۴۶) علم کا مخاطب	۵۲۴
(۱۴۷) اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام	۵۲۵
(۱۴۸) حضرت شرف الدین یحییٰ منیری علیہ الرحمۃ	۵۲۸
(۱۴۹) احساس بندگی	۵۳۰
(۱۵۰) حورعین سے نکاح کی خواہش اور	

عنوان	صفحہ
شوق شہادت	۵۳۲
(۱۵۱) دنیا مصائب کا گھر ہے	۵۳۶
(۱۵۲) نیند و بیداری میں موت کی طرح سفر	۵۳۹
(۱۵۳) حسن عمل اور طویل امیدیں	۵۴۰
(۱۵۴) حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمۃ	۵۴۱
(۱۵۵) ایک نابینا مگر حق آگاہ ضعیفہ	۵۴۵
(۱۵۶) شہید کے چھ اعزاز	۵۴۷
(۱۵۷) ایک نیک جن کا واقعہ	۵۴۸
(۱۵۸) خیر پہ قیام	۵۵۰
(۱۵۹) دنیا والو! دیکھ لو قدرت رسول اللہ کی	۵۵۲
(۱۶۰) عقیدۂ حاضر و ناظر اور احادیث مبارکہ	۵۵۴
(۱۶۱) شراب محبت اور نور معرفت	۵۵۹
(۱۶۲) ازواج شہداء اور ان کی شان و شوکت	۵۶۱
(۱۶۳) انمول نصیحتیں	۵۶۵
(۱۶۴) کون سا زہد افضل ہے؟	۵۷۱
(۱۶۵) اللہ تعالیٰ اسباب کا خالق ہے	۵۷۳
(۱۶۶) خوفناک انجام اور غیبی تحفہ	۵۷۵
(۱۶۷) بارگاہ خداوندی میں مقام اولیاء	۵۷۹
(۱۶۸) شیخ محقق علیہ الرحمۃ کا عقیدہ	۵۸۵
(۱۶۹) حکمت الٰہیہ	۵۸۸
(۱۷۰) وہ تو پکا جنتی ہے	۵۹۰
(۱۷۱) روز جزاء کا خوف	۵۹۲
(۱۷۲) کسی عقلمند سے چند سوالات	۵۹۴
(۱۷۳) ایمان، قوت اور ضعف کے درمیان ہے	۵۹۶
(۱۷۴) اہل ایمان میں آپس کی محبت کا درجہ	۵۹۷
(۱۷۵) شانیں میرے پیارے نبی کی	۵۹۹
(۱۷۶) علامہ خفاجی اور امام غزالی کا عقیدہ	۶۰۱
(۱۷۷) صاحب کشف نوجوان	۶۰۳
(۱۷۸) شہداء کا سردار	۶۰۵
(۱۷۹) صبر کی تلقین	۶۰۹
(۱۸۰) دنیا کا حقیقت شناس کبھی اس کی نعمتوں پر خوش نہ ہوگا	۶۱۱
(۱۸۱) اکابر و اسلاف کی نسبت سے	۶۱۳
(۱۸۲) امام الانبیاء اپنی امت کے اولیاء کی تعریف فرماتے ہیں	۶۱۵
(۱۸۳) نور والے آقا کے نورانی واقعات	۶۱۹
(۱۸۴) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ	۶۲۳
(۱۸۵) روحانی تعلقات	۶۲۵
(۱۸۶) فرشتے، شہید کے خدمت گار	۶۲۸
(۱۸۷) حضرت سیّد ناسری سقطی علیہ الرحمۃ	

Scanned with CamScanner

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
کا جنات سے مکالمہ	۶۳۲		
(۱۸۸) تیری زندگی کی قسم! دنیا قرار گاہ نہیں	۶۳۴		
(۱۸۹) میری توفیق اس کی رحمت سے ہے	۶۳۷		
(۱۹۰) وہ جن کو خوف ہے نہ غم	۶۴۰		
(۱۹۱) بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے	۶۴۶		
(۱۹۲) علامہ نبہانی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ	۶۴۸		
(۱۹۳) حضرت ابوعبداللہ صیاد رحمۃ اللہ علیہ	۶۵۳		
(۱۹۴) شہداء راہِ وفا	۶۵۷		
(۱۹۵) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اوصافِ کریمہ	۶۶۱		
(۱۹۶) صحیح عقیدہ اور یہود و نصاریٰ	۶۶۴		
(۱۹۷) وہ جن سے خدا بھی محبت کرتا ہے اور خدائی بھی	۶۷۳		
(۱۹۸) خدا دے یہ نعمت، بڑی چیز ہے	۶۸۱		
(۱۹۹) تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے	۶۸۳		
(۲۰۰) کعبہ کے رب کی قسم میں کامیاب ہو گیا	۶۸۷		

خطبۃ الکتاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَقَدْ اَتٰی عَلَیْهِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا فَسَوَّاهُ وَعَدَلَهٗ وَ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ فَضَّلَهٗ وَ جَعَلَهٗ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ○ ثُمَّ هَدَاهُ السَّبِیْلَ وَ نَصَبَ لَهُ الدَّلِیْلَ اِمَّا شَاکِرًا وَّ اِمَّا کَفُوْرًا اَمَّا الْکَافِرُوْنَ فَاَعْتَدَلَهُمْ سَلَاسِلَ وَاَغْلَالًا وَّسَعِیْرًا ○ یُعَذَّبُوْنَ بِاَصْنَافِ الْعَذَابِ یُنَادُوْنَ وَیْلًا وَّیَدْعُوْنَ ثُبُوْرًا ○ وَاَمَّا الشَّاکِرُوْنَ فَنَعَّمَهُمْ وَ کَرَّمَهُمْ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّ سُرُوْرًا ○ اِنَّ هٰذَا کَانَ لَکُمْ جَزَآءً وَّکَانَ سَعْیُکُمْ مَّشْکُوْرًا ○ فَسُبْحَانَ بِیَدِهٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ لَّمْ یَزَلْ وَلَا یَزَالُ عَلِیْمًا قَدِیْرًا ○ وَ نَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَ نَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ بَعَثَهٗ بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَةِ لِیَکُوْنَ لِلْعَالَمِیْنَ نَذِیْرًا ○ وَاٰتَاهُ جَوَامِعَ الْکَلِمِ وَ مَنَابِعَ الْحِلَمِ وَوَعَدَهٗ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا وَّ جَعَلَهٗ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ○

اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(۱)

وابستہ رہ ”صبر“ سے امید ثواب رکھ

حضرت ابوزید، اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام، آپ کے محبوب اور محبوب کے بیٹے سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی بیٹی نے آپ کی طرف پیغام بھیجا کہ میرے بیٹے کا آخری وقت ہے، آپ تشریف لائیں۔ آپ نے پیغام بھیجا سلام کہا اور فرمایا:

”جو اللہ تعالیٰ لے، وہ بھی اسی کا ہے اور جو دے، وہ بھی اسی کا ہے، اس کے ہاں ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے، اس لئے انہیں چاہئے کہ صبر کریں اور اللہ سے ثواب کی امید رکھیں۔“ صاحبزادی نے پھر پیغام بھیجا اور قسم دیتے ہوئے کہا کہ آپ ضرور تشریف لائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ، حضرت سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اور کچھ اور آدمیوں کے ساتھ وہاں تشریف لے گئے۔ بچہ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا، آپ نے اسے اپنی گود میں بٹھالیا جب کہ اس کی جان بے چین اور مضطرب تھی، (اس کی یہ حالت دیکھ کر) آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا، یارسول اللہ! یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ جذبہ شفقت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھا ہے۔“ اور ایک روایت میں ہے: ”جن بندوں کے دلوں میں چاہا اور اللہ تعالیٰ اپنے انہی بندوں پر رحم فرماتا ہے جو (دوسروں پر) مہربان ہوتے ہیں۔“

(صحیح بخاری، الجنائز، باب قول النبی ﷺ یعذب المیت ببکاء اہلہ علیہ: ۱۲۸۴، صحیح مسلم: ۹۲۳)

بخار کو بُرا نہ کہو

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (ایک مرتبہ) رسول کریم ﷺ حضرت ام سائب رضی اللہ عنہا کے پاس (جو تپ لرزہ میں مبتلا تھیں) تشریف لائے اور (ان کی حالت دیکھ کر) فرمایا: ''یہ تمہیں کیا ہوا جو کانپ رہی ہو؟'' انہوں نے عرض کیا: بخار ہے، اللہ اس میں برکت نہ دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

''بخار کو برا مت کہو کیونکہ بخار بنی آدم کے گناہوں کو اسی طرح دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو صاف کر دیتی ہے۔''

(مسلم، البر والصلۃ، باب ثواب المومن فیما یصیبہ من مرض او حزن او نحو ذلک: ۶۵۷۰)

☆ ابو مالک، حارث بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(الطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاُ الْمِيزَانَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَآنِ اَوْ تَمْلَاُ مَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَالصَّلٰوةُ نُوْرٌ وَّالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَّالصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَّالْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَّكَ اَوْ عَلَيْكَ كُلُّ النَّاسِ يَغْدُوْ فَبَايِعٌ نَفْسَهٗ فَمُعْتِقُهَا اَوْ مُوبِقُهَا)

''پاکیزگی، نصف ایمان ہے (یعنی اجر وثواب میں آدھے ایمان کے برابر ہے) اور الحمد للہ، کہنا میزان کو بھر دیتا ہے (یعنی بہت وزنی عمل ہے جس کے اجر وثواب سے میزان اعمال بھاری ہو جائے گی) اور سبحان اللہ اور الحمد للہ کہنا، یہ آسمان وزمین کے درمیانی خلا کو بھر دیتا ہے اور نماز روشنی ہے (جس سے اسے دنیا میں حق کی طرف راہنمائی ملتی ہے اور آخرت میں پل صراط سے گزرتے وقت بھی یہ روشنی مومن کے کام آئے گی) اور صدقہ دلیل ہے (اس بات پر کہ اس کا ادا کرنے والا مومن ہے) صبر روشنی ہے، قرآن تیرے لئے حجت (دلیل) ہے (اگر اس پر عمل کیا جائے بصورت دیگر) تیرے خلاف دلیل ہے۔ ہر ایک صبح اپنے کاموں میں نکلنے والا ہے اور وہ اپنے نفس کا سودا

کرتا ہے، پس اسے (اچھے کاموں میں لگا کر عذاب سے) آزاد کرنے والا ہے یا اس کو (اللہ کی رحمت سے محروم کر کے) ہلاک کرنے والا ہے۔''

(صحیح مسلم، الطہارۃ، باب فضل الطہور: ۲۲۳)

جو بچنا چاہے اللہ اسے بچا لیتا ہے

☆ حضرت ابو سعید سعد بن سنان خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انصار کے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے (کچھ) طلب کیا، تو آپ نے انہیں عطا کیا۔ انہوں نے پھر سوال کیا تو آپ نے انہیں پھر دیا، حتیٰ کہ آپ کے پاس جو کچھ تھا، ختم ہو گیا۔ آپ نے جس وقت ہر چیز جو آپ کے ہاتھ میں تھی، خرچ کر دی تو ان سے فرمایا: ''میرے پاس جو مال بھی ہوتا ہے میں وہ تم سے ہرگز بچا کر نہیں رکھتا اور جو شخص سوال سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اللہ اسے بچا لیتا ہے۔ جو بے نیازی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے (لوگوں سے) بے نیاز کر دیتا ہے۔''

(وَمَنْ يَّتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ ۔ وَمَا اُعْطِيَ اَحَدٌ عَطَاءً خَيْرًا وَّ اَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ)

''اور جو صبر کا دامن پکڑتا ہے اللہ اسے صبر کی توفیق دے دیتا ہے اور کوئی شخص ایسا عطیہ نہیں دیا گیا جو صبر سے زیادہ بہتر اور وسیع تر ہو۔''

(صحیح بخاری، الزکوۃ، باب الاستعفاف عن المسألۃ: ۱۴۶۹، صحیح مسلم، الزکوۃ، باب فضل التعفف والصبر، ح: ۱۰۵۳)

☆ حضرت ابو یحییٰ صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(عَجَبًا لِّاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ خَيْرٌ وَّلَيْسَ ذَالِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّآءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ)

''مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اس کے ہر کام میں اس کے لئے بھلائی ہے اور یہ چیز مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں اگر اسے خوش حالی نصیب ہو، (اس پر اللہ کا) شکر کرتا ہے، تو (یہ شکر کرنا بھی) اس کے لئے بہتر ہے (یعنی اس میں

Scanned with CamScanner

اجر ہے) اور اگر اسے تکلیف پہنچے، تو صبر کرتا ہے، تو یہ (صبر کرنا بھی) اس کے لئے بہتر ہے (کہ صبر بھی بجائے خود نیک عمل اور باعث اجر ہے)"۔

(صحیح مسلم، کتاب الزہد، باب المومن امرہ کلہ خیر: ۲۹۹۹)

صبر وہی ہے جو صدمہ کے آغاز میں ہو

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

(مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَاَةٍ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ اتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ قَالَتْ اِلَيْكَ عَنِّيْ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِيْبَتِيْ وَلَمْ تَعْرِفْهُ فَقِيْلَ لَهَا اِنَّهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَتْ بَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَّابِيْنَ فَقَالَتْ لَمْ اَعْرِفْكَ فَقَالَ اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰى)

نبی کریم ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ایک قبر پر بیٹھی رو رہی تھی۔ آپ نے اس سے فرمایا: "اللہ سے ڈر اور صبر کر۔" اس نے کہا: مجھ سے دور ہو جایئے کیونکہ آپ کو وہ مصیبت نہیں پہنچی جو مجھے پہنچی ہے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں پہچانا (اس لئے فرط غم میں اس نے نازیبا انداز اختیار کیا) بعد میں اس کو بتایا گیا کہ وہ تو نبی ﷺ تھے۔ چنانچہ (وہ سن کر) آپ کے دروازے پر آئی، وہاں دربانوں کو نہیں پایا، (آکر) اس نے کہا: میں نے آپ کو نہیں پہچانا۔ آپ نے اسے (پھر وعظ کرتے ہوئے) فرمایا: "صبر تو یہی ہے کہ صدمے کے آغاز میں کیا جائے۔ (بعد میں تو صبر آ ہی جاتا ہے)"

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور: ۱۲۸۳، صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب الصبر علی المصیبۃ عند الصدمۃ الاولی: ۹۲۶)

یقیناً یہ عورت جنتی ہے

عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

"اَلَا اُرِيْكَ امْرَاَةً مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلٰى قَالَ هٰذِهِ الْمَرْاَةُ

السَّوْدَاءُ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّيْ اُصْرَعُ وَاِنِّيْ اَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ لِيْ قَالَ اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ وَاِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ يُّعَافِيَكِ فَقَالَتْ اَصْبِرُ فَقَالَتْ اِنِّيْ اَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ لِيْ اَنْ لَّا اَتَكَشَّفَ فَدَعَا لَهَا"

"کیا میں تجھے جنتی عورت نہ دکھلاؤں؟ میں نے کہا، کیوں نہیں (ضرور دکھلایئے!) انہوں نے فرمایا، یہ کالی عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور اس نے کہا، مجھے مرگی کا دورہ پڑتا ہے جس سے میں ننگی ہو جاتی ہوں، آپ میرے لئے اللہ سے دعا فرمائیں (کہ اس بیماری سے نجات مل جائے) آپ نے فرمایا: "اگر تو چاہے تو اس تکلیف پر صبر کر، اس کے بدلے تیرے لئے جنت ہے اور اگر تو چاہے تو میں اللہ سے دعا کر دیتا ہوں کہ اللہ تجھے اس بیماری سے عافیت دے دے۔" اس نے کہا میں صبر ہی اختیار کرتی ہوں۔ تاہم (دورے کے وقت) میں ننگی ہو جاتی ہوں، آپ اللہ سے یہ دعا فرما دیں کہ میں ننگی نہ ہوا کروں۔ چنانچہ آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی۔"

(صحیح بخاری، المرضی، باب فضل من یصرع من الریح: ۵۶۵۲، صحیح مسلم، البر، باب ثواب المومن فیما یصیبہ: ۲۵۷۶)

تین باتوں پہ قسم

حضرت ابو کبشہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

تین باتوں پر میں قسم اٹھاتا ہوں اور میں تمہیں ایک حدیث بیان کرتا ہوں اسے یاد کر لو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (مَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِّنْ صَدَقَةٍ)

"صدقے سے بندے کے مال میں کمی نہیں آتی۔"

(وَلَا ظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلَمَةً صَبَرَ عَلَيْهَا اِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ عِزًّا)

"اور جس بندے پر بھی ظلم کیا گیا اور اس نے صبر کیا تو اللہ تعالیٰ اسے عزت و

شرف میں بڑھادے گا۔"

(وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ)

"اور جس بندے نے بھی سوال کا دروازہ کھولا تو اللہ تعالیٰ اس پر فقر کا دروازہ کھول دے گا۔"

(صحیح الترغیب:۸۶۹، ترمذی، الزہد، باب ماجاء مثل الدنیا......الخ:۲۳۲۵)

آلِ یاسر ؓ کو صبر کی تلقین

حضرت عمار بن یاسر ؓ بنومخزوم کے غلام تھے۔ یہ اپنے والدین کے ساتھ اسلام کی نعمت سے مشرف ہوئے تھے۔ مشرکین مکہ انہیں طرح طرح کی دردناک سزائیں دیا کرتے۔ چلچلاتی دھوپ میں گرم اور پتھریلی زمین پر ان تینوں کو لٹا دیا جاتا اور انہیں گھسیٹ گھسیٹ کر مارا جاتا۔ سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں اس سلسلے میں لکھا ہے:

"كَانَ الْمُشْرِكُوْنَ وَعَلٰى رَأْسِهِمْ اَبُوْجَهْلٍ يُخْرِجُوْنَهُمْ إِلَى الْاَبْطَحِ إِذَا حَمِيَتِ الرَّمْضَاءُ فَيُعَذِّبُوْنَهُمْ بِحَرِّهَا"

"مشرکین مکہ جن کے پیش پیش ابوجہل ہوتا، ان تینوں (عمار، ان کے والد یاسر اور ان کی والدہ سمیہ) کو چلچلاتی دھوپ میں جب کہ شدت تپش سے زمین گرم ہو جاتی بطحائے مکہ میں نکالتے اور وہاں کی گرم زمین پر لٹا کر انہیں سزائیں دیا کرتے تھے۔"

جب رسول اکرم ﷺ کا گزر ان کے پاس سے ہوتا اور آپ انہیں اسلام کی خاطر یہ سخت ایذائیں برداشت کرتے ہوئے دیکھتے تو فرماتے:

(صَبْرًا آلَ يَاسِرٍ، فَإِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْجَنَّةُ)

"آل یاسر! صبر سے کام لو، یقیناً تمہارے وعدے کی جگہ جنت ہے۔"

(مستدرک حاکم:۳/۳۸۳)

تمہیں اس بات کی اجازت ہے

اس دردناک عذاب کی تاب نہ لا کر حضرت عمار ؓ کے والد حضرت یاسر ؓ

دنیائے فانی سے رخصت ہوگئے اور ابوجہل نے ان کی والدہ حضرت سمیہ ؓ کو نیزہ مار کر شہید کر ڈالا۔ اسلام کی خلعت شہادت سے سرفراز ہونے کی سعادت سب سے پہلے اسی خاتون کے نصیب میں آئی۔ پھر اس کے بعد کفار مکہ نے حضرت عمار ؓ کو طرح طرح کے عذاب دینا شروع کیے، چنانچہ کبھی تو انہیں گرم پتھریلی زمین پر لٹا کر، کبھی ان کے سینے پر گرم چٹان رکھ کر اور کبھی پانی میں ڈبکیاں دے کر انہیں اذیت سے دوچار کرتے اور کہتے:

"لَا نَتْرُكُكَ حَتّٰى تَسُبَّ مُحَمَّدًا وَ تَذْكُرَ اٰلِهَتَنَا بِخَيْرٍ"

"جب تک کہ تو محمد کے لئے نامناسب الفاظ نہیں کہے گا اور ہمارے معبودوں کو اچھے الفاظ سے یاد نہیں کرے گا، ہم تجھے نہیں چھوڑیں گے۔"

حافظ ابن کثیر نے ابن جریر ؒ سے نقل کیا ہے کہ مشرکین مکہ حضرت عمار بن یاسر ؓ کو جب سخت سے سخت سزائیں دینے لگے تو انہوں نے مشرکوں کے مطالبہ پر چند نامناسب باتیں رسول اکرم ﷺ کی شان میں کہہ دیں۔ پھر انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بات کا شکوہ کیا کہ مشرکین جب مجھے مارتے ہیں اور سخت ترین عذاب میں مبتلا کرتے ہیں تو اس وقت میں ان کے مطالبہ پر آپ کی شان اقدس میں چند گستاخانہ کلمات کہہ دیتا ہوں۔

آپ ﷺ نے دریافت فرمایا:

(كَيْفَ تَجِدُ قَلْبَكَ؟) "اس وقت تم اپنے دل کو کیسا پاتے ہو؟"

حضرت عمار بن یاسر ؓ نے عرض کیا:

"مُطْمَئِنًّا بِالْاِيْمَانِ" "میرا دل دولت ایمان سے سرشار ہوتا ہے۔"

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

(فَإِنْ عَادُوْا فَعُدْ) "اگر وہ پھر مجبور کریں تو تمہیں اجازت ہے۔"

نام محمد سے دلوں کو سرور ملتا ہے — نگاہ فکر کو تازہ شعور ملتا ہے
نصیب کیسا بھی ہو نام مصطفیٰ لے کر — خدا سے جو بھی مانگو ضرور ملتا ہے

اس وقت اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی:

Scanned with CamScanner

(مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ ۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ○) (النحل:۱۰۶)

''جو شخص ایمان لانے کے بعد جان بوجھ کر اللہ سے کفر کرے، اس پر تو اللہ کا غضب ہے اور وہ عذاب عظیم کا مستحق ہے۔ مگر جسے مجبور کیا جائے اور اس کا دل حالت ایمان پر مطمئن ہو (تو اس پر کوئی گناہ نہیں)۔''

یہ حوصلۂ اھلِ وفا تو بھی دیکھ لے

بلاذری نے محمد بن کعب سے بیان کیا ہے:

''كَانَ عَمَّارٌ يُعَذَّبُ حَتّٰى لَا يَدْرِىْ مَا يَقُوْلُ''

عمار رضی اللہ عنہ کو اتنا سخت عذاب دیا جاتا کہ (وہ حواس کھو بیٹھتے اور) انہیں معلوم نہ ہوتا کہ ان کی زبان سے کیا کچھ نکل رہا ہے۔

ابن سعد نے محمد بن کعب ہی کے حوالے سے لکھا ہے:

''اَخْبَرَنِىْ مَنْ رَّاٰى عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ مُتَجَرِّدًا فِىْ سَرَاوِيْلَ''

''مجھے اس آدمی نے بتایا ہے جس نے عمار رضی اللہ عنہ کو صرف پاجامہ پہنے ہوئے دیکھا۔''

اس آدمی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی پشت پر زخم کے آثار دیکھ کر پوچھا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا:

''هٰذَا مَا كَانَتْ قُرَيْشٌ تُعَذِّبُنِىْ فِىْ رَمْضَآءَ مَكَّةَ''

''مکہ کی گرم زمین پر لٹا کر قریش مجھے جو سزائیں دیتے تھے یہ اسی کے آثار ہیں۔''

ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے

قارئین کرام! آپ کے سامنے مکہ کی سرزمین پر ظلم کا پہاڑ توڑنے والے مشرکین مکہ اور ان کی بہیمانہ کارروائیوں کا شکار ہونے والے ایک ہی خاندان مظلوماں کا یہ عکس پیش کیا

گیا جب کہ حقیقت اس سے کہیں زیادہ دل دہلا دینے والے واقعات سے عبارت ہے!

مردانگی و بہادری، خودداری و جوانمردی، حوصلہ مندی و روشن ضمیری اور کرامت انسانیت کا سر اس وقت شرم سے جھک جاتا ہے جب کوئی سنتا ہے کہ فرعون ہذہ الامۃ کے لقب سے ملقب ظالم و جابر بد بخت ابوجہل عمرو بن ہشام نے ایک مظلوم و مسکین، غریب و نادار اور لاچار خاتون کو زیر ناف نیزہ مار کر صرف اس لئے موت کے گھاٹ اتار دیا کہ وہ کہتی تھی: ''رَبِّىَ اللّٰهُ'' ''میرا رب اللہ ہے۔''

اگر اس امت کے فرعون نے یہ حرکت پس پردہ بھی کی ہوتی تب بھی وہ قابل سرزنش و قابل ملامت ہوتا اور انسانیت اسے بخشنے کو تیار نہ ہوتی! پھر ایسی صورت میں اس کا جرم کس قدر قابل نفرت اور گھناؤنا ہو جاتا ہے کہ اس نے یہ سب کچھ قریش کی آنکھوں کے سامنے کیا؟

(یہ واقعہ سیرت و تاریخ کی کتابوں کے علاوہ حدیث کی متعدد کتابوں میں بھی مذکور ہے۔ دیکھئے السیرۃ الشامیۃ :۲/۴۸۱، ومسند امام احمد، مستدرک حاکم وغیرہ)

(۲)

مرحوم والد کے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک

صحیح مسلم میں سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

(أَبَرُّ الْبِرِّ أَنْ يَصِلَ الرَّجُلُ وُدَّ أَبِيهِ)

''سب سے اعلیٰ نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔'' (صحیح مسلم، البر والصلۃ، حدیث: 2552)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک ہی کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کا مظاہرہ کرنے میں پیش پیش رہتے تھے۔ والد کے انتقال کے بعد جب کسی صحابی کی ملاقات والد کے دوست سے ہوتی تو وہ انتہائی تواضع کے ساتھ اپنے والد کے دوست سے ملتے۔ جہاں تک ہوسکتا اس کی عزت واکرام کرتے۔ حدیث کی کتابوں میں سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ ایک دفعہ وہ مکہ مکرمہ جارہے تھے۔ راستے میں ان کی ملاقات ایک بدو سے ہوگئی۔ سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے سلام کیا اور پوچھنے لگے کہ کیا تم فلاں ابن فلاں نہیں ہو؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں میں وہی ہوں۔

پھر سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے اپنا وہ گدھا دے دیا جس پر وہ خود سواری کیا کرتے تھے، پھر اپنے سر سے عمامہ اتارا اور وہ بھی اس بدو کے سر پر رکھ دیا۔ بدو یہ چیزیں لے کر چلا گیا۔ اس سفر میں حضرت عبداللہ بن دینار بھی ساتھ تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ایک بدو کی اتنی تکریم کرتے ہوئے دیکھا تو ہم میں سے چند ساتھیوں نے ان سے کہا: اللہ آپ پر رحم کرے، یہ عرب کے بدو لوگ ہیں، انہیں تو معمولی

چیز بھی دے دی جائے تو خوش ہوجاتے ہیں۔ آپ نے اپنا قیمتی گدھا جس پر آپ خود سواری کرتے ہیں اسے کیوں دے دیا؟ پھر آپ نے اپنے سر کا عمامہ بھی اس بدو کے سر پر رکھ دیا۔

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ساتھیوں کے جواب میں فرمایا: میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

(إِنَّ أَبَرَّ الصِّلَةِ صِلَةُ الرَّجُلِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ بَعْدَ مَا تَوَلّٰى)

''آدمی کے لئے سب سے بڑھ کر صلہ رحمی یہ ہے کہ وہ اپنے باپ کے انتقال کے بعد بھی اس کے دوستوں کے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہے۔''

(شعب الایمان للبیہقی: 199/6، 200، حدیث: 7897، نیز یہ حدیث آپ مسند احمد: 91/2 میں بھی دیکھ سکتے ہیں)

اعلیٰ ترین نیکی

اسی مفہوم کی ایک اور حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

(مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَصِلَ أَبَاهُ فِي قَبْرِهِ فَلْيَصِلْ إِخْوَانَ أَبِيهِ مِنْ بَعْدِهِ)

''جس کو یہ بات پسند ہے کہ وہ اپنے والد کی، اس کی قبر میں بھی صلہ رحمی کرے، (یعنی مرنے کے بعد بھی اس کے ساتھ صلہ رحمی کرے) تو اسے چاہئے کہ اپنے والد کے انتقال کے بعد اس کے ساتھیوں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔''

(مسند أبی یعلی: 37/10، حدیث: 5669، وصحیح ابن حبان: 175/2، حدیث: 432، وسلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ: 417/3، حدیث: 1432، وصحیح الجامع الصغیر: 1034/2، حدیث: 5960)

حافظ عراقی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے:

''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا: سب سے اعلیٰ نیکی باپ کے انتقال کے بعد اس کے دوستوں سے صلہ رحمی کرنا ہے۔ یہ اس لئے فرمایا: زندگی میں تو کسی قسم کی خوشامد اور چاپلوسی کا وہم ہوسکتا ہے لیکن باپ کے انتقال کے بعد اس کے دوستوں سے صلہ رحمی کرنے میں کسی قسم کی چاپلوسی اور دکھلاوے کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا، اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مرنے کے بعد والد کے

دوستوں سے صلہ رحمی کرنے کو اعلیٰ ترین نیکی بتایا ہے۔''

(اتحاف السادۃ المتقین ،شرح احیاء علوم الدین: 290/7)

سیّدہ خدیجہ کی وفات کے بعد ان کی سہیلیوں سے حسن سلوک

اس موقع پر علامہ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بہت ہی عمدہ بات لکھی ہے:

(وَقَدْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهْدِى لِصَدَائِقِ خَدِيْجَةَ بِرًّابِهَا وَوَفَاءً لَّهَا وَهِيَ زَوْجَتُهُ، فَمَا ظَنُّكَ بِالْوَالِدَيْنِ)

''نبی کریم ﷺ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ان کی سہیلیوں کی خدمت میں تحفے تحائف بھیجا کرتے تھے۔ یہ عمل آپ ﷺ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ وفاداری اور صلہ رحمی کے طور پر کرتے تھے۔ بیوی کے ساتھ جب آپ ﷺ کی صلہ رحمی کا یہ حال تھا تو آپ کا والدین کے بارے میں کیا خیال ہے؟''

(احکام القرآن لابن العربی: 183/3)

مذکورہ واقعہ اور احادیث سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ شریعت اسلامیہ میں والدین کے دوستوں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کی کتنی فضیلت اور اہمیت ہے۔ ریاض الصالحین کی شرح میں اس حدیث کے تحت لکھا ہوا ہے:

''ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اس قدر وسیع ہیں کہ صلہ رحمی اور نیکی کا باب وسیع سے وسیع تر ہوتا جاتا ہے۔ صلہ رحمی کا یہ سلسلہ صرف ماں باپ تک محدود نہیں ہے، بلکہ ماں باپ کے محبین کو بھی شامل کیا گیا ہے اگر آپ نے اپنی والدہ کی سہیلیوں کے ساتھ حسن سلوک کیا تو گویا آپ نے اپنی والدہ ہی کے ساتھ حسن سلوک کیا۔ اسی طرح جب آپ اپنے والد کے دوستوں کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں تو دراصل اپنے والد ہی کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر عظیم احسان ہے کہ اس نے ہمارے لئے ہر طرف سے نیکی کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ بندہ جدھر سے چاہے اور جب چاہے بے شمار نیکیاں اپنے دامن میں سمیٹ سکتا ہے۔'' (شرح ریاض الصالحین: ۲۴۹/۵، ۲۵۰)

(۳)

اچھے لوگ کون ہیں؟

حضرت سیّدنا زید بن عباس علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: جب خلیفہ ہارون الرشید علیہ الرحمۃ نے حج کیا تو ان سے کہا گیا کہ اس سال زمانے کے مشہور ولی حضرت سیّدنا شیبان علیہ الرحمۃ بھی حج کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ جب خلیفہ ہارون الرشید علیہ الرحمۃ نے یہ سنا تو اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ بڑے ادب واحترام سے انہیں میرے پاس لے آؤ، ہم ان کی صحبت سے فیض یاب ہونا چاہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت سیّدنا شیبان علیہ الرحمۃ کو بڑے ادب و احترام کے ساتھ امیر المومنین ہارون الرشید علیہ الرحمۃ کے پاس لایا گیا۔ خلیفہ نے انہیں اپنے پاس بٹھایا اور عرض کی: مجھے کچھ نصیحت کیجئے تاکہ میں آخرت میں نجات پا جاؤں۔ حضرت سیّدنا شیبان علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ''اے امیر المومنین! میں عربی زبان سے اچھی طرح واقف نہیں، آپ کسی ایسے شخص کو بلوالیں جو میری ترجمانی کر سکے۔''

چنانچہ ایک ایسے شخص کو لایا گیا جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ترجمانی کر سکے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص سے کہا: ''امیر المومنین سے کہہ دیجئے کہ جو شخص تجھے عذابِ آخرت سے ڈراتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے خوف نہ ہونا جب تک تو امن والی جگہ (جنت) میں نہ پہنچ جائے، ایسا شخص اس سے بہتر ہے جو تجھے لمبی لمبی امیدیں دلاتا ہے اور کہتا ہے کہ بس اب تو تو بخش دیا گیا ہے حالانکہ ابھی تیری زندگی باقی ہے اور ابھی تو امن والی جگہ میں پہنچا ہی نہیں؟

نصیحت کرنے والوں کی دو قسمیں

ترجمان نے امیر المومنین کو یہ بات بتائی تو اس نے کہا: ''اپنے ان کلمات کی مزید

Scanned with CamScanner

وضاحت فرمادیں۔" آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمان سے فرمایا: "امیر المومنین سے کہہ دو کہ نصیحت کرنے والوں میں تجھے دو قسم کے لوگ ملیں گے ایک تو وہ جو تجھے اس طرح نصیحت کریں گے: "اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ سے ہر دم ڈرتے رہو تم بھی اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ایک فرد ہو مگر تم پر ایک بہت بڑی ذمہ داری آپڑی ہے اللہ تعالیٰ نے تمہیں لوگوں پر امیر مقرر فرمایا ہے اور ان کے مسائل حل کرنے کی ذمہ داری تمہیں سونپی ہے۔ کل بروز قیامت تم سے تمہاری ذمہ داری کے متعلق پوچھا جائے گا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، عدل وانصاف سے کام لو، کسی کے ساتھ ظلم نہ کرو، سیدھا راستہ اختیار کرو، دشمنانِ اسلام سے جنگ کرنے کا موقع آئے تو ان سے بھر پور انداز میں جہاد کرو اور اپنے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ہر وقت ڈرتے رہو کبھی بھی اپنے آپ کو لوگوں سے بالاتر نہ سمجھو۔ ہر دم اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپتے رہو۔"

اے امیر المومنین! نصیحت کرنے والوں کی دوسری قسم میں ایسے لوگ شامل ہیں جو تمہیں اس طرح کہیں گے: "اے امیر المومنین! آپ تو بڑی شان والے ہیں، آپ کو آخرت کے معاملے میں زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ آپ تو نبی کریم، رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں میں سے ہیں لہٰذا اب آپ بے فکر ہو جائیں۔"

پھر اس قسم کی باتیں کرنے والے لوگ تمہیں کسی غلط بات پر ٹوکتے بھی نہیں اور مسلسل ایسی باتیں کرتے ہیں کہ خوفِ آخرت جاتا رہتا ہے اور ایسی امیدوں کی وجہ سے بندہ آخرت کے معاملات سے بالکل بے فکر ہو جاتا ہے۔ ایسے لوگ تمہیں اُمیدیں ہی دلاتے رہیں گے اور تم اپنے آپ کو مغفرت یافتہ لوگوں میں شمار کرنے لگو گے حالانکہ ابھی نہ تو تمہیں امان ملی اور نہ ہی ابھی تم امن والی جگہ (جنت) میں داخل ہوئے۔

اے امیر المومنین! ان دوسری قسم کے لوگوں سے پہلی قسم کے لوگ اچھے ہیں۔ عشرہ مبشرہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جنہیں دنیا میں ہی جنت کی خوشخبری دے دی گئی تھی لیکن پھر بھی ان کا عمل مزید بڑھتا ہی گیا۔ خوفِ خدا میں مزید اضافہ ہی ہوا۔ انہوں نے کبھی بھی یہ سوچ کر کوئی نامناسب کام نہیں کیا کہ ہمیں تو جنت کی بشارت مل گئی اب ہم جو چاہیں کریں بلکہ وہ پاکیزہ

لوگ ہر آن اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہتے۔ انہوں نے خوف ورجاء والا معقول راستہ اختیار کیا، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس بھی نہیں ہوئے اور اس کے غضب سے بے خوف بھی نہ ہوئے لہٰذا اے امیر المومنین! راستہ وہی اچھا ہے جو معتدل ہو نہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا چاہیے کہ اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضور نبی کریم، رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کی وجہ سے بڑی شان ملی ہے اور آخرت میں بھی شفاعت ضرور نصیب ہوگی لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے خوف بھی نہیں ہونا چاہیے۔"

حضرت سیدنا شیبان علیہ الرحمۃ کی یہ حکمت بھری باتیں سن کر امیر المومنین خلیفہ ہارون الرشید علیہ الرحمۃ اور ان کے ساتھی زار وقطار رونے لگے۔ پھر امیر المومنین رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی: "کچھ اور نصیحت فرمائیے۔" آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "ان پر عمل کر لو یہ تمہارے لئے کافی ہیں۔" اتنا کہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ امیر المومنین کے پاس سے تشریف لے گئے۔

(عیون الحکایات)

(۴)

جو کرنا ہے آج کرلے

(امام ابن ابی الدنیا) عبداللہ فرماتے ہیں مجھے محمد بن حسین نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن محمد حمید نے انہوں نے زہیر بن نعیم سے سنا، وہ فرماتے ہیں: حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے، اے انسان! تجھے صرف آج کا دن میسر ہے کل کا نہیں۔ آج ہی تو کچھ کرلے، اگر تجھے کل آئندہ کا روز میسر ہوگیا تو اس میں بھی عمل کرسکے گا جس طرح آج کے روز کرسکا، اور اگر آج کچھ عمل نہ کیے تو کل بھی نہ کرسکے گا اور پھر کل قیامت میں اپنی اس کوتاہی پر افسوس کرے گا جو تو نے بارگاہ خداوندی میں کی ہوگی۔ (کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

☆ آپ ہی فرماتے ہیں: مجھے ہارون بن سفیان نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن صالح عجلی نے خبر دی، انہیں ابن ابی غنیۃ نے، وہ فرماتے ہیں: امام اوزاعی نے اپنے ایک بھائی کی طرف لکھا کہ تو ہر طرف سے گھرا ہوا ہے، ہر دن ورات تجھے ہانک رہے ہیں، چنانچہ اللہ اور اس کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈر! اور ہر وقت اللہ ہی کا دھیان رکھ! والسلام۔

(حلیۃ الاولیاء ۲/۱۴۰۔ صفوۃ الصفوہ ۴/۲۵۵)

☆ آپ فرماتے ہیں: مجھے محمد نے خبر دی انہیں معاذ ابو عون ضریر نے وہ فرماتے ہیں: میں ایک مرتبہ جنگل میں قبرستان کے قریب کھڑا تھا، مغرب کے بعد کا وقت تھا، لوگوں کی آمد ورفت بند ہوچکی تھی۔ ریاح قیسی روتے ہوئے میرے قریب سے گزرے وہ یہ کہتے جارہے تھے، اے لیل ونہار! تم نے میری زندگی کا کتنا حصہ ختم کردیا! اور میں غفلت میں پڑا ہوا ہوں حالانکہ میری عمر ختم ہورہی ہے، انا للہ، انا للہ، وہ یہی کلمات دہراتے جارہے تھے حتیٰ کہ میری نگاہوں سے اوجھل ہوگئے۔ (حلیۃ الاولیاء ۶/۱۹۳)

ایک پادری کا قول

امام ابن ابی الدنیا عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے حرملہ بن یحییٰ سے خبر پہنچی، انہیں عبداللہ بن وہب نے خبر دی، انہیں سفیان بن عینیہ نے، انہیں نجران کے ایک قبطی نے بتایا: وہ کہتے ہیں کہ یہ نجران کے ایک پادری کا قول ہے سورج کی گردش نے اور اس کے طلوع ہونے نے وہاں لے جا چھوڑا جہاں غروب ہی نہیں جب طلوع ہوتا ہے تو سرخ ہوتا ہے اور غروب ہوتا ہے تو ورس گھاس کی طرح زرد ہوتا ہے۔ آج کا دن دیکھو کیا رنگ لاتا ہے۔ اللہ کے فیصلے کے مطابق کل گزشتہ تو جاتا رہا۔

یاد رہے: یہ پادری قریس بن ساعدہ ایادی ہے۔ عرب کا مشہور عقلمند تھا، بڑی لمبی عمر پائی نبوت سے قبل آپ ﷺ سے ملاقات ہوئی۔ آپ کے متعلق پوچھا کہ کون ہیں۔ پھر فرمایا ایک بڑی امت ان کے ساتھ اٹھے گی۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے محمد بن سہل بن بسام ازدی نے خبر دی وہ ہشام بن محمد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: صلتان عبدی نے فرمایا۔ (الشعر والشعراء ۱/۵۰۲)

دن ورات کی گردش نے بچوں کو بوڑھا بنا دیا اور بوڑھوں کو فنا کردیا۔ رات جب دن کو فنا کر ڈالتی ہے تو اس کے بعد نیا دن آنکلتا ہے، ہم صبح وشام اپنی ضروریات پوری کرتے ہیں۔

مگر دنیا والوں کی ضروریات تو کبھی ختم ہی نہیں ہوتیں۔ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کی حاجتیں بھی ختم ہوجاتی ہیں اور جب تک زندہ رہتا ہے اس کی حاجتیں بھی باقی رہتی ہیں۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے محمد بن حسین نے خبر دی انہیں منہال بن یحییٰ بصری نے انہیں بحرین کے ایک ایاس بن حمزہ نامی شخص نے وہ فرماتے ہیں: ایک قریشی عورت جسے ''ماجدہ'' کہا جاتا تھا اور بحرین میں رہتی تھیں نے کہا! سورج کے طلوع وغروب نے میری آرزوؤں پر پانی پھیر ڈالا۔ (اب یہ حالت ہوگئی کہ) جو بھی آہٹ سنائی دیتی ہے یا قدم رکھا جاتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ اس کے پیچھے موت ہے۔

(صفوۃ الصفوہ ۴/۴۷)

خبردار! تو ہر وقت سفر میں ہے

امام ابن ابی الدنیا عبداللہ فرماتے ہیں: ابوجعفر قریشی نے مجھے یہ اشعار سنائے۔

ترجمہ: خبردار! یہ دنیا جسے تو دیکھ رہا ہے تجھے تیرے نفس سے دھوکے میں نہ ڈال دے، ساری سوچ وفکر آخرت میں لگا دے اور بس! تجھے آج کے دن سے وہ لہو ولعب میں نہ ڈال دے، جیسے کل گزشتہ تو لہو ولعب میں لگا رہا۔ اگلوں کو ان کی گردش ایام نے ہلاک کر دیا اب ان کی ہلاکت کے بعد تمہیں بھی ہلاک کردے گی۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے محمد بن حسین نے خبر دی، انہیں عون بن عمارہ نے وہ ابومحرز طفاوی سے روایت کرتے ہیں وہ فرمایا کرتے تھے، اللہ کی قسم اگر تم لوگ غافل ہو گئے ہو تو کیا ہوا کچھ اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں جو دن رات میں کسی بھی وقت اللہ کی فرمانبرداری سے غافل نہیں ہوتے۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے ابراہیم بن عبدالملک نے خبر دی وہ ایک قریشی شیخ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: کسی عقل مند نے فرمایا۔ دن اور رات جس کی سواری ہیں یہ تو اسے ضرور لے کر جائیں گی اگرچہ وہ نہ چلے۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: محمود بن حسن نے مجھے یہ اشعار سنائے۔

(بہجۃ المجالس ۲/۳۲۵)

اے وہ شیخ جو اپنے آپ کو بہلا رہا ہے، بڑھاپا تجھ پر چھایا ہوا ہے، اچھی طرح جان لے کہ تو بستر پر سوتے ہوئے بھی سفر میں ہے۔ لیل ونہار بغیر تھکے تجھے منزلیں طے کروا رہے ہیں۔ یکے بعد دیگرے تجھ پر ہلاکت لا رہے ہیں انتہائی ہوشیاری کے ساتھ کام کر رہے ہیں اور تو غفلت میں پڑا ہوا ہے۔ (کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

(۵)

وساوس میں غور وخوض

(ابن جوزی لکھتے ہیں) میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا ہے اور بعض عالموں کو بھی کہ وہ ایسی بنیادی باتوں میں بحث کرنے سے باز نہیں آتے کہ جن سے ناواقف رہنے کا اور ان کی حقیقت میں بحث نہ کرنے کا انہیں حکم دیا گیا ہے۔ مثلاً روح ہے اللہ تعالیٰ نے اسے مخفی رکھا ہے ارشاد ہے ''آپ فرما دیجئے کہ روح میرے رب کے امر سے ہے'' مگر انہوں نے قناعت نہیں اختیار کی اور اس کی ماہیت میں بحث شروع کر دی حالانکہ وہ کچھ بھی حاصل نہیں کر پائے اور نہ ہی کوئی ایک اپنے دعویٰ پر کوئی دلیل قائم کر سکا اور یہی معاملہ عقل کا ہے کہ اس کے موجود ہونے میں کوئی شک نہیں جیسا کہ روح لاریب موجود ہے دونوں چیزیں اپنے آثار سے پہچانی جاتی ہیں اپنی ذاتی حقیقت سے نہیں اگر کوئی یہ سوال کرے کہ ان اشیاء کے اخفا میں کیا راز ہے تو جواب یہ ہے کہ نفس ہمیشہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف ترقی کرتا رہتا ہے اگر وہ ان اشیاء پر مطلع ہوا تو ان کے خالق کی طرف چلنے لگے گا تو اس سے پہلے ہی بعض چیزوں کا مستور رہنا بھی اس کی عظمت کی دلیل ہے کیونکہ جب مخلوق میں بعض چیزیں ایسی ہیں جن کی کنہ اور حقیقت معلوم نہیں ہو سکتی تو اس کی ذات تو بہت ہی عظیم اور بلند وبالا ہے۔

اگر کوئی پوچھتا ہے کہ صواعق کسے کہتے ہیں برق کی کیا حقیقت ہے زلزلے کیا ہوتے ہیں تو یہ جواب کافی ہو سکتا ہے کہ جھنجھوڑنے کی چیزیں ہیں تنبیہات ہیں اور ان کی حقیقت کو مخفی رکھنے کا راز یہ ہے کہ اگر اسے کھول دیا گیا تو ان کی عظمت وہیبت کا معیار گر جائے گا اس نکتہ میں غور کرنے والا جان سکتا ہے کہ واقعی قابل قدر بات ہے جب مخلوقات میں ایسی

Scanned with CamScanner

چیزیں موجود ہیں تو خالق کی عظمت وجلالت کا کیا پوچھنا لہٰذا مناسب ہے کہ یہاں پر اس کے وجود کے دلائل پر اکتفا کی جائے سلسلہ رسالت کے جواز اور قیام پر دلائل دیئے جائیں پھر کتب وحی اور رسولوں کے ذریعہ سے اس کے اوصاف کا تعارف حاصل کیا جائے اور اس سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کی جائے۔

بہت سے لوگوں نے اپنی رائے سے اس کی ذات وصفات میں بحث کی جرأت دکھائی اور اس کے وبال میں مبتلا ہوئے۔

اور جب ہم نے مان لیا کہ وہ موجود ہے اور اس کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سمیع ہے بصیر ہے، حی ہے قادر ہے بس صفات میں اسی قدر جان لینا ہمیں کافی ہوگا آگے غور وخوض کی ضرورت نہیں اسی طرح ہم نے مان لیا کہ وہ متکلم ہے اور قرآن اس کا کلام ہے اس سے آگے بڑھنے کے ہم مکلف نہیں ہیں اسلاف کہیں بھی تلاوت ومتلو اور قرأت ومقروء کے امتیازات میں نہیں لگے اور نہ ہی استواء علی العرش کو اس کی ذات کے لئے ثابت مانا اور نہ ہی ذات کے لحاظ سے نزول فرمانے کی کبھی بات کی بلکہ جیسا بھی نقل میں وارد ہوا بلا کم و کاست مان لیا اور ہم بھی اسی کے قائل ہیں کہ جو دلائل سے ثابت نہیں اس کا اطلاق اس کی ذات کے لئے جائز نہیں یہ چند ایک مثالیں بطور نمونہ درج ہیں انہی پر باقی صفات کو قیاس کر سکتے ہیں اس میں تعطیل سے سلامتی بھی ہے اور تشبیہ سے نجات بھی۔

(صید الخاطر)

(۶)

حضور ﷺ کی مثالی خصوصیات

(1) آپ ﷺ کا خلقت کے اعتبار سے ''اول الانبیاء'' ہونا جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے: ''کان نبیا و آدم بین الروح و الجسد''

یعنی حضور ﷺ اس وقت شرف نبوت سے سرفراز ہو چکے تھے جب کہ حضرت آدم علیہ السلام جسم وروح کی منزلوں سے گزر رہے تھے......

(زرقانی علی المواہب جلد ۵ ص ۲۴۲)

(2) بعثت کے اعتبار سے آپ ﷺ کا خاتم النبیین ہونا......

(3) تمام مخلوق آپ ﷺ کے لئے پیدا ہوئی......

(4) آپ ﷺ کا مقدس نام عرش اور جنت پر تحریر کیا گیا......

(5) تمام آسمانی کتابوں میں آپ ﷺ کی بشارت دی گئی......

(6) آپ کی ولادت کے وقت تمام بت منہ کے بل گر پڑے......

(7) آپ ﷺ کا شق صدر ہوا......

(8) آپ ﷺ کو معراج کا شرف عطا کیا گیا اور آپ ﷺ کی سواری کے لئے براق پیدا کیا گیا......

(9) آپ ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب تبدیلی وتحریف سے محفوظ کر دی گئی......اور قیامت تک اس کی بقاء وحفاظت کی ذمہ داری...... اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لے لی......

(10) آپ ﷺ کو آیۃ الکرسی عطا کی گئی......

Scanned with CamScanner

(11) آپ ﷺ کو تمام خزائن الارض کی کنجیاں عطا کر دی گئیں......

(12) آپ ﷺ کو جوامع الکلم کے معجزہ سے سرفراز کیا گیا......

(13) آپ ﷺ کو رسالت عامہ کے شرف سے ممتاز کیا گیا......

(14) آپ ﷺ کی تصدیق کے لئے معجزہ شق القمر ظہور میں آیا......

(15) آپ ﷺ کے لئے اموال غنیمت کو حلال فرمایا گیا......

(16) تمام روئے زمین کو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لئے مسجد اور پاکی حاصل کرنے (تیمم) کا سامان بنا دیا......

(17) آپ ﷺ کے معجزات (بالخصوص قرآن مجید) قیامت تک باقی رہیں گے......

(18) اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو ان کے نام لے کر پکارا......مگر آپ ﷺ کو اچھے اچھے القاب سے پکارا......

(20) اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی رسالت......آپ کی حیات......آپ کے شہر......آپ کے زمانے کی قسم یاد فرمائی......

(21) آپ ﷺ تمام اولاد آدم کے سردار ہیں......

(22) آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے دربار میں ''اکرم الخلق'' ہیں......

(23) آپ ﷺ کے بعد......آپ کی ازواج مطہرات کے ساتھ نکاح کرنا حرام ٹھہرایا گیا......

(25) ہر نمازی پر واجب کر دیا گیا کہ بحالت نماز ''السلام علیک ایہا النبی'' کہہ کر آپ ﷺ کو سلام کرے......

(26) اگر کسی نمازی کو بحالت نماز حضور ﷺ پکاریں......تو وہ نماز چھوڑ کر آپ کی پکار پر دوڑ پڑے......یہ اس پر واجب ہے اور ایسا کرنے سے اس کی نماز فاسد بھی نہیں ہو گی......

(27) اللہ تعالیٰ نے اپنی شریعت کا آپ ﷺ کو مختار بنا دیا ہے......آپ ﷺ جس

کے لئے جو چاہیں حلال فرما دیں اور جس کے لئے جو چاہیں حرام فرما دیں......

(28) آپ ﷺ کے منبر اور قبر انور کے درمیان کی زمین......جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے......

(29) صور پھونکنے پر سب سے پہلے آپ ﷺ اپنی قبر انور سے باہر تشریف لائیں گے......

(30) آپ ﷺ کو مقام محمود عطا کیا گیا......

(31) آپ ﷺ کو شفاعت کبریٰ کے اعزاز سے نوازا گیا......

(32) آپ ﷺ کو قیامت کے دن ''لواء الحمد'' عطا کیا گیا......

(33) آپ ﷺ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے......

(34) آپ ﷺ کو حوض کوثر عطا کیا گیا......

(35) قیامت کے دن ہر شخص کا نسب و تعلق منقطع ہو جائے گا......مگر آپ ﷺ کا نسب و تعلق منقطع نہیں ہو گا......

(36) آپ ﷺ کے سوا کسی نبی کے پاس حضرت اسرافیل علیہ السلام نہیں اترے......

(37) آپ ﷺ کے دربار میں بلند آواز سے بولنے والے کے اعمال صالحہ برباد کر دیے جاتے ہیں......

(38) آپ ﷺ کو حجروں کے باہر سے پکارنا حرام کر دیا گیا......

(39) آپ ﷺ کی ادنیٰ سی گستاخی کرنے والے کی سزا قتل ہے......

(40) آپ ﷺ کو تمام انبیاء علیہم السلام سے زیادہ معجزات عطا کئے گئے......(فہرست زرقانی علی المواہب ج ۵)

برکاتِ کتابت معجزات

قاضی القضاۃ محمد بن ابراہیم مالکی المصری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے معجزات میں سے یہ دس چیزیں ہیں کہ اگر ان کو لکھ کر گھر میں رکھا جائے تو گھر کو آگ نہ لگے گی......اور اگر ان کو لکھ کر آگ پر رکھا جائے تو آگ بجھ جائے گی......

Scanned with CamScanner

(1) ما وقع ظلله ﷺ علی الارض قط......

آپ ﷺ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا......

(2) ما ظهر بوله علی الارض قط ......

آپ ﷺ کا بول زمین پر ظاہر نہیں ہوتا تھا......

(3) لم يقع الذباب عليه قط......

آپ پر مکھی کبھی نہیں بیٹھی......

(4) لم يحتلم قط......

آپ کو کبھی بھی احتلام نہیں ہوا......

(5) لم يتثاوب قط......

آپ ﷺ نے کبھی جمائی نہیں لی......

(6) لم تهرب منه دابة رکبها قط......

اس جانور نے کبھی بھی سرکشی نہیں کی جس پر آپ سوار ہو جاتے......

(7) ولد مختونا......

آپ ﷺ مختون (ختنہ شدہ) پیدا ہوئے......

(8) تنام عيناه ولا ينام قلبه......

آپ ﷺ کی آنکھیں سوتی تھیں دل بیدار رہتا تھا......

(9) ينظر من ورائه كما ينظر من امامه......

آپ ﷺ اپنے پیچھے بھی اسی طرح دیکھتے ...... جیسا کہ آپ اپنے آگے دیکھتے تھے......

(10) كان اذا جلس علی قوم کانت كتفاه اعلیٰ منهم......

جب آپ ﷺ کسی مجلس میں بیٹھتے ......تو آپ سب سے بلند اور اونچے نظر آتے تھے......اور محدثین نے ان دس میں سے بعض میں کلام کیا ہے۔

حاکم نے مستدرک میں باسناد سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے......ہم رسول اللہ

ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ ایک بدو اعرابی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا......

''یارسول اللہ! اپنی نبوت و رسالت کی کوئی نشانی (معجزہ) دکھائیں......'' تو تاجدار ہفت اقلیم ﷺ نے فرمایا......

''جا اس درخت کو جو اللہ سبحانہٗ کی تسبیح پڑھ رہا ہے اسے کہو وہ سامنے رسول اللہ ﷺ تجھے بلاتے ہیں......''

اعرابی کا درخت کو جا کر اتنا کہنا تھا کہ وہ خوشی سے جھوم اٹھا......وجد میں آ کر پہلے اپنی جڑوں کو باہر نکالا اور خوشی اور مسرت سے جھومتا ہوا بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہو گیا اور اپنا سر قدموں پر رکھ دیا......یہ معجزہ دیکھ کر اعرابی صحابی بن گیا......(المستدرک للحاکم)

قرآن میں اعضائے مصطفیٰ ﷺ کا ذکر

(1) ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں آپ کے ایک ایک عضو کی صفت بیان فرمائی ہے...... چنانچہ روئے تاباں کے بارے میں فرمایا:

''قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ'' (پ۲ البقرہ ۱۴۴)

''ہم دیکھ رہے ہیں......بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا......''

(2) آپ ﷺ کی آنکھ مبارک کے بارے میں فرمایا:

''لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ......'' (الحجر ۸۸)

''اپنی آنکھ اٹھا کر آپ نہ دیکھیں''

(3) آپ ﷺ کی زبان مبارک کے بارے میں فرمایا:

''فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ'' (مریم ۹۷)

''تو ہم نے قرآن تمہاری زبان پر یونہی آسان فرمایا''

(4) آپ ﷺ کے دست مبارک اور آپ کی گردن شریف کے بارے میں فرمایا:......

Scanned with CamScanner

"وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ " (اسرائیل ۲۹)

''اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھیے''

(5) آپ کے سینہ مبارک اور کمر شریف کے بارے میں فرمایا:

"اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ o وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ o الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ o "(الم نشرح)

''کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا اور تم پر سے وہ بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑ دی تھی......''

(6) آپ ﷺ کے قلب اطہر کے بارے میں فرمایا:

"نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ ......"(البقرہ ۹۷)

''قرآن کو آپ کے قلب پر نازل کیا......''

(7) علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ لوح پر لکھا ہوا ہے:

"لا الہ الا اللہ وحدہ دینہ الاسلام و محمد عبدہ و رسولہ"

''ایک اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں......اس کا دین اسلام ہے......محمد اس کے بندے اور رسول ہیں...... جو اللہ پر ایمان رکھے گا' اس سے وعدہ کی تصدیق کرے گا اور اس کے پیغمبر کی اتباع کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا......''۔ (بغوی)

(۷)

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی

عاشق صادق کی نگاہ اتنی پرتاثیر ہوتی ہے کہ جہاں پڑتی ہے اپنا اثر چھوڑ جاتی ہے۔

حضرت خواجہ غلام حسن سواگ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگوں میں سے تھے۔ ان کی خدمت میں کوئی کافر آتا اور آپ اس کی طرف نگاہ بھر کر دیکھتے تو وہ مسلمان ہو جاتا، ایسے کئی نوجوان ہندو مسلمان بن گئے۔

ہندوؤں نے ان کے خلاف مقدمہ درج کرا دیا کہ یہ آدمی ہمارے نوجوانوں کو زبردستی مسلمان بناتا ہے۔ چنانچہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو عدالت میں طلب کیا گیا۔ آپ تشریف لے گئے اور پوچھا کہ مجھے کس وجہ سے بلایا گیا ہے؟ مجسٹریٹ نے کہا: آپ پر الزام یہ ہے کہ آپ ہندو نوجوانوں کو زبردستی مسلمان بناتے ہیں۔

حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر بہت حیران ہوئے پھر ایک طرف دعویٰ دائر کرنے والے ہندو کھڑے تھے ان کی طرف متوجہ ہو کر ایک سے پوچھا: ارے میاں کیا میں نے آپ کو مسلمان بنایا ہے؟ اس نے جواب میں کلمہ پڑھ دیا۔ پھر دوسرے، تیسرے اور چوتھے کی طرف اشارہ کیا تو سب نے کلمہ پڑھ دیا۔ مجسٹریٹ خود ہندو تھا اس کو ڈر ہوا کہ کہیں میری طرف بھی اشارہ نہ کر دیں کہنے لگا بس بات سمجھ میں آ گئی، مقدمہ خارج کر کے آپ کو باعزت بری کیا جاتا ہے۔

☆ شاہ عبدالقادر صاحب کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے دہلی کی ایک مسجد میں اٹھارہ سال اعتکاف کی نیت سے گزارے اسی دوران میں قرآن مجید کا ترجمہ بھی مکمل کیا۔ جب مسجد سے باہر نکلے تو سامنے ایک کتے پر نظر پڑ گئی، اس کی یہ حالت ہوگئی کہ جذب طاری

Scanned with CamScanner

رہتا دوسرے کتے اس کے پیچھے چلتے۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ العین حق (نظر لگنا حق ہے) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض کو نظر لگی تو نبی ﷺ نے اسے اتارنے کا طریقہ بتایا۔ سوچنے کی بات ہے کہ جس نظر میں حسد ہو کینہ ہو بغض ہو اگر وہ اثر کر سکتی ہے تو عشاق کی وہ نگاہ جس میں اخلاص ہو رحمت ہو شفقت ہو وہ اپنا اثر کیوں نہیں دکھا سکتی۔

عاشق صادق کی زبان میں ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ ایک طرف سے تو اس سے نکلی ہوئی دعا اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول کر لی جاتی ہے دوسری طرف ان کی بات مخلوق کے دل میں اترتی چلی جاتی ہے عام انسان وہی بات کرے تو دوسرے پر اثر نہیں ہوتا مگر سوز عشق رکھنے والا اگر وہی بات کرے گا تو دل کی گہرائیوں میں اترتی چلی جائے گی۔

بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے تحصیل علم سے فارغ ہو کر گھر آئے تو ایک محفل میں حضرت نے اسے فرمایا: بیٹا یہ سالکین کی جماعت تمہارے ساتھ بیٹھی ہے، انہیں کچھ نصیحت کرو۔ صاحبزادے نے علوم و معارف سے بھرپور وعظ کیا مگر لوگ ٹس سے مس نہ ہوئے۔ بالآخر حضرت نے فرمایا: فقیرو! کل ہم نے دودھ رکھا تھا کہ سحری کریں گے مگر بلی آئی اور اسے پی گئی۔ بس یہ بات سنتے ہی سب لوگ دھاڑیں مار کر رونے لگ گئے۔

محفل کے اختتام پر گھر پہنچے تو حضرت نے صاحبزادے سے فرمایا: بیٹا تم نے اتنا اچھا بیان کیا مگر کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی میں نے عام بات کہی لوگوں پر گریہ طاری ہو گیا۔ صاحبزادے نے کہا ابا جان یہ تو آپ ہی سمجھا سکتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا: جب دل سوز عشق سے بھرا ہو تو زبان سے نکلی ہوئی ہر بات میں تاثیر ہوتی ہے۔

(عشق الٰہی)

(۸)

حضرت شیخ محقق کا پرنور عقیدہ

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ۱۰۵۲ھ میں فوت ہوئے۔ مشکوۃ شریف ص ۷۰ پر ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کے محبوب دانائے غیوب ﷺ نے فرمایا: فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ یعنی میں نے ان تمام چیزوں کو جان لیا جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں۔ حضرت شیخ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

ایں عبارت است از حصول تمامۂ علوم جزوی و کلی و احاطۂ آں ۔(اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۳۳۳)

حضور ﷺ کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو تمام جزوی و کلی علوم حاصل ہو گئے اور آپ نے ان کا احاطہ کر لیا۔ اور تحریر فرماتے ہیں:

وے مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم داناست بھمہ چیز از شیونات ذات الٰھی و احکام صفات حق و اسماء و افعال و آثار و بجمیع علوم ظاہر و باطن و اوّل و آخر احاطہ نمودہ و مصداق فوق کل ذی علم علیم شد۔

پیارے مصطفی ﷺ تمام چیزوں کے جاننے والے ہیں۔ آپ نے اللہ کی شانوں، اس کی صفتوں کے احکام، اسماء، افعال، آثار اور تمام علوم اوّل و آخر اور ظاہر و باطن کا احاطہ فرما لیا ہے اور آپ فوق کل ذی علم علیم کے مصداق ہوئے۔ (مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۳)

اور حضور ﷺ کے ذکر فضائل میں تحریر فرماتے ہیں۔

اززمان آدم تا نفخۂ اولیٰ بروے علیہ السلام منکشف ساختند تاھمہ احوال اورا زاول و آخر معلوم گردد و یاران خود رانیز از بعضے احوال خبر داد ۔(مدارج النبوۃ ج ا ص ۱۴۴)

حضرت آدم علیہ السلام سے صور پھونکنے تک سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر فرما دیا تاکہ اوّل سے آخر تک تمام احوال آپ کو معلوم ہو جائیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض حالتوں کی خبر اپنے صحابہ کو بھی دی۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رضی اللہ عنہ نے ان تحریروں سے اپنا عقیدہ واضح کر دیا کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے غیب داں ہیں کہ انہیں جزوی وکلی تمام علوم حاصل ہیں اور وہ اوّل وآخر اور ظاہر وباطن کل علوم کا احاطہ فرمائے ہوئے ہیں۔

(۹)

بے ادبی وبدظنی

ایک مرتبہ حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ابوتراب نخشی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے تشریف لائے۔ کھانے کے لئے دسترخوان بچھایا گیا تو وہاں ایک نوجوان کھڑا تھا۔ حضرت شفیق رضی اللہ عنہ نے اسے کھانے پر بلایا۔ حضرت شفیق: اے نو آ ہمارے ساتھ کھانے میں شامل ہو جا۔ جوان: میں روزہ سے ہوں۔ حضرت شفیق: ہمارے ہمراہ کھالے، اور تیرے لئے ایک ماہ کے روزوں کا ثواب، جوان: انکار، حضرت ابو یزید: آ جا کھالے، اور تیرے لئے ایک ماہ کے روزوں کا ثواب، جوان نے پھر انکار کیا تو حضرت ابو یزید نے فرمایا: جو اللہ کی نظر سے گر گیا اسے چھوڑ و۔ وہ نوجوان ایک سال کے بعد چور بن گیا۔ اسی جرم میں گرفتار ہوا اور اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ (اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے اولیاء کی بے ادبی سے بچائے اور غضب سے مامون فرمائے۔ آمین)

☆ شیخ ابوالحسین نوری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک خادمہ تھی جس کا نام زیتونہ تھا۔ اس نے اپنا واقعہ خود بیان کیا کہ ٹھٹھرتی ہوئی سردی کے زمانے میں میں نے حضرت شیخ نوری رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ کچھ کھانے کے لئے لاؤں؟ حضرت نے دودھ اور روٹی لانے کو فرمایا۔ میں دودھ اور روٹی لے کر حاضر ہوئی۔ آپ کے پاس کوئلہ رکھا ہوا تھا جسے آپ ہاتھ سے الٹ پلٹ کر رہے تھے۔ کوئلے کی سیاہی ہاتھ میں لگی ہوئی تھی۔ آپ نے کھانا شروع کیا اور اسی ہاتھ سے کوئلے کو پلٹایا اور کوئلہ میں آگ بھڑک اٹھی۔ دودھ آپ کے ہاتھ پر بہنے لگا۔ میں نے جی میں خیال کیا۔ اے اللہ! تجھے پاکی ہے تیرے اولیاء کیسے ہیں، ان میں صفائی نہیں؟ خادمہ بیان کرتی ہے کہ میں جب حضرت کے گھر سے نکلی اتنے میں ایک عورت آ کر

مجھ سے لپٹ گئی اور کہنے لگی تو نے میرے کپڑوں کی گٹھڑی چرائی ہے اور مجھے کوتوال کے پاس گھسیٹ لے گئی۔ حضرت شیخ نوری کو اطلاع ہوئی تو کوتوالی میں تشریف لے آئے اور فرمایا: زیتونہ کو چھوڑ دو کیونکہ وہ اولیاء اللہ میں سے ہے۔ کوتوال: مگر میں کیسے چھوڑ دوں اس پر چوری کا الزام ہے اور عورت نے اسی پر دعویٰ کیا ہے۔ اتنے میں ایک کنیز کپڑوں کی پوٹلی لے کر آئی اور حضرت نے کپڑے اس کی مالکہ کے حوالے کر کے زیتونہ سے کہا: ''پھر کہو گی اولیاء اللہ کیسے ناصاف ہوتے ہیں۔'' زیتونہ نے کہا: ''میں توبہ کرتی ہوں۔''

دانت جُڑ گئے اور غدود غائب ہوگیا

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ کے پاس ایک فوجی کا عام شہری سے جھگڑا ہو گیا۔ بات ہاتھا پائی تک پہنچی۔ شہری نے فوجی کے دانت توڑ دیئے۔ فوجی نے اسے پکڑ لیا اور کہا میں تجھے بادشاہ کے پاس لے چلوں گا۔ لوگوں نے کہا یہاں حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں ان کے پاس چلے جاؤ۔ دونوں حضرت کی خدمت میں آئے اور ماجرا سنایا۔ آپ نے فوجی کے دانتوں میں اپنا لعاب دہن شریف لگا کر انہیں ان کے مقام پر چپکا دیا۔ فوجی نے جب دانتوں پر زبان پھیری تو وہ دانت بالکل مضبوط جمے ہوئے تھے اور ذرا بھی ناہمواری نہ تھی۔

☆ ایک یمنی شخص کے ہاتھ میں غدود تھا، جسے دفع کرنے کے لئے اس نے بہت دوا ودعا سے کام لیا مگر ختم نہیں ہوا۔ وہ شخص حضرت ابن عُجیل علیہ الرحمہ کی خدمت میں پہنچا اور کہنے لگا: ''اگر آپ نے بھی میرا یہ مرض ختم نہیں کیا تو فقراء کے اوپر سے میرا حسن ظن ختم ہو جائے گا۔'' آپ نے اس کی بات سن کر لاحول پڑھا اور اس کے غدود کو اپنے ہاتھ سے چھو کر اس پر کپڑے کی پٹی باندھ دی اور فرمایا اس پٹی کو گھر پہنچ کر کھولنا۔ وہ شخص اپنے ہمراہیوں کے ساتھ وہاں سے چل کر ایک قریہ میں پہنچے اور وہاں روٹی اور دودھ سے بنا ہوا کھانا (ثراقہ) کھایا۔ کھانا کھانے کے لئے اس نے بے خیالی میں پٹی کھول دی تو ہاتھ میں غدود نہ تھا۔ نہ اس کی کوئی علامت تھی بلکہ اسے یہ اندازہ لگانا مشکل ہوگیا کہ غدود ہاتھ کے کس حصہ میں تھا؟

گم شدہ بیل و دستاویز مل گئی

ایک شخص کا بیل گم ہوگیا۔ وہ عارف فقیہ محمد بن حسین بجلی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا۔ حضرت نے فرمایا اگر اپنا بیل واپس چاہتے ہو تو فلاں جگہ چلے جاؤ ہمارے شیخ ہل جوت رہے ہوں گے۔ ان سے اپنا بیل واپس لئے بغیر نہ آنا۔ چنانچہ وہ شیخ محمد بن ابوبکر حکمی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا کر ان سے لپٹ گیا اور کہا میرا بیل مجھے لوٹاؤ۔ وہ شیخ کو جانتا نہ تھا بلکہ وہ تو یہ سمجھ رہا تھا کہ انہوں نے ہی میرا بیل چرا لیا ہے۔ حضرت شیخ نے دریافت کیا کہ تجھے میرے پاس کس نے بھیجا ہے؟ بیل کے مالک نے شیخ محمد بن حسین کا نام بتایا اور کہنے لگا یہ باتیں چھوڑیئے مجھے میرا بیل چاہئے۔ آپ نے اس سادہ مزاج کسان کی حالت پر رحم کھا کر تبسم فرمایا اور کہا جا فلاں جگہ تیرا بیل ایک پیڑ سے بندھا ہوا ہے جا کر کھول لے۔ وہاں گیا تو واقعی بیل موجود ہے۔ اس نے اپنا بیل کھولا اور فرحاں وشاداں لے کر واپس آگیا۔ اب چور جس نے وہاں بیل لے جا کر باندھا وہ پہنچا تو بیل نہ پایا اور رنجیدہ وغمزدہ لوٹا بلکہ آثم وگنہگار اور خائب وخاسر ہوا اور حضرت شیخ اس کی باریابی کرا کے اجر وثواب کے مستحق ہوئے۔

☆ ایک شخص کے سو دینار کسی پر قرض تھے۔ وصول یابی کی تاریخ آئی تو پتہ چلا کہ دستاویز جو قرض کا ثبوت تھی گم ہے۔ وہ دوڑتا ہوا حضرت بنان الحمال رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچا اور دعا کرنے کو کہا۔ انہوں نے فرمایا میں بوڑھا ہو چکا ہوں، اور میں حلوہ پسند کرتا ہوں۔ جا کر بازار سے ایک رطل حلوہ بندھا ہوا لاؤ تو میں تمہارے لئے دعا کرتا ہوں وہ بازار سے حلوہ لایا آپ نے فرمایا: جس کاغذ میں حلوہ رکھا ہے وہ کھول کر میرے سامنے رکھو۔ اس نے کاغذ جو کھولا تو دیکھا وہی اس کی دستاویز ہے۔ حضرت نے فرمایا اپنی دستاویز لے جا اور حلوا لے جا کر اپنے بچوں کو کھلا دے۔ وہ شخص لے کر خوشی خوشی چل دیا اور آپ نے حلوے سے نہ کچھ لیا نہ چکھا۔

آپ نے فرمایا: ''ایک بار میں اکیلے صحرا میں گیا، وہاں مجھے وحشت محسوس ہوئی۔ ہاتف غیبی کی آواز آئی، کیا عہد شکنی کرتے ہو؟ وحشت کیوں ہو رہی ہے۔ کیا دوست تمہارے ہمراہ نہیں ہے؟'' (روض الریاحین)

Scanned with CamScanner

(۱۰)

جب تمہیں خوشی ملے

"اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا جَآءَهٗ اَمْرٌ سُرُوْرٌ اَوْ بُشِّرَ بِهٖ خَرَّ سَاجِدًا شَاکِرًا لِّلّٰهِ"

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی خوشی والا معاملہ یا خوشخبری ملتی تو اللہ کے حضور سجدہ میں گر پڑتے (اور شکرانے کا سجدہ کرتے) (ابو داؤد، الجہاد، باب فی سجود الشکر: ۲۷۷۴)

نیز حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز گھر سے نکلے تو میں بھی آپ کے پیچھے ہو گیا آپ کھجوروں کے ایک باغ میں داخل ہوئے اور (وہاں) بہت لمبا سجدہ کیا حتیٰ کہ مجھے یہ خدشہ لاحق ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح ہی نہ قبض کر لی ہو۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا اور فرمایا: "اے عبدالرحمٰن کیا بات ہے؟" میں نے ساری بات بتائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (اِنَّ جِبْرِیْلَ اَتَانِیْ فَبَشَّرَنِیْ فَسَجَدْتُ لِلّٰهِ شُکْرًا) "بیشک جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے مجھے بشارت دی (خوشخبری سنائی) تو میں اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ ریز ہو گیا۔"

(صحیح الترغیب والترھیب، الذکر والدعاء، باب الترغیب فی اکثار الصلوٰۃ علی النبی۔ ۱۶۵۸، الحاکم: ۱/۲۲۲)

خوشخبری یہ سنائی تھی کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے گا میں اس پر رحمت نازل کروں گا اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلام بھیجوں گا۔

(مسند احمد ۱/۱۹۱)

اور میں فرطِ خوشی سے سجدے میں گر گیا

جنگ تبوک سے پیچھے رہنے والے تین افراد ھلال بن امیہ، مرارہ بن ربیعہ اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہم ان میں سے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ تبوک سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ناراض ہو گئے، آپ کی محبت میں سارے لوگ دشمن بن گئے۔ زندگی میں اندھیرا چھا گیا۔ کوئی کلام کرنا پسند کرتا نہ کوئی ساتھ بیٹھنا پسند کرتا۔ جس کی طرف بھی چہرہ کرتا وہ نظریں پھیر لیتا ہے۔ گھر والوں کو بھی علیحدہ ہونے کا حکم دے دیا جاتا ہے۔ لوگ طعنہ دینے لگے او کعب! جس کے لئے ساری دنیا کو چھوڑا تھا وہ بھی آج تجھ سے ناراض ہو چکا ہے، آنکھوں سے چھم چھم پانی جاری ہے، بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر دعائیں کرتا ہوں مگر چالیس دن گزر گئے۔ میرے لئے زندگی اجیرن بن گئی۔ توبہ کے دروازے بند ہو گئے۔ آخر کار پچاسویں رات صبح کے وقت نماز فجر کی ادائیگی کے بعد میں گھر کی چھت پر بیٹھا تھا کہ ایک آدمی نے سلع پہاڑی پر چڑھ کر آواز لگائی: "یَا کَعْبَ بْنَ مَالِكٍ اَبْشِرْ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا"

"اے کعب خوش ہو جاؤ! (کہ تمہاری توبہ قبول ہو چکی ہے) میں اسی وقت فرط خوشی سے سجدے میں گر پڑا۔" (بخاری، المغازی باب حدیث کعب: ۴۴۱۸)

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ

۱۴۲۰

(۱۱)

خوش نصیب نوجوان

پانچ ساتھی تھے۔ ان کا تعلق ایک ہی بستی سے تھا۔ وہ دیہی علاقے کے رہنے والے تھے۔ پانچوں اپنی بستی سے چند کلومیٹر کے فاصلے پر موجود ایک دوسری بستی میں کام کرتے تھے۔ ان کی بستی بہت چھوٹی تھی۔ وہاں کام کے بہت کم مواقع تھے۔ وہاں ایک دن کام کرنے کے بعد کئی دنوں تک کام کے لئے انتظار کرنا پڑتا تھا، اس لئے وہاں کے لوگ قریبی شہروں میں جاکر روزی کماتے تھے۔

وہ پانچوں دوست بھی روزی کی تلاش میں اپنی بستی سے نکل کر دوسری بستی میں آئے تھے۔ وہاں انہیں اچھا خاصا کام مل گیا۔ وہ جس بستی میں کام کر رہے تھے، وہ ان کی اپنی بستی سے قریب ہی تھی لیکن وہ روزانہ اپنے گاؤں نہیں جاتے تھے۔ کیونکہ ان کا بیشتر وقت کام ہی میں گزر جاتا۔ اسی لئے انہوں نے یہ طے کیا کہ ہفتہ میں صرف ایک مرتبہ اپنے گھر والوں سے ملنے جایا کریں گے، البتہ ان میں سے ایک شخص ایسا نہیں کرتا تھا۔ وہ روزانہ شام ہوتے ہی اپنی بستی کی طرف روانہ ہو جاتا اور عشاء کی نماز کے بعد اپنے گھر پہنچتا۔ وہ انتہائی تیز رفتاری کے ساتھ راستہ طے کرتا، تاکہ جلدی سے اپنے گھر پہنچ جائے۔

گھر پہنچ کر وہ اپنے والدین کی خدمت کرتا، ان کے ساتھ رات گزارتا۔ صبح سویرے فجر کی نماز پڑھ کر دوبارہ اس بستی کی طرف چل پڑتا جہاں وہ کام کرتا تھا۔ اس کے چاروں دوست اس کا مذاق اڑایا کرتے تھے اور اس کے اس عمل کو احمقانہ فعل گردانتے تھے۔ وہ کہتے کہ آخر تمہیں کیا مصیبت پڑی ہے کہ روزانہ کام کی تھکن سے نڈھال ہونے کے باوجود تم اپنے گھر چلے جاتے ہو؟ اپنی جان کی بھی پروا نہیں کرتے، جبکہ رات کے وقت راستہ کئی

خطرات سے پُر ہوتا ہے۔ تمہاری ابھی شادی ہوئی ہے نہ تمہاری کوئی اولاد ہے جن کے بارے میں تمہیں کسی قسم کا اندیشہ لاحق ہو۔

میں روزانہ جنت میں سوتا ہوں

ایک دن اس نوجوان مزدور نے اپنے ساتھیوں کے جواب میں کہا: اگر یقین مانو تو میں تمہیں بتلائے دیتا ہوں کہ دراصل میں روزانہ رات کو جنت میں سونے کے لئے جاتا ہوں۔ یہ بات سن کر اس کے چاروں ساتھی ہنس پڑے۔ انہیں اپنے ساتھی کی بات عجیب سی لگی۔ وہ اس کا مذاق اڑانے لگے۔ انہوں نے اپنے نوجوان ساتھی سے یہاں تک کہہ دیا کہ دوست! آج سے پہلے ہم تمہیں ایک عقلمند انسان سمجھتے تھے مگر آج تمہاری یہ بے تکی بات سن کر ہمیں یقین ہوگیا ہے کہ بستی سے باہر رہنے کے سبب تمہاری عقل ماری گئی ہے۔ اب تو تمہیں کسی ڈاکٹر کے پاس جاکر اپنے دماغ کا علاج کرانا چاہئے۔

نوجوان نے اپنے ساتھیوں سے کہا: ”اگر تمہیں میری بات پر یقین نہیں آرہا تو ایسا کرتے ہیں کہ ہم اپنے درمیان کسی کو جج مقرر کر لیتے ہیں۔ اس کی عدالت میں اپنی اپنی باتیں رکھتے ہیں تاکہ وہ فیصلہ کر دے کہ میں اپنی بات میں سچا ہوں یا جھوٹا؟

چنانچہ وہ پانچوں ساتھی مسجد کے امام کی خدمت میں پہنچے اور اپنی اپنی باتیں بیان کرنے لگے۔ امام نے چاروں ساتھیوں کی باتیں سننے کے بعد پانچویں ساتھی سے پوچھا: ”نوجوان! تم کیا کہتے ہو؟ تمہارے ساتھی تمہارے بارے میں جو کچھ کہہ رہے ہیں کیا یہ سچ ہے؟“

نوجوان نے جواب دیا: امام صاحب! اصل بات یہ ہے کہ میں اپنے ماں باپ کا اکلوتا بیٹا ہوں۔ ان کی دیکھ بھال اور اخراجات کی تمام تر ذمہ داری مجھ پر ہے۔ میں نہ کماؤں تو گھر میں فاقہ کشی کی نوبت آجائے۔ میرے والدین کی خواہش ہوتی ہے کہ میں زیادہ تر وقت انہی کے ساتھ گزاروں۔ میں نہیں چاہتا کہ انہیں گھر میں تنہا چھوڑ دوں، اس لئے میں اللہ کے بھروسے پر مغرب کی نماز پڑھ کر اپنی بستی کی طرف روانہ ہو جاتا ہوں۔ راستے میں خطرات کا خدشہ تو ضرور رہتا ہے مگر ایک طرف یہ خطرات ہیں تو دوسری طرف میری جان

Scanned with CamScanner

سے زیادہ عزیز ماں باپ ہیں۔ میں روزانہ اپنے والدین کی خدمت ہی کے لئے جاتا ہوں۔ جب عشاء کے بعد گھر پہنچتا ہوں تو وہ کھانے سے فارغ ہو کر بسا اوقات سو جاتے ہیں۔ جب میں اپنے والدین کو نیند کی حالت میں دیکھتا ہوں تو انہیں جگانا مناسب نہیں سمجھتا۔ میں خاموشی سے کھا پی کر ان کے قدموں کے پاس چادر اوڑھ کر سو جاتا ہوں۔ صبح ہوتی ہے تو نماز فجر کے لئے انہیں جگاتا ہوں، وضو کے لئے پانی دیتا ہوں۔ ناشتہ بنا کر انہیں کھلاتا ہوں، پھر ان کی دیگر ضروریات پوری کر کے واپس کام کے لئے اس بستی میں آجاتا ہوں۔ میں اپنے اس عمل پر اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اس بات کی توفیق بخشی ہے۔ مجھے روزانہ آنے جانے میں مشقت تو ضرور جھیلنی پڑتی ہے مگر جب میں رات کے سنانے میں اپنے والدین کے قدموں کی چھاؤں میں سوتا ہوں اور صبح کام کے لئے گھر سے نکلتا ہوں تو مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میں نے رات جنت میں بسر کی ہے۔ میرا دل بڑا مطمئن ہوتا ہے۔ اسی بنا پر میں نے دوستوں کے سامنے یہ کہا ہے کہ میں روزانہ جنت میں رات گزارتا ہوں۔

جنت ماں کے قدموں میں ہے

نوجوان مزدور کی باتیں سننے کے بعد امام مسجد اس کے چاروں ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: اللہ کی قسم! تمہارے اس ساتھی نے بالکل سچ کہا ہے۔ کیا تم نے نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی نہیں سنا کہ آپ نے والدین کے بارے میں کیا فرمایا ہے؟ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: (اَلْجَنَّةُ تَحْتَ اَقْدَامِ الْاُمَّهَاتِ)

''جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔''

یہ حدیث بہت معروف ہے اور اس کی ہم معنی حدیث متعدد کتب حدیث میں وارد ہے۔ دیکھئے: (سنن النسائی الجہاد، حدیث 3106)

میں تمہارے اس دوست کو اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک اور صلہ رحمی پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم بھی اپنے والدین کے ساتھ اسی طرح حسن سلوک کرو، تاکہ تمہاری راتیں بھی جنت کی فضا میں گزریں۔

(اس واقعے کیلئے دیکھئے کتاب: قصص مؤثرۃ فی بر وحقوق الوالدین، ص 31،32، تالیف فتح الرحمن محمد حسن جمیل)

(۱۲)

ظلم کا انجام

حضرت سیدنا عبدالمنعم رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے اور وہ حضرت سیدنا وہب علیہ الرحمۃ سے روایت کرتے ہیں کہ کسی ملک میں ایک ظالم و مغرور بادشاہ رہا کرتا تھا۔ اس نے ایک عظیم الشان محل بنوایا اور اس کی تعمیر پر کافی مال خرچ کیا، جب تعمیر مکمل ہو چکی تو اس نے ارادہ کیا کہ میں سارے محل کا دورہ کروں اور دیکھوں کہ یہ میری خواہش کے مطابق بنا ہے یا نہیں۔ چنانچہ بادشاہ نے اپنے چند سپاہیوں کو ساتھ لیا اور محل کو دیکھنے چل پڑا۔ اندر سے دیکھنے کے بعد اس نے محل کے بیرونی حصوں کو دیکھنا شروع کیا اور محل کے ارد گرد چکر لگانے لگا۔ ایک جگہ پہنچ کر وہ رک گیا اور ایک جھونپڑی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا: ''یہ ہمارے محل کے ساتھ جھونپڑی کس نے بنائی ہے؟'' سپاہیوں نے جواب دیا: ''چند روز سے یہاں ایک مسلمان بوڑھی عورت آئی ہے، اس نے یہ جھونپڑی بنائی ہے اور وہ اس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتی ہے۔''

جب بادشاہ نے یہ سنا تو بڑے مغرورانہ انداز میں بولا: ''اس غریب بڑھیا کو یہ جرأت کیسے ہوئی کہ ہمارے محل کے قریب جھونپڑی بنائے؟ اس جھونپڑی کو فوراً گرا دو۔'' حکم پاتے ہی سپاہی جھونپڑی کی طرف بڑھے، بڑھیا اس وقت وہاں موجود نہ تھی۔ سپاہیوں نے آن کی آن میں اس غریب بڑھیا کی جھونپڑی کو ملیامیٹ کر دیا۔ بادشاہ جھونپڑی گروانے کے بعد اپنے دوستوں کے ہمراہ اپنے نئے محل میں چلا گیا۔

جب بڑھیا واپس آئی تو اپنی ٹوٹی ہوئی جھونپڑی کو دیکھ کر بڑی غمگین ہوئی اور لوگوں سے پوچھا: ''میری جھونپڑی کس نے گرائی ہے۔''

Scanned with CamScanner

جس کا حامی ہو خدا

''لوگوں نے بتایا: ''ابھی کچھ دیر قبل بادشاہ آیا تھا، اسی نے تمہاری جھونپڑی گروائی ہے۔'' یہ سن کر بڑھیا بہت غمگین ہوئی اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یوں عرض گزار ہوئی: ''اے میرے پاک پروردگار! جس وقت میری جھونپڑی توڑی جارہی تھی، میں موجود نہ تھی لیکن میرے رحیم وکریم پروردگار! تو تو ہر چیز دیکھتا ہے، تیری قدرت تو ہر شیء کو محیط ہے، میرے مولیٰ! تیرے ہوتے ہوئے تیری ایک عاجز بندی کی جھونپڑی توڑ دی گئی۔''

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس بڑھیا کی آہ وزاری اور دعا مقبول ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ اس پورے محل کو بادشاہ اور اس کے سپاہیوں سمیت تباہ و برباد کردے۔'' حکم پاتے ہی حضرت سیّدنا جبرائیل علیہ السلام زمین پر تشریف لائے اور سارے محل کو اس ظالم بادشاہ اور اس کے سپاہیوں سمیت زمین بوس کردیا۔''

(عیون الحکایات)

(۱۳)

ہر گھڑی کے گزرنے کو غنیمت سمجھو

(امام ابن ابی الدنیا) عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے محمد بن حسین نے خبر دی انہیں عبداللہ بن عثمان بن حمزہ بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں عمار بن عمر بجلی نے انہوں نے عمر بن ذر سے سنا وہ فرمارہے تھے، لوگو! اللہ تم پر رحم فرمائے اس رات اور اس کی تاریکی میں اپنے لئے عمل کرلو۔ قابل رشک ہے وہ جس پر لیل ونہار کی خیر وبھلائی میں رشک کیا جائے اور محروم وہ ہے جو ان دونوں کی خیر سے محروم رہے۔ یہ تو اہل ایمان کے لئے ان کے رب کی فرمانبرداری کا ایک راستہ ہیں اور دوسروں پر اپنے آپ سے غافل ہونے کی وجہ سے وبال ہیں۔ اپنے آپ کو اللہ کے ذکر سے زندہ کرلو۔ قلوب کو اللہ کے ذکر سے زندگی ملتی ہے۔ کتنے ہی ایسے لوگ ہیں جو اس رات کی تاریکی میں اللہ کے سامنے کھڑے ہیں اور جن کا قیام قبر والوں کے لئے قابل رشک ہے اور کتنے ہی لوگ اس رات میں غفلت کی نیند سورہے ہیں، جس وقت اہل طاعت کو اللہ تعالیٰ اعزاز واکرام سے نوازے گا' تو ان کی یہ طویل نیندیں ان کے لئے قیامت کے روز حسرت وندامت کا باعث ہوں گے۔ دن، رات اور گھڑیوں کے گزرنے کو غنیمت سمجھو، اللہ تم پر رحم فرمائے۔ (حلیۃ الاولیاء ۵/۱۰۹)

☆ آپ فرماتے ہیں: مجھے محمد بن حسین نے خبر دی، انہیں محمد بن سعید اصفہانی نے، وہ فرماتے ہیں: میں نے بکر عابد سے سنا وہ فرمارہے تھے کہ یوں کہا جاتا تھا، تیری زندگی کا ایک ایک دن کٹ رہا ہے۔

آج اور کل

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے محمد بن حسین نے خبر دی' انہیں محمد بن سنان باہلی نے وہ

فرماتے ہیں: منصور ظفاری عبادت گزار، خستہ حال تھے، ان کے کسی ساتھی نے مجھے خبر دی کہ کسی نے ان سے زمانے کی شکایت کی تو فرمایا: آنے والے کل کو آج کی طرح سمجھ اور آج کے دن کو عمر گزشتہ خیال کر اور تمام کاموں میں اللہ سے خیریت کا سوال کر وہی عطا کرنے والا ہے وہی روکنے والا ہے۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے احمد بن ابراہیم نے خبر دی وہ قران بن تمام سے روایت کرتے ہیں وہ ابوبشر سے وہ بکر بن عبداللہ مزنی سے وہ فرماتے ہیں:: اللہ تعالیٰ جس دن کو بھی اہل دنیا پر بھیجتا ہے وہ ندا دیتا ہے، اے انسان! مجھے غنیمت سمجھ شاید میرے بعد تجھے اور کوئی دن بھی نصیب نہ ہو اور رات بھی کہتی ہے: اے انسان مجھے غنیمت سمجھ! شاید میرے بعد تجھے کوئی اور رات نصیب نہ ہو۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے عمر بن شبہ نے حارثہ بن بدر کے یہ اشعار سنائے:

میں نے تجربہ کر لیا کہ سلیقے کے بغیر کوئی زندگی نہیں اور زمانہ گھومنے والے ڈول کی طرح ہے اور آج کا دن گزشتہ کل اور آئندہ کل کی طرح ہے اور ہر ایک گزر جائے گا۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے ابوجعفر نے یہ اشعار سنائے اور فرمایا: عیسیٰ احمر نے مجھے یہ اشعار سنائے ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء ۵/۱۸)

ہائے موت! ہائے جدائی اور ہلاکت! دنیا کے ہر جوڑ کے لئے توڑ ہے۔

ہم کب تک دنوں کو شمار کرتے رہیں گے، ہم تو صرف دو دنوں کے درمیان ہیں ایک دن تو وہ جو گزر چکا، اور ایک وہ جس کی ہمیں توقع ہے شاید وہی دن سب سے زیادہ ہلاکت لانے والا ہے۔ زمانے نے کتنی ہی دوستیوں میں تفریق کر دی۔

اب ایسے ہو گئے، گویا کہ وہ کبھی دوست ہی نہ تھے، میں نے دنیا کے ہاتھ کو تفریق اور جدائی کرتے دیکھا۔ کبھی بھی دنیا کے ہاتھ سے دو شخصوں پر مطمئن نہ ہونا۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے محمد بن حسین نے خبر دی، انہیں عبدالرحمان بنیانی نے انہیں عمر بن ذر نے وہ فرماتے ہیں: میں نے سعید بن جبیر کے ابوعمر کی طرف لکھے جانے والے خط میں پڑھا ''مومن کی زندگی کا ہر دن غنیمت ہے۔''

دن اور رات

عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے حسین بن عبدالرحمٰن اور ابومحمد بزاز نے خبر دی وہ ابوعبداللہ یمانی سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے والد سے، کہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے مکحول کی طرف لکھا اور وہ مکحول سے بہت محبت کرتے تھے اور اس کی طرف خصوصی توجہ دیتے تھے۔ چنانچہ لکھا کہ اے میرے بھائی! اللہ مجھ پر اور آپ پر رحم فرمائے، اچھی طرح جان لے، اب تو موت کے انتہائی قریب ہے وہ دن دور نہیں کہ تیری موت کا اعلان کیا جائے، لیل ونہار بڑی محبت کے ساتھ زندگیوں کو کم کرنے اور انہیں موت کے قریب کرنے میں لگے ہوئے ہیں، کتنے ہی لوگ چلے گئے، مٹ گئے۔ یہی لیل ونہار قوم نوح، عاد اور ثمود اور ان کے علاوہ بے شمار قوموں کے ساتھ تھے، سب کے سب اپنے رب کے ہاں جا پہنچے! مگر یہ لیل ونہار ابھی تک یونہی نئے ہیں انقلابات زمانہ کے باوجود یہ بوسیدہ نہیں ہوتے، اگلوں کے ساتھ جو معاملہ ہے وہ معاملہ پچھلوں کے ساتھ بھی کرنے کے لئے تیار ہیں، تو بھی اپنے گزشتہ اخوان و اقران اور ہم شکلوں کی طرح ہے۔

تیری مثال اس جسم کی سی ہے جس میں قوت وطاقت نہ رہے صرف جسم کا ڈھانچہ رہ جائے اور بلانے والے کا منتظر رہے۔ ہم جو کچھ نصیحت کر رہے ہیں اس میں اپنے ایام کی بدبختی اور اپنی کوتاہیوں اور تقصیرات سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

(حلیۃ الاولیاء ۵/۱۸)

Scanned with CamScanner

(۱۴)

شانِ خداوندی اور توجہ الی اللہ

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں:

بہت سی مخلوق ایسی دیکھنے میں آئی ہے جس کا وجود کالعدم ہے کچھ تو اپنے خالق ہی کو نہیں جانتے اور کچھ اپنی حس اور شعور کے مطابق مانتے ہیں اور بعض احکام تکلیف کا مقصد نہیں سمجھتے اور کئی ایک زہد کا لبادہ اوڑھنے والے دیکھنے میں آئیں گے جو قیام وقعود کی مشقتیں اٹھاتے ہیں خواہشات کو چھوڑے ہوئے ہیں اور وہ طلب شہرت اور ہاتھوں کی تقبیل (چومنے) سے غافل ہیں جس نے ان میں فراموشی پیدا کر دی ہے اگر ان میں سے کسی سے بات کی جائے تو وہ کہتا ہے کیا یہ بات ہم جیسوں سے کہنے کی ہے اور فلاں فاسق کون ہوتا ہے؟ یہی لوگ ہیں جو مقصود سے بالکل کورے ہیں اور یہی حال اکثر و بیشتر ان علماء کا ہے جو دوسروں کو حقیر جانتے ہیں اور اپنے آپ میں بڑے بنتے اور تکبر کرتے ہیں۔

میں نے دیکھا کہ دنیا میں ان کے وجود کا فائدہ دخول جنت کے فائدہ سے ملتا جلتا ہے کیونکہ ایسے لوگ یا تو درجہ اعتبار میں ہیں کہ ایک عارف کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا استحضار ہوتا ہے جو اس پر منکشف ہو رہی ہیں اور یہ لوگ اس سے محروم ہیں یا پھر یہ لوگ تابع ہیں کہ ان کے ذریعہ سے آبادی کی تکمیل ہو رہی ہے اور نظام معاش قائم ہے اور اس بعید تفاوت کے باوجود حیات اصلاح پذیر ہوتی ہے پھر خاص لوگوں میں بھی فرق ہوتا ہے کیونکہ ایک عارف شخص کے پاس صرف صورت وظاہر پر قناعت کرنے والے لوگوں سے میل جول کی فرصت کب ہوتی ہے چنانچہ ایک زاہد چوپائیوں کے چرواہے کی طرح ہے اور عالم بچوں کے مربی کی مانند ہے اور عارف شخص حکمت کی تعلیم وتلقین کرنے والے کی طرح ہے اور بادشاہ کے

محافظ اور خدمت گار اگر نہ ہوں تو اس کی زندگی مشکل میں پڑ جاتی ہے ایسے ہی ایک عارف کی تکمیل حیات میں یہ بات داخل ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے اشغال واختلاط ان کے حسب درجات رکھے۔ اور ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جو وہاں تک نہیں پہنچے تو ایسے لوگوں کا وجود کلام میں لا زائدہ کی طرح ہوتا ہے جو زائد تو ہوتا ہے مگر تاکید کا فائدہ بھی دیتا ہے اب جو شخص میرے ان اشارات میں غور کرے گا اس کے لئے میرے لفظی اشارے طویل شرح کی بجائے کافی ہو سکتے ہیں۔ (صید الخاطر)

پہچان ومعرفت

مزید فرمایا: میں غور کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرا رزق پہنچانے میں کیا کچھ تدابیر کرتا ہے مثلاً بادل اڑے پھرتے ہیں۔ بارش آہستہ سے نرمی کے ساتھ برستی ہے بیج زمین میں دفن ہوتا ہے جیسے مردہ کو گاڑتے ہیں پھر وہ گداز اور متعفن ہو کر صور[illegible]یں پھونک لگنے کی انتظار کرتا ہے وہ پھونک لگتی ہے تو نکلتا اور سرسبز ہو کر لہلہانے لگتا ہے اور پانی نہ ملے تو دست طلب دراز کرتا ہے عاجزی سے سر جھکا لیتا ہے اور تغیر کا لباس پہن لیتا ہے گویا جس شمسی حرارت کی مجھے حاجت ہے وہ بھی اس کا محتاج ہے پانی کی نمی اور ٹھنڈک اور بادنسیم کے جھونکے اور زمین کی نشو ونما اسے یہ سب کچھ چاہئے سبحان اللہ میری نشو ونما اور غذائی اشیاء کے ان بدلتے ہوئے حالات میں مجھے دکھایا جا رہا ہے کہ تیری اصل اور حقیقی تربیت یوں ہوتی ہے تو اے نفس جو اس کی بعض حکمتوں پر مطلع ہو سکا ہے تیرے لئے اس کے غیر کی طرف متوجہ ہونا خدا کی قسم بے حد قبیح ہے اور پھر اس پر تعجب بھی ہے کہ اپنے جیسے محتاج کو تو کیسے قبول کرنے لگا ہے جو زبان حال سے پکار رہا ہے کہ جناب میرا حال بھی ویسا ہی ہے جیسا آپ کا لہٰذا تجھے اپنے اصل اوّل کی طرح رجوع کرنا چاہئے اور جو مانگو مالک اسباب سے مانگو تجھے مبارک ہے اگر تو اسے پہچان گیا کہ یہی پہچان ومعرفت دنیا اور آخرت کی بادشاہی ہے۔ (ایضاً)

(۱۵)

کیا شان مدینے والے کی

روایت ہے کہ بلخ شہر میں ایک بہت بڑا تاجر انتقال کر گیا...... اس کے دو بیٹے تھے...... دونوں بھائیوں نے باپ کی جائیداد تقسیم کر لی...... میراث میں رسول اکرم ﷺ کے تین بال مبارک بھی تھے...... دونوں بھائیوں نے ایک ایک بال لے لیا...... تیسرا باقی رہ گیا تو بڑے بھائی نے چھوٹے سے کہا:......

''تیسرے بال کے بھی دو حصے ہونے چاہئیں۔'' اس نے کہا:

''نہیں ہرگز نہیں...... حضور ﷺ کے بال مبارک کو کاٹ کر دو حصوں میں بانٹنا توہین ہے......'' بڑے نے کہا:

''اگر یہ بات ہے تو تینوں بال تم رکھو...... اور ساری جائیداد مجھے دے دو...... منظور ہے؟'' اس نے کہا: ''یقیناً مجھے منظور ہے......''

چھوٹے بھائی نے سرکار ﷺ کے تینوں بال مبارک لے لئے اور بڑے نے سارا مال لے لیا......

چھوٹا بھائی حضور ﷺ کے بال مبارک ہمیشہ اپنے سینہ سے لگائے رکھتا...... انہیں چومتا...... آنکھوں سے لگاتا اور درود شریف پڑھتا رہتا...... زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ بڑے کا مال گھٹنا شروع ہو گیا اور چھوٹے کے مال میں برکت ہو گئی...... چھوٹے بھائی کا جب انتقال ہوا تو ایک بزرگ نے خواب میں رسول اکرم ﷺ کو دیکھا...... آپ ﷺ فرمارہے تھے...... سنو! اللہ نے اس شخص کی بخشش کر دی اور میں اس سے راضی ہوں...... یہ حضور ﷺ کے بال مبارک کی برکت تھی...... (شانِ محمد ﷺ کے مثالی واقعات)

بال مبارک کی عظمت

حضور سرورِ دوعالم ﷺ کی ریش مبارک کے دو بال مبارک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مل گئے...... آپ دو بالوں کو بطور تبرک گھر لے آئے اور بڑی تعظیم کے ساتھ اندر ایک جگہ رکھ دیئے...... تھوڑی دیر کے بعد اندر سے قرآن پڑھنے کی آوازیں آنے لگیں...... صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اندر گئے تو تلاوت کی آوازیں تو آرہی تھیں مگر پڑھنے والے نظر نہ آتے تھے......

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا قصہ عرض کیا تو حضور ﷺ نے مسکرا کر فرمایا: ''اِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ یَجْتَمِعُوْنَ عَلٰی شَعْرِیْ وَ یَقْرَءُ وْ الْقُرْاٰنَ......''

''یہ فرشتے ہیں...... جو میرے بال کے پاس جمع ہو کر قرآن پڑھتے ہیں......''

(جامع المعجزات ص)

وہ جس کو خدا نے بڑھایا ہے

آپ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں فرمایا:

''وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ......'' (القلم۴)

بے شک آپ خلق عظیم پر ہیں۔

اللہ رب العزت نے جب آپ کو مخاطب فرمایا: تو آپ کو اچھے اسماء اور عمدہ القاب سے مخاطب فرمایا...... مثلاً: ''یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ ...... یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ'' وغیرہ۔

یہ فضیلت بھی آپ کے علاوہ کسی اور نبی کے لئے مخصوص نہیں...... دیگر انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے ان کے نام لے کر مخاطب فرمایا...... ارشاد ربانی ہے:۔

''یٰٓاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُکَ الْجَنَّۃَ'' (البقرہ:۳۵)

''اے آدم! رہو تم اور تمہاری بیوی اس جنت میں......''

یَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اذْکُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْکَ (المائدہ:۱۱۰)

یَا مُوْسٰی اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ (القصص:۳۰)

یَا نُوْحُ اھْبِطْ بِسَلٰمٍ (ہود:۴۸)

Scanned with CamScanner

يَا دَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ (ص:۲۶)

يَا يَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ (مریم:۱۲)

''اے عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام)! اس نعمت کو یاد کرو جو تجھ پر میں نے کی......

اے موسیٰ (علیہ السلام)! میں ہی اللہ ہوں......

اے نوح (علیہ السلام)! (کشتی سے) اتریئے امن اور سلامتی کے ساتھ......

اے داؤد (علیہ السلام)! ہم نے مقرر کیا ہے آپ کو (اپنا) نائب زمین میں......اے یحییٰ (علیہ السلام) پکڑلو اس کتاب کو''

یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں کہ اگر ایک شخص کو جب آواز دی جائے......تو اسے اس کے اچھے نام اور عمدہ اوصاف سے پکارا جائے......جبکہ دوسرے لوگوں کو جب ندا کی جائے......تو انہیں ان کے ناموں کے ساتھ پکارا جائے......جو نہ ان کے کسی وصف کا اظہار کرتے ہوں اور نہ ہی ان کے کسی خلق کو ظاہر کرتے ہوں......تو یقیناً وہ شخص جس کو اچھے نام اور عمدہ وصف سے پکارا جارہا ہے وہ دیگر لوگوں سے معزز بھی ہوگا اور مقرب بھی......

ذکر مصطفیٰ ﷺ کی رفعت

☆ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں......حضور ﷺ کی شان کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:......''وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ''

اے محمد! ہم نے آپ کے نام کو بلند کر دیا......

اس کی تفسیر خود حضور ﷺ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِيَ'' (روح المعانی ص ۱۶۹ ج ۳۰)

اے محمد ﷺ! جب بندے میرا نام لیں گے تو آپ کا نام بھی لیں گے......جب مؤذن اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے گا تو اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ بھی کہے گا......میرے نام سے آپ کا نام الگ نہیں ہو سکتا......

ورفعنا لک ذکرک میں نے آپ کے نام کو بلند کر دیا......جب میں عالم اور کائنات میں یاد کیا جاؤں گا......تو میری یاد کے ساتھ آپ کا نام بھی لیا جائے گا......

اللہ! اللہ! کیا شان ہے......کیا عزت ہے......اس کو عزت کہتے ہیں......

بخاری شریف میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل سے اس آیت کے معنی پوچھے تو انہوں نے کہا: حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر بھی کیا جائے گا۔

جس دل میں ہے اللہ وہیں رہتے ہیں محمد بھی
اللہ جو کہتا ہے وہی کہتے ہیں محمد بھی

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں: اس آیت وحدیث کا تقاضا یہ ہے کہ ملاء اعلیٰ (آسمانی فرشتے) جب اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو اسی کے ساتھ محمد ﷺ کا ذکر بھی کرتے ہیں......اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝''

''اے محبوب! آپ اپنے رب کے فضل سے دیوانے نہیں ہیں اور بلاشبہ آپ کے لئے نہ ختم ہونے والا اجر ہے......اور یقیناً آپ کی خو بو بڑی اور عظیم ہے......''

اور جس کسی کی یہ خوبیاں ہوں وہ دیوانہ کیسے ہو سکتا ہے؟

☆ حضرت عطاء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ اس آیت میں (رفع ذکر سے مراد) اذان......اقامت......تشہد اور خطبہ منبر (میں آپ کا ذکر ہے) اگر کوئی شخص اللہ کی عبادت اور اس کی تصدیق کرے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی (رسالت کی) شہادت نہ دے تو یہ اس کے لئے بے سود ہے......وہ کافر ہی رہے گا......

حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

Scanned with CamScanner

اَغَرَّ عَلَيْهِ بِالنُّبُوَّةِ خَاتَمٌ
مِنَ اللهِ مَشْهُوْدٌ يَلُوْحُ وَيَشْهَدُ

آپ کی ذات گرامی وہ ہے کہ مہر نبوت اس پر چمک رہی ہے...... اللہ کی طرف سے یہ شہادت ہے جو چمکتی ہے...... اور دیکھی جاتی ہے......

وَضَمَّ الْاِلٰهُ اسْمَ النَّبِيِّ بِاسْمِهٖ
اِذَا قَالَ فِي الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ اَشْهَدُ

اور اللہ نے اپنے نام کے ساتھ نبی علیہ السلام کا نام ملایا ہے...... جب کہ اذان پنجگانہ میں موذن اشہد کہتا ہے......

وَشَقَّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ
فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّ ذَاكَ مُحَمَّدٌ

اور ان کی عزت افزائی کے لئے اپنے ہی نام میں سے ان کا نام نکالا ہے...... پس مالک عرش تو محمود ہے اور وہ محمد ہیں......

بعض علماء نے کہا: رفعت ذکر نبی یہ ہے کہ اللہ نے آپ ﷺ کے لئے (ازل میں) تمام انبیاء علیہم السلام سے میثاق لیا تھا...... اور انبیاء علیہم السلام کے لئے آپ پر ایمان لانے کو لازم کیا تھا...... نیز انبیاء علیہم السلام سے آپ کی فضیلت کا اقرار کرایا تھا......

دشمن نے تیرے جو کچھ ہے کہا

جب عاص بن وائل سہمی نے دیکھا کہ حضور ﷺ مسجد حرام سے باہر تشریف لا رہے ہیں اور وہ اندر جا رہا تھا تو اس نے باب بنی سہم کے پاس حضور ﷺ سے ملاقات کی اور کچھ باتیں کیں...... اس وقت اشقیاء قریش یعنی کفار قریش مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے تھے...... جب عاص مسجد حرام میں داخل ہوا تو وہ کفار قریش اس سے پوچھنے لگے کہ تو کس سے باتیں کر رہا تھا...... اس نے کہا اسی ابتر (بے اولادے) سے......

مطلب اس کا یہ تھا کہ حضور اکرم ﷺ کا ایک فرزند حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تولد ہوا تھا اور اس کا انتقال ہو چکا تھا...... اور اس وقت حضور ﷺ کی اولاد میں کوئی فرزند نہ تھا تو

اس کا جواب حق تعالیٰ نے یہ دیا: ''اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ'' جو آپ کا بدخواہ اور دشمن ہے وہی ابتر اور بے نسلا ہے......

☆ اللہ تعالیٰ نے سرور کائنات ﷺ کو وہ کمالات عطاء فرمائے جو مخلوق کے لئے ممکن ہو سکتے ہیں...... انبیاء علیہم السلام اگر نجوم ہدایت ہیں تو آپ ﷺ آفتاب رسالت ہیں...... نبوت و رسالت کا مبتدا و منتہا آپ کی ذات گرامی ہے...... آپ ﷺ صفات ربانی کا مظہر اور ظل رحمانی ہیں...... اس لئے جہاں حق تبارک و تعالیٰ کا ذکر ہوگا وہاں آپ کا ذکر بھی ہوگا......

اسے آپ کیا کہیں گے

کلمہ طیبہ میں اللہ کے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر ہے...... اذان و تکبیر...... درود و تشہد اور خطبوں میں ذکر خداوندی کے ساتھ آپ کا ذکر ہے...... امر اطاعت میں نہی و معصیت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ آپ ﷺ مذکور ہیں......

''اَطِيْعُوا اللهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ...... وَمَنْ يَّعْصِ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ''

عالم بالا کے فرشتے اللہ کے ذکر کے ساتھ آپ ﷺ کا ذکر کرتے ہیں...... قبر میں آپ ﷺ کا ذکر ہے کہ ربوبیت و دین کے ساتھ آپ ﷺ کے بارے میں بھی سوال ہوتا ہے...... حشر میں آپ ﷺ کا ذکر ہوگا...... خلقت آپ ﷺ کی شفاعت سے استفادہ کرے گی......

تمام کتب آسمانی و صحف ربانی میں آپ ﷺ کا ذکر ہے......

سب سے اوّل آپ ﷺ کا نور پیدا ہوا......

خلق میں اوّل آپ ﷺ ہی لائق ذکر ہوئے......

قلم و زبان پر آپ ﷺ ہی کا اسم گرامی پہلے آیا......

لوح محفوظ کی پیشانی...... سر عرش بریں اور جنت کے کنگروں پر آپ ﷺ کا نام مبارک لکھا گیا......

Scanned with CamScanner

الغرض کائنات میں......کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا کہ اشھدان محمداً رسول اللہ موذنوں کی زبانوں سے فضاؤں میں نہ گونجتا ہو...... ہر جگہ ہر وقت اللہ کا نام ہے اور اس کے ساتھ اللہ کے رسول ﷺ کا نام بھی ہے......مگر تین مقام پر صرف اللہ کا نام ہے......

(۱) اذان کے اخیر میں لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے......

(۲) چھینکنے کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ......

(۳) اور ذبح کے وقت بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ......

رُوْحِیَ الْفِدَآءُ لِمَنْ اَخْلَاقُهٗ شَهِدَتْ
بِاَنَّهٗ خَيْرُ مَوْلُوْدٍ مِّنَ الْبَشَرِ

میری جان ان پر قربان جن کے اخلاق شاہد ہیں......کہ وہ بنی نوع انسان میں سب سے افضل ہیں......

سرِ عرش پہ جو جائے

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو خطاب کر کے کہا:

"اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا"

تو گواہ کیسے؟......باقی نبی بھی گواہ......تو بھی گواہ......

آدم علیہ السلام نے گواہی دی......جنت سے نکل کر......

نوح علیہ السلام نے گواہی دی......طوفان کی موجوں میں اتر کر......

زکریا علیہ السلام نے گواہی دی......آرے کے نیچے چر کر......

ابراہیم علیہ السلام نے گواہی دی......آتش نمرود میں گر کر......

اسماعیل علیہ السلام نے گواہی دی......چھری کے نیچے آ کر......

موسیٰ علیہ السلام نے گواہی دی......دریائے نیل کی موجوں میں اتر کر......

ایوب علیہ السلام نے گواہی دی......آزمائش میں آ کر......

یونس علیہ السلام نے گواہی دی......مچھلی کے پیٹ میں آ کر......

یوسف علیہ السلام نے گواہی دی......کنوئیں میں جا کر......

یعقوب علیہ السلام نے گواہی دی......چالیس سال رو کر......

عیسیٰ علیہ السلام نے گواہی دی......آسمان پہ جا کر......

اور محمد ﷺ نے گواہی دی......عرش پہ آ کر......یعنی معراج کی رات......اسی کو قرآن نے کہا:

"اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا"

ساری کثرت پاتے یہ ہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ ہمارے درمیان تشریف فرما تھے......اچانک اونگھ آ گئی......پھر تبسم فرماتے ہوئے سر انور اوپر اٹھایا......

ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کس وجہ سے تبسم فرما رہے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ابھی ابھی مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے......

پھر آپ ﷺ نے بسم اللہ شریف پڑھ کر:

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝ تلاوت فرمائی......جب تلاوت فرما چکے تو فرمایا:

کیا تم جانتے ہو کوثر کیا ہے؟......ہم نے عرض کیا:

"اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں......"

اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

"فانه نهر وعدنيه ربي وعليه خير كثير هو حوض ترد عليه امتي يوم القيامة آنيته عدد الكواكب"

"یہ جنت میں ایک نہر ہے......جس کا میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے اور اس میں بہت زیادہ خیر ہے......وہ ایک حوض ہے جس پر روز قیامت میری امت اپنی پیاس بجھانے کے لئے آئے گی......اس کے برتن ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں گے......

امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں اس کی وجہ تسمیہ بیان فرماتے ہیں:

Scanned with CamScanner

(۱) اس نہر کو کوثر اس لئے کہتے ہیں کہ...... اس میں جنت کی دیگر نہروں کے مقابلے میں پانی کی اور بھلائی کی زیادتی ہے...... یعنی اس میں کثرت ہے......

(۲) یا پھر اس لئے کہتے ہیں کہ جنت کی نہریں اس سے پھوٹتی ہیں......

(۳) یا اس لئے کہ اس سے پینے والے کثیر ہوں گے......

(۴) یا پھر اس لئے کہ اس میں منافع کثیر ہیں......

سلام اس پر بُروں کو جس نے فرمایا یہ میرے ہیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

"رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ" (ابراہیم:۳۶)

"اے میرے رب! انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا تو جس نے میری اتباع کی وہ میرا ہے...... اور جس نے میری نافرمانی کی تو بے شک غفور و رحیم ہے......"

اور اس کے بعد "وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى" والی زبان اقدس نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

"اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ○" (مائدہ:۱۱۸)

"اے رب العالمین! اگر تو ان کو عذاب دے تو بے شک تیرے ہی بندے ہیں...... اور اگر تو ان کو بخش دے تو بے شک تو غالب حکمت والا ہے......"

جب اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی تو اپنی گنہگار اُمت یاد آ گئی...... امت کی یاد میں اشکبار آنکھوں سے بارگاہ ایزدی میں ہاتھ اٹھا دیئے اور عرض کیا:

"اللّٰهم امتی امتی و بکی"

اے میرے پروردگار! میری امت...... میری امت...... اس حال میں کہ آپ پر گریہ طاری تھی یعنی آپ ﷺ امت کے غم میں رو رہے تھے......

نہیں دیکھی جاتی مشقت کسی کی

اللہ رب العالمین نے جب اپنے محبوب...... دانائے غیوب...... منزہ عن العیوب ﷺ کو اس حالت میں دیکھا تو فوراً فرمایا: اے جبرائیل...... عرض کی: کیا حکم ہے میرے رب جلیل؟ ارشاد ہوا:

"فقال الله تعالى يا جبرائيل اذهب الى محمد صلى الله عليه وسلم و ربك اعلم فاسأله ما يبكيه فاتاه جبرائيل"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبرائیل! جاؤ میرے محبوب علیہ السلام کے پاس اور جا کر پوچھو اے محبوب! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے...... پس حضرت جبرائیل سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت سراپا عظمت میں حاضر ہوئے...... اور آکر گریہ و زاری کا سبب دریافت کیا...... تو آپ ﷺ نے مذکورہ آیتوں کے متعلق بتایا: ان میں اللہ رب العالمین یوں ارشاد فرماتا ہے...... جبکہ میری گنہگار اُمت کا کیا بنے گا؟......

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں سبب گریہ و زاری عرض کیا...... تو خالق کائنات کا دریائے رحمت جوش میں آیا...... اور اپنے محبوب علیہ السلام کو دلاسا دیا:......

"فقال الله يا جبرائيل اذهب الى محمد صلى الله عليه وسلم فقل له انا سنرضيك فى امتك ولا نسوءك"

(مسلم حوالہ ذکر مصطفیٰ)

"پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبرائیل! جاؤ میرے محبوب کے پاس اور ان سے کہو کہ ہم تمہیں تمہاری اُمت کے بارے میں راضی کریں گے اور تمہیں دل آزردہ نہیں کریں گے......"

وہ ہر عالم کی رحمت ہیں

"وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ" (سورۃ الانبیاء:۱۰۷)

مذکورہ بالا آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ ہر عالم میں رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں......

Scanned with CamScanner

عالم ارواح: وہ عالم جس میں صرف اللہ تعالیٰ نے روحوں کو پیدا کیا تھا اور اجسام نہیں پیدا کیے......

عالم دنیا: یہ عالم جس میں مولیٰ کریم نے اجسام پیدا فرمائے......فرما رہا ہے قیامت تک پیدا فرماتا رہے گا......

عالم برزخ: موت کے بعد ارواح مولا کریم نے جہاں جہاں چاہے رکھ دیئے ......علیین میں اور سجین میں......

عالم حشر ونشر: جہاں سب انسانوں کے جسموں کو ان کی قبور سے اٹھائیں گے......اور ارواح کو ان میں داخل کر کے میدان حشر میں جمع کریں گے......

وہاں حسب و کتاب ہوگا......بہشتی بہشت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہوں گے......

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بنایا

حضرت علامہ سیّد محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۲۷۰ھ) اپنی عظیم معرکۃ الآرا تفسیر روح المعانی میں اس آیت مقدسہ (وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وَ كَوْنُهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحْمَةً لِّجَمِيْعِ بِاعْتِبَارِ اَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَاسِطَةُ الْفَيْضِ الْاِلٰهِيِّ عَلَى الْمُمْكِنَاتِ عَلٰى حَسْبِ الْقَوَابِلِ وَلِذَا كَانَ نُوْرُهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلَ الْمَخْلُوْقَاتِ"

"حضور ﷺ کا تمام کائنات کے لئے رحمت ہونا اس اعتبار سے ہے کہ عالم امکان کی ہر چیز کو حسب استعداد و قابلیت جو فیض خداوندی ملتا ہے وہ حضور ﷺ کے واسطے اور وسیلے سے ہی ملتا ہے اسی لئے حضور ﷺ کا نور مخلوقات سے پہلے پیدا فرمایا گیا......فرماتے ہیں حدیث شریف میں ہے......

"اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللهُ نُوْرُ نَبِيِّكَ يَا جَابِرُ" اے جابر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ

نے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا......لکھتے ہیں دوسری حدیث ہے......اَللهُ الْمُعْطِيْ وَاَنَا الْقَاسِمُ ......یعنی اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اور میں (ان رحمت کے خزانوں کو) بانٹنے والا ہوں......"

(تفسیر روح المعانی ج ۱۷ ص ۱۰۵)

سورۂ مدثر اور شانِ مزمل

"يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝" (سورہ مدثر)

"اے چادر اوڑھنے والے! کھڑے ہو جاؤ......پھر ڈر سناؤ اور اپنے رب ہی کی بڑائی بیان کرو......اور اپنے کپڑے پاک رکھو......"

یہ کس عظیم ہستی کا تذکرہ ہے؟

تفسیر قرطبی میں ہے کہ پہلی وحی کے بعد رسول معظم ﷺ حسب معمول غار حرا میں تشریف لے گئے...... جب اپنے معمول عبادت سے فارغ ہوئے اور پہاڑ سے نیچے اترے تو کسی نے آپ ﷺ کو آواز دی......آپ ﷺ نے ہر طرف دیکھا......تو آپ کو کوئی شخص نظر نہ آیا......پھر آپ ﷺ نے آنکھ اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا......تو آپ کو فضا میں کرسی پر بیٹھا ہوا وہی فرشتہ نظر آیا جو غار حرا میں پہلی بار آپ کے پاس آیا تھا......

آپ ﷺ اس کو دیکھ کر ڈر گئے اور آپ ﷺ کے جسم اقدس پر لرزہ کی کیفیت طاری ہوگئی......آپ ﷺ گھر تشریف لائے اور گھر والوں سے فرمایا ''دثرونی'' مجھے چادر اوڑھا دو......کپڑا اوڑھا دو......آپ کپڑا اوڑھ کر لیٹ گئے......تو اسی حالت میں یہ سورت نازل ہوئی......(تفسیر ابن کثیر، تفسیر قرطبی ۱۹/۶۰)

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

"وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى" (سورہ الضحیٰ)

یعنی آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں......

اس میں حق تعالیٰ نے یہ متعین کر کے نہیں بتلایا کہ کیا دے گا......؟ اس میں اشارہ عموم

Scanned with CamScanner

کی طرف ہے کہ...... آپ کی ہر مرغوب چیز آپ کو بے حساب دے گا...... کہ آپ راضی ہو جائیں...... آپ کی ہر مرغوب چیزوں میں دین اسلام کی ترقی...... دین اسلام کا عام طور پر دنیا میں پھیلنا...... پھر امت کی ہر ضرورت...... اور خود آپ ﷺ کا دشمنوں پر غالب آنا...... ان کے ملک میں اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند کرنا اور دین حق پھیلانا سب داخل ہیں...... حدیث میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی...... تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لَا اَرْضٰی وَ وَاحِدٌ مِنْ اُمَّتِیْ فِی النَّارِ......"

"یعنی جب یہ بات ہے تو میں اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک میری امت میں سے ایک آدمی بھی جہنم میں رہے گا......"

(قرطبی)

(۱۶)

محبوبانِ خدا کی موت کے احوال

بندے کی اللہ سے محبت کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ بندہ دیدار الٰہی کا مشتاق ہوتا ہے اور اسی وجہ سے موت سے محبت کرتا ہے! قرآن حکیم میں بھی محبوب حقیقی سے ملاقات کا شوق رکھنے والوں کا تذکرہ ملتا ہے۔ ایک جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(من کان یر جو القاء اللہ فان اجل اللہ لات) (العنکبوت ۵:۲۹)

جو شخص اللہ سے ملنے کی امید (شوق) رکھتا ہے (اس کی تسلی کے لئے اسے معلوم ہونا چاہئے کہ) بس اللہ کا مقرر کیا ہوا (ملاقات کا) وقت آنے والا ہے۔

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے دیدارِ الٰہی کی دعا کرتے ہوئے کہا:

اسألك الشوق الی لقائك (احیاء العلوم)

میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو مجھے اپنی ملاقات کا شوق عطا کر۔

اب آیئے دیکھتے ہیں کہ تصوف کی کتابوں میں علامت محبت میں سے اس علامت کا کس انداز میں تذکرہ کیا گیا ہے۔ قوت القلوب میں شیخ ابو طالب مکی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

محبت کی ایک علامت یہ ہے کہ انسان محبوب سے برملا ملاقات کا آرزو مند ہو اور محبوب کا قرب تلاش کرے یعنی موت کا اشتیاق رکھے اس لئے کہ یہی محبوب سے ملاقات کا ذریعہ ہے اور اس کے دیدار تک پہنچنے کا دروازہ بھی۔

اس کے بعد شیخ نے یہ حدیث نقل کی ہے:

من احب لقاء اللہ احب اللہ لقاءہ و من کرہ لقاء اللہ کرہ اللہ لقاءہ (قوت القلوب)

Scanned with CamScanner

جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات پسند کرتا ہے اور جو اللہ سے ملنا ناپسند کرتا ہے اللہ بھی اس سے ملاقات کو ناپسند کرتے ہیں۔

اللہ سے ملاقات کا شوق

موت کو اہل شوق اس لئے پسند کرتے ہیں کہ وہ محبوب سے ان کی ملاقات کا ذریعہ بنتی ہے اور ظاہر ہے محبوب حقیقی سے محبت پختہ ہوگی تو اس کی ملاقات کا شوق پیدا ہوگا۔ چنانچہ بعض صوفیا نے موت کی محبت کو ہی شوق کا نام دیا ہے۔

رسالہ قشیریہ میں ابوعثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول نقل کیا گیا ہے وہ فرماتے ہیں: شوق کی نشانی یہ ہے کہ انسان فرحت کے ہوتے ہوئے موت سے محبت رکھے۔

اسی طرح حضرت ثوری رحمۃ اللہ علیہ اور بشر بن حارث رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

موت کو صرف شک کرنے والا ہی ناپسند سمجھتا ہے اور واقعۃً بھی ایسے ہی ہے اس لئے کہ ایک حبیب کسی حالت میں بھی محبوب سے ملاقات کو ناپسند نہیں سمجھتا اور یہ محبت وہی پاتا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ سے کامل محبت کرے محبت ہوگی تو خدا تعالیٰ کا اشتیاق پیدا ہوگا اور پھر شوق غیب میں پریشان قلب ہو جائے گا اور اس کی ملاقات کو پسند کرے گا۔

تصوف کی مشہور کتاب ''کیمیائے سعادت'' میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے:

بندے کی اللہ تعالیٰ سے محبت کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ بندہ موت سے کراہت نہ کرے کیونکہ کوئی محب (محبت کرنے والا) اپنے محبوب کے دیدار کو ناپسند نہیں کرتا۔

جناب رسول مقبول ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کے دیدار کو دوست رکھتا ہے خدا بھی اس کے دیدار کو دوست رکھتا ہے۔

موت سے کراہت کرنا

بوبطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک زاہد سے پوچھا: کیا تو موت کو دوست رکھتا ہے؟ اس نے جواب

میں توقف کیا، تو بوبطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اگر تو صادق ہوتا تو موت کو ضرور دوست رکھتا۔

البتہ یہ بات جائز ہے کہ آدمی موت سے محبت کرتا ہو لیکن اس کے جلدی آنے سے کراہت کرے، نہ کہ خود اصل موت سے کراہت کرے اس موت کے جلدی آنے کی کراہت کا سبب یہ ہو کہ ابھی آخرت کا سامان راہ تیار نہ ہوا ہو اور وہ اسے تیار کرنے میں مصروف ہو اور اس خواہش کی خود ایک علامت ہوتی ہے کہ وہ ہر وقت آخرت کا زادراہ تیار کرنے میں مصروف رہے۔ (کیمیائے سعادت)

☆ سلف میں سے بعض موت کو پسند کرتے اور بعض ناپسند کرتے تھے۔ یا تو اپنی محبت کی کمزوری کی وجہ سے یا اس لئے کہ اس دنیا کی محبت کی آمیزش تھی یا پھر اس لئے کہ وہ اپنے گناہوں کو دیکھتے، تو توبہ کے لئے زندگی میں برکت چاہتے۔ ان میں بعض وہ تھے جو اپنے آپ کو محبت کے ابتدائی مقام میں دیکھتے، تو اللہ کی ملاقات کی تیاری کرنے سے پہلے موت آنے کو ناپسند کرتے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے محبوب کے آنے کی خبر پہنچے اور وہ چاہے کہ اس کا آنا کچھ دیر بعد ہوتا کہ وہ اپنے گھر کو تیار کر سکے تو اس لحاظ سے موت کو مکروہ سمجھنا کمال محبت کے منافی نہیں ہے۔ (منہاج القاصدین)

اور جب مقبول بندہ کا چل چلاؤ کا وقت آتا ہے تو حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتا ہے: يَآ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ''اے اطمینان والی روح!'' سبحان اللہ، اس خطاب میں حق تعالیٰ نے بتا دیا کہ میرے اس مقبول بندے کو میری یاد کی برکت سے دنیا ہی میں اطمینان حاصل تھا: ارجعی الی ربك ''تو اپنے پروردگار کی طرف چل'' راضية مرضية ''اس طرح سے کہ تو اللہ سے خوش ہو اور اللہ تجھ سے خوش ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ جن کی روح فرشتے قبض کرتے ہیں اور وہ خوش ہوتے ہیں۔ یعنی ان کے نفس اپنی جانوں کو دے دینے پر خوش ہوتے ہیں، انہیں اپنے مولیٰ کی طرف لوٹ کر جانا ناگوار محسوس نہیں ہوتا۔

Scanned with CamScanner

(۱۷)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا نورانی عقیدہ

حضرت شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

فَاضَ عَلَیَّ مِنْ جَنَابِهِ الْمُقَدَّسِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَیْفِیَّةُ تَرَقِّی الْعَبْدِ مِنْ حَیِّزِهٖ اِلٰی حَیِّزِ الْقُدْسِ فَیَتَجَلّٰی لَهٗ کُلُّ شَیْءٍ ۔

مجھ پر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس سے فائض ہوا کہ بندہ کیسے اپنی جگہ سے ترقی کرتا ہے کہ ہر چیز اس پر روشن ہوجاتی ہے۔

(فیوض الحرمین ص ۵۹)

اور یہی شاہ صاحب لکھتے ہیں:

اَلْعَارِفُ یَنْجَذِبُ اِلٰی حَیِّزِ الْحَقِّ فَیَصِیْرُ عِنْدَ اللّٰهِ فَیَتَجَلّٰی لَهٗ کُلُّ شَیْءٍ

عارف مقام حق تک کھینچ کر بارگاہِ قرب میں ہوتا ہے تو ہر چیز اس پر روشن ہو جاتی ہے۔ (فیوض الحرمین ص ۶۱)

ان عبارتوں سے ظاہر ہوا کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور سیّد عالم ﷺ کی ذات مبارکہ تو بہت ارفع و اعلیٰ اور بلند و بالا ہے۔ عام لوگوں میں سے جب کوئی بندہ اپنی جگہ سے ترقی کر کے بارگاہ خداوندی کے قریب ہو جاتا ہے تو اس پر ہر چیز روشن ہو جاتی ہے اور وہ اللہ کی عطا سے غیب جاننے والا ہو جاتا ہے۔

اس قسم کی بہت سی عبارتیں ان کی تصنیفات میں پائی جاتی ہیں۔ ان کے علاوہ انہوں نے ایسے بے شمار واقعات لکھے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اولیاء کرام اللہ کی عطا سے

غیب داں ہوتے ہیں اور پوشیدہ باتوں کو جانتے ہیں۔ ان میں سے چند واقعات درج ذیل ہیں۔

واقعاتِ اولیاء اور علم غیب

واقعہ نمبر ۱: آپ لکھتے ہیں کہ میرے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن عصر کے وقت میں مراقبہ میں تھا کہ غیبت کی کیفیت طاری ہوگئی۔ میرے لئے اس وقت کو چالیس ہزار برس کے برابر وسیع کر دیا گیا اور اس مدت میں آغاز آفرینش سے روز قیامت تک پیدا ہونے والی مخلوق کے احوال و آثار کو مجھ پر ظاہر کر دیا گیا

(انفاس العارفین اُردو ص ۹۵)

واقعہ نمبر ۲: شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں: حضرت والد ماجد ایک دفعہ شیخ عبدالصمد کے گھر گئے تو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ حضرت کی خدمت میں شربت گلاب پیش کرو۔ وہاں دو بوتلیں رکھی تھیں۔ لڑکے نے بڑی بوتل چھوڑ دی اور چھوٹی لا کر پیش کی۔ حضرت والد نے ہنستے ہوئے فرمایا: بیٹے! بڑی بوتل کیوں چھوڑ آئے ہو وہ بھی لے آؤ۔

(انفاس العارفین اُردو ص ۱۲۵)

واقعہ نمبر ۳: شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ والد ماجد فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میرے والد ماجد (یعنی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے دادا) کسی دور دراز سفر سے آئے ہوئے تھے اور ارادہ یہ تھا کہ شہر سے باہر ہی باہر کسی دوسرے سفر پر چلے جائیں۔ مجھے طلب فرمایا۔ میں زیارت کے لئے چل پڑا۔ راستے میں میرا گزر ایک بارونق باغ سے ہوا۔ میں اس میں سیر و تفریح کرنے لگا۔ اس میں ایک درخت تھا جس کی شاخیں زمین سے لگی ہوئی تھیں۔ ان شاخوں کے گچھوں میں ایک مغلائی صورت کا مجذوب بیٹھا ہوا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی آواز دی کہ دوست ادھر آؤ۔ کچھ دیر ہمارے ساتھ بھی بیٹھو۔ میں جا کر بیٹھ گیا۔ اس نے اپنے سلوک و مجاہدات کی باتیں شروع کر دیں۔ ان باتوں میں سے ایک یہ بھی بتائی کہ میں آغاز سلوک میں ایک پہر بلکہ اس سے بھی زیادہ حبس دم کرتا تھا۔

یہ مجذوب بظاہر مولانا قاضی قدس سرہ کے سلسلے سے نسبت رکھتا تھا۔ اسی اثناء میں

Scanned with CamScanner

کہنے لگا کہ تمہارے ساتھ فلاں کھانا ہے اس میں سے تھوڑا میرے لئے منگواؤ۔ میں نے منگوا دیا تو انہوں نے کھایا۔ پھر کہنے لگے تمہاری جیب میں اس قدر پیسے ہیں۔ مجھے ان میں سے ایک سکے کی ضرورت ہے تاکہ حجام کو دے کر سر اور داڑھی کی اصلاح کرا سکوں۔ میں نے پیسے ان کے سامنے رکھ دیئے اور چل پڑا۔ (انفاس العارفین اردو ص ۸۴)

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا

تحریر فرماتے ہیں: حرمین شریفین میں ایک ایسا شخص مقیم تھا جسے حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی کلاہ مبارک تبرکاً سلسلہ وار اپنے آباؤ اجداد سے ملی ہوئی تھی۔ جس کی برکت سے وہ شخص حرمین شریفین کے علاقے میں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور شہرت کی بلندیوں پر فائز تھا۔ ایک رات حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو (کشف میں) اپنے سامنے موجود پایا جو فرما رہے تھے کہ یہ کلاہ ابوالقاسم اکبر آبادی کو دے دو۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان سن کر اس شخص کے دل میں آیا کہ اس بزرگ کی تخصیص یقیناً کوئی سبب رکھتی ہے چنانچہ امتحان کی نیت سے کلاہ مبارک کے ساتھ ایک قیمتی جبہ بھی شامل کر لیا اور پوچھ گچھ کرتے کرتے حضرت خلیفہ ابوالقاسم کی خدمت میں جا پہنچا اور ان سے کہا یہ دونوں تبرک حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ہیں اور انہوں نے مجھے خواب میں حکم دیا ہے کہ یہ تبرکات ابوالقاسم اکبر آبادی کو دے دوں۔ یہ کہہ کر تبرکات ان کے سامنے رکھ دیئے خلیفہ ابوالقاسم نے تبرکات قبول فرما کر انتہائی مسرت کا اظہار کیا۔ اس شخص نے کہا یہ تبرک بہت بڑے بزرگ کی طرف سے عطا ہوئے ہیں۔ لہٰذا اس کے شکریے میں ایک بڑی دعوت کا انتظام کر کے رؤسائے شہر کو مدعو کیجئے۔ حضرت خلیفہ نے فرمایا کل تشریف لانا۔ ہم کافی مقدار میں کھانا تیار کرائیں گے آپ جس جس کو چاہیں بلا لیجئے۔

دوسرے روز علی الصباح وہ درویش رؤسائے شہر کے ساتھ آیا' دعوت تناول کی اور فاتحہ پڑھی۔ فراغت کے بعد لوگوں نے پوچھا: آپ تو متوکل ہیں ظاہری سامان کچھ بھی نہیں رکھتے۔ اس قدر کھانا کہاں سے مہیا فرمایا ہے؟ انہوں نے فرمایا: اس قیمتی جبے کو بیچ کر ضروری چیزیں خریدی ہیں یہ سن کر وہ شخص چیخ اٹھا کہ میں نے اس فقیر کو اہل اللہ سمجھا تھا مگر یہ

تو مکار ثابت ہوا ایسے تبرکات کی اس نے قدر نہیں کی۔ آپ نے فرمایا چپ رہو۔ جو چیز تبرک تھی وہ میں نے محفوظ کر لی ہے اور جو سامان امتحان تھا ہم نے اسے بیچ کر دعوت شکرانہ کا انتظام کر ڈالا۔ یہ سن کر وہ شخص متنبہ ہو گیا اور اس نے تمام اہل مجلس پر ساری حقیقت حال کھول دی۔ جس پر سب نے کہا الحمدللہ تبرک اپنے مستحق تک پہنچ گیا۔

(انفاس العارفین اردو ص ۷۸)

شریفہ خاتون نے سب کچھ بتا دیا

حضرت شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں: محمد فاضل کی دختر شریفہ خاتون کم سنی کے باوجود حضرت والا (یعنی حضرت شاہ عبدالرحیم) کی نورانیت کا عکس قبول کر چکی تھی...... ایک رات حضرت والا محمد فاضل کے گھر جا رہے تھے کہ راستے میں آپ کے ہاتھ سے تسبیح گر گئی۔ شریفہ نے کہا میں دیکھ رہی ہوں کہ تسبیح فلاں جگہ گری ہوئی ہے۔ چراغ لے جا کر دیکھا تو تسبیح وہیں پڑی تھی۔ (ایضاً)

واقعہ نمبر ۶: اور ایک دن شریفہ اپنے گھر میں کہنے لگی کہ حضرت والا ہمارے گھر تشریف لا رہے ہیں اور فلاں کھانا کی خواہش رکھتے ہیں چنانچہ وہ کھانا تیار کیا گیا اور حضرت والا سے دریافت کیا گیا تو آپ نے شریفہ کی باتوں کی تصدیق فرمائی۔

(انفاس العارفین اُردو ص ۱۴۷)

واقعہ نمبر ۷: اور ایک دن شریفہ اپنے گھر میں تھی حضرت والا بھی وہیں تھے کہنے لگی فتح محمد ہمارے گھر کا ارادہ کر رہا ہے۔ پھر کہا اب راستہ میں کھڑا کسی سے بات کر رہا ہے وہ خود دھوپ میں ہے اور دوسرا آدمی سائے میں کھڑا ہے۔ پھر کہنے لگی اب اس نے تین نارنگیاں خریدی ہیں۔ دو اپنے دو بیٹوں کے لئے اور ایک حضرت والا کے لئے۔ پھر کہا اب اس کی نیت بدل گئی ہے۔ دو حضرت والا کے لئے اور ایک دونوں بیٹوں کے لئے نامزد کر دی ہیں۔ پھر کہنے لگی اب وہ دروازے پر کھڑا ہے فتح محمد کے پہنچنے پر شریفہ کی ساری باتوں کی تصدیق ہو گئی۔ (انفاس العارفین اردو ص ۱۴۸)

حضرت شاہ عبدالرحیم پر ابتدائے آفرینش سے قیامت تک پیدا ہونے والی مخلوق کے

احوال کا ظاہر ہونا، شیخ عبدالقدوس کے لڑکے سے ان کا یہ فرمانا کہ بڑی بوتل کیوں چھوڑ آئے ہو، مجذوب کا ان سے یہ کہنا کہ تمہارے ساتھ فلاں کھانا ہے اور تمہاری جیب میں اس قدر پیسے ہیں، حضرت ابوالقاسم کا سامانِ امتحان کو جان لینا اور شریفہ خاتون کو گھر میں بیٹھے ہوئے باہر کی باتوں کا علم ہونا اور دلوں کے خیالات سے واقف ہونا سب غیب کی باتیں ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سارے واقعات کو لکھ کر اپنا یہ عقیدہ روز روشن کی طرح ثابت کر دیا کہ انبیاء تو انبیاء ہیں اولیاء اللہ بھی باذن الٰہی غیب جانتے ہیں۔

چیونٹی کے دلی خیالات سے باخبر

حضرت شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں: میرے چچا حضرت شیخ ابوالرضا محمد رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خادم کسی بری عادت میں مبتلا تھا۔ آپ نے اسے اشاروں اور کنایوں میں کئی بار تنبیہ فرمائی مگر وہ اپنی حرکت سے باز نہیں آیا۔ بالآخر حضرت شیخ نے اسے تنہائی میں بلا کر کہا کہ تجھے بارہا اشاروں کنایوں میں سمجھایا مگر تو نے کوئی پرواہ نہیں کی تو شاید سمجھتا ہے کہ ہم تیرے کرتوتوں سے بے خبر ہیں۔ خدا کی قسم اگر زمین کے نچلے طبقے میں رہنے والی کسی چیونٹی کے دل میں بھی سو خیالات آئیں تو ان میں سے ننانوے خیالات کو میں جانتا ہوں اور اللہ تعالیٰ اس کے سو کے سو خیالات سے باخبر ہے۔ یہ سن کر خادم نے اپنی برائی سے توبہ کی۔

(انفاس العارفین ص ۲۰۵)

واقعہ نمبر۹: اور حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ حافظ عنایت اللہ نے بیان کیا کہ ایک فارغ التحصیل عالم بحث و تکرار سے بہت دلچسپی رکھتا تھا۔ ایک دن مجھ سے کہنے لگا کہ میں شہر دہلی کے تمام فاضل علماء کو مغلوب کر چکا ہوں۔ میں نے کہا کبھی حضرت شیخ ابوالرضا محمد کی مجلس میں حاضر ہو کر ان کی زیارت کا بھی شرف حاصل کیا ہے؟ کہنے لگا سنا ہے کہ وہ عوام کو تفسیر حسینی پڑھ کر سناتے اور اسی سے وعظ کہتے ہیں۔ وہ کوئی صاحب فضیلت نہیں ہیں۔ میں نے کہا نہیں ایسا مت کہو بلکہ ان کی زیارت کرو تاکہ ان کا کمالِ علم اور سیرت تم پر واضح ہو سکے۔

شاہ صاحب کے چچا جان کا حال

اگلے جمعہ وہ مجلس وعظ میں آیا اور اس کے دل میں یہ خیال گزرا کہ مناظرہ کرے۔

حضرت شیخ نے اس کے خیالات سے مطلع ہو کر تاثیر کے ذریعہ اس کا علم سلب کر لیا یہاں تک کہ صرف و نحو کا بھی کوئی قاعدہ اس کے ذہن میں نہیں رہ گیا اور آپ کا کلام سمجھنے سے عاجز ہو گیا۔ سمجھ گیا کہ یہ حالت حضرت شیخ کے تصرف سے واقع ہوئی ہے۔ نادم ہوا توبہ کی اور خلوص دل کے ساتھ حضرت کی خدمت میں گریہ وزاری کی۔ حضرت نے اسے سارا علم واپس کر دیا اور پہلی حالت بحال کر دی۔ اس نے اظہار نیازمندی کیا۔ آپ نے فرمایا میں عالم نہیں ہوں صرف تفسیر حسینی سے عوام کو نصیحت کرتا ہوں۔ (انفاس العارفین ص ۲۰۶)

واقعہ نمبر ۱۰: اور حضرت شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں: حضرت شیخ ابوالرضا محمد رحمۃ اللہ علیہ کے معتقدین کی ایک جماعت نے بیان کیا کہ ہم لوگ آپ کی خدمت میں تصوف و عرفان کے بارے میں کثرت سے زبان پر سوالات نہیں لاتے تھے بلکہ اپنے اپنے سوالات دلوں میں لے کر بیٹھ جاتے تھے۔ جب بھی کسی کے دل میں کوئی شبہ، سوال یا خیال وارد ہوتا تو آپ اس سے آگاہ ہو کر فوراً جواب دیتے پھر بھی اگر شک باقی رہتا تو دوبارہ جواب دیتے یہاں تک کہ سائل مطمئن ہو جاتا۔ (انفاس العارفین ص ۲۰۷)

☆ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ سیّد عمر حصاری نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دن حضرت شیخ ابوالرضا محمد قدس سرہ ملیح رنگ کی خوبصورت چادر اوڑھے ہوئے ہرن کی خوشنما کھال پر تشریف فرما تھے۔ وہ چادر اور کھال میرے دل میں کھپ گئی۔ ویسی چادر اور کھال کی تلاش کا شوق میرے دل میں پیدا ہوا۔ اس خیال کو جس قدر جھٹکتا دور نہ ہوتا۔ حضرت والا جب مجلس سے اٹھے تو مجھے فرمایا: بیٹھو تم سے ایک کام ہے۔ پھر اس کھال پر شیرینی کے کچھ دھبے لگے ہوئے تھے۔ انہیں اپنے ہاتھ سے دھویا اور چادر و ہرن کی کھال کو تہ کر کے اپنے ہاتھ سے مجھے دے دیا اور فرمایا اولیاء کی مجلسوں میں ایسے خیالات دل میں نہیں لانا چاہیے۔ (انفاس العارفین ص ۲۰۳)

ان واقعات سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عقیدہ معلوم ہوا کہ اولیائے کرام دل کے خطرات، اس کے خیالات اور اس کی کیفیات سے بھی آگاہ ہوتے ہیں اگر ان کا یہ عقیدہ نہ ہوتا تو ان واقعات کو اپنی کتاب میں وہ ہرگز شامل نہ کرتے۔

Scanned with CamScanner

(۱۸)

ظلم سے بچو

حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید (حضرت بکیر) حضرت کے مرض الموت کا واقعہ ذکر کرتے ہیں: ''جمعہ کے روز حضرت کو مرض سے کچھ افاقہ ہوا اور حضرت میرا ہاتھ پکڑ کر جامع مسجد تشریف لے گئے۔ ہم لوگ جب صرافوں کے بازار سے گزرے تو ایک آدمی رصافہ کی جانب سے آیا۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا۔ ''کل اس شخص سے میرا سابقہ پڑے گا۔'' اسی شب حضرت کا انتقال ہوگیا۔ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ سقوں کے محلّہ میں ایک غسال ہے جا کر اسے لے آؤ اور مجھے پتہ بتایا۔ میں نے وہاں جا کر آہستگی سے دروازہ پر دستک دی اور السلام علیکم کہا انہوں نے اندر سے کہا کیا شبلی کا انتقال ہوگیا؟ میں نے جواب دیا جی ہاں! جب دروازہ کھول کر برآمد ہوا تو میں نے دیکھا کہ یہ تو وہ شخص ہے جس کے متعلق حضرت شیخ نے فرمایا: کل اس کے ساتھ میرا معاملہ ہوگا۔ میں نے تعجب سے کہا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اس نے کہا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کس بات پر متعجب ہو؟ میں نے کہا: ''جب آپ سے ملاقات ہوئی تھی تو حضرت شبلی نے فرمایا تھا کہ کل اس سے میرا معاملہ ہوگا۔ بخدا! سچ بتایئے کہ آپ کو کس طرح پتہ چلا کہ شیخ شبلی کا وصال ہو چکا ہے۔ فرمایا نادان! کل شیخ شبلی کو کیسے علم ہوا کہ آج ان کا معاملہ میرا ساتھ ہوگا؟''

جب حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا آخری وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا۔ ''مجھ پر ایک درہم کا ظلم ہے جس کے بدلے میں نے ہزاروں درہم صدقہ کئے مگر ہنوز اس سے زیادہ میرے دل پر کوئی چیز گراں نہیں۔'' (روض الریاحین)

مظلوم کی بددعا

حضرت رجاء بن کثیر علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا: ہم کوفہ میں اپنے شیخ کی خدمت میں بیٹھے حدیث لکھ رہے تھے۔ وہاں سے ایک عورت گزری، جو اونی کرتا اور چادر میں لپٹی ہوئی تھی۔ اس نے ہمیں السلام علیکم کہا اور محل شاہی کی جانب اشارہ کرکے بولی: یہ لوگ محلوں پر شاداں اور اس کی آرائش پر نازاں ہیں اور جو کچھ انہوں نے آخرت کی جانب بھیجا اس پر قبروں میں نادم ہیں۔ اس وقت غرور میں نہ پڑو، ہم لوگ بوڑھے ہیں۔ موت ہماری کشت زندگی کی کٹائی کا وقت ہے قبر ہمارا کھلیان ہے اور قیامت ہمارے لوٹنے کا مقام ہے۔ لہٰذا جو انسان نیکی کا بیج بوئے گا آسائش کی کھیتی کاٹے گا اور جو برائی بوئے گا وہ پشیمانی کاٹے گا۔ تھوڑے صبر میں غنیمت زیادہ ہے۔ کچھ روز کی تکلیف ہوتی ہے پھر راحت دوام ملتی ہے۔ (ایضاً)

جو مجھے دیکھے وہ کسی پر ظلم نہ کرے

ساحل پر ایک شخص پکار پکار کر کہہ رہا تھا جو مجھے دیکھے وہ کسی پر ظلم نہ کرے۔ حضرت عمرو بن دینار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ایک اسرائیلی نے پکارنے والے سے پوچھا کیا ماجرا ہے؟ اس نے بتایا: میں ایک سپاہی تھا' اسی ساحل پر میں نے ایک شخص کو مچھلی کا شکار کرتے دیکھا۔ میں نے اس سے وہ مچھلی مانگی مگر اس نے نہیں دی۔ میں نے کہا خیر مفت میں نہیں دیتے تو فروخت کردو میں خرید لیتا ہوں۔ اس نے پھر بھی انکار کیا۔ میں نے اس کو کوڑا رسید کیا اور مچھلی زبردستی لے لی۔ مچھلی کو میں لے جا رہا تھا اتنے میں اس مچھلی نے میرا انگوٹھا اپنے منہ میں پکڑ لیا۔ میں نے لاکھ چھڑانا چاہا مگر کامیاب نہ ہوا۔ گھر جا کر گھر والوں کو دکھایا تو انہوں نے بہت دشواری سے میرا انگوٹھا چھڑایا۔ اس کے بعد میرا انگوٹھا سوج گیا، اور سڑنے لگا اور اس میں جہاں جہاں مچھلی کے دانت لگے تھے وہاں وہاں سوراخ ہو گئے۔ میں نے ایک دوست طبیب کو دکھایا۔ اس نے کہا یہ آکلہ ہے اگر تم اپنا انگوٹھا نہیں کٹواؤ گے تو ہلاک ہو جاؤ گے۔ میں نے انگوٹھا کٹوایا۔ مگر زخم ہتھیلی میں ہوگیا پھر میں طبیب کے پاس گیا اور اس نے کہا اگر ہتھیلی نہیں کٹواؤ گے تو ہلاک ہو جاؤ گے میں نے پھر کلائی سے ہاتھ کٹوا دیا مگر زخم بڑھ کر بازوؤں میں ہو گیا یہ دیکھ کر میں بدحال ہوگیا اور اہل وعیال کو چھوڑ کر چیختا چلاتا بھاگ نکلا۔

Scanned with CamScanner

ایک دن ویرانے میں روتا پھر رہا تھا۔ وہاں ایک درخت کے سائے میں جا بیٹھا، سو گیا تو خواب دیکھا ایک شخص کہہ رہا تھا یوں کب تک ایک ایک کر کے اپنے اعضا کٹوائے گا؟ حق، حق دار کو واپس کر نجات پا جائے گا۔ یہ خواب دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا کہ یہ سب اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ میں ساحل پر پہنچا تو صیاد کو جال پھینکتے پایا۔ وہ بیٹھا شکار کر رہا تھا جب اس نے جال کھینچا تو اس میں بہت سی مچھلیاں تھیں۔ میں نے قریب جا کر عرض کیا: اے اللہ کے بندے میں تمہارا غلام ہوں۔ اس نے کہا بھیجتے تو کون ہے؟ میں نے کہا میں وہی سپاہی ہوں جس نے کوڑا مار کر تم سے مچھلی چھینی تھی اور پھر اسے اپنا ہاتھ دکھایا۔ میرا ہاتھ دیکھ کر اس نے کہا: نعوذ باللہ من البلاء ۔ بلاؤں سے خدا کی پناہ اور مجھ سے کہا میں نے تجھے معاف کیا۔ اس کی طرف سے معافی ملتے ہی میرے زخم کے کیڑے جھڑ گئے۔

بددعا کیسے قبول ہوتی ہے؟

میں جب اس کے پاس سے آنے لگا تو اس نے مجھے روکا اور کہا مجھ سے یہ ناانصافی ہوئی کہ ایک مچھلی کی وجہ سے میں نے تمہیں بددعا دی حالانکہ مچھلی کی کیا حیثیت اور وہ بھی قبول ہو گئی۔ میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گیا اور اپنے فرزند کو بلوا کر مکان کے ایک کونے کی زمین کھدوائی اور وہاں سے تین ہزار دینار سے بھرا برتن نکالا اور فرزند سے گنوا کر دس ہزار درہم مجھے دلوائے اور مجھ سے کہا اسے اپنے خرچ میں لاؤ اور اس سے اپنی خستہ حالی کا تدارک کرو۔ اس کے علاوہ مزید دس ہزار دلوا کر کہا اسے اپنے پڑوس اور رشتے کے غرباء ومساکین میں تقسیم کر دو۔ میں نے آتے وقت پوچھا۔ تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں۔ یہ تو بتاؤ۔ بددعا کیسے کی تھی؟ صیاد نے کہا: جب تم نے کوڑا مارا اور مچھلی چھین لی تو میں آسمان کی طرف منہ کر کے رویا اور التجاء کی اے رب! اس کو اور مجھ کو تو نے ہی پیدا فرمایا اور تو نے ہی اس کو مجھ سے زیادہ قوت دی، اور مجھے کمزور بنایا اور اس کے بعد مجھ پر اسے مسلط کر دیا اور نہ تو نے مجھے بچایا اور نہ ہی مجھے اتنی قوت دی کہ اس کے ظلم سے خود کو بچاتا میں تجھ سے تیری اسی قدرت کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جس نے اسے قوی اور مجھے کمزور بنایا اس انسان کو لوگوں کے لئے سامان عبرت بنا دے۔ (روض الریاحین)

(۱۹)

واقعہ افک اور شانِ صدیقہ کائنات

رسول اللہ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب بھی آپ ﷺ کسی بھی سفر پر جاتے تو اپنی عورتوں کے درمیان قرعہ اندازی فرماتے۔ جس کا قرعہ نکل آتا اسے ہمراہ لے جاتے، ایک سفر میں قرعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نام نکلا اور آپ ﷺ انہیں اپنے ساتھ لے گئے حضرت عائشہ فرماتی ہیں: ہوا یوں کہ میں اپنے ہودج میں بیٹھی رہتی اور جب قافلہ کہیں اترتا تو میرا ہودج اتار دیا جاتا ہم غزوہ پر گئے۔ آپ ﷺ غزوہ سے فارغ ہوئے اور واپس لوٹے۔ مدینے کے قریب آ گئے، پڑاؤ کیا میں قضائے حاجت کے لئے نکلی اور لشکر کے پڑاؤ سے دور جا کر میں نے قضائے حاجت کی پھر واپس لوٹی۔ لشکر گاہ کے قریب آ کر میں نے اپنے گلے کو ٹٹولا تو ہار نہ پایا، میں واپس اس کو ڈھونڈنے کے لئے چلی گئی اور تلاش کرتی رہی۔ یہاں یہ ہوا کہ لشکر نے کوچ کر دیا، جو لوگ میرا ہودج اٹھاتے تھے انہوں نے یہ سمجھ کر کہ میں اندر ہی ہوں، ہودج اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا اور چل پڑے، یہ بھی یاد رہے کہ اس وقت کی عورتیں نہ کچھ ایسا کھاتی پیتی تھیں نہ وہ بھاری بدن کی بوجھل تھیں، تو میرے ہودج کے اٹھانے والوں کو میرے ہونے یا نہ ہونے کے متعلق پتہ نہ چلا اور میں اس وقت اوائل عمر کی تو تھی۔ الغرض بہت دیر کے بعد مجھے میرا ہار مل گیا۔ یہاں میں جو پہنچی تو کسی آدمی کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ نہ کوئی پکارنے والا نہ جواب دینے والا۔ میں اپنے نشان کے مطابق وہیں پہنچی جہاں ہمارا اونٹ بٹھایا گیا تھا اور وہیں انتظار میں بیٹھ گئی کہ جب آپ ﷺ آگے چل کر میرے نہ ہونے کی خبر پائیں گے تو مجھے تلاش کرنے کے لئے یہیں آئیں گے۔ مجھے بیٹھے بیٹھے نیند آ گئی۔

Scanned with CamScanner

بات کا بتنگڑ بنا دیا گیا

اتفاق سے حضرت صفوان بن معطل سلمی ذکوانی رضی اللہ عنہ جو لشکر کے پیچھے آ رہے تھے۔ وہ پچھلی رات کو چلے تھے۔ صبح کی چاندنی میں یہاں پہنچ گئے۔ ایک سوتے ہوئے آدمی کو دیکھ کر خیال آنا ہی تھا۔ غور سے دیکھا تو چونکہ پردے کے حکم سے پہلے مجھے وہ دیکھتے ہی تھے۔ دیکھتے ہی پہچان گئے اور بآواز بلند ان کی زبان سے نکلا "انا للہ وانا الیہ راجعون" ان کی آواز سنتے ہی میری آنکھ کھل گئی اور میں اپنی چادر سے اپنا منہ ڈھانپ کر سنبھل کر بیٹھ گئی۔ انہوں نے جھٹ سے اپنا اونٹ بٹھایا اور اس کی ایک ٹانگ پر اپنا پاؤں رکھا۔ میں اٹھی اور اونٹ پر سوار ہو گئی۔ انہوں نے اونٹ کو کھڑا کر دیا اور بھگاتے ہوئے لے چلے۔

خدا کی قسم! نہ وہ مجھ سے بولے اور نہ ہی میں نے اس سے کوئی بات کی۔ سوائے انا للہ کے ان کے منہ سے کوئی کلمہ نہ نکلتا۔ دوپہر کے قریب ہم اپنے قافلے سے مل گئے۔ بس اتنی سی بات کا ہلاک ہونے والوں نے بتنگڑ بنا لیا ان سب سے بڑا اور بڑھ بڑھ کر باتیں بنانے والا عبداللہ بن ابی ابن سلول تھا۔ مدینے میں آتے ہی میں بیمار پڑ گئی اور مہینہ بھر میں بیماری میں گھر پہ ہی رہی۔ نہ میں نے کچھ سنا، نہ کسی نے مجھ سے کہا۔ جو کچھ غل غپاڑا لوگوں میں ہو رہا تھا میں اس سے بے خبر تھی۔

البتہ میرے دل میں یہ خیال بسا اوقات گزرتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر و محبت میں کمی کی کیا وجہ ہے؟ بیماری میں عام طور پر جو شفقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے ساتھ ہوتی تھی، میں اس بیماری میں وہ بات نہ پاتی تھی، اس لئے مجھے رنج تو بہت تھا مگر کوئی وجہ معلوم نہ تھی۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے، سلام کرتے اور دریافت فرماتے طبیعت کیسی ہے؟ اور کوئی بات نہ کرتے اس سے مجھے بڑا صدمہ ہوتا، مگر بہتان بازوں کی تہمت سے میں بالکل غافل تھی۔

میں اپنے والدین کے گھر آ گئی

اب سنئے اس وقت تک گھروں میں لیٹرین کا انتظام نہ تھا اور عرب کی قدیم عادت کے مطابق ہم لوگ قضائے حاجت کے لئے میدان میں جایا کرتے تھے عورتیں عموماً رات کو جایا کرتی تھیں گھروں میں عام طور پر لیٹرین بنانے سے نفرت کی جاتی تھی حسب عادت

میں ام مسطح بنت ابی رہم بن عبدالمطلب بن عبد مناف رضی اللہ عنہا کے ساتھ قضائے حاجت کے لئے چلی۔ اس وقت میں بہت کمزور تھی۔ یہ ام مسطح رضی اللہ عنہا میرے والد کی خالہ تھیں۔ جب ہم واپس آنے لگے تو ام مسطح رضی اللہ عنہا کا پاؤں چادر کے دامن میں الجھا اور بے ساختہ ان کے منہ سے نکل گیا "تاس مسطح"، مسطح غارت ہو۔ مجھے بہت برا لگا اور میں نے کہا تم نے بہت برا کلمہ بولا، توبہ کرو، تم اسے گالی دیتی ہو جس نے بدر میں شرکت کی۔ اس وقت ام مسطح نے کہا بھولی بی بی! آپ کو کیا معلوم؟ میں نے کہا: کیا بات ہے؟

انہوں نے کہا: وہ بھی ان لوگوں میں شامل ہے جو آپ کو بدنام کرتے پھرتے ہیں۔ مجھے سخت حیرت ہوئی۔ میں ان کے سر ہو گئی کہ کم از کم مجھے سارا واقعہ تو کہو۔ اب انہوں نے بہتان باز لوگوں کی کارستانیاں مجھے سنائیں۔ میرے تو ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ رنج و غم کا پہاڑ مجھ پر ٹوٹ پڑا۔ مارے صدمے کے میں تو بیمار ہو گئی۔ بیمار تو میں پہلے ہی تھی، اس خبر نے مجھے نڈھال کر دیا۔ جوں توں کر کے گھر پہنچی اب صرف یہ خیال تھا کہ میں اپنے میکے جا کر اور اچھی طرح معلوم تو کر لوں کہ کیا واقعی میری نسبت ایسی افواہ پھیلائی گئی ہے اور کیا کیا مشہور کیا جا رہا ہے؟

اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور سلام کیا اور دریافت فرمایا کیا حال ہے؟ میں نے کہا اگر آپ اجازت دیں تو اپنے والد کے ہاں سے ہو آؤں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔ میں یہاں آئی اور اپنی والدہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: اماں جان لوگوں میں میرے متعلق کیا باتیں پھیل رہی ہیں۔ انہوں نے فرمایا: بیٹی یہ تو نہایت معمولی بات ہے۔ تم اپنا دل اتنا بھاری نہ کرو۔ کسی شخص کی اچھی بیوی جو اسے محبوب ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں، وہاں ایسی باتوں کا کھڑا ہونا لازمی امر ہے۔

میں نے کہا سبحان اللہ! کیا واقعی لوگ میری نسبت ایسی افواہیں اڑا رہے ہیں۔ اب تو رنج و غم نے مجھے اس قدر گھیرا کہ بیان سے باہر ہے۔ اس وقت رونا شروع ہوئی واللہ! ایک دم بھر کے لئے میرے آنسو نہیں رکے۔ میں سر ڈال کر روتی رہی کہاں کا کھانا پینا، کہاں کا سونا جاگنا اور کہاں کی بات چیت؟ بس رنج و الم اور رونا ہے اور میں ہوں، ساری رات اسی

حالت میں گزری کہ آنسو کی لڑی نہ تھمی۔ دن کو یہی حال رہا۔

حضرت علی اور اسامہ رضی اللہ عنہما سے مشورہ

آنحضرت ﷺ نے حضرت علی اور اسامہ بن زید کو بلایا۔ وحی میں دیر ہوئی۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو کوئی بات معلوم نہ ہوئی تھی۔ اس لئے ان دونوں حضرات سے مشورہ کیا کہ آپ ﷺ مجھے الگ کر دیں یا کیا کریں؟ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے صاف کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم آپ کی اہلیہ پر کوئی برائی نہیں جانتے۔ ہمارے دل تو ان کی محبت، عزت اور شرافت کی گواہی دینے کے لئے حاضر ہیں۔ ہاں حضرت علی نے جواب دیا کہ یارسول اللہ! خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو کوئی تنگی نہیں۔ عورتیں ان کے سوا بھی بہت ہیں، اگر آپ گھر کی خادمہ سے پوچھیں تو آپ کو صحیح واقعہ معلوم ہو سکتا ہے۔

آپ نے اسی وقت گھر کی خادمہ حضرت بریرہ کو بلوایا اور ان سے فرمایا: حضرت عائشہ کی کوئی بات شک وشبہ والی کبھی بھی دیکھی ہو تو بتلاؤ۔ بریرہ نے کہا: اس خدا کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، میں نے ان میں کبھی اس قسم کی کوئی بات نہیں دیکھی۔ ہاں صرف یہ بات ہے کہ کم عمری کی وجہ سے ایسا ہو جاتا ہے کہ کبھی کبھی گوندھا ہوا آٹا یونہی رکھا رہتا ہے اور بی بی سو جاتی ہیں تو بکری آٹا کھا جاتی ہے۔ اس کے سوا میں نے ان کا کوئی قصور کبھی نہیں دیکھا۔

چونکہ کوئی ثبوت اس واقعہ کا نہ ملا اس لئے اسی دن رسول اللہ ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے اور مجمع سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''کون ہے جو مجھے اس شخص کی ایذاؤں سے بچائے جس نے مجھے ایذائیں پہنچاتے پہنچاتے اب تو میری گھر والیوں کے بارے میں مجھے ایذائیں پہنچانی شروع کر دیں۔ واللہ جہاں تک میں جانتا ہوں مجھے اپنی گھر والیوں میں سوائے بھلائی کے کوئی چیز معلوم نہیں۔ جس شخص کا نام یہ لوگ لے رہے ہیں۔ میری دانست میں تو اس کے متعلق بھی سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں وہ میرے ساتھ ہی گھر میں رہتا ہے۔''

صحابۂ کرام میں خاندانی حمیت کا جذبہ

یہ سنتے ہی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے فرمانے لگے، یارسول اللہ! میں موجود ہوں، اگر وہ قبیلہ خزرج کا شخص ہے تو ابھی ہم اس کی گردن تن سے جدا کر دیتے ہیں اور اگر وہ ہمارے قبیلہ میں سے ہے تو بھی جو آپ ﷺ حکم دیں، ہمیں اس کی تعمیل میں کوئی عذر نہ ہوگا۔ یہ سن کر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے یہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے، تھے تو بڑے نیک بخت مگر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی اس وقت کی گفتگو سے انہیں اپنے قبیلہ کی حمیت آگئی اور ان کی طرف داری کرتے ہوئے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے نہ تو اسے قتل کرے گا اور نہ تو اس کے قتل پر قادر ہے اگر وہ تیرے قبیلہ کا ہوتا تو اس کا قتل کیا جانا کبھی پسند نہ کرتا۔

یہ سن کر حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے یہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے تھے کہنے لگے، اے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ! تم جھوٹ کہتے ہو ہم اسے بھی ضرور مار ڈالیں گے، آپ منافق ہیں کہ منافقوں کی طرف داری کر رہے ہیں، اب ان کی طرف سے ان کا قبیلہ اور ان کی طرف سے ان کا قبیلہ ایک دوسرے کے مقابلے پر آگئے اور قریب تھا کہ اوس وخزرج یہ دونوں قبیلے آپس میں لڑ پڑیں۔ حضور ﷺ نے منبر پر انہیں سمجھانا اور چپ کرانا شروع کیا۔ یہاں تک کہ دونوں طرف خاموشی ہوگئی۔ حضور ﷺ بھی خاموش ہو گئے۔

یہ تو وہاں کا واقعہ ہے اور میرا حال یہ تھا کہ میں نے سارا دن بھی رونے ہی میں گزارا۔ میرے اس رونے نے میرے والدین کے بھی ہوش گم کر دیئے وہ سمجھ بیٹھے تھے کہ میرا یہ رونا میرا کلیجہ پھاڑ دے گا دونوں حیرت زدہ مغموم بیٹھے ہوئے تھے اور مجھے رونے کے سوا کوئی کام نہ تھا۔ انصار کی ایک عورت آئی وہ بھی میرے ساتھ رونے لگی۔ ہم یونہی بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور سلام کر کے میرے پاس بیٹھ گئے۔ خدا کی قسم! جب سے یہ بہتان بازی شروع ہوئی تھی آج تک رسول اللہ ﷺ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے۔ مہینہ بھر گزر گیا تھا کہ حضور ﷺ کی یہی حالت تھی کوئی وحی نہیں آئی تھی کہ فیصلہ ہو سکے۔

Scanned with CamScanner

میں تو صبر ہی کروں گی

آپ ﷺ نے بیٹھتے ہی اوّل تو تشہد پڑھا، پھر امابعد پڑھ کر فرمایا: ''اے عائشہ! تیری نسبت مجھے یہ خبر پہنچی ہے اگر تو نے ایسا کیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کر۔ بندہ جب گناہ کر کے اپنے اقرار گناہ کے ساتھ خدا کی طرف جھکتا ہے اور اس سے معافی طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ اتنا فرما کر خاموش ہو گئے۔ یہ سنتے ہی میرا رونا دھونا سب جاتا رہا، آنسو تھم گئے یہاں تک کہ میں آنسو کا ایک قطرہ بھی نہ پاتی تھی۔

ایک سکتہ سا طاری ہو گیا

میں نے اوّل تو اپنے والد سے درخواست کی کہ میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو آپ، جواب دیں لیکن انہوں نے کہا واللہ! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں حضور ﷺ کو کیا جواب دوں؟ اپنی والدہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کو آپ جواب دیں۔ لیکن انہوں نے بھی یہی کہا کہ میں حضور ﷺ کو کیا جواب دوں؟

آخر میں نے خود ہی جواب دینا شروع کیا میری عمر کچھ ایسی بڑی تو نہ تھی مجھے زیادہ قرآن حفظ تو نہ تھا۔ میں نے کہا، آپ سب نے ایک بات سنی اور اسے اپنے دل میں بٹھا لیا گویا سچ سمجھ لیا اور اگر میں کہوں کہ میں اس سے بالکل بری ہوں لیکن تم لوگ نہیں مانو گے۔ ہاں اگر میں کسی امر کا اقرار کر لوں، حالانکہ خدا تعالیٰ کو خوب علم ہے کہ میں بالکل بے گناہ ہوں تو تم بھی مان لو گے۔ میری اور تمہاری مثال تو بالکل حضرت ابو یوسف علیہ السلام کا یہ قول ہے: (فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ط وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ٥)

''پس صبر ہی اچھا ہے جس میں شکایت کا نام ہی نہ ہو اور تم جو باتیں بناتے ہو ان میں اللہ تعالیٰ ہی میری مدد کرے۔''

جن کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیان

اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دوسری طرف جا کر لیٹ گئیں اور اسی وقت رسول اللہ ﷺ پر وحی کا نزول شروع ہو گیا۔ پھر جب آپ ﷺ سے وحی کی کیفیت ختم ہوئی ہو: ''وَهُوَ يَضْحَكُ''

آپ مسکرا رہے تھے اور آپ ﷺ نے جو پہلی بات فرمائی وہ یہ تھی: ''اے عائشہ! اللہ نے تمہیں بری کر دیا ہے۔'' اس پر خوشی سے ان کی ماں بولی۔

اے عائشہ! حضور کی جانب اٹھو اور آپ کا شکریہ ادا کرو۔

حضرت عائشہ نے اپنے دامن کی براءت اور رسول اللہ ﷺ کی محبت اور اعتماد کے سبب قدرے ناز کے انداز میں کہا:

''وَاللّٰهِ لَا اَقُوْمُ اِلَيْهِ فَاِنِّىْ لَا اَحْمَدُ اِلَّا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ''

''واللہ! میں تو ان کی جانب نہ اٹھوں گی اور صرف اللہ کی حمد و ثنا کروں گی۔''

اس موقعہ پر سورۂ نور کی (۱۰) دس آیات نازل ہوئی ہیں۔

(۲۴/النور: ۱۰تا۲۰، بخاری، المغازی، باب حدیث الافک: ۴۱۴۱)

(۲۰)

صلہ رحمی کا کرشمہ

والدین کے ساتھ حسن سلوک اوران کی خدمت کا صلہ اللہ تعالیٰ آخرت میں تو یقیناً دے گا، وہ اس دنیا میں بھی اس کا بہترین بدلہ عنایت فرماتا ہے۔ یہ اس آدمی کا قصہ ہے جو بوڑھا ہو چکا تھا۔ اس میں چلنے پھرنے کی بھی طاقت نہیں تھی۔ لب مرگ تھا۔ صرف اپنی اولاد کے رحم و کرم پر تھا۔ اس کے چار بیٹے تھے۔ ان میں سے جس سے جتنا ہوتا وہ اس کی خدمت کرتا۔ لیکن اس کے باوجود بوڑھے باپ کی جو خدمت ہونی چاہئے تھی اس کا حق ادا نہیں ہو رہا تھا۔ ایک دن اس کے چاروں بیٹوں کی میٹنگ ہوئی۔ ایک بھائی نے تینوں بھائیوں سے کہا: آپ جانتے ہیں کہ ہمارے والد صاحب سخت بیمار ہیں۔ انہیں ہماری خدمت کی شدید ضرورت ہے۔ میں آپ بھائیوں کے سامنے یہ تجویز رکھتا ہوں کہ یا تو آپ تینوں مل کر والد صاحب کی خدمت کریں یا صرف میں۔ لیکن والد صاحب کی خدمت کرنے کی ایک شرط ہے کہ جو بھی ان کی خدمت انجام دے گا اسے ان کے مال میں سے ایک پائی کی بھی وراثت نہیں ملے گی۔

بظاہر یہ تجویز عجیب سی تھی کہ والد کی خدمت بھی کرنی تھی اور خدمت کے عوض اس کے مال میں سے کچھ ملنا ملانا بھی نہیں تھا۔ جبکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جو والد کی خدمت کرتا اسے اس کے مال میں سے کچھ زیادہ ہی وراثت کا حصہ دیا جاتا لیکن یہاں میٹنگ میں یہ تجویز رکھی گئی کہ جو والد کی خدمت انجام دے گا اسے اس کے مال میں سے بطور وراثت کچھ نہیں ملے گا۔ تینوں بھائیوں کو اپنے چوتھے بھائی کے دماغی توازن پر شک ہونے لگا۔ انہوں نے اپنے بھائی سے کہا: یہ تم کیسی تجویز دے رہے ہو؟ کیا تم نے اس کے مثبت اور منفی پہلو بھی سامنے رکھے ہیں؟ چوتھے بھائی نے جواب دیا: بھائیو! میں نے تمہارے سامنے یہ تجویز

سوچ سمجھ کر رکھی ہے۔ باپ کی محبت اور اپنے جذبات کی رو میں بہہ کر یہ تجویز نہیں دی اگر تمہیں یہ تجویز پسند نہ آئے تو تم بھی اپنی اپنی تجاویز دینے میں آزاد ہو۔ میں بھی تمہاری تجویزیں سننے کو تیار ہوں۔

بھائیوں نے اپنے چوتھے بھائی کی تجویز کو غنیمت جانتے ہوئے اس سے کہا: پھر تم ہی اس تجویز پر عمل کیوں نہیں کر لیتے؟ تمہیں باپ کی دولت میں سے وراثت کے طور پر کچھ نہیں ملے گا۔ چوتھے بھائی نے کہا: ٹھیک ہے، آج کے بعد میں اپنے والد کی خدمت کروں گا۔ اس کے عوض میں ان کے ترکہ میں سے کچھ بھی نہیں لوں گا۔ اس کے بعد چوتھا بھائی والد کی خدمت میں لگ گیا۔ ایک عرصہ تک خدمت کرتا رہا۔ آخر کار ایک دن باپ کا انتقال ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

والد کی خدمت کا صلہ

والد کے انتقال کے بعد بھائیوں کے درمیان ترکہ تقسیم ہوا تو حسب شرط چوتھے بھائی کو کچھ نہیں ملا۔ اس کے بعد بات آئی گئی ہو گئی۔ والد کے انتقال کے کچھ ہی دنوں بعد اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی اسے کہہ رہا ہے کہ فلاں جگہ جاؤ، وہاں سو دینار دفن ہیں وہ نکال لو۔ اس نے خواب ہی میں پوچھا کہ کیا ان دیناروں میں برکت ہے؟ جواب ملا: نہیں۔ صبح ہوئی تو اس نے بیوی سے اپنا خواب بیان کیا۔ بیوی نے کہا: جاؤ سو دینار لے آؤ۔ ہم اس سے کپڑے وغیرہ بنوالیں گے اور گھر میں کھانے پینے کی کچھ چیزیں خرید کر رکھ لیں گے لیکن اس نے یہ دینار نکالنے سے انکار کر دیا۔ دوسرے دن بھی ایسا ہی خواب نظر آیا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ فلاں جگہ جاؤ اور وہاں سے دس دینار نکال لو۔ اس نے پوچھا: کیا اس میں میرے لئے برکت ہے؟ جواب ملا کہ نہیں، چنانچہ صبح ہوئی۔ اس نے اپنی بیوی سے خواب بیان کیا۔ بیوی نے کہا جاؤ! یہی دینار نکال لاؤ۔ مگر اس نے اس مرتبہ بھی دینار نکالنے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا کہ جب اس میں میرے لئے برکت ہی نہیں ہے تو نکالنے سے کیا فائدہ؟ تیسرے روز بھی اسے خواب میں ایک آدمی نظر آیا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ فلاں جگہ جا کر ایک دینار نکال لو۔ اس نے خواب ہی میں پوچھا کہ کیا اس میں میرے لئے برکت ہے؟ جواب ملا: ہاں۔

چنانچہ وہ وہاں گیا اور ایک دینار نکال لایا۔ دینار لے کر بازار گیا تا کہ کچھ کھانے پینے کا سامان خرید لائے۔ اس نے ایک آدمی کو دیکھا جو مچھلی بیچ رہا تھا۔ ایک دینار میں اس نے دو مچھلیاں خرید لیں اور گھر آ گیا۔ گھر پہنچ کر جب اس نے مچھلی کو پکانے کے لئے کاٹا تو دونوں مچھلیوں کے پیٹ سے ایک ایک موتی نکلا۔ یہ موتی نہایت ہی خوبصورت اور قیمتی تھے۔

برکت اس کو کہتے ہیں

اس زمانے کا بادشاہ، موتیوں کا بہت شوقین تھا۔ وہ طرح طرح کے موتی خریدتا اور انہیں میوزیم میں رکھتا۔ اسے ایک خوبصورت موتی کی ضرورت تھی۔ اس نے اپنے آدمیوں کو موتی کی تلاش میں بھیجا۔ وہ اس نوجوان کی خدمت میں پہنچے اور ایک موتی تیس ہزار دینار میں خرید کر بادشاہ کے پاس لے گئے۔ بادشاہ نے جب موتی دیکھا تو ہکا بکا ہو گیا۔ اسے یہ موتی بہت ہی خوبصورت لگا۔ وہ خوشی سے جھوم اُٹھا اور بولا: یہ موتی لاجواب ہے، میں نے آج تک ایسا درخشاں موتی نہیں دیکھا تم لوگ ایسا ایک اور موتی خرید لاؤ۔ میں چاہتا ہوں کہ اس معیار کے دو موتی ساتھ ساتھ رکھوں۔ بادشاہ کے حکم پر اس کے کارندے دوبارہ باپ کے فرمانبردار نوجوان کے پاس پہنچے اور دوسرا موتی بھی خریدنے کی خواہش ظاہر کی۔ نوجوان نے دوسرا موتی بھی بیچ ڈالا۔ مگر اس دفعہ اسے موتی کی دُگنی قیمت ملی، یعنی ساٹھ ہزار دینار!

میرے بھائیو! ذرا غور کرو کہ چوتھے بھائی کی نیت کا اللہ تعالیٰ نے کتنا شاندار صلہ دیا۔ وہ آدمی جس کو باپ کی دولت میں سے ایک پیسہ بھی بطور وراثت نہیں ملا۔ نہ اس نے باپ کے مال میں سے کچھ لینا چاہا۔ مگر باپ کی خدمت کا صلہ اسے اتنا زیادہ مل گیا کہ اس کے باپ کی دولت اس کو ملنے والے نوے ہزار دینار کے پاسنگ بھی نہیں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دولت اس نوجوان کو باپ کی اطاعت اور خدمت کے صلہ ہی میں عنایت فرمائی تھی۔ یہ بالکل سچ ہے کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کا اچھا بدلہ دنیا میں بھی ملتا ہے اور آخرت میں بھی!، اس لئے ہمیں چاہئے کہ اپنے والدین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کریں اور دنیا اور آخرت میں انعاماتِ ربانی سے فیض یاب ہوں۔

(شعب الایمان للبیہقی، 208/6، حدیث: 7923، وکتاب: قصص موثرہ فی بر و عقوق الوالدین، ص: 42، 43)

(۲۱)

علماء کی شان و شوکت

حضرت سیّدنا امام ابن شہاب زہری علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کہ جب ابراہیم بن ہشام حاکم بنا تو میں اس کے ساتھ ہی رہتا۔ وہ کئی معاملات میں مجھ سے مشورہ کرتا۔ ایک دن اس نے مجھ سے کہا: ''اے زہری (رحمۃ اللہ علیہ)! کیا ہمارے میں کوئی ایسا شخص ہے جس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صحبت پائی ہو، اگر کوئی ایسا شخص تمہاری نظر میں ہے تو بتاؤ۔'' میں نے کہا، ہاں، حضرت سیّدنا ابو حازم علیہ الرحمۃ اس شہر میں رہتے ہیں، انہیں حضرت سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی صحبت بابرکت ملی ہوئی ہے اور ان سے سنی ہوئی کئی حدیثیں بھی آپ (رحمۃ اللہ علیہ) بیان فرماتے ہیں۔''

چنانچہ ابراہیم بن ہشام نے ایک قاصد بھیج کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بلوایا، آپ تشریف لائے اور سلام کیا۔ ابراہیم بن ہشام نے سلام کا جواب دیا اور کہا: ''اے ابو حازم! ہمیں کوئی حدیث سنایئے۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اے ابراہیم بن ہشام! اگر مجھے تمہاری آخرت کی بھلائی مقصود نہ ہوتی تو میں کبھی بھی تیرے پاس حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سنانے نہ آتا۔ ابراہیم بن ہشام نے پوچھا: ''حضور! آپ یہ بتائیں کہ ہمیں نجات کس طرح حاصل ہوگی؟''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے احکام کو تمام مخلوق پر ترجیح دو، اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کسی کی بھی بات نہ مانو، مال حلال طریقے سے حاصل کرو اور جہاں اسے صرف کرنے کا حق ہے وہیں صرف کرو۔''

ابراہیم بن ہشام کہنے لگا: ''ان باتوں پر کما حقہ کون عمل کر سکتا ہے؟'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اے ابراہیم! اگر تو چاہتا ہے کہ تجھے دنیا میں سے اتنی چیز ملے جو تجھے کافی ہو تو تیرے لئے تھوڑی سی دنیوی نعمتیں بھی کافی ہیں اگر تو صبر کرے اور اگر تو دنیا کا حریص ہے تو

Scanned with CamScanner

چاہے کتنا ہی مال وزر جمع کر لے تیری حرص ختم نہ ہوگی تو کبھی بھی دنیوی دولت سے بے نیاز نہ ہوگا، ہر وقت اس میں اضافے کا متمنی ہوگا۔''

حق گو عالم کی یہی شان ہے

ابراہیم بن ہشام نے پوچھا: ''کیا بات ہے کہ ہم جیسے لوگ موت کو ناپسند کرتے ہیں؟'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''تم لوگوں نے اپنی ساری توجہ دنیا کی دولت پر دے رکھی ہے اور ہر وقت تمہارے سامنے دنیوی نعمتیں موجود رہتی ہے۔ اس لئے تمہیں ان نعمتوں سے جدا ہونا پسند نہیں اگر تم آخرت کی تیاری کرتے اور آخرت کے لئے اعمال صالحہ کئے ہوتے تو تم موت کو کبھی بھی ناپسند نہ کرتے بلکہ آخرت کی نعمتوں کی طرف جلدی کرتے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حکمت بھری باتیں سن کر حضرت سیّدنا امام زہری علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ''اے امیر! خدا کی قسم! میں نے آج تک کبھی بھی اس کلام سے بہتر کلام نہیں سنا۔'' شیخ ابوحازم علیہ الرحمۃ نے کیسے جامع کلمات کے ساتھ ہمیں نصیحت کی ہے، میں عرصہ دراز سے ان کا پڑوسی ہوں لیکن افسوس! میں کبھی ان کی بارگاہ میں حاضر نہ ہوسکا اور ان کی صحبت بابرکت سے محروم رہا۔''

شیخ ابوحازم علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ''اے ابن شہاب زہری (رحمۃ اللہ علیہ)! اگر تو ان علماء کرام رحمہم اللہ میں سے ہوتا جو دنیاداروں سے بے نیازی کو پسند کرتے ہیں تو ضرور میری مجلس میں بیٹھتا اور ضرور مجھ سے ملاقات کا سلسلہ رکھتا۔''

اس پر حضرت سیّدنا ابن شہاب زہری علیہ الرحمۃ نے عرض کی: ''اے ابوحازم علیہ الرحمۃ! مجھے آپ کی اس بات نے غمزدہ کردیا ہے۔'' تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اے زہری علیہ الرحمۃ! جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر علم حاصل کرتا ہے تو وہ شخص اپنے اس علم کی بدولت مخلوق سے بے نیاز ہوجاتا ہے، اسے کوئی دنیوی غرض وغایت نہیں ہوتی اور ایسے عالم ربانی کی طرف لوگ اکتساب علم کے لئے آتے ہیں۔ بڑے بڑے اُمراء ودنیادار لوگ اس عالم ربانی کی بارگاہ میں دست بستہ کھڑے ہوتے ہیں۔ ایسا عالم اُمراء اور عوام دونوں کے لئے باعث نجات ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ انہیں حق بات ہی کا حکم دیتا ہے اور بری باتوں سے روکتا ہے۔

دو عظیم نعمتیں

اگر علماء کو دنیا کی حرص بادشاہوں کے درباروں میں لے جائے تو پھر علماء اپنی شان کھو بیٹھتے ہیں اور اُمراء ان کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے، ایسے لوگوں کا علم حاصل کرنا اس لئے ہوتا ہے کہ ہماری تعظیم کی جائے، ہماری بات کو اہمیت دی جائے لیکن جب یہ اُمراء کی محفل میں جاتے ہیں تو ان کا وقار گر جاتا ہے۔ یہ حق بات کہنے کی جرأت نہیں رکھتے، ہر وقت بادشاہوں اور اُمراء کی خوشنودی کے طالب ہوتے ہیں، ایسے علماء ان بادشاہوں اور عوام الناس دونوں کے لئے ہلاکت کا باعث بنتے ہیں۔''

حضرت سیّدنا ابوحازم علیہ الرحمۃ کی یہ باتیں سننے کے بعد ابراہیم بن ہشام نے کہا: ''آپ اپنی حاجت بیان کریں، آپ کو جس چیز کی ضرورت ہو وہ دی جائے گی۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اے ابراہیم بن ہشام! میں اپنی حاجتیں اس پاک پروردگار کی بارگاہ میں عرض کرتا ہوں جو زمین وآسمان کا مالک ہے، میری اُمیدوں کا مرکز صرف میرا مالک حقیقی ہے۔ میں اس کے علاوہ کسی اور کا محتاج نہیں، میرا مالک مجھے جو چیز بھی عطا فرماتا ہے میں اسے بخوبی قبول کرلیتا ہوں اور جس چیز کو مجھ سے روک لیتا ہے میں کبھی بھی اس کی شکایت نہیں کرتا نہ ہی ناشکری کرتا ہوں بلکہ میں اپنے پروردگار سے ہر حال میں خوش ہوں۔ اس کے علاوہ کسی چیز کو پسند نہیں کرتا۔ یہ دو نعمتیں میرے نزدیک بہت بڑا سرمایہ ہیں: (۱)......اللہ تعالیٰ کی رضا (۲)......زہد وتقویٰ۔ یہ دو نعمتیں مجھے ہر چیز سے محبوب ہیں۔''

ابراہیم بن ہشام نے عرض کی: ''اے ابوحازم (رحمۃ اللہ علیہ)! برائے کرم آپ ہمارے ہاں تشریف لایا کریں تاکہ ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اکتساب فیض کرسکیں، اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نہ آنا چاہیں تو میں خود حاضر ہوجایا کروں گا۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اے ابراہیم بن ہشام! تو میرا خیال چھوڑ دے اور میرے گھر بھی نہ آنا، اسی میں میری بھلائی ہے، ہاں اتنا ضرور ہے کہ تو نیک اعمال کی طرف راغب ہوجا، اگر نیک کام کرے گا تو کامیابی کی راہ پر گامزن ہوجائے گا اور تجھے نجات حاصل ہوجائے گی۔'' اتنا کہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے تشریف لے گئے۔ (عیون الحکایات)

Scanned with CamScanner

(۲۲)

گزرتے دن زندگی کو فنا کر رہے ہیں

امام ابن ابی الدنیا عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے حسین بن عبدالرحمٰن نے مغیرہ بن حبابؒ کے یہ اشعار سنائے:

نیا دن اور رات مجھے ہلاک کر رہے ہیں انہوں نے میری زندگی کو فنا کر دیا۔
یوں تو ہر جوان ہی فنا ہونے والا ہے۔ جب میں نے ایک ماہ گزار دیا تو اس کے بعد ایسا ہی دوسرا بھی گزار دیا۔ میرا مہینوں کو گزار دینا ہی میری بوسیدگی اور فنائیت کے لئے کافی ہے۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے محمد بن قدامہ جوہری نے خبر دی، انہیں سعید بن محمد ثقفی نے، انہوں نے قاسم بن غزوان سے اس کا تذکرہ سنا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز اکثر یہ اشعار پڑھتے تھے۔ (بہجۃ المجالس ۲/۳۴۴)

کیا تو آج بیدار ہے یا غفلت کی نیند سو رہا ہے، پریشان و یران کو نیند کیسے آسکتی ہے؟ اگر تو کل آئندہ کے لئے بیدار ہوتا تو مسلسل بہنے والے آنسو تیری آنکھوں کو جلا ڈالتے، تو لمبی غفلت میں پڑا ہوا ہے، حالات خوفناک بڑے امور تیرے قریب آتے جا رہے ہیں۔ اے مغرور! تیرا دن تو غفلت اور بھول میں گزرتا ہے، اور تیری رات نیند میں گزرتی ہے جبکہ ہلاکت تیرے سر پر منڈلا رہی ہے۔ دنیا تجھے دھوکہ دے رہی ہے اور موت کی تیاری سے مشغول کر رہی ہے جس طرح خواب دیکھنے والا نیند میں خواب کی لذتوں سے دھوکہ کھاتا ہے، اور تجھے ان اعمال سے ہٹا رہی ہے جن کے نہ ہونے پر تجھے افسوس ہوگا، تو اسی طرح دنیا میں بہیمانہ زندگی گزار رہا ہے۔

دنیا تین روزہ ہے

عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے ابو عبداللہ عجلی نے خبر دی، انہیں عمرو بن محمد عنقزی (ابو سعید کوفی ثقہ) نے، انہیں اسرائیل نے سلمہ بن ناجیہ سے خبر دی وہ حسن سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا: دنیا تین روزہ ہے گزشتہ کل تو اپنے تمام اعمال سمیت رخصت ہو چکا۔ کل آئندہ شاید تجھے نصیب نہ ہو۔ آج کا دن ہے اس میں عمل کر لے۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے محمود بن خداش نے خبر دی، انہیں اشعث بن عبدالرحمٰن بن زبید نے، انہیں حماد نے جو اہل کوفہ کے شیخ ہیں وہ حسن بصری سے روایت کرتے ہیں کہ وہ فرما رہے تھے، دنیا صرف تین روزہ ہے۔ کل گزشتہ تو اپنے تمام اعمال لے کر جا چکا اور کل آئندہ شاید تجھے نصیب نہ ہو اب دیکھ لے آج کے دن کیا کیا عمل کر سکتا ہے۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے حسین بن عبدالرحمٰن نے خبر دی وہ ایک قریشی شخص سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے اپنے بھائی کی طرف لکھا: اما بعد: میں تجھے وہ باتیں کہہ رہا ہوں جنہیں خود میرا نفس نہیں چاہتا: اور اپنے دل کے وہ حالات لکھ رہا ہوں جن سے مجھے سوء عاقبت کا اندیشہ ہے۔ میرا نفس راحت کا متمنی ہے، میرا قلب لذتوں سے مانوس ہوتا ہے، اور میری ہمت طاعت و فرمانبرداری کو بوجھ محسوس کرتی ہے، میں نے اپنے نفس کو مصائب سے بھی بہت ڈرایا اور اپنے دل کو موت سے ڈرایا اور اپنی ہمت کو کوتاہی سے ڈرایا مگر انہوں نے کوئی خاطر خواہ تاثر نہیں لیا۔ آپ ان شکایات میں میری ان چیزوں کی طرف رہنمائی فرمائیے جن سے میں کچھ معاونت حاصل کر سکوں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں موت کی تیاری سے قبل موت نہ آجائے، والسلام۔

انہوں نے جواب لکھا: مجھے اس دل پر انتہائی تعجب ہے جو دنیا سے مانوس ہے اور اسی میں رہنا چاہتا ہے حالانکہ گھڑیاں ہمیں (آخرت کی طرف) دھکیل رہی ہیں اور ایام ہماری زندگی کو لپیٹتے جا رہے ہیں، ہم بے ثبات زندگی سے کیسے مانوس ہوں اور وہ آنکھ کس طرح ناز و نعمت میں زندگی بسر کر سکتی ہے جسے نہ معلوم سونے کے بعد صرف اللہ کے سامنے جواب دہی کے لئے ہی اٹھنا پڑے۔ والسلام

Scanned with CamScanner

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے حسین بن عبدالرحمٰن نے خبر دی وہ ایک قریشی شخص سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے اپنے بھائی کی طرف لکھا: امابعد!...... آج کے دن کی خوب ضیافت کرنا اور اس کے گزرنے سے قبل توشہ حاصل کر لینا، اور کسی بھی وقت زندگی کی کدورت سے ڈرتے رہنا۔ والسلام

(کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

(۲۳)

خواہشات کے دروازے یا راستے

ابن جوزی کہتے ہیں ”جوانی کے آغاز ہی سے دل میں طریق زہد اختیار کرنے کا خیال پیدا ہونے لگا نفل نماز اور روزہ کا تسلسل اور خلوت وتنہائی محبوب ہوگئی دل میں پاکیزگی اور شوق محسوس ہونے لگا میری بصیرت کی نگاہ خوب تیز تھی اور اسے ہر اس لمحہ پر افسوس ہوتا تھا جو غیر طاعت میں گزر جاتا طاعت کو غنیمت شمار کرنے میں بہت جلد بازی تھی مناجات خداوندی سے ایک گونہ انس اور لذت پیدا ہو چکی تھی یہاں تک کہ بعض حکام کو میرا کلام پسند آنے لگا مجھے اپنی طرف متوجہ کیا طبیعت تھی مائل ہوگئی مگر وہ لذت و چاشنی ختم۔ پھر مجھے کسی اور نے بلانا چاہا مگر میں شبہات سے پرہیز کے پیش نظر ان کی ملاقات اور دعوتوں سے بچنے ہی لگ گیا اور حالت کچھ مناسب سی تھی پھر تاویل کی طرف میلان ہوا اور میں نے مباحات میں وسعت اختیار کر لی مگر جو نور اور قلبی سکون حاصل تھا وہ جاتا رہا اور باہمی میل ملاپ سے دل میں ظلمت پیدا ہوتی رہی یہاں تک کہ نورانیت کا احساس تک ختم ہو گیا۔ اس متاع کے لٹ جانے پر میرا قلق واضطراب اہل مجلس کے لئے باعث عبرت ہوتا تھا اور وہ توبہ تائب ہو کر اپنی اصلاح کر لیتے اور میں اسی لٹے پٹے حال میں اٹھ کر چل دیتا تھا اور میری چیخ و پکار بیماروں سے کہیں بڑھ چکی تھی اور میں اپنے علاج میں عاجز آ گیا تھا پھر میں نے صلحاء حضرات کی قبور کا رخ کیا اور اپنی اصلاح کے لئے سہارا ڈھونڈا تو میرے مولا کی کرم فرمائی نے جو مجھ پر ہوئی مجھے گوشہ تنہائی کی طرف کھینچا حالانکہ تنہائی مجھے پسند نہ تھی اور بے گانہ ہو جانے کے بعد میرا دل پھر مجھ پر مہربان ہوا اور اپنی پسند کی باتوں میں مجھے اب عیب دکھائی دینے لگے میں نے اپنی غفلت کے مرض میں افاقہ محسوس کیا اور اب میں اپنی تنہائی کی

Scanned with CamScanner

مناجاتوں میں کہا کرتا: میرے آقا میں تیرا شکر کیسے ادا کرسکتا ہوں اور کس زبان سے میں تیری حمد وثناء کہوں کہ میری غفلتوں پر تو نے مواخذہ نہیں فرمایا بلکہ میری نیند سے مجھے بیدار فرمایا اور طبیعت کے نہ چاہنے کے باوجود میں نے اپنا حال درست کرنے کی کوشش کر لی۔ میری کیفیات کے سلب پر بھی مجھے کس قدر نفع حاصل ہوا ہے جبکہ اس کے انجام میں تیری پناہ مل گئی اور میرا ذخیرہ کتنا وافر ہے جس کے نتیجے میں تیری طرف خلوت کا دھیان پیدا ہوا اور میری غنا کا کیا کہنا جبکہ تو نے مجھے اپنا فقیر بنالیا ہے اور میری انس ومحبت کا کیا پوچھنا جبکہ تو نے اپنی مخلوق سے مجھے وحشت نصیب کردی ہے۔

شیطان ابتداءً مباح کو مزین کر کے دکھاتا ہے

ہائے افسوس اس وقت پر جو تیری بندگی کے بغیر ضائع ہو گیا اور ہائے ندامت و حسرت اس زمانے پر جو تیری اطاعت کے بغیر غارت ہوا جب فجر کے وقت میں بیدار ہوتا تھا تو رات بھر کی طویل نیند سے مجھے ذرا دکھ نہ ہوتا تھا اور دن ختم ہونے کو آتا تو اس دن کے ضائع ہونے کا مجھے کچھ احساس نہ ہوتا تھا اور مجھے یہ تک معلوم نہ تھا کہ میری یہ بے حسی مرض کے شدت پکڑنے کی وجہ سے ہے اور اب تو (سبحان اللہ) عافیت کی بادنسیم چلنے لگی ہے۔ تکلیف کا احساس ہونے لگا ہے جو کہ صحت کی علامت ہے بس اے عظیم انعامات والے میرے لئے عافیت کو مکمل فرما۔ آہ ہے اس مدہوش پر جسے اپنی بدحالی کا علم بھی ہوش آنے پر ہی ہو جس کا دامن اتنا پھٹ چکا ہے کہ اب اصلاح مشکل ہو رہی ہے اور ہائے افسوس اس متاع پر جو لٹ گئی اور اس کشتی بان پر جو مدتوں تند و تیز شمالی موجوں میں مشقتوں کے ساتھ آگے بڑھتا رہا پھر اس پر نیند غالب آ گئی اور وہ اپنے پہلے مقام پر پہنچ گیا باہمی اختلاط سے میری تحذیرات کے پڑھنے والے لوگوں نے عملی طور پر اپنے نفس سے خیانت کی ہے مگر میں اپنے بھائیوں کو زبانی اس کی نصیحت ضرور کروں گا کہ بچ کے رہئے میرے بھائی، ان رخصتوں کے استعمال سے جن میں فساد کا خطرہ ہے کیونکہ شیطان پہلے پہل مباح کو مزین کر کے دکھاتا ہے اور پھر گناہ کی طرف کھینچ لاتا ہے لہٰذا حال کو سمجھو اور انجام پر خوب نظر رکھو اور کبھی وہ تمہیں انجام بہترین دکھائے گا مگر اس کا راستہ فاسد ہوتا ہے لہٰذا ایسے موقع پر اپنے

ابا (آدم علیہ السلام) کے واقعہ سے عبرت پکڑو جسے اس نے کہا تھا (کیا تجھے سدا زندہ رہنے کا درخت بتاؤں اور بادشاہی جو پرانی نہ ہو) کہ یہاں پر آدم علیہ السلام نے صرف انجام کو دیکھا یعنی ابدیت کو اور طریقہ کی غلطی پر نظر نہ گئی اور شیطان کے آلات میں سے شکار کرنے کا یہ عجیب ترین آلہ ہے جس سے وہ علماء کو شکار کرتا ہے کہ وہ اچھے انجام کو دیکھتے رہتے ہیں اور نقد اور فوری مفاسد کے ضرر میں پھنس جاتے ہیں مثلاً وہ کبھی کسی عالم کو یوں کہتا ہے کہ اس ظالم کے پاس پہنچو اور مظلوم کی سفارش کرو تو یہ جلدی میں کسی برائی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کا اپنا دین ہل جاتا ہے اور بسا اوقات وہ کسی ایسے جال میں پھنس جاتا ہے کہ اس ظالم سے بھی بڑا ظالم بن جاتا ہے بس جس شخص کو اپنے پر اعتماد نہ ہو اسے اس کے جالوں سے بچ کے رہنا چاہئے کہ وہ بہت دقیق ہوتے ہیں۔

تنہائی میں ہی سلامتی ہے

ایک کمزور آدمی کے لئے علیحدگی اور تنہائی سلامتی کا بہترین ذریعہ ہے خصوصاً ایسے دور میں جبکہ نیکی اور بھلائی مر رہی ہے اور برائی دندناتی پھرتی ہے اور اہل حکومت کی نگاہ میں اہل علم کا مقام گر چکا ہے جو عالم ان کے ساتھ ہوتا ہے وہ ناجائز امور میں بھی ان کا شریک کار ہو جاتا ہے۔ خود ان کو برائی کے گڑھے سے کھینچ لانے پر قادر نہیں ہوتا پھر غور سے دیکھنے والا جان لیتا ہے کہ جو عالم سرکاری عہدوں پر کام کرتے ہیں وہ علمی نفع سے محروم اور حکومت کے سپاہی بن کے رہ جاتے ہیں بس گوشہ تنہائی کے سوا کہیں عافیت نہیں ہے اور میل جول رکھنے کی ہر تاویل فاسد سے اعراض میں ہی سلامتی ہے اور اپنی ذات تک نفع کو محدود رکھنا اس سے بہتر ہے کہ دوسروں کو نفع پہنچائیں اور خود نقصان اٹھانے لگیں۔

لہٰذا بچئے اور خوب بچئے دھوکے کی تاویلات سے فتاوئی کے مفاسد سے اور گوشۂ تنہائی پر جس قدر ہو سکے صبر کیجئے کہ تو جب اپنے مولا کے ساتھ تنہائی اختیار کرے گا وہ تجھ پر اپنی معرفت کا دروازہ کھول دے گا جس سے ہر مشکل آسان اور ہر تلخی لذیذ لگے گی اور تنگی میں سہولت اور ہر مطلوب کا حصول ہوگا اللہ پاک ہی اپنے فضل سے توفیق بخشنے والا ہے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۔ (صید الخاطر)

(۲۴)

سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی

سورۃ الضحیٰ کا شان نزول بیان کرتے ہوئے مفسرین نے لکھا ہے کہ......ایک مرتبہ بعض اہم حکمتوں کی بناء پر کچھ عرصہ کے لئے وحی کا سلسلہ منقطع ہوگیا......تو مخالفین نے یہ طعنہ دینا شروع کر دیا کہ محمد ﷺ کے رب نے معاذ اللہ! سے چھوڑ دیا ہے......اس پر اللہ تعالیٰ نے سورت والضحیٰ نازل فرمائی......جو کہ ساری کی ساری نبی پاک ﷺ کے ذکر میں ہے......اور جس کی ہر ہر آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے ذکر کی بلندی کو بیان فرمایا ہے......

جب حضرت جبرائیل علیہ السلام اس سورۂ مبارکہ کی صورت میں......رب کریم کا پیار بھرا پیغام محبوب رب کریم کی طرف سے لے کر آئے......تو آپ ﷺ کے لب ہائے مبارکہ کو جنبش ہوئی......رحمت کے پھول جھڑنے لگے......پیار بھرے کلمات کچھ یوں ترتیب پائے:

"ما جئت حتی اشتقت الیك"

''اے جبرائیل! تم نے آنے میں اتنی دیر کر دی کہ مجھے تمہاری ملاقات کا اشتیاق ہوا......''

کیونکہ کچھ عرصہ ہوا وحی نہیں آئی......آپ غمگین ہوگئے......کافروں نے طعنہ دیا......کہ محمد (ﷺ) کے رب نے اس کو چھوڑ دیا......اس کا رب اس پر ناراض ہوگیا......یہ باتیں باہر ہو رہی تھیں آپ پر اتنا اثر تو نہیں تھا......

ایک دن حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے منہ سے نکل گیا: یارسول اللہ ﷺ کہیں آپ کا رب واقعی آپ سے ناراض تو نہیں ہوگیا......کہیں آپ کو چھوڑ تو نہیں دیا......اتنے دن ہوئے وحی

نہیں آئی......تو حضرت خدیجہ کی بات کا دل پر اثر ہوا......بس ایک دم جبرائیل بھاگے ہوئے آئے......والضحیٰ......قسم ہے مجھے اس دن کی......والیل......قسم ہے مجھے اس رات کی......اذا سجیٰ......جب وہ سیاہ ہو جائے......

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ......

......والضحیٰ قسم ہے تیرے روشن چہرے کی......

......والیل......قسم ہے تیرے خوبصورت بالوں کی......جو کالی رات کی طرح تاریک ہیں......ماودعک ربک وما قلی......

میں نے تجھے بالکل نہیں چھوڑا......میں تیرے اوپر بالکل ناراض نہیں......وللاٰخرۃ خیر لک من الاولی......

یہ کیا زندگی ہے دنیا کی چار دن کی......اصل میں نے آپ کے لئے آخرت بنائی ہے......

اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی

سارے عالم کی نذیر......لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا

''رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ'' سارے عالمین کے لئے رحمت......

"بعثت الی الاسود والاحمر"

کالے اور گورے کے نبی......اولین اور آخرین کے نبی......

نبی الانبیاء بلکہ نبیوں کا بھی نبی بنا کر بھیجا......

سارے عرب کے نبی......سارے عجم کے نبی......

پتھر بھی کہتے تھے......پتھر......پتھر......

''اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ''

آپ ﷺ پتھر کے پاس سے گزرتے تو پتھر کہتا:

''اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ''

آپ ﷺ درخت کے پاس سے گزرتے تو درخت کہتا:

Scanned with CamScanner

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ"

جانور آپ ﷺ کے پاس آ کے پناہ پکڑتے......اور آپ ﷺ سے فریادی ہوتے کہ میری جان بچائیں......میرا مالک مجھے ذبح کرنا چاہتا ہے...... ہرنی آپ ﷺ کو پکار رہی ہے......اونٹ آپ ﷺ کو پکار رہے ہیں......

سارے عالم کے رسول ﷺ

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حضور ﷺ کی عمر کی قسم یاد فرمائی......دوستو! جس جان کی اللہ قسم کھائے وہ کتنی قیمتی ہوگی؟......

"لَعَمْرُکَ اِنَّھُمْ لَفِیْ سَکْرَتِھِمْ یَعْمَھُوْنَ ۝" (سورۃ الحجر:۷۲)

"قسم ہے آپ کی جان کی وہ لوگ اپنی مستی میں مدہوش تھے......"

یہ آیت محمد رسول اللہ ﷺ کی عظمت کی بہت بڑی دلیل ہے......کہ رب العالمین نے سیّد الانبیاء ﷺ کی جان کے سوا کسی کو عمر و حیات کی قسم قرآن میں نہیں کھائی...... یہ مقام صرف اور صرف آپ ﷺ ہی کا ہے......جس جان کی اللہ قسم کھائے وہ کتنی قیمتی اور عزیز ہوگی......

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ خدا تعالیٰ نے کوئی جان محمد ﷺ سے زیادہ اکرم اور اشرف پیدا نہیں کی...... میں نے نہیں سنا کہ اس نے محمد ﷺ کی جان عزیز کے سوا کسی دوسری جان کی قسم کھائی ہو......عزیز ترین چیز ہی کی قسم کھائی جاتی ہے......تمام جانوں میں رسول اللہ ﷺ کی جان اللہ کے نزدیک عزیز تھی...... تبھی تو اس کی قسم یاد فرمائی......(تفسیر ابن جریر)

کئی کو کسی سے ہوئی ہے نہ ہوگی

قرآن میں حضور ﷺ کی شان کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے......"لَا تُحَرِّکْ بِہٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِہٖ ۝ اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَ قُرْاٰنَہٗ"

"قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو اس لئے حرکت نہ دیجئے کہ آپ اسے جلد اخذ کر لیں......یقیناً اس کا جمع کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے......"

یہ دونوں آیتیں مقام مصطفیٰ کو بلند و بالا کر رہی ہیں......شان نزول ان کا یہ ہے کہ گزشتہ آیات نزول کے وقت......آنحضرت ﷺ نے ساتھ ساتھ پڑھنا شروع کر دیا......تاکہ یاد ہو جائے......اور کہیں کوئی لفظ بھول نہ جائے......اور وحی پوری طرح محفوظ ہو سکے......مگر اس صورت میں آپ کو سخت مشقت ہوئی......اس پہ یہ آیتیں نازل ہوئیں......

جن کا خلاصہ یہ ہے کہ جبرائیل کی آمد اور پڑھتے وقت......آپ کو پڑھنے اور زبان ہلانے کی حاجت نہیں...... ہمہ تن متوجہ ہو کر سننا ہی چاہئے یہ فکر مت کرو کہ یاد نہیں رہے گا......اور لوگوں کو کس طرح سناؤں گا......اس کا تمہارے سینے میں جمع کرنا......حرف بہ حرف اور تمہاری زبان سے پڑھوانا ہمارے ذمہ ہے...... یہ سب کچھ تیرے سینہ میں ریکارڈ کرنا ہمارا (خدا تعالیٰ کا) ذمہ ہے......(تفسیر کبیر رازی)

قرآن مجید کے بارے میں......تین باتوں کا ذمہ خود عرش والے نے لیا ہے......

اول......قرآن پاک کو آپ کے سینہ میں محفوظ رکھا......

دوئم......جس طرح اترا ہے اس طرح آپ کی ذات اقدس سے اس کو پڑھوانا اور ادا کرانا......

سوئم......قرآن مجید کے معانی اور اس کے احکام کا بیان کروانا......اور یہ بھی خیال رہے کہ اس آیت میں جبرائیل علیہ السلام کے پڑھنے کو اپنا پڑھنا فرمایا......کیونکہ اس کو نائب بنا کر بھیجا گیا تھا......

ہے جتنی کسی کو محبت کسی سے

"وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی" (پارہ ۹ سورۃ انفال آیت ۱۷)

"وہ کنکریاں آپ نے نہیں پھینکیں جب آپ نے پھینکیں بلکہ اللہ ہی نے پھینکیں ہیں......"

ا......اسلام کے مدمقابل آ کر لڑنے والی کافروں کی فوج پر آپ ﷺ نے پتھراؤ نہیں کیا......وہ ہاتھ تو آپ کا تھا......مگر اس کی قوت آپ کے خدا کی تھی......وہ ہم پھینک رہے تھے......

۲...... مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب ﷺ کی زندگی کے ایک ایک شعبے کے ساتھ اپنا تعلق بنا رہے ہیں...... یہ آیت بھی مقام مصطفیٰ کو سورج کی طرح چکا کر پیش کر رہی ہے یہ آنحضرت ﷺ کو خطاب ہے کیونکہ آپ نے میدان بدر میں شدت جنگ کے موقع پر مٹھی بھر کنکریاں مشرکین کے لشکر پر پھینکیں اور تین مرتبہ...... شاہت الوجوہ...... فرمایا تو اللہ نے اپنی قدرت کاملہ سے کنکریوں کے ریزے ہر کافر کی آنکھوں میں پہنچا دیئے جس کی وجہ سے وہ آنکھیں ملنے لگے اور اہل ایمان نے ان پر دھاوا بول دیا اور ان کے پاؤں اکھڑ گئے......

۳...... یہ صرف خدائی ہاتھ تھا...... جس نے مٹھی بھر سنگریزوں سے فوجوں کے منہ پھیر دیئے...... تم بے سروسامان اور قلیل التعداد مسلمانوں میں اتنی قدرت کہاں تھی؟ یہ تو خدا کی قدرت کاملہ کا کرشمہ تھا...... یہ بظاہر کام اے پیغمبر! تمہارے ہاتھوں سے لیا گیا...... اور ان میں فوق العادت قوت پیدا کر دی...... جسے تم آپ کسب و اختیار سے حاصل نہ کر سکتے تھے...... معجزہ اس کو ہی تو کہتے ہیں کہ ہاتھ پیغمبر کا ہوتا ہے اور طاقت اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے......

خالق کا بندہ خلق کا مولیٰ کہوں تجھے

ابونعیم نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام عالم پر آپ ﷺ کی اطاعت کو مطلق فرض کیا ہے...... اس فرضیت میں نہ کوئی شرط ہے اور نہ کوئی استثناء...... چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا" (الحشر:۷)

''اور جو کچھ تمہیں رسول عطا کریں وہ لے لو...... اور جس سے منع فرمائیں باز رہو......''

"وَمَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ" (النساء:۸۰)

''جس نے رسول کی اطاعت کی بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا......''

اللہ تعالیٰ نے مطلق آپ کے قول و فعل کی پیروی کو بغیر استثناء کے لوگوں پر واجب کیا

ہے...... مزید فرمایا:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (الاحزاب:۲۱)

''یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت میں اسوہ حسنہ ہے......''

"وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى"

''اور پیغمبر پاک ﷺ نہیں بولتے اپنے نفس کی خواہش سے یہ تو حکم ہے بھیجا ہوا......'' (پارہ ۲۷ سورہ نجم)

۱...... یہ آیت بھی مقام مصطفیٰ کو اجاگر کر رہی ہے...... یعنی کوئی ایک حرف بھی آ ن زبان مبارک سے ایسا نہیں نکلتا...... جو خواہش نفس پر مبنی ہو...... بلکہ جو کچھ دین کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں...... وہ اللہ کی وحی اور اس کے حکم کے مطابق ہوتا ہے...... اس میں متلو کو قرآن اور غیر متلو وحی کو حدیث کہا جاتا ہے......

۲...... حضرت موسیٰ نے جب درخت میں سے...... انی انا اللہ...... کی آواز سنی وہ درخت کی اپنی آواز نہ تھی...... وہ درخت تو ایک ذریعہ تھا...... جس کے پس پردہ خداوند تعالیٰ کلام فرما رہا تھا ایسے ہی مذکورہ آیت میں...... خاتم الانبیاء ﷺ کی زبان اور حلق کو اللہ تعالیٰ اپنا ذریعہ بنایا ہے...... سبحان اللہ! کیا شان مصطفیٰ ﷺ بلند و بالا ہے۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

۳...... اس شبے کو رد کر دیا کہ رسول اپنی خواہش سے بولتا ہے پھر تو رسالت سے اعتماد ہی ختم ہو جاتا ہے قرآن نے وضاحت کر دی کہ رسول کا نطق (بولنا) وحی الٰہی ہے اس کی زبان سے جو نکلتا ہے خاص خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔

Scanned with CamScanner

(۲۵)

خدا تعالیٰ سے محبت بڑھانے کا نتیجہ

انفاس عیسیٰ میں لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ سے محبت بڑھانے کا نتیجہ یہ ہے کہ (عاشق خدا کی) موت کے وقت فرشتے بتادیتے ہیں۔ ۷۰ ہزار فرشتے اس کے استقبال کے لئے آتے ہیں جب اس کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کی قبر حد نظر تک وسیع کر دی جاتی ہے اور مشک کا گدا بچھا دیا جاتا ہے اور جنت کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے اور فرشتے اس سے کہتے ہیں: نم کنومة العروس تو دلہن کی طرح میٹھی نیند سوجا! ایک اللہ والے نے اس منظر کو اس طرح بیان کیا ہے:

ایک حدیث میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہ جب کسی بندے سے خوش ہوتا ہے تو ملک الموت سے فرماتا ہے: فلاں بندہ کی روح لے آؤ تا کہ میں اس کو راحت و آرام پہنچاؤں، اس کا امتحان ہو چکا ہے میں جیسا چاہتا تھا وہ ویسا ہی کامیاب و کامران نکلا۔ ملک الموت اس کے پاس آتے ہیں (نہایت خوبصورت جوان کی شکل میں، نہایت لطیف لباس پہنے ہوئے، خوشبوئیں ان کے جسم ولباس سے مہکتی ہوئیں) اور پانچ سو فرشتے ان کے جلو میں ہوتے ہیں ان میں سے ہر فرشتہ اس شخص کو ایک ایسی خوشخبری سناتا ہے جو دوسروں نے نہ دی ہو۔ ان کے پاس ریحان کی ٹہنیاں اور زعفران کی جڑیں ہوتی ہیں، وہ سب دو قطاروں میں صف بنا کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

چنانچہ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حق تعالیٰ شانہ ملک الموت سے فرماتا ہے: میرے فلاں ولی کے پاس جاؤ اور اس کی روح لے آؤ میں نے اس کا خوشی اور غمی دونوں میں امتحان لے لیا وہ ایسا ہی نکلا جیسا میں چاہتا تھا، اس کو لے آؤ تا کہ دنیا کی مشقتوں

سے اس کو راحت مل جائے۔

شانِ بندہ نوازی

ملک الموت پانچ سو فرشتوں کی جماعت کے ساتھ اس کے پاس آتے ہیں ان سب کے پاس جنت کے کفن ہوتے ہیں ان کے ہاتھوں میں ریحان کے گلدستے ہوتے ہیں جن میں سے ہر ایک گلدستہ میں بیس بیس رنگ کے پھول ہوتے ہیں، اور ہر رنگ کے پھول میں نئی خوشبو ہوتی ہے اور ایک سفید ریشمی رومال میں مہکتا ہوا مشک ہوتا ہے۔ ملک الموت اس کے سرہانے بیٹھتے ہیں اور فرشتے اس کو چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں اور اس کے ہر عضو پر اپنا ہاتھ رکھتے ہیں اور یہ مشک والا رومال اس کی ٹھوڑی کے نیچے رکھتے ہیں اور جنت کا دروازہ اس کے سامنے کھول دیتے ہیں۔

اس کے دل کو جنت کی نئی نئی چیزوں سے بہلایا جاتا ہے، جیسا کہ بچے کو رونے کے وقت اس کے گھر والے مختلف چیزوں سے بہلایا کرتے ہیں۔ کبھی جنت کی حوریں سامنے کر دی جاتی ہیں، کبھی وہاں کے پھل، کبھی عمدہ عمدہ لباس غرض مختلف چیزیں اس کے سامنے کی جاتی ہیں۔ حوریں خوشی سے کودنے اچھلنے لگتی ہیں، ان سب منظروں کو دیکھ کر اس کی روح بدن میں پھڑکنے لگتی ہے اور ملک الموت اس سے کہتا ہے:

اے مبارک روح چل ایسی بیریوں کی طرف جس میں کانٹا نہیں اور ایسے کیلوں کی طرف جو تہہ بتہہ لگے ہوئے ہیں اور ایسے سایہ کی طرف جو نہایت گھنا اور وسیع ہے اور لطیف پانی کے چشمے بہہ رہے ہیں۔

یہ صرف چند منظروں کی طرف اشارہ ہے جو قرآن پاک کی سورہ واقعہ کی آیات شریفہ میں ذکر کیے گئے ہیں اور ملک الموت ایسی نرمی سے بات کرتا ہے جیسا کہ ماں اپنے بچہ سے پیار سے باتیں کرتی ہے۔ صرف اس لئے کہ اس کو یہ بات معلوم ہے کہ یہ روح حق تعالیٰ کے ہاں مقرب ہے۔ فرشتے اس روح کے ساتھ اس مہر و محبت اور لطف سے اس لئے پیش آتے ہیں کہ حق تعالیٰ ان فرشتوں سے خوش ہو۔ وہ روح بدن سے ایسی سہولت سے نکلتی ہے جیسے آٹے میں سے بال نکل جاتا ہے۔

موت مومن کے لئے تحفہ ہے

جب روح نکل جاتی ہے تو فرشتے اس کو سلام کرتے ہیں اور جنت میں داخل ہونے کی بشارت دیتے ہیں جس کو قرآن پاک کی سورہ "نحل" میں ذکر فرمایا گیا ہے اور اگر وہ مقرب بندوں میں سے ہوتا ہے تو سورہ واقعہ میں اس کے متعلق ارشاد ہے (فَرَوْحٌ وَّ رَيْحَانٌ وَّ جَنَّةُ نَعِيْمٍ)

اس کے بعد وہ پانچ سو فرشتے میت کے پاس جمع ہو جاتے ہیں اور جب نہلانے والا اس کو کروٹ بدلتا ہے تو فرشتے فوراً اس کو کروٹ بدلنے لگتے ہیں اور جب کفن پہناتا ہے تو وہ اپنا جنت سے لایا ہوا کفن اسے پہلے پہنا دیتے ہیں۔ وہ خوشبو لگاتا ہے تو فرشتے پہلے اپنی لائی ہوئی خوشبو مل دیتے ہیں۔ اس کے بعد وہ اس کے دروازے سے قبر تک دونوں جانب قطار لگا کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس کے جنازہ کا دعا و استغفار کے ساتھ استقبال کرتے ہیں۔ یہ سارے منظر دیکھ کر شیطان اس قدر زور زور سے روتا ہے کہ اس کی ہڈیاں ٹوٹنے لگتی ہیں اور اپنے لشکروں سے کہتا ہے تمہارا ناس ہو تم سے کس طرح چھوٹ گیا؟ وہ کہتے ہیں گناہوں سے محفوظ تھا۔

اس کے بعد جب ملک الموت اس کی روح لے کر اوپر جاتے ہیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ اس کا استقبال کرتے ہیں یہ فرشتے حق تعالیٰ کی طرف سے بشارتیں دیتے ہیں۔ اس کے بعد جب ملک الموت اس کو لے کر عرش تک جاتے ہیں تو وہ روح وہاں پہنچ کر سجدہ میں گر جاتی ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہوتا ہے کہ بندہ کی روح کو فی سدر مخضود و طلح منضود میں پہنچا دو! اسی لیے حضور علیہ السلام نے فرمایا:

تحفة المؤمن الموت موت مومن کا تحفہ ہے۔

تحفہ کیا ہوتا ہے؟

تحفہ ہر وہ چیز جو کسی کے سامنے عاجزانہ اور مہربانی کے طور پر پیش کی جائے اس کی جمع تحائف آتی ہے۔

علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: موت بڑی سعادت اور بلندی تک پہنچنے کے لئے سبب بنتی ہے اور موت ہی جنت کی نعمتوں کے حصول کے لئے ذریعہ ہوتی ہے۔ اس لئے موت کو مومن کے لئے تحفہ کہا گیا ہے۔

صاحب ابوداؤد فرماتے ہیں: میں اپنے رب کے پاس جانے کے شوق میں موت کو پسند کرتا ہوں اور گناہوں کے کفارہ کے لئے مرض کو پسند کرتا ہوں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث میں جو موت کو تحفہ فرمایا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ موت کے ذریعہ مومن خدا کی نعمت و کرم اور اس کی جنت میں پہنچ جاتا ہے اور دنیا کی مشقتوں اور سختیوں سے اس کو چھٹکارا مل جاتا ہے۔ اسی مفہوم کو ایک روایت میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

موت ایک ایسا پل ہے کہ جس کے ذریعہ سے محب اپنے محبوب سے مل جاتا ہے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ مومن کے لئے تو موت ایک تحفہ ہے۔ کیونکہ موت کے بعد ان کے لئے راحت والی زندگی کا دروازہ کھل جاتا ہے، بخلاف فساق و کفار کے کہ ان کے لئے یہ ایک عذاب ہے کہ اس کے بعد ان کے لئے پریشانی اور تکالیف کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

(روضۃ الطالبین)

Scanned with CamScanner

(۲۶)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا حسین عقیدہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۲۳۹ھ میں ہوا۔ آپ لکھتے ہیں:

رسول علیہ السلام مطلع ست به نور نبوت بر دین هر متدین بدین خود که در کدام درجه ازیں دین من رسیده؟

رسول اکرم ﷺ اپنے نور نبوت سے ہر دیندار کے دین کو جانتے ہیں کہ دین کے کس درجہ میں ہے؟

وحقیقت ایمان او چیست؟ وحجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام ست؟ پس اومی شناسد گناہان شمارا و درجات ایمان شمارا و اعمال بد و نیک شمارد اخلاص ونفاق شمارا۔ لہٰذا شہادت او بحکم شرع در حق امت مقبول و واجب العمل ست (تفسیر عزیزی ج ا ص ۶۳۶)

اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور کون سا حجاب اس کی ترقی میں مانع ہے؟ لہٰذا حضور ﷺ تمہارے گناہوں کو، تمہارے ایمانی درجات کو تمہارے نیک و بد اعمال کو اور تمہارے اخلاص ونفاق کو جانتے پہچانتے ہیں۔ اس لئے ان کی گواہی بحکم شرع امت کے حق میں قبول اور واجب العمل ہے۔

اور حضرت شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

اطلاع برلوح محفوظ و دیدن نقوش نیز از بعضے اولیاء بتواتر منقول ست (تفسیر عزیزی سورۂ جن)

لوح محفوظ پر مطلع ہونا اور اس میں جو کچھ لکھا ہے اس کا مطالعہ کرنا بھی بعض

اولیاء سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔

ان تحریروں سے معلوم ہوا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ سرکار اقدس ﷺ کو علم غیب عطائی حاصل ہے، وہ اپنی اُمت کے اچھے برے اعمال کو ملاحظہ فرماتے ہیں۔ یہاں تک کہ اس کے اخلاص ونفاق سے آگاہ ہیں بلکہ ان کے نزدیک تو اولیائے کرام بھی بعطائے الٰہی غیب دان ہیں۔ اس لئے کہ لوح محفوظ ان کی نگاہوں کے سامنے ہے اور اس میں مَا کَانَ وَ مَا یَکُوْنُ جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا سب لکھا ہوا ہے۔ (تفسیر خازن)

(۲۷)

خدا ہے کہ نہیں ہے؟

۱ یہ واقعہ حضرت علی بن حرب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا: میں اور کچھ نوجوان دریائے موصل کے کنارے ایک کشتی پر بیٹھے۔ کشتی جب درمیان میں پہنچی تو ایک مچھلی دریا سے کود کر کشتی میں آگئی، سب نے جب مچھلی کو دیکھا تو سوچا کسی جگہ کشتی روک کر اسے بھونا جائے۔ چنانچہ جب ناؤ ایک کنارے پر لگائی گئی اور آگ جلانے کے لئے لکڑیاں جمع کی جانے لگیں اسی دوران ہم نے ایک ویرانہ دیکھا جہاں پرانے کھنڈرات اور قدیم مکانوں کے آثار تھے اور دیکھا کہ ایک شخص پڑا ہوا ہے جس کے ہاتھوں کو کسی نے اس کے شانوں کے پیچھے اچھی طرح باندھ دیا ہے اور وہیں ایک دوسرا شخص ذبح ہو کر مرا پڑا ہے اور نزدیک ہی سامان سے لدا ہوا ایک خچر کھڑا ہے ہم لوگوں نے بندھے ہوئے شخص سے ماجرا دریافت کیا، اس نے کہا

میں نے اس شخص کا خچر کرایہ پر لیا تھا یہ مجھے راستے سے یہاں بھٹکا لایا اور میری مشکیں کس دیں اور کہا کہ میں تجھے قتل کروں گا میں نے اس کو خدا کا واسطہ دیا کہ ظلم نہ کر اور میرے قتل کا گناہ اپنی گردن پر نہ لے اور میں نے یہ بھی کہا کہ یہ سارا سامان تو لے لے میں نے تیرے لئے حلال کیا اور میں اس کی کسی سے شکایت بھی نہ کروں گا میں نے اسے قسم بھی دی مگر وہ اپنے ارادے پر اڑا رہا اور مجھے مارنے کے لئے اس نے اپنی کمر میں سختی سے ٹھونسا ہوا چھرا کھینچا تو وہ آسانی سے نہیں نکلا۔ مگر جب اس نے چھرا زور سے جھٹکا دے کر نکالا تو وہ ایک دم اس کے حلق پر آ لگا اور وہ خود بخود ذبح ہو گیا جیسا کہ آپ لوگ دیکھ رہے ہیں ہم نے اس کی مشکیں کھول دیں اور وہ شخص خچر اور اپنا سامان لے کر اپنے گھر گیا پھر ہم لوگ کشتی میں سوار ہوئے کہ مچھلی نکالیں تو وہ کود کر دریا میں جا چکی تھی یقیناً یہ واقعہ نہایت حیرت انگیز ہے۔

فسبحان اللطیف الخبیر ۔(روض الریاحین)

سمندری طوفان سے نجات

ایک عورت خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی یا کریم یا کریم عہدک القدیم اس عورت کی پشت پر ایک بچہ بھی بندھا ہوا تھا ایک بزرگ نے عورت سے دریافت کیا کہ تیرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کیا عہد ہے؟ جواباً عورت نے اپنا واقعہ بزرگ کو سنایا کہ تاجروں کے ایک گروہ کے ہمراہ میں ایک کشتی پر سوار تھی۔ سمندر میں زور کا طوفان آیا اور سب ڈوب گئے میں اپنے بچے کے ہمراہ ایک تختہ پر زندہ بچ رہی اور دوسرے تختہ پر ایک حبشی سلامت رہا۔ صبح ہوئی تو حبشی پانی طے کرتا ہوا میرے قریب آیا۔ میرے تختہ پر سوار ہو گیا اور مجھے اپنی خواہش کے لئے راضی کرنے لگا میں نے اس سے کہا تجھے ذرا بھی اللہ کا خوف نہیں، ہم تو خود گرفتار بلا ہیں اس مصیبت سے نجات کے لئے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ضرورت ہے اور تو نافرمانی سوچ رہا ہے؟

اس نے کہا یہ باتیں چھوڑ، میں نے جو کہا وہ ضروری ہے اور یہ بچہ میری گود میں سو رہا تھا اسے میں نے چٹکی بھر کر جگا دیا اور وہ رونے لگا میں نے کہا میں ذرا اس بچے کو سلا تو لوں، حبشی نے بچہ کو ہاتھ میں اٹھا کر پانی میں ڈال دیا اس وقت میں نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا: اے اللہ! تو اس آدمی اور اس کے دلی ارادے کے درمیان حائل ہونے والا ہے۔ اپنی طاقت وقدرت کے ذریعہ میرے اور اس کے درمیان جدائی کر دے۔ یقیناً تو سب چیزوں پر قادر ہے۔ **یا من یحول بین المرء و قلبہ حل بینی و بین ھذا الاسود بحولک و قوتک انک علی کل شیء قدیر** بخدا میں ابھی اپنے کلمات پورے بھی نہ کر سکی تھی کہ سمندر سے ایک جانور منہ پھاڑے ہوئے نکلا اور اس نے اس حبشی کو ایک لقمہ بنا لیا اور غوطہ مار کر تہہ میں چلا گیا اس طرح سبحانہٗ وتعالیٰ نے اپنی قوت وقدرت سے مجھے بچا لیا وہ ہر شے پر قادر ہے۔

وہ ہر شیء پہ قادر ہے

پھر موجوں نے مجھے تھپیڑے دیئے اور میں ایک جزیرہ پر پہنچ گئی میں نے سوچا جب

Scanned with CamScanner

تک میرے لئے کوئی صورت ظاہر نہ ہوا سی جزیرہ کے سبزے اور پانی پر گذر بسر کروں گی اس طرح میں نے وہاں چار روز گزارے پانچویں روز مجھے دور سے ایک کشتی گزرتی دکھائی دی میں نے ایک پہاڑی ٹیلے پر چڑھ کر ان کی جانب کپڑے سے اشارہ کیا۔ان میں سے تین شخص ایک چھوٹی سی ناؤ پر بیٹھ کر میرے پاس آئے۔ میں ان کے ساتھ اس بڑی کشتی میں پہنچی تو وہاں میں نے اپنے بچے کو دیکھا جسے حبشی نے سمندر میں پھینک دیا تھا میں بے قابو ہو گئی اور خود کو بچہ پر گرا کر اسے چومنے لگی ان لوگوں نے کہا تو شاید پاگل ہو گئی ہے۔ میں نے کہا نہیں، بلکہ مجھ پر ایسا ایسا واقعہ گزرا۔ان لوگوں نے عورت کی بات سن کر اس سے کہا: اب ہم سے سن! ہماری کشتی موافق ہوا کے رخ پر چل رہی تھی اتنے میں ایک سمندری جانور ہماری راہ میں حائل ہو گیا اور یہ بچہ اس جانور کی پشت پر تھا اس وقت ایک غیبی آواز آئی کہ اگر اس بچہ کو نہیں بچاؤ گے تو ہلاک ہو جاؤ گے چنانچہ ہم میں سے ایک شخص نے جانور کی پشت پر سے بچہ کو جا کر اٹھایا اور وہ جانور فوراً غوطہ مار کر غائب ہو گیا بچہ کا قصہ اور تیرا واقعہ نہایت تعجب ناک ہے۔ہم سب لوگ اس بات کا عہد کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آج کے بعد ہمیں گناہ میں نہ دیکھے اور میں نے بھی عہد کیا۔**فسبحان الله اللطيف الخبير، جميل العوائد، سبحان مدرك الملهوف عند الشدائد** .(ایضاً)

ایک دعا سے غیبی مدد کا نزول

علامہ یافعی علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا ہے کہ دور نبوی میں ایک تاجر مدینہ سے شام اور شام سے مدینے مال لاتا اور لے جاتا تھا اور قافلہ کے ساتھ سفر نہیں کرتا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ پر اپنے قوی توکل کے باعث تنہا سفر کرتا تھا ایک بار ناگہاں ایک ڈاکو گھوڑے پر سوار اس کی راہ میں حائل ہوا اور للکار کر تاجر پر جھپٹا۔تاجر نے کہا اگر تو مال کے لئے ایسا کر رہا ہے تو مال لے لے اور مجھے چھوڑ اس نے کہا مال تو میں لوں گا ہی، اسی کے ساتھ تیری جان بھی لوں گا تاجر نے دوبارہ اس سے وہی کہا مگر وہ بضد رہا تاجر نے بالآخر اس سے اتنی مہلت مانگی کہ وضو کر کے نماز پڑھے اور کچھ دعا کرے۔ ڈاکو راضی ہو گیا تاجر نے وضو کر کے چار رکعت نماز پڑھی اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی۔

یا ودود یا ودود یا ودود، یا ذا العرش المجید، یا مبدئ یامعید یا فعال لما یرید اسئلك بنور وجهك الذی ملأ ارکان عرشك و اسئلك بقدرتك التی قدرت بها علی جمیع خلقك و برحمتك التی وسعت کل شی لا اله الا انت یا مغیث اغثنی (تین بار یہ دعا کی)

دعا سے فارغ ہو کر کیا دیکھا کہ ایک شخص سفید گھوڑے پر سوار، سبز کپڑوں میں ملبوس ہاتھ میں نورانی تلوار لئے ہوئے موجود ہے۔اب ڈاکو اس سوار کی طرف روانہ ہوا مگر قریب پہنچتے ہی اس کا ایک نیزہ کھا کر زمین پر آ رہا۔اسپ سوار پھر تاجر کے پاس آیا اور کہا تو اسے قتل کر، تاجر نے کہا تم کون ہو؟ میں نے اب تک کسی کو قتل نہیں کیا اور نہ اسے قتل کرنا میرے دل کو گوارا ہو گا۔اس پر سوار نے پلٹ کر ڈاکو کو مار ڈالا اور تاجر کو بتایا: میں تیسرے آسمان پر رہنے والا ایک فرشتہ ہوں۔جب تم نے پہلی بار دعا کی تو ہم نے آسمانی دروازوں کی کھٹ پٹ سنی جس سے ہم نے جان لیا کہ کوئی واقعہ ہوا ہے اور جب تم نے دوبارہ دعا کی تو آسمان کے دروازے اس زور سے کھلے کہ ان سے چنگاریاں نکلنے لگیں تمہاری سہ بارہ دعا سن کر حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور انہوں نے آواز دی کون ہے جو اس ستم رسیدہ کی مدد کو جائے؟ میں نے اپنے رب سے دعا کی یا اللہ! اس کے قتل کا کام میرے ذمہ فرما۔

یہ بات یاد رکھو جو مصیبت کے وقت تمہاری یہ دعا پڑھے گا چاہے کیسا ہی حادثہ ہو اللہ تعالیٰ اسے اس مصیبت سے محفوظ رکھے گا اور اس کی دادرسی فرمائے گا۔تاجر اس واقعہ کے بعد سلامتی کے ساتھ مدینہ شریف پہنچا اور حضور انور ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر پورا ماجرا سنایا اور دعا بھی سنائی۔حضور نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے دل میں اپنے وہ اسمائے حسنیٰ القا فرما دیئے جن کے ذریعہ دعا قبول ہوتی ہے جو مانگا جائے ملتا ہے۔ حضرت علامہ یافعی فرماتے ہیں: یہ حدیث علماء کی ایک جماعت نے اپنی تصانیف میں بیان کی ہے۔(ایضاً)

Scanned with CamScanner

کون ہے جو مجبور کی سنتا ہے

شہر کوفہ میں ایک خچر والا بار بردار دیانت داری میں مشہور تھا بڑے بڑے تاجر اپنی امانتیں اس کے حوالے کر دیتے اور اعتماد کرتے تھے ایک مرتبہ وہ تنہا سفر میں نکلا۔ آبادی سے باہر اسے ایک آدمی ملا اس نے بتایا: فلاں شہر جانا ہے اجنبی نے کہا اگر میں پیدل چل سکتا تو تمہارے ہمراہ چلتا مگر یہ ممکن نہیں تم اگر ایک دینار مجھ سے لے کر مجھے بھی اپنے خچر پر سوار کر لو تو مہربانی ہوگی۔ خچر والے نے دینار لیا اور اسے اپنے ساتھ بٹھالیا۔ ایک دوراہے پر پہنچ کر خچر والے سے سوار نے پوچھا کس راستے سے جاؤ گے؟ بار بردار نے کہا: سڑک سے جاؤں گا۔ سوار بولا: مگر میرے خیال میں یہ دوسرا راستہ قریب تر ہے اور اس راستہ میں جانور کے لئے سبزہ بھی ہے۔ بار بردار: میں کبھی اس راستہ سے نہیں گیا۔ سوار: میں اس راستہ سے بارہا جا چکا ہوں۔ بار بردار: تم جس طرف سے چاہو چلو۔

خچر والے نے اس کی دلداری میں اسی کا بتایا ہوا راستہ اختیار کیا۔ مگر کچھ ہی دور چلنے کے بعد وہ راستہ ایک بھیانک جنگل میں جا کر ختم ہو گیا۔ قلی نے دیکھا کہ وہاں بہت سی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ بار بردار وہاں پہنچ کر بولا میرے خیال میں راستہ ختم ہو چکا ہے۔ سوار اترا اور کمر سے خنجر کھینچ کر خچر والے کو قتل کرنا چاہا اس نے یہ صورت حال دیکھی تو کہا ایسا نہ کرو۔ یہ سب کچھ لے لو اور مجھے نہ مارو، مگر وہ نہ مانا بار بردار نے جب ناچاری دیکھی تو کہا تم اگر مجھے قتل ہی کرنا چاہتے ہو تو مجھے اجازت دو کہ اپنے عمل کی کتاب دو رکعت نماز پر ختم کر لوں۔ اجنبی نے کہا ٹھیک ہے جا اور نماز بھی پڑھ لے۔ تجھ سے پہلے ان تمام مردوں نے ایسا ہی کیا تھا مگر کسی کی نماز نے اسے فائدہ نہیں پہنچایا اور میرے ہاتھ سے نہیں بچ سکے۔

آیہ مبارکہ کا موکل یا خادم

اس نے جلدی سے تکبیر کہہ کر نماز شروع کی اور سورہ فاتحہ تلاوت کرنے کے بعد اس کی زبان رکنے لگی۔ فیصلہ نہ کر سکا کہ آگے کیا پڑھوں۔ اجنبی ڈاکو نے ڈانٹا کہ جلدی کر،

بالہام غیبی اس کی زبان پر آیت کریمہ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ الایۃ جاری ہوگئی اور وہ رورو کر بلند آواز سے اس کی تلاوت کرنے لگا۔ اچانک جنگل کے اندر سے ایک شہ سوار ہاتھوں میں نیزہ لئے ہوئے نمودار ہوا، اس کے سر پر خود تھا۔ آناً فاناً اس نے ڈاکو کو آلیا اور ایسا نیزہ مارا کہ وہ زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ وہ زمین پر جہاں گرا وہاں سے آگ کے شعلے بھڑک اٹھے۔ قلی نے یہ دیکھ کر سر سجدے میں رکھا اور پھر اٹھ کر شہ سوار سے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ جواب ملا۔ میں آیت اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ کا خادم ہوں، تم اب جہاں چاہو جاؤ تمہیں کوئی خوف و خطر نہیں۔

(روض الریاحین)

(۲۸)

اسلام میں خوشی کا تصور

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

"كَانَ يَوْمُ عِيدٍ يَلْعَبُ السُّودَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ"

''عید کے دن سوڈان کے کچھ لوگ ڈھال اور برچھیوں سے کھیل رہے تھے۔''

اماں جی فرماتی ہیں: اب یا میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا آپ نے ہی فرمایا: ''تم بھی دیکھنا چاہتی ہو؟'' میں نے کہا جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پیچھے کھڑا کرلیا۔ میرا چہرہ آپ کے (کندھے) کنارے پر تھا (اس طرح میں پیچھے پردے سے کھیل کو بخوبی دیکھ سکتی تھی) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے: ''خوب بنو ارفدہ!'' جب میں تھک گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بس؟'' میں نے کہا جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو پھر جاؤ۔''

(صحیح بخاری، الجہاد والسیر، باب الدرق: ۲۹۰۷، ۹۴۹)

یاد رہے! عید کے دن ایسے گانے اور اشعار کہنے میں مضائقہ نہیں جو شرک و کفر اور شہوانی اشیاء سے پاک ہوں جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میرے پاس انصار کی دو لڑکیاں وہ اشعار گا رہی تھیں جو انصار نے بعاث کی جنگ کے موقع پر کہے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: گانے والیاں نہیں تھیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر یہ شیطانی آلات اور یہ عید کا دن تھا تو آپ نے فرمایا:

(يَا اَبَابَكْرٍ اِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَّهٰذَا عِيْدُنَا)

''اے ابوبکر! ہر قوم کی عید (خوشی کا دن) ہوتی ہے اور آج یہ ہماری عید

ہے۔'' (صحیح بخاری، کتاب العیدین، باب سنۃ العیدین لاہل الاسلام: ۹۵۲، ۹۴۹)

مومن کا سارا معاملہ خیر ہی خیر ہے

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(عَجِبْتُ مِنْ قَضَآءِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَهٗ خَيْرٌ حَمِدَ رَبَّهٗ وَ شَكَرَ وَاِنْ اَصَابَتْهُ مُصِيْبَةٌ حَمِدَ رَبَّهٗ وَ صَبَرَ، اَلْمُؤْمِنُ يُؤْجَرُ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى فِي اللُّقْمَةِ يَرْفَعُهَا اِلٰى فِيْ امْرَاَتِهٖ)

''میں مومنوں کے بارے میں اللہ کے فیصلے پر تعجب زدہ ہوا کہ اگر مومن کو بھلائی (خوشی وخیر) پہنچتی ہے تو وہ اپنے رب کی حمد اور شکر کرتا ہے اور اگر مصیبت پہنچتی ہے تو اپنے رب کی حمد اور صبر کرتا ہے (پھر فرمایا) مومن کو ہر چیز کے بدلے اجر دیا جاتا ہے حتیٰ کہ اپنی بیوی کے منہ میں ڈالے جانے والے لقمے کا بھی۔'' (مسند احمد ۱/۱۷۳، قال احمد شاکر اسنادہ صحیح: ۳/۴۹، ۱۴۸۷)

صحیح مسلم کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

(اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّآءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ)

''اگر مومن کو خوشی پہنچتی ہے تو وہ اللہ کا شکر کرتا ہے اور یہ اس کے حق میں بہتر ہے اور اگر اسے تکلیف پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور یہ بھی اس کے حق میں بہتر ہے۔'' (صحیح مسلم، الزہد، باب المومن امرہ کلہ خیر: ۷۵۰۰، ۲۹۹۹)

(فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ) (البقرۃ: ۱۵۲)

''پس مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کرو میری (نعمتوں کی) ناشکری نہ کرو۔''

(وَاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ) (النحل: ۱۱۴)

''اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔''

Scanned with CamScanner

پیر شریف کا روزہ

سیّدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سوموار کا روزہ رکھا کرتے تھے:

"سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ الْإِثْنَيْنِ؟ قَالَ (ذَاكَ يَوْمٌ وُّلِدْتُّ فِيْهِ وَ يَوْمٌ بُعِثْتُ (اَوْ اُنْزِلَ عَلَيَّ فِيْهِ)

"آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ آپ سوموار کا روزہ کیوں (کس خوشی میں) رکھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ ایسا دن ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس میں مجھ پر نزول وحی (کا سلسلہ شروع) ہوا (اس لئے یہ روزہ اس خوشی کی وجہ سے رکھتا ہوں)۔"

(مسلم، الصیام، باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام من کل شہر وصوم یوم عرفۃ وعاشوراء والاثنین والخمیس: ۲۷۴۷)

☆ جنگ تبوک سے پیچھے رہنے والے تین افراد ہلال بن امیہ، مرارہ بن ربیعہ اور کعب بن مالک رضی اللہ عنہم ان میں سے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ واپسی پر آپ ﷺ مجھ سے ناراض ہو گئے، آپ ﷺ کی محبت میں سارے لوگ میرے دشمن بن گئے۔ زندگی میں اندھیرا چھا گیا۔ کوئی کلام کرنا پسند کرتا نہ کوئی ساتھ بیٹھنا پسند کرتا جس کی طرف بھی چہرہ کرتا وہ نظریں پھیر لیتا ہے۔ گھر والوں کو بھی علیحدہ ہونے کا حکم دے دیا جاتا ہے۔ لوگ طعنہ دینے لگے او کعب! جس کے لئے ساری دنیا کو چھوڑا تھا وہ بھی آج تجھ سے ناراض ہو چکا ہے، آنکھوں سے چھم چھم آنسو جاری ہیں، بارگاہ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر دعائیں کرتا ہوں مگر چالیس دن گزر گئے۔ میرے لئے زندگی اجیرن بن گئی۔ توبہ کے دروازے بند ہو گئے۔ آخر کار پچاسویں رات صبح کے وقت نماز فجر کی ادائیگی کے بعد میں گھر کی چھت پر بیٹھا تھا کہ ایک آدمی نے سلع پہاڑی پر چڑھ کر آواز لگائی:

"اے کعب خوش ہو جاؤ (کہ تمہاری توبہ قبول ہو چکی ہے) میں اسی وقت فرط خوشی سے سجدے میں گر پڑا۔"

پھر لوگ مجھے خوش خبری دینے لگے اور مبارکباد دینے لگے۔

"فَلَمَّا جَآءَنِيَ الَّذِيْ سَمِعْتُ صَوْتَهٗ يُبَشِّرُنِيْ فَنَزَعْتُ لَهٗ ثَوْبَيَّ

فَكَسَوْتُهُمَا اِيَّاهُ بِبِشَارَتِهٖ"

"جب وہ شخص میرے پاس آیا جس نے دور سے مجھے سب سے پہلے خوشخبری سنائی تھی، میں نے اسے اپنے تن بدن پر جو کپڑے پہنے ہوئے تھے اتار کر دے دیئے۔"

اور خود عاریتاً مانگ کر پہن لئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

"اے کعب! تمہیں یہ دن مبارک ہو جو تمہاری زندگی کا جب سے تمہیں تمہاری ماں نے جنا ہے سب سے بہتر دن ہے۔"

(بخاری، المغازی، باب حدیث کعب: ۸۰ ۰)

غم کا رونا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیا کرتا وہ مشرکہ تھی۔ ایک دن میں نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ایسے الفاظ کہے جو مجھے ناگوار گزرے۔ میں روتا ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! میں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیا کرتا تھا وہ نہ مانتی تھی آج اس نے آپ کے بارے میں ایسی بات کہی ہے جو مجھے ناگوار گزری ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

(اَللّٰهُمَّ اهْدِ اُمَّ اَبِيْ هُرَيْرَةَ)

"اے اللہ! ابوہریرہ کی والدہ کو ہدایت عطا فرما۔"

ابوہریرہ فرماتے ہیں: میں خوش ہو کر نکلا۔ آپ ﷺ کی دعا سے گھر آیا تو گھر کا دروازہ بند تھا۔ میری والدہ نے میرے پاؤں کی آواز سنی اور فرمایا: ذرا ٹھہر جاؤ۔ میں نے پانی کے گرنے کی آواز سنی، غرض میری والدہ نے غسل کیا اور کپڑے بدلے اور اوڑھنی اوڑھی پھر دروازہ کھولا اور کہا:

Scanned with CamScanner

خوشی کا رونا

"يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ قَالَ فَرَجَعْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُهٗ وَاَنَا اَبْكِىْ مِنَ الْفَرَحِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَبْشِرْ قَدِ اسْتَجَابَ اللّٰهُ دَعْوَتَكَ وَهَدٰى اُمَّ اَبِىْ هُرَيْرَةَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ"

"اے ابو ہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ ابو ہریرہ فرماتے ہیں میں خوشی کی وجہ سے روتا ہو، اللہ کے رسول ﷺ کی طرف آیا اور عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ! خوش ہو جایئے اللہ نے آپ کی دعا کو قبول کرلیا ہے اور ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت دے دی ہے۔ آپ نے اللہ کی حمد وثنا کی اور اچھی بات کہی۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اللہ سے دعا فرمائیں کہ اللہ میری اور میری والدہ کی محبت مسلمانوں کے دلوں میں ڈال دے اور مسلمانوں کی محبت ہمارے دلوں میں ڈال دے۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عُبَيْدَكَ هٰذَا يَعْنِىْ اَبَا هُرَيْرَةَ وَ اُمَّهٗ اِلٰى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَحَبِّبْ اِلَيْهِمُ الْمُؤْمِنِيْنَ)

"اے اللہ! ابو ہریرہ اور اس کی والدہ کی محبت اپنے مومن بندوں کے دلوں میں ڈال دے اور مومنوں کی محبت ان کے دلوں میں ڈال دے۔"

ابو ہریرہ فرماتے ہیں: پھر کوئی مومن ایسا پیدا نہیں ہوا جس نے میرے بارے میں سنا یا مجھے دیکھا ہو مگر اس نے مجھ سے محبت رکھی۔

(مسلم، الفضائل، باب فضائل ابی ہریرہ: ۶۳۹۶)

(۲۹)

خبردار ہوشیار، ایسا بھی ہوسکتا ہے

علامہ اصبہانی اس واقعے کے راوی ہیں۔ انہوں نے عوام بن حوشب کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ عوام بن حوشب کا بیان ہے کہ میں ایک بستی میں ٹھہرا ہوا تھا۔ اس بستی کے قریب ایک قبرستان تھا۔ قبرستان کے پاس ہی ایک گھر میں میرا قیام تھا۔ میں نے دیکھا کہ عصر کی نماز کے بعد قبرستان کی ایک قبر پھٹی اور اس کے اندر سے ایک آدمی نکلا۔ اس کا سر گدھے کا اور بقیہ جسم انسانوں جیسا تھا۔ اس نے گدھے کی طرح تین دفعہ ڈھینچوں ڈھینچوں کی آواز نکالی۔ پھر قبر بند ہوگئی۔

قبرستان کے پاس ہی ایک بوڑھی خاتون کا گھر تھا۔ وہ اپنے گھر کے پاس بیٹھ کر سوت کاتا کرتی تھی۔ میں نے جب یہ منظر دیکھا تو ڈر گیا۔ میں اندر ہی اندر گھبراہٹ محسوس کر رہا تھا۔ میں ابھی اسی سوچ میں تھا کہ ایک عورت نے مجھ سے کہا: تم اس بوڑھی خاتون کو دیکھ رہے ہو جو سوت کات رہی ہے؟

میں نے کہا: ہاں دیکھ تو رہا ہوں، کیا اس کا اس واقعہ سے کوئی تعلق ہے؟

عورت نے بتایا: یہ بوڑھی خاتون اس آدمی کی ماں ہے جسے ابھی تم نے قبر سے نکل کر گدھے کی طرح ڈھینچوں ڈھینچوں کی آواز نکالتے دیکھا ہے۔

میں نے پوچھا: آخر یہ آدمی ایسا کیوں کرتا ہے؟

شراب کا عادی مرنے کے بعد گدھا بن گیا

عورت نے بتایا: بات یہ ہے کہ یہ آدمی شراب نوشی کا عادی تھا۔ جب بھی یہ شراب پیتا

Scanned with CamScanner

اس کی بوڑھی والدہ اسے منع کرتی اور اس سے کہتی کہ بیٹا! اللہ کا خوف کرو، آخر کب تک تم شراب نوشی کرتے رہوگے؟ ماں کی بات سے اس کا بیٹا شدید غصہ میں آجاتا اور ماں سے کہتا کہ تم کیوں گدھے کی طرح بولتی رہتی ہو۔ بالآخر ایک دن یہ شخص مرگیا اور جب سے یہ دفن ہوا ہے، روزانہ عصر کے بعد اس کی قبر کھل جاتی ہے۔ یہ تین مرتبہ گدھے کی طرح ڈھینچوں ڈھینچوں کی آواز نکالتا ہے، پھر اس پر قبر بند ہوجاتی ہے۔

علامہ اصبہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس قصے کو ابوالعباس الاصم نے نیشاپور میں حفاظ کے ایک جم غفیر کے سامنے بیان کیا اور ان میں سے کسی نے اس واقعہ کو نہیں جھٹلایا۔ اس واقعے کے لئے دیکھیں کتاب غذاء الألباب، ص: 293، دار النشر و دار الکتب العلمیہ، بیروت، بتحقیق محمد عبدالعزیز الخالدی طبع 1423ھ، 2002م، مؤلف علامہ محمد بن احمد بن سالم سفارینی۔ یہ عجیب وغریب قصہ ہے اگر عقل کی کسوٹی پر پرکھیں تو یہ حلق سے نہیں اترتا لیکن اس کی صحت قدرے مضبوط ہے شیخ البانی نے اسے حسن کہا ہے۔ دیکھئے صحیح الترغیب والترھیب 2/665، حدیث: 2517

تصویر کا دوسرا رخ

سید ع، ف، بیان کرتا ہے کہ میں اپنے بیٹے کے معاملے میں بڑا سخت دل واقع ہوا تھا۔ میں سمجھتا تھا کہ بیٹے کے ساتھ سخت رویہ رکھوں گا تو بیٹے پر رعب رہے گا میرا بیٹا میری عزت کرے گا۔ اس کے اندر خوداعتمادی آئے گی وہ باہمت ہوگا۔ بڑا ہونے کے باوجود مجھ سے ڈرے گا لیکن بیٹے کے ساتھ سختی سے پیش آنے کے باوجود بیٹا میرے ڈھب پر نہیں آیا۔ ہمارے مابین باہمی مفاہمت کا فقدان تھا۔ میں اپنے بیٹے کو اپنی مرضی کے مطابق تربیت دینے میں ناکام ثابت ہورہا تھا۔ میں ایک وادی میں تھا تو میرا بیٹا دوسری وادی میں رہتا تھا۔ ہم دونوں میں بعد المشرقین تھا۔

میرا بیٹا اب جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ چکا تھا۔ میں نے جس انداز میں اس کی تربیت کی تھی اور کررہا تھا، اس کے زیراثر میرا بیٹا مجھ سے دور ہی ہوتا جارہا تھا۔ ہاں میری عاقبت نا اندیش تربیت کا اتنا اثر ضرور تھا کہ وہ مجھ سے محبت کی بجائے بہت خوف کھایا کرتا تھا۔ اس پر

میرا رعب اور دبدبہ ہمیشہ سوار رہتا۔ وہ مجھ سے بات چیت کرتے ہوئے بھی ہچکچاتا، مبادا میں اسے جلی کٹی سنادوں۔ وہ دیگر لوگوں سے بھی خوف زدہ رہتا اور ان سے بات چیت کرنے میں جھجک محسوس کرتا تھا۔ اسے ہروقت یہ فکر دامن گیر رہتی تھی کہ اگر میں نے کسی سے کوئی بات کی تو وہ میرا مذاق اڑائے گا، اس لئے وہ کبھی کسی سے بات بھی نہیں کرتا تھا۔ بچپن میں وہ جب بھی میرے سامنے کچھ کہتا، میں اس کا مذاق اڑا دیتا اور اس کی باتوں پر بے جا تبصرہ کرتا اور اس کی باتوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتا تھا۔

اولاد کو بے جا ڈانٹ ڈپٹ کرنے کا نقصان

مجھے اس بات کا کبھی خیال ہی نہیں آیا کہ میں اپنے بیٹے کی تربیت جس ڈھب سے کر رہا ہوں اس سے اس کی شخصیت مسخ ہورہی ہے۔ اس کی صلاحیتوں کا گلا کٹ رہا ہے۔ اس میں احساس کمتری پیدا ہورہا ہے۔ جب میں بوڑھا ہوگیا اور کاروبار پر پوری توجہ دینے سے قاصر ہوگیا تو میں نے اپنے بیٹے کو آفس کا انچارج بنادیا کیونکہ میرا بیٹا اب جوان ہوچکا تھا۔ میں اپنے آفس کا منیجر اس کے علاوہ کسی اور کو نہیں بنا سکتا تھا۔ میرے حکم کے مطابق میرے بیٹے نے آفس کی چابی سنبھالی اور باضابطہ آفس میں میری کرسی پر بیٹھنے لگا۔ چونکہ میں نے اس سے پہلے اسے آفس اور کام کی نوعیت کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا، نہ اسے اس کام کے لئے تیار کیا تھا۔ نہ اس میں خوداعتمادی تھی کہ اس صورت حال کو سنبھال لیتا، اس لئے جب وہ آفس آیا تو اسے شدت سے احساس ہوا کہ وہ اس لائق نہیں ہے کہ باپ کی کرسی سنبھال سکے۔ ادھر مجھے بھی اس بات کا شدید احساس تھا کہ میرا بیٹا آفس اور کاروبار کے سنبھالنے کے قابل نہیں ہے مگر اب میں کیا کرسکتا تھا۔ جو وقت اس کی تربیت اور تعلیم کا تھا وہ تو اب ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ اب سوائے کف افسوس ملنے کے میرے اختیار میں کچھ نہیں تھا۔

میرے بیٹے کو آفس اور کاروبار سنبھالے ابھی کچھ ہی دن ہوئے تھے کہ ہماری بنائی ہوئی ساری روٹین درہم برہم ہوگئی۔ میری تجارت میں ہر طرف سے بے تحاشا نقصان ہونے لگا۔ چونکہ میرے بیٹے نے لاعلمی اور عدم تجربہ کے پیش نظر ایسے کاروبار میں مال لگادیا

Scanned with CamScanner

جس سے کوئی فائدہ پہنچنے والا نہیں تھا۔ میرے بیٹے کو کچھ ایسے ساتھی مل گئے جنہوں نے اسے غلط مشورہ دیا اور اس نے ان کے مشورے کے مطابق عمل کیا، چنانچہ میری کمپنی دیوالیہ ہوگئی اور چند ہی دن گزرے تھے کہ میرا آفس اجڑے ہوئے چمن کا نظارہ پیش کر رہا تھا۔

ایک دردمند باپ کی اپیل

قارئین کرام! یہ سچ ہے کہ میرے بیٹے کی وجہ سے میری تجارت ماند پڑ گئی اور میرے شگفتہ چمن میں الو بولنے لگے۔ لیکن میں اس کا ذمے دار اپنے بیٹے کو نہیں بلکہ خود اپنے آپ کو مانتا ہوں۔ آخر میں نے اپنے بیٹے کی ایسی تربیت کیوں نہیں کی جو اس کو مستقبل میں میابی کی راہ پر گامزن کرتی؟ سچ تو یہ ہے کہ میں نے بچپن میں اپنے بیٹے پر کبھی دھیان ہی نہیں دیا اور وہ بے لگام گھوڑے کی طرح زندگی گزارتا رہا، یہاں تک کہ وہ جوان ہوگیا اور بالآخر میرا بنا بنایا گھر اس کے ہاتھوں برباد ہوگیا۔

میں اپنی دلخراش داستان ہر باپ کو سنانا چاہتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ دوسرے باپوں کو بھی وہی کڑوا مزہ چکھنا پڑے جیسا کہ میں چکھ رہا ہوں۔ میں چاہوں گا کہ کوئی بھی باپ اپنے بیٹے کے ساتھ بے اعتنائی نہ برتے جیسا کہ میں یہ غلطی کرکے آج افسوس کر رہا ہوں کیونکہ باپ کے لئے بیٹا ہی سب سے زیادہ قیمتی نعمت ہے۔ باپ کا سہارا اس کا بیٹا ہی بن سکتا ہے، اس لئے باپ کو بیٹے کی تربیت اور اچھی تعلیم پر دھیان دینا واجب ہے، اس لئے میں ہر ایک باپ سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے بیٹے کی نقل وحرکت پر کڑی نگاہ رکھے اور اس کی تربیت میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرے۔

(مجلۃ الثقافۃ الصحیۃ: 59/43)

(۳۰)

ایک غمزدہ عرب کی بات

(ابن ابی الدنیا) عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے عمر بن محمد بن حسین نے خبر دی انہیں سعید بن مسلم حنفی نے انہیں ابو مسلم بن سعید نے وہ فرماتے ہیں: ہم لوگ بنو حنیفہ کی ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے ایک حزین وغمزدہ اعرابی ہمارے پاس سے سلام کرکے گزرا پھر ہماری طرف متوجہ ہوکر کہنے لگا: اے گروہ عرب! میں گردش ایام اور لیل ونہار کے بدلے سے ملول ہوگیا ہوں، کیا کوئی ایسی چیز ہے جو میری اس تنگی کو ختم کردے، یا اس میں کچھ تخفیف کردے۔ یہ کہہ کر چلا گیا، تھوڑی دور جاکر پھر واپس آیا اور کہنے لگا گناہوں سے پاکیزہ قلوب کو مبارک ہو، اللہ کی فرمانبرداری میں جلدی کرنے والے اعضاء کو مبارک ہو۔ یہ لوگ ہیں جو دنیا میں رنجیدہ اور ملول نہیں ہوتے کیونکہ طاعت کی وجہ سے اپنے رب کے ساتھ اس کا رابطہ رہتا ہے وہ موت کو بھی ناپسند نہیں کرتے، کیونکہ اپنے آقا کی ملاقات کو باعث خیر وبرکت سمجھتے ہیں ان کے لئے دونوں حالتیں بہتر ہیں اگر آخرت میں جائیں گے تو اپنی آگے بھیجی ہوئی نیکیوں کو پائیں گے، اور اگر دنیوی زندگی طویل ہوگئی تو اس میں وہ اپنے سفر کے لئے توشہ تیار کریں گے وہ فرماتے ہیں: میں نے اس سے زیادہ قلوب کو اطمینان بخشنے والی نصیحت نہیں سنی اور میں نے جب بھی اسے یاد کیا دنیا اور اس کی آرائش میری نظروں میں ہیچ ہوگئی۔

عبرتناک اشعار کا ترجمہ

عبداللہ فرماتے ہیں: سلیمان بن یزید عدوی نے مجھے یہ اشعار سنائے:

دن ورات ہر نئے آنے والے کو بوسیدگی کی طرف دعوت دے رہے ہیں اور کتنے ہی

لوگوں کو ہلاک اور ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ کتنے ہی جدت پسند اور اہل بشاشت کو فنا کر دیا اور طویل عمر والوں کو فنا کر دیا اور زندگی سے دور کر دیا۔ کتنے ہی لذت والوں اور آسودہ حالوں کو مکدر بنا دیا اور کتنے ہی دوستوں کو رنجیدہ کر کے علیحدہ کر دیا، اور خوشی کے بعد کتنی ہی عبرتیں پیدا کر دیں جو انتہائی اندوہگیں اور غمناک تھیں جن کا اثر ابھی تک باقی ہے اور کتنے ہی لوگوں کو پرانا کر دیا اور جوانوں کو بوڑھا کر دیا اور کتنے ہی بلند سر بادشاہوں کو گردش ایام نے نیست و نابود کر دیا کتنی ہی آبادیاں ہیں جن میں کوئی مکین نہیں رہا اور پختہ مضبوط محلات کو زمانے نے ویران کر دیا زمانے نے کتنے ہی قبیلوں کو متفرق کر کے رکھ دیا، اور کہتے ہی عجائبات کو غائب و حاضر کر دیا اور کتنے ہی ناز و نعمت میں پڑے ہوئے، بارعب و دبدبہ والے لوگوں کو توڑ کر رکھ دیا اور انہیں موت کے حوض کی طرف لے جا کر اس میں غرق کر دیا۔ کتنے ہی لوگ خاک آلود اور ذلیل ہو گئے اور ان کی بڑی بڑی حکومتیں اور سرداریاں جاتی رہیں۔ کتنے ہی امن والوں کو اچانک تکلیف کے ساتھ خوفزدہ کر دیا اور بڑے عجیب امور کے ساتھ انہیں تہ و بالا کر دیا۔ مواعظ و نصیحت تو بار بار ہوتی رہیں مگر ہدایت یافتہ اور درستگی والا ہی فائدہ اٹھا سکا۔ ایک دن ہر انسان کو اس کے کیے کا بدلہ ملے گا، اور ہر انسان کا وہی توشہ محفوظ ہے جو توشہ اس نے تیار کیا۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے محمود بن خداش نے خبر دی، انہیں عبدالرحمٰن بن اشعث نے انہیں عبدالملک نامی ایک شخص نے، وہ حضرت حسن سے روایت کرتے ہیں: انہوں نے فرمایا: اے انسان! پورے سال کا غم و فکر ایک ہی دن مت اٹھا اگر تیری زندگی کا سال باقی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا رزق تجھے ضرور پہنچائے گا اور اگر تیری زندگی کا سال باقی نہیں تو ایسی چیز کو طلب کر رہا ہے جو تیری نہیں۔ (اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ وہ تجھے مل جائے)

☆ حضرت مجاہد فرماتے ہیں: دنیا سے جو دن بھی جاتا ہے وہ یہ کہتا ہے تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے دنیا سے نکال دیا اور پھر دوبارہ نہیں لوٹائے گا۔

(کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

(۳۱)

اذہان و قلوب کی صفائی

علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں:

میں نے اپنے نفس کو دیکھا ہے کہ جب کبھی اس کی فکر اور سوچ میں نکھار ہوتا ہے یا کوئی نصیحت آموز واقعہ پیش آتا ہے یا صالحین کی قبور کی زیارت کا موقع ملتا ہے تو توجہ الی اللہ اور گوشہ تنہائی کی طلب کے لئے اس میں ایک تحریک اور ہیجان پیدا ہوتا ہے اسی سلسلہ میں اس سے ایک دن بات کرتے ہوئے میں نے کہا ذرا اپنا مقصد بتاؤ اور منتہائے مطلوب ذکر کرو۔

کیا تو مجھ سے یہ چاہتا ہے کہ میں کسی چٹیل میدان میں تن تنہا ڈیرا لگا لوں میری جماعت کی نماز فوت ہوتی رہے اور سیکھا ہوا علم سب برباد ہو جائے کہ جب کوئی سیکھنے والا نہ ہوگا تو ضائع ہی ہوگا اور میں گھاس کھا کر گزارہ کروں جس کی مجھے عادت نہیں اور میں دو دن میں دبلا پتلا اور کمزور ہو جاؤں اور میں موٹا جھوٹا لباس پہن لوں جس کی مجھ میں ہمت نہیں اور میں اپنے ان حالات کے دباؤ میں آکر یہ بھی نہ جان سکوں کہ میں کون ہوں...... اور کیا تو یہ چاہتا ہے کہ میں قدرت کے باوجود ایسی اولاد بھی حاصل نہ کر سکوں جو میرے بعد اللہ تعالیٰ کی عبادت و طاعت میں لگے...... اگر میں تیری بات مان لوں تو بخدا میرا وہ علم کسی کام کا نہ رہے گا جس پر میں نے اپنی عمر لگائی ہے اور ہاں علم کے بارے میں تجھے جو غلطی لگی ہے وہ میں بتائے دیتا ہوں خوب سمجھ لو کہ بدن ایک سواری ہے اور سواری کا اگر خیال نہ رکھا جائے تو وہ اپنے سوار کو لے کر کبھی منزل تک نہیں پہنچتی۔

اور خیال رکھنے سے میری مراد خواہشات کی بھرمار نہیں بلکہ وہ ضروری مقدار مراد ہے جو بدن کو درست رکھ سکے کہ اس سے فکر میں صفائی، عقل میں درستگی اور ذہن میں قوت آئے گی۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ صفائے ذہن کی رکاوٹوں کی تاثیر کیا ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

ہے: کسی قاضی کو غصہ کی حالت میں فریقین کے درمیان فیصلہ نہ کرنا چاہئے اور علماء نے بھوک اور بول و براز کے طبعی تقاضوں کو بھی اس پر قیاس کیا ہے اور طبیعت کی مثال کتے کی سی ہے جو کھانے میں مشغول ہوتا ہے جب اس کی طرف کوئی ایسی چیز پھینکی جائے تو کھانے سے بڑھ کر اور کوئی مشغلہ اسے پسند نہیں باقی علیحدگی اور تنہائی تو شر سے اختیار کی جاتی ہے خیر سے نہیں اگر اس میں تیرے لئے کوئی خیر کا پہلو ہوتا تو آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام سے ضرور منقول ہوتا۔

نہایت ہی قابل افسوس بات

افسوس کی بات ہے کہ میں ایسے لوگوں کو جانتا ہوں کہ ضروریات کی تقلیل اور خشکی کی وجہ سے ان کی فکر اور سوچ بدل گئی ''سوداوی مادہ'' غالب آنے لگا اور وہ لوگوں سے وحشت محسوس کرنے لگے اور ایسے لوگ بھی ہیں کہ ناقص کھانے کی وجہ سے فاسد مادے ان میں جمع ہونے لگے اب دو دو تین تین دن تک کھانے کا تقاضا نہیں ہو رہا وہ سمجھتے ہیں کہ لطافت بڑھ رہی ہے حالانکہ وہ فساد ہضم کا نتیجہ تھا اور بعض میں مواد فاسدہ نے یہاں تک زور دکھایا کہ کچھ صورتیں سی نظر آنے لگیں اور یہ انہیں فرشتے خیال کرنے لگے۔

لہٰذا علم و عقل کے بارے میں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ عقل کا نور اس لائق نہیں کہ اسے بجھانے پر تل جاؤ اور قطعاً جائز نہیں کہ علم کی بے حرمتی سے مضرات دفع کی جا سکیں گی نفع اور ضرورت کے سامان مہیا ہوں گے کھانے پینے اور باہمی میل ملاپ کے اصول اصلاح پکڑیں گے۔

اس پر میرا نفس کہنے لگا کہ بس میرے لئے ایک طریق مقرر کر دیا جائے اور مجھے ایسا مریض شمار کرو جس کے لئے پینے کی دوا وغیرہ طے کر دی جاتی ہے تو میں نے کہا: میں نے تجھے علم کی نشاندہی کی ہے جو بہترین طبیب ہے جو ہر لحظہ پیش آنے والی بیماری کی مناسب دوا بتایا ہے۔

حاصل کلام یہ کہ تجھے اللہ تعالیٰ کے تقویٰ کا التزام اور پابندی کرنی چاہئے اپنے کلام میں نگاہ میں اور باقی اعضاء کے استعمال میں اور رزق حلال کی محنت میں اور ہر لمحہ اور لحظہ میں جو خیر

مناسب ہے اس کے مہیا کرنے میں اور اچھی چیزوں میں زمانے کی دوڑ کے میدان میں اور منافع کی کمی یا خسارہ جیسی مضر صورتوں سے بچنے میں اور ہر عمل سے پہلے نیت کی جانچ پرکھ کر لو اور موت کے لئے ہر گھڑی تیار رہو گویا آ ہی گئی ہے کیونکہ تجھے کچھ علم نہیں کب آ جائے بدن کی مصلحت کے پیچھے مت پڑو۔

نصیحت کی بات

بدن کی ضروریات و مصالح مناسب اصول کے موافق خوب مہیا کرو خواہشات پر نہیں کیونکہ بدن کی اصلاح دین کی اصلاح کا سبب ہے ایسی حماقت کو چھوڑ دو جس کا منشا جہالت ہے علم نہیں، مثلاً نفس کبھی کہتا ہے فلاں شخص سرکہ اور فلاں چیز کھاتا ہے اور فلاں رات بھر نہیں سوتا بس جس قدر طاقت ہے اتنا بوجھ اٹھاؤ اور جس قدر تم اپنے بدن میں طاقت سمجھتے ہو اگر چھلانگ لگانے کی ہمت پاتے ہو تو چھلانگ لگاؤ اور اگر سمجھتے ہو کہ ہمت نہیں ہے تو ہرگز چھلانگ نہ لگاؤ خواہ کوئی مار ہی ڈالے تمام بدن طاقت میں برابر نہیں ہوتے بعض لوگوں نے شروع شروع میں ایسے مجاہدات اختیار کر لئے جن سے کئی ایک امراض پیدا ہوئے اور وہ کسی کام کے نہ رہے اور پھر دل ہی دل میں کڑھتے رہتے تھے بس علم کو لازم پکڑو کہ وہ ہر بیماری کی دوا اور شفاء ہے ''واللہ الموفق''

میں کبھی سوچتا ہوں کہ کسی حیلہ اور تدبیر کے ذریعہ کچھ دنیا مباح درجہ میں حاصل کر لوں مگر اس سے تقویٰ کا پہلو ضرور متاثر ہوتا ہے اور پہلے پہل دینی منافع تو مل جاتے ہیں مگر اخلاص کی لذت جاتی رہتی ہے اور بالآخر منافع کے وہ پستان بھی خشک ہو جاتے ہیں اور کچھ بھی ہاتھ پلے نہیں رہتا۔

تب میں نے اپنے جی سے کہا کہ تیری مثال اس ظالم حکمران کی سی ہے جس نے ناجائز طریق سے مال جمع کیا تفتیش ہوئی تو جو ظلماً جمع کیا تھا وہ تو گیا ہی جو اپنا اصل تھا اسے بھی ساتھ لے گیا لہٰذا حیلہ اور تاویل کے فساد سے بہت ہی بچ کے رہئے کہ اللہ تعالیٰ کو دھوکہ نہیں دے سکتے اور اس کے خزانوں سے نافرمانی کے ذریعہ کچھ لیا نہیں جا سکتا۔

(صید الخاطر)

Scanned with CamScanner

(۳۲)

ماہِ عرب کے جلوے

☆ ابن عساکر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: حضور علیہ السلام نے فرمایا...... "مَكْتُوْبٌ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ......"

"جنت کے دروازہ پر لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا ہے......"

☆ ابونعیم حلیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں...... سیّد عالم ﷺ نے فرمایا......

"مَا فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةٌ وَّلَا وَرَقَةٌ اِلَّا مَكْتُوْبٌ عَلَيْهَا لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ......"

"جنت کا کوئی درخت کوئی پتہ ایسا نہیں ہے جس پر لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا نہ ہو......"

☆ ابن عساکر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: شب معراج......

"مَا مَرَرْتُ لِسَمَآءٍ اِلَّا وَجَدْتُ اِسْمِيْ فِيْهَا وَرَاَيْتُ عَلَى الْعَرْشِ مَكْتُوْبًا لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ......"

"میں جس آسمان سے گزرا...... اس پر میں نے اپنا نام مسطور پایا اور میں نے عرش پر لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا دیکھا......"

☆ امام طبرانی حضرت عبادہ بن الصامت سے راوی ہیں...... حضور علیہ السلام نے فرمایا......

"كَانَ نَقْشُ خَاتِمِ سُلَيْمَانَ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ......"

"حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کے نگینہ پر...... لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ منقوش تھا......"

☆ امام طبرانی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں......

"بَيْنَ كَتِفَيْ اٰدَمَ مَكْتُوْبٌ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ......"

"آدم علیہ السلام کے دونوں کندھوں کے درمیان محمد رسول اللہ خاتم النبیین مسطور تھا......"۔(خصائص کبریٰ)

قبولیت توبہ آدم بوسیلہ مصطفیٰ

حضرت جبرائیل نے ایک دن حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری دی......

"قال قلبت مشارق الارض ومغاربها فلم اجد رجلا افضل من محمد ولم اربني اب افضل من بني هاشم"

"جبرائیل امین نے عرض کیا: میں نے زمین کے مشارق ومغارب چھان ڈالے لیکن آپ ﷺ سے افضل کوئی نہیں پایا...... اور بنو ہاشم سے افضل کوئی قبیلہ نہیں پایا......" (ابونعیم، طبرانی)

☆ مستدرک حاکم میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ان الفاظ سے توبہ کی......

"يَا رَبِّ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اَنْ يَّغْفِرَلِيْ"

اے میرے رب! میں حضور ﷺ کے وسیلے سے تیری بارگاہ میں دعا کرتا ہوں تو مجھے معاف فرما دے......

اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے پوچھا......

"يا ادم كيف عرفت محمد اولم اخلقه؟"

اے آدم! تجھے محمد ﷺ کے بارے میں کیسے معلوم ہوا حالانکہ میں نے تو ابھی انہیں پیدا بھی نہیں کیا؟ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا......

Scanned with CamScanner

"یا رب لما خلقتني بيديك و نفخت في من روحك رفعت راسي فرأيت على قوائم العرش مكتوبا "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" فعلمت انك لم تضف الى اسمك الا احب الخلق اليك......" (المستدرك: ۲/۶۱۵)

"اے رب کریم! جب تو نے مجھے اپنے ہاتھوں سے پیدا فرما کر میرے اندر اپنی روح پھونکی اور میں نے سر اٹھایا تو مجھے عرش کے چاروں اطراف پر یہ کلمہ لکھا ہوا نظر آیا "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" اس سے میں نے جانا کہ یہ نام اللہ تعالیٰ کو تمام مخلوق سے زیادہ پسند ہے......"

حاکم کی ایک روایت میں اس کا اضافہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا...... اے آدم! تو نے سچ کہا ہے واقعی محمد ﷺ میرے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ پیارے ہیں اور فرمایا...... "وَلَوْ لَا مُحَمَّدٌ مَّا خَلَقْتُكَ"

"اور اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں تجھے بھی پیدا نہ فرماتا......"

حضرت انس ؓ فرماتے ہیں:

"اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ كَرَامَتِيْ عَلٰى رَبِّيْ اِنِّيْ وُلِدْتُّ مَخْتُوْنًا وَّلَمْ يَرٰى اَحَدٌ سَوْاَتِيْ" (طبرانی وزرقانی ۱۲۴)

"حضور ﷺ نے فرمایا: خدا کی طرف سے یہ بھی میرے اکرام و اعزاز میں داخل ہے کہ میں ختنہ کیا ہوا پیدا ہوا...... اور کسی نے میرے ستر کو نہیں دیکھا......"

اُمتی تیری قسمت پہ لاکھوں سلام

صحیح مسلم میں حضرت عمرو بن عاص ؓ سے روایت ہے کہ...... ایک روز حضور ﷺ نے وہ آیت تلاوت فرمائی...... جو حضرت ابراہیم ؑ کے متعلق ہے...... پھر دوسری آیت تلاوت فرمائی...... جس میں حضرت عیسیٰ ؑ کا قول ہے......

"اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ

الْحَكِيْمُ ط"

پھر آپ ﷺ نے دعا کے لئے دونوں ہاتھ اٹھائے اور گریہ وزاری شروع کی اور بار بار فرماتے تھے...... اَللّٰهُمَّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ......

حق تعالیٰ نے جبرائیل امین کو بھیجا کہ آپ سے دریافت کریں کہ آپ کیوں روتے ہیں...... اور یہ بھی فرمایا: اگرچہ ہمیں سب معلوم ہے...... جبرائیل امین آئے اور سوال کیا...... آپ نے فرمایا: میں اپنی اُمت کی مغفرت چاہتا ہوں...... حق تعالیٰ نے جبرائیل امین سے فرمایا:

"پھر جاؤ اور کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ آپ سے فرماتا ہے: ہم آپ کو آپ کی اُمت کے بارے میں راضی کر دیں گے...... اور آپ کو رنجیدہ نہ کریں گے......"

(معارف القرآن ج۸ ص۷۶۶-۷۶۷)

میرے بھائیو!

محمد ﷺ کی اتنی خواہشات پوری ہوئیں کہ پیغمبر نماز میں کھڑے ہیں...... اور نماز میں کھڑے ہونے سے پہلے...... آپ کو خیال آیا کہ خانہ کعبہ...... جو مکے میں ہے...... وہ قبلہ ہو جائے...... اسی وقت قبلہ بیت المقدس بن گیا تھا...... بہر حال آپ کو صرف یہ خیال آیا...... کہ کاش قبلہ بیت المقدس کی بجائے خانہ کعبہ ہی ہوتا...... نماز سے پہلے یہ خیال آیا...... پیغمبر ؑ نے نماز کی نیت باندھی...... اللہ کو اپنے پیغمبر ؑ کی خواہش عرش پر پہنچ گئی...... اور پسند آ گئی کہ نبی کے دل میں خیال آیا ہے کہ...... قبلہ بیت المقدس کی بجائے خانہ کعبہ ہوتا...... تو نماز کی حالت میں قرآن پاک کی یہ آیت اتری:

"فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا"

"اے پیغمبر! اسی وقت نماز میں اپنا منہ پھیر کر خانہ کعبہ کی طرف کر لو۔"

حضرت عیسیٰ اور عیسائیوں کو حکم

حاکم نے روایت کی اور انھوں نے حضرت ابن عباس ؓ سے مروی اس روایت کو صحیح کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ محمد ﷺ پر ایمان لاؤ......اور تمہاری اُمت میں سے جو کوئی ان کو پائے اسے حکم دو کہ ان پر ایمان لائے......کیونکہ اگر محمد ﷺ کی جلوہ گری نہ ہوتی تو نہ آدم علیہ السلام ہوتے اور نہ جنت و دوزخ ہوتی......اور میں نے عرش کو پانی پر مقیم کیا تو وہ متحرک تھا...... پھر میں نے اس پر لکھا ''لَآ اِلٰــہَ اِلَّا اللّٰہُ مُـحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ'' تو وہ ٹھہر گیا......''

خزانوں کی چابیاں

امام احمد وابن حبان وضیائی وابونعیم بسند صحیح حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''اُوْتِیْتُ بِمَقَالِیْدِ الدُّنْیَا عَلٰی فَرَسٍ اَبْلَقَ جَآءَنِیْ بِھَا جِبْرَائِیْلُ عَلَیْہِ قَطِیْفَۃٌ مِّنْ سُنْدُسٍ''

''میں ساری دنیا کی کنجیاں دیا گیا ہوں......جبرائیل امین ان کو ابلق گھوڑے پر رکھ کر میرے پاس لائے اور ان کنجیوں پر ریشمی چادر پڑی ہوئی تھی......''

(زرقانی علی المواہب ۲۶۰/۵ وسراج المنیر ۲۳۳/۱ وخصائص کبریٰ ۱۹۵/۲ وجواہر البیان ۲۹۶/۱)

☆ حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور ﷺ نے فرمایا:

''اِنِّیْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اَوْ مَفَاتِیْحَ الْاَرْضِ''

''بے شک میں زمین کے تمام خزانوں کی چابیاں دیا گیا ہوں......''

(بخاری ۵۵۸/۲، ۹۷۵/۲، مسلم ۲۵۰/۲)

دستِ قدرت اور علم نبوت

حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں......کہ حضور ﷺ نے فرمایا:......

''رَاَیْتُ رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ قَالَ فِیْمَ یَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی؟ قُلْتُ اَنْتَ اَعْلَمُ قَالَ فَوَضَعَ کَفَّہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَھَا بَیْنَ ثَدْیَیَّ فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَتَلَا وَ

كَذٰلِكَ نُرِیْٓ اِبْرَاھِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ'' (مشکوٰۃ ص ۶۹)

''میں نے اپنے رب کو بہت ہی حسین صورت میں دیکھا......میرے رب نے فرمایا: اے محمد! ملائکہ مقربین کس بات پر جھگڑا کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا: مولا! تو ہی خوب جانتا ہے......حضور ﷺ نے فرمایا: پھر میرے رب نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دیا......میں نے اس کے وصول فیض کی ٹھنڈک اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی......پس مجھے ان تمام چیزوں کا علم ہو گیا جو کہ آسمانوں اور زمینوں میں تھیں اور حضور ﷺ نے اس کے حال کے مناسب یہ آیت تلاوت فرمائی ''وَكَذٰلِكَ نُرِیْٓ اِبْرَاھِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ'' یعنی ایسے ہی دکھاتے ہیں ہم حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو ملک آسمانوں اور زمینوں کے تاکہ وہ ہو جائے یقین کرنے والوں میں سے......''

دستِ نبوت کی خوشبو

حضرت جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں......کہ حضور ﷺ نماز پڑھ کر تشریف لائے......

''اَلنَّاسُ فَجَعَلُوْا یَاْخُذُوْنَ یَدَیْہِ فَیَمْسَحُوْنَ بِھِمَا وُجُوْھَھُمْ قَالَ فَاَخَذْتُ بِیَدِہٖ فَوَضَعْتُھَا عَلٰی وَجْھِیْ فَاِذَا ھِیَ اَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَاَطْیَبُ رَائِحَۃً مِّنَ الْمِسْكِ''

''تو لوگ حضور ﷺ کے مبارک ہاتھوں کو پکڑ پکڑ کر اپنے چہروں پر ملنے لگے......میں نے بھی آپ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے چہرے پر رکھا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا......''

(بخاری ۵۰۲/۱)

اور یہی وہ نورانی ہاتھ ہیں......کہ کونین کی نعمتیں ان ہی مبارک ہاتھوں میں مستور ہیں......اور کائنات کی ساری برکتیں ان ہی بے مثل ہاتھوں میں پوشیدہ ہیں......

دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور جبرائیل امین مکہ معظمہ میں کوہ صفا پر تھے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبرائیل! قسم ہے اس ذات اقدس کی جس نے تجھ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے...... شام کو آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس ایک مٹھی بھر آٹا اور ایک ہتھیلی بھر ستو بھی نہیں ہوتے......

بس یہ فرما ہی رہے تھے کہ آسمان سے ایک سخت آواز آئی...... فرمایا: جبرائیل یہ کیا ہے؟ عرض کیا: اسرافیل کو آپ کے پاس حاضر ہونے کا حکم ہوا ہے...... چنانچہ وہ حاضر ہو گئے اور کہا آپ نے ابھی جو کلام فرمایا ہے وہ اللہ تعالیٰ نے سنا:

"فَبَعَثَنِيْ اِلَيْكَ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ وَاَمَرَنِيْ اَنْ اَعْرِضَ عَلَيْكَ اُسَيِّرُ مَعَكَ جِبَالَ تِهَامَةَ زُمُرُّدًا وَ يَاقُوْتًا وَّذَهَبًا وَّ فِضَّةً فَاِنْ رَضِيْتَ فَعَلْتَ فَاِنْ شِئْتَ نَبِيًّا مَّلِكًا وَّاِنْ شِئْتَ نَبِيًّا عَبْدًا فَاَوْمٰى اِلَيْهِ جِبْرِيْلُ اَنْ تَوَاضَعْ فَقَالَ نَبِيًّا عَبْدًا ثَلَاثًا"

"تو مجھے آپ کے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں دے کر بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ میں وہ آپ کی خدمت میں پیش کر دوں اور تہامہ کے پہاڑوں کو زمرد...... یاقوت...... سونا اور چاندی بنا دوں...... اگر آپ یہ چاہتے ہیں تو میں ابھی یہ کام کر دیتا ہوں...... آپ کو اختیار ہے کہ چاہے نبی بادشاہ بنیں یا نبی عبد؟ جبرائیل نے آپ کی طرف تواضع اختیار کرنے کا اشارہ کیا تو آپ نے تین مرتبہ فرمایا: میں نبی عبد بننا چاہتا ہوں......"

(ترمذی زرقانی ۳۲۲/۴، طبرانی اصابہ ۱۹۹/۱، اسد الغابہ ۲۳۷/۱، ابن کثیر ۳۷۴/۲)

بنے ساری خدائی سے محمد مصطفیٰ پہلے

"عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنِّيْ عَبْدُ اللّٰهِ وَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَاِنَّ اٰدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهٖ اَنَا دَعْوَةُ اَبِيْ اِبْرَاهِيْمَ وَ بَشَارَةُ عِيْسَى بْنِ

مَرْيَمَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ" (الشفاء ج۱)

"حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میں اللہ کا بندہ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں...... میں اس وقت خاتم النبیین تھا جبکہ آدم علیہ السلام کا کیچڑ بھی گوندھا جا رہا تھا...... میں وہ دعا ہوں جو میرے باپ ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کی تھی...... میں وہ مژدہ ہوں جو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے نوع انسانی کو سنایا تھا......"

(۳۳)

عاشقانِ خدا کی موت کا منظر

حضرت ابو علی رودباری سے حکایت کی گئی ہے کہ انہوں نے جنگل میں ایک نوجوان کو دیکھا، فرماتے ہیں: جب اس نے مجھے دیکھا تو کہنے لگا:

کیا اس کے لئے اتنا کافی نہیں کہ اس نے مجھے اپنے عشق میں مبتلا کر رکھا ہے، پھر اب مزید یہ کہ اس نے مجھے بیمار بھی کر دیا ہے۔

اس کے بعد میں نے دیکھا کہ اس کی جان نکل رہی تھی تو میں نے اسے کہا: لا الہ الا اللہ کہو۔ اس نے اس پر یہ اشعار پڑھنے شروع کر دیئے۔

أيا من ليس لي عنه وان عذبني بد
ويا من نال من قلبي منا لا ماله حد

اے وہ محبوب جس سے مجھے کوئی چھٹکارا نہیں خواہ وہ مجھے دکھ ہی کیوں نہ دے اور اے وہ جس نے میرے دل سے اپنا مقصد اس قدر حاصل کر لیا ہے، جس کی کوئی حد نہیں۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا لا الہ الا اللہ کہئے تو فرمایا میں اسے بھولا نہیں ہوں کہ اسے یاد کروں اور کہا:

حاضر في القلب يعمره لست انساه فاذكره
فهو مولاي و معتمدي و نصيبي منه أو فره

وہ تو دل میں حاضر ہے اور دل کو آباد کر رہا ہے میں اسے بھولتا نہیں ہوں کہ یاد کروں وہ میرا آقا اور سہارا ہے اور مجھے اس سے وافر حصہ ملتا ہے۔ (رسالہ قشیریہ ص ۵۵۲)

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو میدان جنگ میں تلوار کا وار لگا تو فرمایا فزت ورب الکعبہ (رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا) یہ کہہ کر شہید ہو گئے۔

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

عاشق صادق کی ساری زندگی موت کی تیاری کرنے میں گزرتی ہے کیونکہ موت ایک پل ہے جس پر سے گزر کر وصال یار ہوتا ہے پس جب موت کا وقت قریب آتا ہے تو اس پر خوشی کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

شکر للہ کہ نمردیم و رسیدیم بدست
آفریں باد بریں ہمت مردانہ ما

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں مرا نہیں بلکہ دوست تک پہنچ گیا میری مردانہ ہمت کو شاباش دو۔

اسے جب خیال آتا ہے کہ آج امتحان کی گھڑیاں ختم ہوں گی اور موت ایک پل کی مانند ہے جو ایک دوست کو دوسرے دوست سے ملا دیتی ہے تو اس کی خوشی کی انتہا نہیں رہتی۔

ہیں سرور وصل سے لبریز مشتاقوں کے دل
کر رہی ہیں۔ آرزوئیں سجدۂ شکرانہ آج

عاشق صادق کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو دوست احباب طبیب کو بلاتے ہیں تا کہ اس کو بیماری سے شفا کے لئے دوا دی جا سکے، جب کہ مرنے والے کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ آج موت سے زیادہ اکسیر دوا کوئی نہیں ہے۔

از سر بالینِ من برخیز اے ناداں طبیب
درد مند عشق را دارو بجز دیدار نیست

اے نادان طبیب میرے سرہانے سے اٹھ جا۔ عشق کے درد مند کے لئے دیدار کے سوا اور کوئی علاج نہیں۔

Scanned with CamScanner

عاشقانِ ابوز خوباں خوب تر

حضرت شیخ نجم الدین کے سامنے پڑھا گیا۔

جاں بدہ جان بدہ جان بدہ

جان دے دو، جان دے دو، جان دے دو

اور یہ کہہ کر فوت ہوگئے۔

(۲) ایک عاشق صادق طواف کعبہ کے لئے اپنے گھر سے روانہ ہوئے جب اس کی نظر بیت اللہ شریف پر پڑی تو عجیب کیفیت میں شعر پڑھ کر فوت ہوگئے۔

(۳) حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ اپنی دکان پر بیٹھے تھے ایک فقیر بے نوا داخل ہوا تو اس نے کہا: میں سوچ رہا ہوں کہ آپ کی جان اتنی شیشوں میں اٹکی ہوئی ہے یہ کیسے نکلے گی آپ نے فرمایا میاں جیسے تمہاری جان نکلے گی ویسی ہی ہماری جان نکلے گی لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جب آپ نے قریب پہنچ کر اسے ہلایا جلایا تو دیکھا کہ وہ تو اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر چکا ہے آپ کے دل پر اس واقعہ کا بڑا گہرا اثر ہوا آپ کی زندگی کا رخ بدلا حتیٰ کہ آپ خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ بنے اور آپ نے تذکرۃ الاولیاء کتاب لکھی۔

(۴) حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ چند فقراء کے ہمراہ ذکر و شغل میں مشغول تھے کہ ایک عاشق صادق آیا اور پوچھنے لگا کہ یہاں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں پر انسان مر سکے، آپ یہ سن کر حیران ہوئے اور قریبی کنویں اور مسجد کی طرف اشارہ کیا کہ ہاں وہ جگہ ہے وہ شخص وہاں گیا کنویں کے پانی سے وضو کیا مسجد میں دو رکعت نماز پڑھی اور لیٹ گیا اور جب اگلی نماز کا وقت آیا اور لوگ مسجد میں داخل ہوئے تو کسی نے ان کو جگانا چاہا کہ نماز کا وقت قریب ہے دیکھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو چکے تھے۔ (عشق الٰہی)

(۳۴)

علامہ نبہانی علیہ الرحمہ (المتوفی ۱۳۵۰ھ) کا عقیدہ

امام المحدثین عاشق رسول حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ جامع العلوم تھے۔ ان کو بیک وقت امام رازی، علامہ جامی، علامہ رومی، علامہ سیوطی اور شیخ محدث دہلوی کا مجموعہ کہا جا سکتا ہے۔ آپ نے چھوٹی بڑی پچاس سے زیادہ کتابیں لکھی ہیں۔ اب علم غیب سے متعلق واقعات کی روشنی میں ان کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔

آپ تحریر فرماتے ہیں: علاقہ حرض کے رہنے والے دو بھائی عواجہ گاؤں میں آئے۔ گاؤں کے قریب پہنچے تو حضرت محمد بن کبیر حکمی یمنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۱۷) کی خوبیوں کا چرچا سنا مگر انہیں سچ نہ سمجھا۔ کافی عرصہ عواجہ میں قیام کے بعد انہیں پتہ چلا کہ ان کا باپ بیمار ہو گیا ہے۔ ان لوگوں نے واپسی کا پروگرام بنایا۔ اب حضرت شیخ کی خدمت میں حاضری دی تاکہ ان کی کیفیت و حالت کو بھی معلوم کر سکیں۔ حضرت شیخ کے پاس آ کر والد کی بیماری اور اپنی واپسی کی اطلاع دی۔ حضرت شیخ نے ان کی بات سن کر ارشاد فرمایا: جب تم گھر پہنچو گے تو تمہارے باپ کو آرام ہو چکا ہوگا۔ تم شہر میں رات کے آخری حصہ میں پہنچو گے۔ جب باپ کی خدمت میں حاضری دو گے تو صبح کی نماز کے لئے وضو کرتا ہوا پاؤ گے۔ وہ ایک پاؤں دھو چکے ہوں گے اور دوسرا ابھی نہیں دھویا ہوگا۔ وہ دونوں بھائی حضرت شیخ کو الوداع کہہ کر چلے گئے۔ جب اپنے باپ کے پاس پہنچے تو وہی وقت تھا جو حضرت شیخ نے بتایا تھا اور وضو کی وہی حالت تھی جو انہوں نے ارشاد فرمائی تھی ان دونوں بھائیوں نے حضرت شیخ کی ساری ارشاد فرمودہ بات لوگوں کو بتا دی تو اس علاقہ میں بھی آپ کی بڑی شہرت ہوگئی۔

(جامع کرامات اولیاء ص ۵۳۸)

Scanned with CamScanner

☆ اور آپ تحریر فرماتے ہیں: حضرت محمد بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ جو مصر کے شہر سنہور کے رہنے والے تھے۔ جب آپ کے پاس سے حضرت سیدی ابراہیم وسوقی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد گزرتے تو آپ کھڑے ہو جاتے اور فرماتے کہ ان کے صلب میں ایک عظیم الشان ولی ہے جس کا شہرہ مشرق و مغرب میں پھیل جائے گا۔

(جامع کرامات اولیاء ص ۵۵۸)

جیسے فرمایا ویسے ہی ہوا

اور تحریر فرماتے ہیں: حضرت محمد بن علی بن محمد صاحب مرباط رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۵۳ھ) نے بہت سے عجیب واقعات بتائے اور وہ اسی طرح ظہور پذیر ہوئے جس طرح آپ نے بتائے تھے۔ آپ نے بغداد کے غرق ہونے کی اطلاع دے دی تھی تو ہوا یوں کہ دریائے دجلہ بپھر گیا اور شہر کی فصیل سے پانی اندر آ گیا، وزیر کا گھر تباہ ہو گیا، خلیفہ کا استور بھی پانی کی نذر ہوا، تین سو تیس گھر دریا برد ہو گئے، گرنے والے مکانوں نے لاتعداد مخلوق کو پیس کر رکھ دیا اور بے قابو پانی نے بے شمار لوگوں کو نگل لیا۔ یہ جمادی الاخری ۶۵۴ھ کا واقعہ ہے آپ نے یہ بھی بتایا تھا کہ مسجد نبوی علیٰ صاحبہا افضل الصلاۃ والتسلیم جل جائے گی تو ۶۵۴ھ ماہ رمضان کی پہلی تاریخوں میں ایسا ہوا۔ آپ نے تاتاریوں کے حملے کی اطلاع بھی دے دی تھی۔ یہ وہ حملہ تھا جس کی مثال اس آسمان نے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اس میں سب قباحتیں اور ساری خباثتیں جمع ہو گئی تھیں۔ خلیفہ ۶۵۶ھ میں قتل ہو گئے اور ہر طرف تاتاری چھا گئے۔ یہ تینوں واقعات حضرت شیخ کی وفات کے بعد وقوع پذیر ہوئے۔ آپ نے حضر موت میں شدید سیلاب کی بھی خبر دی تھی۔ یہ سیلاب بھی آیا۔ وادیاں امڈ پڑیں اور بہت سے شہر تباہی سے ہمکنار ہوئے تقریباً چار سو آدمی موت کی نیند سو گئے۔ (جامع کرامات ص ۵۶۵)

☆ اور تحریر فرماتے ہیں: حضرت شیخ ابراہیم بطائحی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت شیخ محمد بن ابوبکر قوام علیہ الرحمۃ والرضوان (متوفی ۶۵۸) حلب میں تشریف فرما تھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ فرمانے لگے میں اہل یمن کو اہل شمال (یعنی جنتیوں و دوزخیوں) میں سے جانتا ہوں اگر چاہوں کہ ان کے نام لوں تو نام لے سکتا ہوں لیکن ہمیں

اس کا حکم نہیں دیا گیا اور اس حق کو ہم خلق میں کھولنا نہیں چاہتے۔

(جامع کرامات اولیاء ص ۵۶۶)

یہی وہ غیب ہے علم غیب سنی جس کو کہتے ہیں

اور تحریر فرماتے ہیں: حضرت شیخ ملک اسماعیل کروی کہتے ہیں کہ میرے پاس بکریاں تھیں جن کا ایک چرواہا بھی تھا۔ وہ ایک دن صبح انہیں چرانے نکلا مگر عادت کے مطابق شام کو واپس نہ آیا تو میں اس کی تلاش میں نکلا لیکن نہ تو وہ ملا اور نہ ہی اس کی کوئی خبر ملی۔ میں حضرت شیخ محمد بن ابوبکر قوام کی طرف گیا۔ آپ کو اپنے گھر کے دروازہ پر کھڑا پایا۔ مجھے دیکھتے ہی فرمانے لگے بکریاں گم ہو گئی ہیں؟ میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا بارہ آدمیوں نے انہیں ہانک لیا ہے اور فلاں وادی میں چرواہے کو باندھ گئے ہیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ ان پر نیند مسلط کر دے۔ میری دعا قبول ہو گئی ہے۔ آپ فلاں جگہ جائیں وہ سوئے ہوئے ہیں بکریاں سب بیٹھی ہیں صرف ایک کھڑی ہے اور بچے کو دودھ پلا رہی ہے آپ نے جس جگہ نشاندہی فرمائی تھی میں وہاں گیا تو معاملہ آپ کے ارشاد کے مطابق تھا ایک بکری کھڑی بچے کو دودھ پلا رہی تھی میں سب بکریوں کو اپنے گاؤں ہانک لایا۔ (جامع کرامات اولیاء ص ۵۷۴)

☆ اور تحریر فرماتے ہیں: ایک جنازہ آیا اور شہر کے اکابر بھی جنازے کے ساتھ تھے۔ جب سب لوگ میت کو دفن کرنے کے لئے بیٹھ گئے تو قاضی خطیب اور والی شہر ایک گوشے میں بیٹھ گئے۔ حضرت شیخ محمد بن ابوبکر قوام رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے فقیر دوسرے گوشے میں بیٹھے۔ ان کی گفتگو سن رہے تھے قاضی اور والی شہر کرامات اولیاء پر گفتگو کرتے ہوئے کہنے لگے کہ کرامات کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ خطیب نیک آدمی تھا۔ جب سب لوگ میت کے وارثوں کی طرف تعزیت کے لئے اکٹھے ہوئے تو کچھ لوگ حضرت شیخ کو سلام کرنے کے لئے بڑھے حضرت نے فرمایا خطیب صاحب! میں آپ کو سلام نہیں کہتا۔ وہ کہنے لگے حضور کیوں؟ فرمایا اس لئے کہ اولیاء کی جب غیبت کی جا رہی تھی تو آپ نے تردید فرما کر اولیاء کی طرف سے دفاع نہیں کیا۔ آپ پھر قاضی اور والی شہر کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے۔ آپ

Scanned with CamScanner

لوگ کرامات اولیاء کے منکر ہیں۔ بتائیں کہ آپ لوگوں کے پاؤں کے نیچے زمین میں کیا ہے؟ دونوں بولے ہمیں کچھ پتہ نہیں۔ فرمایا آپ لوگوں کے پاؤں کے نیچے پانچ سیڑھیوں والا غار ہے جس میں ایک شخص اپنی بیوی سمیت دفن کیا گیا ہے۔ اب وہ قبر میں کھڑے ہو کر مجھ سے بات کرتے ہوئے کہہ رہا ہے کہ تقریباً ہزار سال پہلے میں ان شہروں کا بادشاہ تھا۔ وہ غار میں تخت پر ہے اور اس کی بیوی بھی تخت پر ہے۔ ہم یہاں سے جگہ کھودے بغیر نہیں ہٹیں گے۔ مزدور بلایا گیا اور لوگوں کی موجودگی میں جگہ کھودی گئی تو شیخ کے ارشاد کے مطابق سب کچھ موجود تھا۔ غار اب تک کھلا ہوا ہے اور حلب کی ایک سمت میں دیکھا جا سکتا ہے۔ (جامع کرامات ص۵۷۶)

دو شخصوں کو یہ بتانا کہ جب تم لوگ گھر پہنچو گے تو اپنے باپ کو وضو کرتا ہوا پاؤ گے، اس حالت میں کہ ایک پاؤں دھو چکا ہو گا دوسرا دھونا باقی ہو گا، باپ کی صلب میں عظیم الشان ولی کو دیکھ لینا، بغداد کے غرق ہونے، مسجد نبوی میں آگ لگنے، تاتاریوں کے حملہ کرنے اور حضرموت میں سیلاب کے آنے کی بہت پہلے خبر دینا، جنتی اور دوزخی کو جاننا، چرواہا اور بکریوں کے بارے میں خبر دینا کہ وہ کہاں پر کس حالت میں ہیں اور یہ بتانا کہ زمین کے نیچے کیا ہے؟ سب علم غیب ہے۔ حضرت علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سارے واقعات کو اپنی کتاب میں لکھ کر ثابت کر دیا کہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اولیائے کرام کو بھی علم غیب عطا فرماتا ہے۔

مگر بے جُز، بے خبر جانتے ہیں

اور تحریر فرماتے ہیں: حضرت شیخ امام شمس الدین خابوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں حلب کے مدرسہ سلطانیہ کے عالموں کے پاس حضرت شیخ محمد بن ابوبکر قوام علیہ الرحمۃ والرضوان کا اکثر ذکر خیر کرتا تھا۔ وہ کہنے لگے ہم آپ کے ساتھ حضرت سے ملنے چلیں گے اور ان سے فقہ و تفسیر وغیرہ کے مسائل پوچھیں گے۔ ہم سب آپ کی زیارت کا پروگرام بنا کر چلنے ہی والے تھے کہ ایک فقیر آیا اور کہا کہ حضرت شیخ آپ کو طلب فرما رہے ہیں۔ میں نے اس سے پوچھا آپ کہاں تشریف فرما ہیں؟ اس نے جواب دیا حضرت شیخ ابوالفتح کتانی کی خانقاہ

میں ہیں جو آپ کے مرید ہیں۔ میں عالموں کی ایک جماعت کے ساتھ زیارت کے لئے نکلا۔ جب ہم آپ کی خدمت میں پہنچے تو شیخ محمد عقبی نے مجھ سے کہا ان عالموں کا کیا معاملہ ہے؟ میں نے کہا حضرت شیخ کی زیارت اور سلام کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ وہ کہنے لگے یہ عجیب واقعہ پیش آیا ہے۔ میں نے کہا کیا ہوا ہے؟ وہ کہنے لگے کہ حضرت شیخ نے ان عالموں کو لگام لگا دی ہے اور آپ کا سر (بھید) درندے کی شکل میں ہو کر ان میں سے ہر ایک کے چہرے کو گھور رہا ہے (یعنی حضرت شیخ نے ان کی زبان بند کر دی ہے اب وہ بول نہیں سکتے اور سامنے شیر کی شکل ہے لہٰذا خوف زدہ ہیں۔ دراصل وہ حضرت کا علمی امتحان لینے آئے تھے یہاں خود امتحان میں پڑ گئے۔ شیخ محمد عقبی نے کشف سے یہ بات ملاحظہ فرمائی۔ مترجم)

جب محفل لگے ہوئے بہت دیر گزر گئی اور ان حضرات میں سے کسی نے بولنے کی جسارت نہیں کی تو حضرت شیخ یوں گویا ہوئے حضرات آپ لوگ کیوں نہیں بولتے اور کیوں نہیں سوال کرتے؟ پھر بھی کسی کو بولنے کی ہمت نہ ہوئی اب حضرت شیخ نے اپنی داہنی طرف والے عالم سے فرمایا آپ کا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے پھر اس سے بعد والے کو اور پھر اس سے بھی بعد والے کو یوں ہی فرمایا۔ سب کے دلوں کے سوالات کو خود ہی پیش فرماتے اور خود ہی ان کے جوابات دیتے۔ ایک ایک کر کے سب کے سوالات کے جوابات اسی طرح دے دیئے۔ اب سب عالم حضرات وہاں سے اٹھے اور سب نے توبہ و استغفار کی۔
(جامع کرامات اولیاء ص۵۷۳)

حضرت علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو لکھ کر واضح کر دیا کہ اولیاء اللہ دلوں کے خیالات سے واقف ہو جاتے ہیں یہی ہمارا عقیدہ ہے ورنہ اس واقعہ کو بلا تردید وہ اپنی کتاب میں درج ہی نہ فرماتے۔

Scanned with CamScanner

(۳۵)

قدرتِ خداوندی سے نوجوان بچ گیا

قوم بنی اسرائیل میں ایک نہایت شکیل ورعنا جوان تھا جو کچھ چیزیں گھوم پھر کر فروخت کرتا اور وہی اس کا ذریعہ معاش تھا۔ ایک بار شاہی محل کے پاس سے گزرا۔ شہزادی کی کسی سہیلی نے اسے دیکھا اور محل میں جا کر اسے خبر دی کہ میں نے آج ایسا خوبصورت نوجوان دیکھا ہے جیسا خوبصورت کبھی میری نگاہ سے نہیں گزرا۔ شہزادی نے کہا اسے اندر بلاؤ اور کہو کہ ہم اس کا سامان خریدیں گے۔ جب نوجوان محل میں داخل ہوا تو اسے اندر لے جا کر دروازے بند کروا دیئے اور اپنی بری نیت لئے اس کے سامنے آئی۔ نوجوان نے کہا تم اپنی ضرورت کی شے خرید لو تاکہ میں جاؤں۔ شہزادی نے کہا مجھے تجھ سے اپنی ضرورت پوری کرنی ہے۔ نوجوان: خدا سے خوف کر اور اس ارادہ بد سے توبہ کر۔ شہزادی: اگر تو میری بات نہیں مانے گا تو میں بادشاہ سے کہوں گی کہ یہ برے ارادے سے محل میں آیا تھا۔ نوجوان: پہلے مجھے وضو کرنے کے لئے پانی چاہئے۔ شہزادی: مجھ سے بہانہ سازی نہ کر، شہزادی نے باندی سے کہا۔ اس کے لئے چھت پر وضو کا انتظام کرو تاکہ وہاں سے فرار نہ ہو سکے۔ محل کی چھت چالیس گز اونچی تھی۔ نوجوان جب چھت پر پہنچا تو التجا کی۔ ''بارالہا! مجھے بدکاری پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ مگر میں خود کو چھت سے گرا دینا گناہ میں مبتلا ہونے سے بہتر سمجھتا ہوں۔'' اور بسم اللہ پڑھ کر خود کو محل کے باہر گرا دیا مگر اللہ کی ایسی مرضی کہ اسے ذرا بھی تکلیف نہیں ہوئی کیونکہ رب تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر کر دیا تھا، جس نے اسے بازو سے پکڑ کر زمین پر لا کھڑا کیا۔

نوجوان نے بارگاہ خداوندی میں دعا کی۔ پروردگار! اگر تو چاہے تو مجھے اس تجارت

کے بغیر بھی روزی دے سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا اور اس کے لئے سونے کی تھیلی بھیج دی اس میں سے نوجوان نے اپنے دامن بھر اٹھا لیا اور عرض کیا: ''الٰہی! اگر یہ میرے ثواب کے بدلے میں ہے تو مجھے اس کی ضرورت نہیں۔'' جواب ملا۔ ''چھت سے گرتے وقت جو صبر تو نے اختیار کیا تھا یہ اس کے ثواب کے ۲۵ حصوں کا ایک حصہ ہے۔'' عرض گزار ہوا۔ ''اے ربّ! میری آخرت کی نیکی کو کم کرنے والی کوئی شے مجھے نہیں چاہئے۔'' چنانچہ وہ تمام سونا اٹھا لیا گیا۔

اس نوجوان کے بارے میں شیطان سے پوچھا گیا کہ تو نے اسے چھت پر بہکایا کیوں نہیں؟ وہ بولا، میں ایسے جاں باز مرد کو بھلا کیا بہکا سکتا ہوں جس نے اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی جان ہی داؤ پر لگا دی۔ رضی اللہ عنہ (روض الریاحین)

ایک نیک بخت پارسا انسان

☆ ایک نیک بخت پارسا انسان کے پاس بادشاہ نے اپنا بیش قیمت موتی امانت رکھا۔ اس نیک انسان نے بادشاہ کی امانت کو جتن کے ساتھ محفوظ جگہ لا رکھا۔ اتفاق سے اس کا ایک لڑکا تھا۔ کسی طرح وہ موتی لڑکے نے پا لیا اور اسے پتھر مار کر توڑ ڈالا اور موتی کے چار ٹکڑے ہو گئے۔ پارسا شخص اس واقعہ سے نہایت فکر مند ہوا اور خیال کیا کہ شہر چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں۔ مگر اس کے ایک دوست نے اسے شہر بدری کے ارادے سے باز رکھا اور اسے مندرجہ ذیل اشعار سکھائے کہ انہیں پڑھتا رہ ان شاء اللہ العزیز مشکل آسان ہو جائے گی۔

وکم للہ من لطف خفی   یدق خفاہ عن فہم الذکی

اللہ تعالیٰ کی بہت سی پوشیدہ مہربانیاں ہیں کہ پوشیدگی کی وجہ سے انہیں ہوشیار انسان بھی جان نہیں پاتا۔

وکم یسر اتی من بعد عسر   وفرج کربۃ القلب الشجی

اور بہت سی راحتیں تکلیف کے بعد آئیں جن سے مغموم دل کا اضطراب ختم ہو گیا۔

وکم امر تساء بہ صباحا   وتاتیک المسرۃ بالعشی

Scanned with CamScanner

اور بہت سے حادثے جو صبح کو باعث قلق تھے انہیں سے شام کو مسرت پیدا ہوئی۔

اذا ضاقت بك الاحوال يوما　　فثق بالواحد الفرد العلى

جب کسی دن تجھے اپنے احوال پریشان کریں تو اللہ واحد یکتا بزرگ پر اعتماد کر۔

وہ پارسا نیک مرد ایک روز انہی اشعار کو پڑھ رہا تھا اتنے میں بادشاہ کا قاصد آیا اور اس نے بتایا: بادشاہ کے فلاں خاص آدمی کی طبیعت نہایت ناساز ہے، اور طبیبوں نے یہ علاج تجویز کیا ہے کہ ہیرے کے چار ٹکڑے کر کے پانی میں ڈالا جائے اور وہی پانی اسے پلایا جائے۔ اب بادشاہ کا حکم ہے کہ ان کی جو امانت تمہارے پاس ہے کسی ماہر جوہری سے اس کے چار ٹکڑے کرا لاؤ اور خیال رکھنا کہ ٹکڑے کم وبیش نہ ہوں۔ پارسا نے ہیرے کے ٹکڑے بادشاہ کو پیش کیے جس سے بادشاہ بہت خوش ہوا اور اس کا احسان مند ہو کر اسے انعام بھی دیا۔ وہ خوشی خوشی گھر واپس آیا۔

بیشک اللہ تعالیٰ نہایت لطف وکرم والا ہے جو بے قرار دلوں کو خود چین عطا فرماتا ہے۔

تبارک اللہ رب العالمین۔ (ایضاً)

دعا کی برکت سے رہائی

ایک بادشاہ ایک درویش پر بہت ناراض ہوا اور قلعہ کے بلند برج پر اسے نظر بند کروا دیا اور برج کی ساری کھڑکیاں تک بند کرا دیں تاکہ اس تک ہوا بھی نہ پہنچے، کھانا پانی کجا۔ تین روز بعد لوگوں نے بادشاہ کو خبر دی کہ وہ درویش تو فلاں جگہ خوش وخرم ٹہل رہا ہے۔ بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس لاؤ۔ درویش پھر حاضر کیا گیا۔ بادشاہ نے پوچھا۔ میرے اس برج سے جس ذات نے تجھے نکالا، میں اس کی قسم دیتا ہوں بتا تو کیسے وہاں سے نکلا؟ درویش نے کہا: میں نے ایک دعا کی تھی۔ اسی کی برکت سے نکل آیا۔ وہ دعا یہ ہے:

اللّٰهم يا لطيف يا لطيف يا لطيف يا من وسع لطفه اهل السموت والارضين اسئلك اللّٰهم ان تلطف بى من خفى خفى خفى لطفك الخفى الخفى الخفى الذى اذا لطفت به لاحد من عبادك كفى فانك قلت وقولك الحق المبين الله لطيف بعباده

يرزق من يشاء وهو القوى العزيز ۔

کس تمرد میں ہے تو غرق اے اہل نخوت　　تجھ کو کس چیز نے فرعون بنا رکھا ہے
تیرے پل پل پہ نظر رکھتا ہے قدرت والا　　ظلم کا تو نے جو طوفان مچا رکھا ہے
سارے نمرودوں کو دیتا ہے وہ مہلت کچھ دن　　آسماں کس لئے یوں سر پر اٹھا رکھا ہے
رگ جاں جب وہ دبا دے تری تو مردہ ہے　　پھر ترے واسطے اس خاک میں کیا رکھا ہے
پھونک مارے تو مہ وخور کے دیئے بجھ جائیں　　آزمائش کو جہاں اس نے سجا رکھا ہے

(بزم اولیاء)

(۳۶)

کھانے کے آداب

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
''اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کرو۔'' (بخاری:۵۳۷۶۔ مسلم:۲۰۲۲)

☆ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:
ہم ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانے میں شریک ہوئے اچانک ایک لڑکی آ گئی گویا اسے دھکیلا جا رہا ہے (یعنی بڑی تیزی سے آئی) اور کھانے کے لئے اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو رسول معظم ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا:
''یقیناً شیطان اس کھانے کو اپنے لئے حلال اور جائز سمجھ لیتا ہے جس کھانے پر اللہ کا نام نہیں لیا جاتا۔'' (مسلم ۲۰۱۷)

☆ ابتدا میں اگر بسم اللہ بھول جائے تو یہ دعا پڑھنی چاہئے۔
(بِسْمِ اللهِ اَوَّلَهٗ وَ آخِرَهٗ) (ابوداؤد:۳۷۶۷)

☆ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:
''دائیں ہاتھ سے کھانا کھاؤ۔'' (بخاری:۵۳۷۶)

☆ دائیں ہاتھ سے کھانا ضروری ہے کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ان کے باپ نے انہیں یہ بیان کیا کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا تو آپ ﷺ نے فرمایا:
(کُلْ بِیَمِیْنِكَ) قَالَ لَا اَسْتَطِیْعُ قَالَ (لَا اسْتَطَعْتَ) مَا مَنَعَهٗ اِلَّا الْکِبْرُ قَالَ فَمَا رَفَعَهَا اِلٰی فِیْهِ''

''اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔'' اس آدمی نے (از راہ تکبر) جواب دیا میں ایسا نہیں کر سکتا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''(اللہ کرے) تجھ سے ایسا نہ ہو۔''
راوی حدیث بیان کرتے ہیں کہ اس شخص نے چونکہ تکبر کی وجہ سے یہ بات کہی تھی وہ (عمر بھر) اپنا دایاں ہاتھ منہ تک نہ اٹھا سکا۔''
(صحیح مسلم، الاشربۃ، باب آداب الطعام والشراب واحکامہما:۲۰۲۱)

سرکار کا تبرک

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ کے پاس ایک پیالہ پانی لایا گیا۔ آپ نے اس میں سے پیا اور آپ کی داہنی جانب ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا جو تمام لوگوں میں چھوٹا تھا اور معمر بوڑھے سب آپ کے بائیں طرف تھے تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا:
''اے بچے! کیا تم مجھے اجازت دیتے ہو کہ پہلے میں یہ پیالہ ان بڑے لوگوں کو دے دوں؟......'' اس نے کہا:
''وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا اُوْثِرُ بِنَصِیْبِیْ مِنْكَ اَحَدًا''
''یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ کا بچا ہوا اپنے سوا کسی کو نہ دوں گا چنانچہ آپ نے وہ اسی کو دے دیا۔''
(صحیح بخاری، المظالم، باب اذا اذن لہ او احلہ ولم یبین کم ہو:۲۴۵۱، مسلم ۲۰۳۰)

☆ فرمان نبوی ﷺ ہے: ''اپنے آگے سے کھاؤ۔'' (بخاری:۵۳۷۶)

☆ عمرو بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:
میں ایک دن نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا میرا ہاتھ برتن کے دائیں بائیں آگے پیچھے گھوم رہا تھا رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:
''اے لڑکے! اللہ کا نام لے کر کھاؤ دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے آگے سے کھاؤ۔'' (بخاری:۵۳۷۶)

خبریں وہ دیں کہ جن کی کسی کو خبر نہ تھی

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رسول اکرم ﷺ جب کھانا کھاتے اپنی تینوں انگلیاں چاٹ لیتے اور فرماتے جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے اٹھالے اس سے گندگی (مٹی) دور کردے اور کھالے اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔ آپ ہمیں حکم دیتے کہ ہم برتن کو چاٹ کر صاف کر لیا کریں اور فرماتے بلاشبہ تم نہیں جانتے کہ تمہارے کون سے کھانے (لقمے) میں برکت ہے۔"

(مسلم: ۲۰۳۴)

☆ حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"اَنَّ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَاْكُلُ وَلَا نَشْبَعُ قَالَ: (فَلَعَلَّكُمْ تَفْتَرِقُوْنَ) قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: (فَاجْتَمِعُوْا عَلٰى طَعَامِكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيْهِ)"

"رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں نے پوچھا یا رسول اللہ! ہم کھاتے ہیں اور سیر نہیں ہوتے۔ آپ نے فرمایا: "شاید تم الگ الگ ہو کر کھاتے ہو!" انہوں نے کہا ہاں آپ نے فرمایا: "تم اپنے کھانے کے لئے اکٹھے ہوا کرو اور اس پر اللہ کا نام پڑھا کرو تاکہ تمہارے لئے اس میں برکت ڈالی جائے۔"

(سنن ابی داؤد، الاطعمۃ: ۳۷۶۴، ابن ماجہ، الاطعمۃ: ۳۲۸۶، حسن)

(۳۷)

یہ سوچنے کی بات اسے بار بار سوچ!

ابن رشد اندلسی رحمہ اللہ سے کون واقف نہیں۔ وہ علم فلسفہ کے امام اور اپنے زمانے کے سب سے بڑے مفکر سمجھے جاتے ہیں۔ ان کی پیدائش سرزمین اندلس کے معروف شہر قرطبہ میں 1126ء میں ہوئی۔ ان کا نام محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن احمد بن رشد القرطبی الاندلسی ہے۔ ان کی کنیت ابوالولید تھی۔ یہ ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ ان کے دادا محمد بن احمد اپنے زمانے کے جید علماء میں سے تھے۔ فقہ وفتویٰ میں ان کا اعلیٰ مقام تھا۔ بعد میں قرطبہ کے جج بھی مقرر ہوئے۔ اسی طرح ابن رشد کے والد احمد بن محمد بھی علم میں اپنے ہم عصروں پر فائق تھے۔ وہ بھی قرطبہ میں جج کے عہدے پر فائز رہے۔

ابن رشد کے بارے میں آتا ہے کہ وہ اپنے والد کی بے حد عزت کرتے تھے۔ وہ اگرچہ دنیا کے سب سے بڑے فلسفی اور مفکر سمجھے جاتے تھے مگر جہاں ان کے والد کی بات آتی وہ فوراً سر تسلیم خم کر دیا کرتے تھے۔ ابن رشد کو نہ صرف ان کی زندگی میں بلکہ بعد کے ادوار میں بھی بہت بلند مقام اور شہرت ملی، انہوں نے اپنے علم کا سکہ منوانے کے لئے زبردست محنت و مشقت اور وقت کا بھرپور استعمال کیا۔ انہوں نے اپنی زندگی میں کبھی مطالعہ ترک نہیں کیا۔ انہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ اعلیٰ علمی معیار برقرار رکھنے اور اہل دنیا کے سامنے مضبوط فلسفہ پیش کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مدلل اور معقول باتیں کی جائیں۔ یہ اسی وقت ممکن تھا جبکہ خود کو کتابوں ہی کی دنیا کے لئے وقف کر دیا جائے۔

ابن رشد نے اپنے استاد ارسطو کے فلسفہ سے خوب خوب فائدہ اٹھایا۔ کہتے ہیں کہ ارسطو کے فلسفہ کا ابن رشد سے بہتر شارح نہیں دیکھا گیا۔ ابن رشد کے اخلاق اور صفاتِ حمیدہ میں سے جو کچھ بیان کیا جاتا ہے ان میں وہ تمام اوصافِ حمیدہ شامل ہیں جو ایک اچھے انسان کے ہو سکتے ہیں، البتہ ان میں ایک اور نادر وصف بھی تھا جو ان کے اخلاقِ کریمانہ کے

موتیوں میں سب سے زیادہ جگمگاتا تھا۔ وہ تھا والد کے ساتھ ان کی بے لوث محبت اور بے تحاشا لگاؤ۔ مؤرخین نے ان کی سوانح حیات میں لکھا ہے کہ جب سے ابن رشد نے ہوش سنبھالا، انہوں نے زندگی بھر مطالعہ ترک نہیں کیا۔ انہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ ان کے دور میں فلسفہ کے ذریعے اسلام پر جو فکری یلغار ہو رہی ہے، اس کے دفاع میں مضبوط ہتھیار اسی وقت مہیا کئے جا سکتے ہیں جبکہ وقیع علمی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے اگر یہ کہا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا کہ کتابیں پڑھنا ہی ان کا وظیفہ حیات تھا۔ کتب بینی کو انہوں نے اپنی زندگی کا اصول بنا لیا تھا جسے وہ کسی بھی حال میں توڑنے کے لئے تیار نہ تھے۔

مطالعہ کا شوق

یہ بات دنیا بھر میں ان ہی کے زمانے میں مشہور ہوگئی کہ ابن رشد اور مطالعہ لازم اور ملزوم ہیں لیکن ابن رشد کو پوری زندگی میں اپنا اصول توڑنے پر صرف دو مرتبہ مجبور ہونا پڑا۔ ایک اس دن جس دن ان کے والد احمد بن محمد قرطبی کا انتقال ہوا تھا اور دوسرا وہ دن ہے جس دن ان کی شادی ہوئی۔ ان کی پوری زندگی میں یہی دو دن ایسے گزرے جن میں وہ کتابوں کا مطالعہ نہیں کر سکے۔ ان کی معروف کتاب ''بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد'' میں لکھا ہوا ہے:

''ابن رشد نے جب سے ہوش سنبھالا کتب بینی سے صرف دو ہی رات محروم رہے،
ایک اس رات جس میں ان کے والد کا انتقال ہوا اور دوسری اپنی سہاگ رات''

(بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، ص:6، دار الکتب العلمیۃ بیروت کا ایڈیشن 2007ء)

ابن رشد کے بارے میں تو بہت کچھ لکھا اور پڑھا جاتا رہے گا۔ یہاں قارئین کرام کو ان کے بارے میں یہ بتلانا مقصود ہے کہ اتنے بڑے فلسفہ کے امام بھی اپنے والد کی اس قدر عزت کرتے تھے کہ ان کے سامنے معمولی آدمی بلکہ ایک بچے کی طرح رہتے تھے۔ جب اتنے بڑے عالم، فلسفی اور مفکر کا اپنے والد کے سامنے یہ حال تھا تو ہم لوگوں کو اپنے والدین کے سامنے کس قدر تواضع اور انکسار سے رہنا چاہئے؟

(ابن رشد کے بارے میں اگر معلومات حاصل کرنا چاہیں تو یہ کتابیں دیکھیں: ابن الأبار فی التکملۃ: 553/2، والعبر: 287/4، والوافی: 114/2، والنجوم: 154/6 والشذرات: 320/4، والدیباج المذہب: 257/2 وسیر أعلام النبلاء: 21/307-310)

(۳۸)

بے ادبوں سے دوری میں عافیت

حضرت سیّدنا عبداللہ الصنعانی علیہ الرحمۃ حضرت سیّدنا حوثرہ بن محمد المقری علیہ الرحمۃ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیّدنا یزید بن ہارون واسطی علیہ الرحمۃ کے انتقال کے بعد چار راتیں گزر گئیں پھر میں نے انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا: ''مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ'' اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ میرے رحیم و کریم پروردگار نے میری نیکیاں قبول فرمالیں اور میرے گناہ معاف فرما دیئے اور مجھے بہت سارے خدام عطا فرمائے۔ میں نے پوچھا: ''پھر اس کے بعد کیا ہوا؟'' فرمایا: ''کریم کرم ہی کرتا ہے، میرا مولیٰ بہت کریم ہے، اس نے میرے سارے گناہ معاف فرما دیئے اور مجھے جنت میں داخل فرما دیا۔'' میں نے پوچھا: ''آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کو یہ مقام و مرتبہ کن اعمال کی بدولت حاصل ہوا؟''

آپ نے ارشاد فرمایا: ''ان پانچ چیزوں کے سبب حاصل ہوا: (۱)......اجتماع ذکر میں شرکت (۲)......گفتگو میں سچائی (۳)......حدیث بیان کرنے میں امانت و صدق سے کام لینا (۴)......نماز میں طویل قیام کرنا (۵)......تنگدستی اور فقر و فاقہ کی حالت میں صبر و شکر کرنا۔''

میں نے پوچھا: ''منکر نکیر کا معاملہ کیسا رہا؟'' فرمایا: ''اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی عبادت کے لائق ہے! منکر نکیر میری قبر میں آئے اور مجھے کھڑا کر کے سوالات کرنے شروع کر دیئے: ''(۱) تیرا رب کون ہے؟ (۲) تیرا دین کیا ہے؟ (۳) تیرا نبی کون ہے؟'' ان کے یہ سوالات سن کر میں نے اپنی سفید داڑھی سے مٹی جھاڑتے ہوئے

کہا: ''اے فرشتو! کیا تم مجھ سے سوال کرتے ہو؟ میں یزید بن ہارون واسطی ہوں، میں دنیا میں (اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر) ساٹھ سال تک لوگوں کو علم دین سکھاتا رہا ہوں۔'' میری یہ بات سن کر ان میں سے ایک فرشتے نے کہا: ''اس نے سچ کہا ہے، یہ واقعی یزید بن ہارون واسطی علیہ الرحمۃ ہے۔'' پھر مجھ سے کہا: ''اب تو دلہن کی طرح سکون کی نیند سو جا، آج کے بعد تجھے کسی قسم کا غم وخوف نہ ہوگا۔''

پھر دوسرے فرشتے نے مجھ سے پوچھا: ''کیا تو نے جریر بن عثمان سے بھی کوئی حدیث سیکھی ہے؟'' میں نے کہا: ''ہاں! وہ تو حدیث میں ثقہ (یعنی پختہ) راوی ہے۔'' اس فرشتے نے کہا: ''یہ بات ٹھیک ہے کہ وہ ثقہ راوی ہے لیکن وہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے بغض رکھتا ہے اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ شخص ہے۔''

محفوظ مجھے رکھنا شہا' بے ادبوں سے

حضرت سیدنا یزید بن ہارون واسطی علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھنے والا واقعہ اس طرح بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص حضرت سیدنا احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''حضور! میں نے حضرت سیّدنا یزید بن ہارون واسطی علیہ الرحمۃ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا: ''**ما فعل اللہ بک** اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' تو انہوں نے جواب دیا: ''میرے پاک پروردگار نے میرے گناہوں کو بخش دیا، مجھ پر خوب کرم فرمایا لیکن مجھ پر عتاب بھی ہوا۔'' میں ان کی یہ بات سن کر متعجب ہوا اور پوچھا: ''آپ کی مغفرت بھی ہوگئی، آپ پر رحم بھی کیا گیا پھر عتاب بھی ہوا؟'' انہوں نے جواباً فرمایا: ''ہاں! مجھ سے پوچھا گیا کہ اے یزید بن ہارون واسطی! کیا تو نے جریر بن عثمان سے کوئی حدیث نقل کی ہے؟'' میں نے کہا: ''ہاں! اللہ رب العزت کی قسم! میں نے اس میں ہمیشہ بھلائی ہی پائی۔'' پھر مجھ سے کہا گیا: ''مگر وہ ابوالحسن حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے بغض رکھتا تھا۔'' (عیون الحکایات)

محفوظ سدا رکھنا شہا بے ادبوں سے
اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے ادبی ہو

11

(۳۹)

یہ گردش ہر بلند کو پست کر رہی ہے

(ابن ابی الدنیا) عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے حسین بن عبدالرحمٰن نے یہ اشعار سنائے اور انہیں ایک قریشی شخص نے سنائے:

طویل امیدوں والی مختصر سی زندگی پر دن رات آ رہے ہیں جو نئے کو پرانا اور بلند کو پست کر رہے ہیں اور جو ان کی گرفت میں ہے وہ تو آگے بڑھ ہی نہیں سکتا۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے محمد بن ادریس نے خبر دی انہیں احمد بن عبداللہ بن عیاض قریشی نے انہیں عبدالوہاب حمام نے انہیں عبدالصمد بن معقل نے وہ وہب سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت شعیب علیہ السلام کی کتاب میں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ نے یونس بن متی علیہ السلام سے فرمایا: اے یونس! جب عالم دنیا سے محبت کرنے لگتا ہے تو میں اپنی مناجات کی لذت اس سے چھین لیتا ہوں۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے محمود بن حسین وراق نے یہ اشعار سنائے۔

(بہجۃ المجالس ۲/۲۴۱)

نوجوان طویل عرصہ زندہ رہنا چاہتا ہے، حالانکہ اسے یقین ہے کہ اس بقا کے لئے فنا لازمی ہے اس کا جسم بڑھ رہا ہے مگر زندگی کم ہوتی جا رہی ہے اور ختم شدہ زندگی بڑھ نہیں سکتی، جب اللہ تعالیٰ دن کو لے جاتا ہے تو وہ دن انسان کی زندگی کا کچھ حصہ لے جاتا ہے اور اسی طرح جب رات آتی ہے تو رات بھی لے جاتی ہے، یہ لیل ونہار کی گردش کسی کے لئے ہمیشہ نہیں رہ سکتی، اور نہ کوئی اس کے لئے ہمیشہ رہ سکتا ہے۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے محمد بن ادریس نے خبر دی، انہیں علی بن میسرہ رازی نے انہیں

Scanned with CamScanner

عبدالعزیز بن ابوعثمان نے جو عثمان بن ابوزائدہ کے داماد ہیں، وہ عمران قصیر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا! ہے کوئی سخی جو چندروز صبر کرلے؟ جب تک تم دنیا میں زہد نہیں اختیار کرو گے اس وقت تک تمہارے قلوب کے لئے ایمان کی حلاوت حرام ہے۔

موت آ کر ہی رہے گی ایک دن

عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے محمد بن ادریس نے خبر دی انہوں نے عباس خلال سے سنا وہ فرماتے تھے کہ سابق بربری نے فرمایا:

تم موت کا شکار بن گئے جس طرح چوپائے دنیا میں تمہارا شکار ہیں وعظ ونصیحت تمہاری ڈانٹ کے لئے کافی نہیں جانوروں کو تو چرواہے ڈانٹتے ہیں جو ان کی ڈانٹ قبول کر لیتے ہیں اگر ان کے دین میں نقصان آئے تو جہالت کی وجہ سے اس کا انہیں کوئی شعور نہیں رہتا اور اگر دنیا میں نقصان آئے تو فوراً سمجھ جاتے ہیں...... کیا آدم علیہ السلام کے فنا ہو جانے کے باوجود تم لوگ ہمیشہ رہنے کی توقع رکھتے ہو کیا کبھی جڑ کے ختم ہو جانے کے بعد بھی شاخیں رہی ہیں قلب قاسی (سخت دل) کو کبھی نصیحت نفع نہیں دیتی، ہاں سخت پتھر پر پھر بھی اس کا نشان پڑ جاتا ہے۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے مسلم بن شبیب نے خبر دی، انہیں زہیر بن عباد رواسی نے وہ داؤد بن ہلال نصیبی سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اے علماء سوء کی جماعت تمہارے لئے ہلاکت ہو! تم کمینی دنیا کے لئے اور باطل شہوت کے لئے جنت کی بلند وبالا حکومت میں کوتاہی کر رہے ہو اور قیامت کی ہولناکی کو بھلا بیٹھے۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے سلمہ بن شبیب نے خبر دی وہ عبدالوہاب ابن نجدہ سے روایت کرتے ہیں وہ بقیہ بن ولید سے، وہ ضبارہ بن عبداللہ الہانی سے وہ دوید بن نافع سے وہ فرماتے ہیں: عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تم لوگ حقیر سی دنیا کے لئے عمل کر رہے ہو اور اتنی بڑی آخرت کو چھوڑ رہے ہو حالانکہ موت تو ہر ایک کو آنی ہے۔

(کتاب الزہد لابن ابن الدنیا)

(۴۰)

نام نہاد اہل حدیثوں سے بچو

امام ابن جوزی فرماتے ہیں:

مجھے ایسے لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جو علم کا دعویٰ رکھتے ہیں اور حدیثوں کو ان کے ظاہر پر محمول کرتے ہوئے تشبیہ کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اگر یہ لوگ احادیث کو جیسا کہ وارد ہوئی تھیں اسی طرح رکھتے تو سلامت رہتے کیونکہ جو ان کو اپنے اصل پر جاری رکھتا ہے اور بغیر اعتراض کے گزر جاتا ہے تو وہ اس کے موافق یا مخالف کچھ نہیں کہتا لیکن کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنی علمی کوتاہی کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ کلام کو اس کے ظاہر کے غیر پر محمول کرنا اسے بیکار کرنا ہے اگر وہ لغت کی وسعت سے واقف ہوتے تو یوں نہ کہتے ان کی مثال حجاج کے قول کی طرح ہے جو اس نے اپنے کاتب کو کہا تھا قصہ یہ ہے کہ خنساء نے حجاج کی تعریف میں قصیدہ پڑھا کہ "جب حجاج کسی وبائی علاقہ میں جاتا ہے تو اس کی آخری بیماری کو بھی تلاش کرتا ہے اور اس کا علاج کرتا ہے وہ شفا دیتا ہے۔ لا علاج شدید بیماری سے کہ جب نیزہ کو حرکت دیتا ہے تو شفا ہو جاتی ہے"۔

جب وہ قصیدہ پڑھ چکی تو اس نے اپنے منشی سے کہا اس کی زبان کاٹ دو یہ نادان منشی استرہ لے آیا تو وہ کہنے لگی تیرا ناس ہو اس نے تو یہ کہا ہے کہ بہت زیادہ انعام دو پھر وہ حجاج کے پاس گئی اور کہنے لگی واللہ وہ تو میری زبان ہی کاٹنے لگا تھا یہی حال ان اہل ظاہر کا ہے جو تسلیم کر کے سلامتی نہ پا سکے ورنہ جو آیات واحادیث کو پڑھتا ہے اور اس پر کوئی زیادتی نہیں کرتا اس پر کوئی ملامت نہیں اور سلف کا یہی طریقہ ہے مگر جو یوں کہنے لگتا ہے کہ حدیث کا تقاضا یہ ہے اس کا مصداق یہ ہے مثلاً یہ کہتا ہے کہ وہ عرش پر اپنی ذات سے متمکن ہے۔

آسمان دنیا کی طرف اپنی ذات کے ساتھ اترتا ہے تو یہ ایسی زیادتی ہے جسے اس کے قائل نے اپنی حس سے سمجھا ہے روایت سے نہیں۔

ابن عبدالبر اندلسی کی خطا

مجھے ایک اندلسی شخص پر بڑا تعجب ہوا ابن عبدالبر نام تھا اس نے ''کتاب التمہید'' لکھی اس میں حدیث (نزول الی السماء الدنیا) آسمان دنیا پر اترنے کی نقل کی اور کہا کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر (معاذ اللہ) قرار پکڑے ہوئے ہیں کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو نزول (اترنے) کا کوئی معنی نہیں بنتا اور یہ کلام اللہ تعالیٰ کی معرفت سے جاہل ہی کا ہو سکتا ہے کیونکہ اس نے اپنی حس کی مدد سے وہ معنی بنایا جو نزول اجسام کا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفت کو اس پر قیاس کر لیا تو کہاں یہ لوگ اور کہاں اتباع حدیث

ان لوگوں نے ایسی بدترین بات کہی ہے جو کسی تاویل پرست نے کبھی نہیں کہی اور پھر یہ لوگ عیب لگاتے ہیں متکلمین حضرات کو...... رشد و ہدایت کے طلب گاروں کو یقین کرنا چاہئے کہ ہمیں عقل اور نقل کے دو مضبوط اصول ملے ہیں جو تمام احادیث کا مدار ہیں نقل تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے: لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (کوئی چیز اس کی مانند نہیں) جو شخص اس کو سمجھ لے گا وہ اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کو حس کے مقتضی پر محمول نہیں کرے گا اور عقل کا اصول یہ کہ صانع اور مصنوعات میں فرق ہر کسی کو معلوم ہے اور مصنوعات کے تغیرات سے ان کا مخلوق ہونا سمجھا جاتا ہے اور یہ کہ وہ تاثیر کو قبول کرتی ہیں بس اس کے مقابلہ میں صانع کا قدیم ہونا معلوم ہو گیا اور کس قدر تعجب ہے اس شخص پر جو اعتراض کرتا ہے اور کلام کی حقیقت کو نہیں سمجھتا...... کیا صحیح حدیث میں یہ نہیں آیا؟ کہ موت کو جنت دوزخ کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا اور کیا ایسا نہیں کہ عقل ایسے مواقع میں کلام کو حقیقت سے دوسری جانب کو پھیر دیتی ہے کیونکہ اہل فہم جانتے ہیں کہ موت کو ذبح نہیں کیا جا سکتا ہاں ایک آدمی تاویل کرتے ہوئے کہتا ہے کہ موت ایک عرض ہے جو حیات کو ختم کرتی ہے تو موت کو کیسے مارا جا سکتا ہے اور جب اس سے سوال ہوتا ہے کہ حدیث میں تو آیا ہے اس کا کیا کرے گا تو وہ کہتا ہے کہ موت کے باقی نہ رہنے کو ایک محسوس شکل کی مثال دے کر بتایا گیا ہے اور جب ہم کہتے ہیں

کہ حدیث صحیح میں ہے: سورۃ بقرہ اور آل عمران دو بادلوں کی شکل میں آئیں گی تو وہ کہتا ہے کہ کلام بادل نہیں ہوتا اور نہ ہی اس سے مشابہت رکھتا ہے ہم پوچھتے ہیں تو کیا اس نقل (حدیث وغیرہ) کو معطل اور بے کار سمجھیں تو کہتا ہے نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان سورتوں کا ثواب آئے گا۔

مر گیا مگر ضد نہیں چھوڑی

ہم پوچھتے ہیں کہ اس حقیقت سے پھیرنے کی دلیل کیا ہے تو کہتا ہے کہ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ کلام کو اجسام کے ساتھ مشابہت حاصل نہیں بھلا موت کو جانور کی طرح کیسے ذبح کر سکتے ہیں اور تم تو لغت عرب کی وسعت سے بھی واقف ہو اب ایک شخص اگر اس انداز پر کلام کی توجیہ کرتا ہے اور ایسی مثالیں آپ کو بہت سی مل جائیں گی تو علماء بھی اس کی تصدیق کریں گے اور ایسی ہی تاویل ہم سورہ بقرہ کے آنے کی اور موت کے ذبح کرنے کی کرلیں گے اور کیا اس کے بعد یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تم نے موت اور کلام سے جو بات جوڑ نہیں کھاتی تھی اس کا معنی بدل دیا ہے تاکہ تمہارے علم میں ان کی جو حقیقت ہے وہ محفوظ رہے تو کیا تعجب ہے کہ باری تعالیٰ کی قدیم ذات کے لئے آنے والے کلمات کو جن سے مخلوق کے ساتھ مشابہت کی بو آتی ہے بدلنے کو تم تیار نہیں ہوتے حالانکہ مشابہت سے پاک ہونے پر دلائل قائم ہیں اور پھر بھی جھگڑنے والا اپنی ضد پر قائم ہے اور پکار رہا ہے کہ مر جاؤں گا جھگڑا نہیں چھوڑوں گا چنانچہ مر گیا اور ضد نہیں چھوڑی۔

(صید الخاطر)

Scanned with CamScanner

(۴۱)

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا

☆ جان دو عالم ﷺ روز محشر اپنی قبر مبارک سے سب سے پہلے باہر تشریف لائیں گے...... جیسا کہ خود نبی پاک کا ارشاد ہے:

"انا اوّل الناس خروجا اذا بعثوا" (ترمذی ۵/۵۸۵)

"جب لوگوں کو قبروں سے اٹھایا جائے گا تو سب سے پہلے میں باہر آؤں گا......"

☆ صحیح ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: بروز قیامت میں ہی سب سے پہلے جنت کا حلقہ بلاؤں گا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے میرے لئے دروازہ کھول دیا جائے گا...... اور مجھ کو اس میں داخل کیا جائے گا...... جب کہ میرے ساتھ فقرا مومنین ہوں گے......

☆ جب نبی کریم ﷺ اپنی قبر انور سے باہر تشریف لائیں گے تو ستر ہزار فرشتے آپ ﷺ کو اپنے جھرمٹ میں میدان محشر میں لائیں گے...... چنانچہ حضرت کعب بن احبار رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں:

"اذا انشقت عنه الارض خرج فی سبعین الفا من الملائكة يزفّونه"

"قیامت کے دن جب حضور ﷺ کے لئے زمین شق ہوگی تو آپ ﷺ ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں باہر تشریف لائیں گے جو کہ آپ کی تعظیم کا حق ادا کریں گے......"

ساری کثرت پاتے یہ ہیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

"بَيْنَمَا اَنَا اَسِيْرُ فِي الْجَنَّةِ اِذْ عُرِضَ لِيْ نَهْرٌ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ قُلْتُ لِجِبْرِيْلَ مَا هٰذَا؟ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِيْ اَعْطَاكَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى" (شفا: ۱/۳۰۴)

"دریں اثناء کہ میں جنت کی سیر کر رہا تھا میرے سامنے ایک نہر پیش کی گئی جس کے دونوں کناروں پر موتیوں کے خیمے نصب تھے...... میں نے جبرائیل سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ جبرائیل نے کہا یہ کوثر ہے...... اللہ تعالیٰ نے یہ آپ کو عطا فرمایا ہے......"

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جہاں سے یہ نہر بہہ رہی ہے اس کی زمین پر موتیوں اور یاقوت کا فرش بچھا ہوا ہے...... اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ سفید ہے......

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

"اَلْكَوْثَرُ ...... اَلْخَيْرُ الَّذِيْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ اِيَّاهُ"

"کوثر: وہ خیر کثیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم کو عطا فرمائی ہے......"

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اَلنَّهْرُ الَّذِيْ فِي الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِيْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ"

"وہ نہر جو جنت میں جاری ہے وہ ان خیرات میں سے ایک ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو مرحمت فرمائی ہیں......"

تو زندہ ہے واللہ

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے...... فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:......

"اَكْثِرُ الصَّلٰوةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاِنَّهٗ مَشْهُوْدٌ يَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ"

''جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو...... کیونکہ یہ یوم مشہود ہے جس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں......''

حضور ﷺ نے فرمایا:

"اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ"

''بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر نبیوں کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے...... پس اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور رزق بھی دیا جاتا ہے......''

(مشکوٰۃ شریف ۱۳۲ باب الجمعہ الفصل الثالث)

☆ خود حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"من رآنی فقد رأی الحق فان الشیطان لا یتکوننی"

''جس نے مجھے دیکھا اس نے حق کو دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا......'' (بخاری کتاب التعبیر)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان الشیطان لا یستطیع ان تشبه بی فمن رآنی فی النوم فقد رآنی''

''بے شک شیطان میری صورت اختیار کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا......''

قبر انور حضور اکرم ﷺ

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت کی ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں ''ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ'' مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو ایک ہزار محلات جنت میں عطا فرمائے ہیں...... اور ہر محل میں آپ کی شان اقدس کے عین مطابق ازواج و خدام ہیں...... (جبکہ آج بھی اور تا قیامت حال یہ ہے کہ)

☆ شیخین رحمہما اللہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی...... انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمام لوگ غشی میں ہوں گے...... سب سے پہلے میں ہی افاقہ پاؤں گا......

ابن مبارک اور ابن ابی الدنیا نے کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی...... انہوں نے کہا: کوئی طلوع ہونے والی فجر نہیں ہے مگر یہ کہ ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں اور وہ اپنے بازوؤں کو نبی کریم ﷺ کی قبر انور پر رکھتے ہیں...... اور اس کو ڈھانپ لیتے ہیں اور آپ کے لئے رفع درجات کی دعا کرتے ہیں اور آپ پر صلوٰۃ و سلام عرض کرتے ہیں......

یہاں تک کہ شام ہو جاتی ہے...... جب شام ہو جاتی ہے تو وہ اوپر چڑھ جاتے ہیں اور دوسرے ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں اور اسی طرح کرتے ہیں...... یہاں تک کہ صبح ہو جاتی ہے...... یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا...... جب قیامت ہوگی...... تو نبی کریم ﷺ ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں قبر انور سے باہر تشریف لائیں گے......

(خصائص کبریٰ)

(۴۲)

حضرت امام باقر علیہ الرحمۃ (المتوفی ۱۱۴ھ)

آپ نواسۂ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ آپ کے بارے میں حضرت علامہ جامی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

ایک معتبر راوی کا بیان ہے کہ ہم حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ہشام بن عبدالملک کے گھر کے پاس سے اس وقت گزرے جب کہ وہ اس کی بنیاد رکھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم یہ گھر خراب وخستہ ہو جائے گا اور لوگ اس کی مٹی تک کھود کر لے جائیں گے۔ یہ پتھر جن سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے کھنڈرات میں تبدیل ہو جائیں گے۔ راوی کا بیان ہے کہ مجھے آپ کی اس بات سے تعجب ہوا کہ ہشام کے گھر کو کون تباہ و برباد کر سکتا ہے۔ مگر جب ہشام کا انتقال ہو گیا تو ولید بن ہشام کے حکم پر اس مکان کو گرا دیا گیا اور مٹی کو اس حد تک کھودا گیا کہ اس کی بنیاد کے پتھر نظر آنے لگے۔ میں نے خود اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔
(شواہد النبوۃ ص ۳۱۸)

☆ اور امام جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: ایک دن میرے والد ماجد حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: میری عمر صرف پانچ سال اور رہ گئی ہے۔ جب انہوں نے وفات پائی تو ہم نے ماہ وسال گنے تو وہی مدت نکلی جتنی کہ آپ نے بتائی تھی۔
(شواہد النبوۃ ص ۳۱۹)

☆ اور بزرگوں میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ میں مکہ معظمہ میں تھا کہ مجھے حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کی زیارت کا شوق ہوا۔ میں صرف اسی غرض سے مدینہ طیبہ گیا جس

رات میں وہاں پہنچا سخت بارش ہوئی جس کے سبب سردی بہت بڑھ گئی۔ آدھی رات گزر گئی تب میں آپ کے گھر پہنچا میں ابھی اسی فکر میں تھا کہ آپ کا دروازہ اس وقت کھٹکھٹاؤں یا صبر سے کام لوں یہاں تک کہ صبح کے وقت وہ خود ہی باہر تشریف لے آئے۔ اچانک آپ کی آواز سنائی دی۔ آپ نے فرمایا اے لونڈی! فلاں شخص کے لئے دروازہ کھول دے۔ اس لئے کہ آج کی رات اسے سخت سردی لگ گئی ہے۔ لونڈی نے آکر دروازہ کھولا اور میں اندر چلا گیا۔ (شواہد النبوۃ ص ۳۲۰)

آل رسول میں علم نبوت

ایک اور بزرگ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت باقر رضی اللہ عنہ کے یہاں گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ ایک لونڈی باہر آئی۔ وہ جوانی میں قدم رکھ رہی تھی۔ مجھے بہت اچھی لگی میں نے اس کے پستانوں کو چھوتے ہوئے کہا۔ اپنے آقا سے کہو فلاں شخص دروازے پر حاضر ہے۔ اندر سے آواز آئی کہ گھر میں آجاؤ ہم تمہارے انتظار میں ہیں۔ میں اندر گیا تو عرض حضور! میرا ارادہ برا نہیں تھا آپ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو لیکن کبھی یہ خیال نہ کرنا کہ یہ در و دیوار ہماری آنکھوں کے سامنے ویسے ہی بحیثیت حجاب ہوتے ہیں جیسے تمہاری آنکھوں کے سامنے اگر ایسا ہو تو ہمارے اور تمہارے درمیان فرق کیا رہا آئندہ کبھی ایسی حرکت نہیں کرنا۔
(شواہد النبوۃ ص ۳۲۲)

☆ اور حضرت علامہ جامی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں ابو بصیر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد نبوی میں موجود تھا کہ منصور اور داؤد بن سلیمان مسجد شریف میں آئے، ابھی تک عباسی خاندان کو حکومت نہیں ملی تھی۔ (جس کے خلیفہ بعد میں منصور بننے والے تھے) داؤد حضرت امام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امام نے فرمایا منصور کو شرف حضور سے کون سی چیز مانع ہوئی؟ داؤد نے جواب دیا وہ سخت مزاج ہے۔ امام نے فرمایا لازماً یہ شخص ایک دن تخت خلافت پر متمکن ہو جائے گا، لوگوں کی گردنوں کو روندڈالے گا اور مشرق و مغرب پر چھا جائے گا۔ اس کی لمبی حکومت ہوگی اور اتنا مال اکٹھا کرے گا کہ اس کی مثال نہ ہوگی۔

Scanned with CamScanner

نسلوں کے بارے میں خبر دے دی

داؤد نے منصور کو حضرت کی یہ پیشین گوئی جا کر بتا دی۔ اب وہ شرف حضوری سے مشرف ہو کر معذرت کرنے لگا کہ محض آپ کے دبدبہ اور شکوہ کی وجہ سے پہلے حاضر نہیں ہو سکا۔ پھر داؤد نے جو کچھ بتایا تھا اس کے متعلق حضرت امام سے پوچھا۔ آپ نے فرمایا یہ تو ہو کر رہے گا۔ منصور نے پوچھا کیا ہماری حکومت آپ سادات کی حکومت سے پہلے ہوگی؟ آپ نے فرمایا جی ہاں ایسا ہی ہوگا۔ اس نے پوچھا کیا میرے بعد میرا کوئی لڑکا بھی حکمراں ہوگا؟ فرمایا جی ہاں پوچھنے لگا کہ اموی خاندان کی حکومت کا زمانہ زیادہ ہوگا یا ہماری حکومت کا؟ فرمایا تمہاری حکومت کا زمانہ زیادہ ہے۔ اس ملک کے ساتھ تمہارے نوعمر لڑکے اس طرح کھیلیں گے جیسے بچے گیند سے کھیلتے ہیں۔ میرے والد گرامی (حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ) نے مجھ سے اسی طرح ارشاد فرمایا تھا۔

(جامع کرامات ص ۴۶۷)

بہت پہلے اس بات کی خبر دینا کہ ہشام کا گھر کھود کر گرا دیا جائے گا، یہ بتانا کہ میری عمر صرف پانچ سال رہ گئی ہے، مکہ شریف سے آنے والے کو گھر کے اندر سے جان لینا پھر اس کے بارے میں زیادہ سردی لگنے کی خبر دینا اور لونڈی کے ساتھ غلط حرکت پر مکان کے اندر سے آگاہ ہو جانا سب غیب کی باتیں ہیں۔

معلوم ہوا کہ حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کا یہ عقیدہ تھا کہ مجھے باذن الٰہی غیب کا علم ہے جیسا کہ انہوں نے خود فرمایا: یہ خیال نہ کرنا کہ در و دیوار ہماری آنکھوں کے سامنے حجاب ہوتے ہیں اور خلیفہ منصور کے واقعہ سے ظاہر ہوا کہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کا عقیدہ تھا کہ وہ بھی باذن الٰہی غیب جانتے تھے۔

(۴۳)

محبوبانِ خدا کا آخری وقت

ایک بزرگ فرماتے ہیں: مجھ کو اثنائے راہ میں ایک جوان لاغر اس حال میں ملا کہ اس کی پتلی پتلی پنڈلیاں تھیں اور وہ مجھے روتا ہوا نظر آیا اور میں نے اس کو یہ کہتا ہوا پایا کیا ہی شوق اس شخص کے واسطے ہے جو مجھے دیکھتا ہے اور میں اسے نہیں دیکھتا۔ میں نے پوچھا وہ کون ہے؟ کہا میرا حبیب ہے، جس کے کوئی مشابہ نہیں، اور میرا گھر بھی ایسا ہے جس میں نہ صحن ہے نہ خیمہ۔ میں محلہ عشق سے آیا ہوں، مگر اس کی صفت بیان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اسی کے پاس سے آیا ہوں کہ میرا منہ اس کا حال بیان کرنے کی طاقت نہیں رکھتا پھر وہ جوان دیر تک بے ہوش رہا لوگوں نے ہلایا تو مردہ پایا۔ (نزہۃ البساتین)

☆ شیخ مزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں مکہ مکرمہ میں مقیم تھا، مجھ پر ایک گھبراہٹ بہت شدت سے سوار ہوئی اور میں مدینہ پاک کی حاضری کے ارادہ سے مکہ مکرمہ سے چل دیا جب بیر میمونہ پر پہنچا تو ایک نوجوان کو پڑا ہوا پایا کہ اس کی نزع کی حالت ہے، میں نے اس کے قریب پہنچ کر کہا لا الہ الا اللہ پڑھو، اس نے فوراً آنکھیں کھول دیں اور ایک شعر پڑھا، جس کا ترجمہ یہ ہے:

اگر میں مرجاؤں تو میرا دل عشق مولیٰ سے بھرا ہوا ہے، اور کریم لوگ عشق ہی کی بیماری میں مرا کرتے ہیں۔

یہ کہہ کر وہ مرگیا میں نے اس کو غسل دیا، کفنایا، جنازہ کی نماز پڑھی، اور جب اس کو دفنا چکا تو وہ گھبراہٹ جو مجھ پر سوار تھی جس کی وجہ سے میں نے سفر کا بے اختیار ارادہ کیا تھا وہ بھی جاتی رہی، میں اس کو دفنا کر مکہ مکرمہ واپس آ گیا۔ (روضۃ الریاحین بحوالہ فضائل حج)

ہائے غم نہیں، واہ خوشی

جب بلال رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آ گیا تو ان کی بیوی نے کہا: واحزناہ (ہائے غم)
بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں بلکہ واطرباہ (واہ: خوشی)

غداً نلقی الاحبة محمدًا و حزبه

میں کل ہی دوستوں سے ملوں گا یعنی محمد ﷺ اور آپ کی جماعت سے

(رسالہ قشیریہ ص ۵۴۷)

☆ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت عزرائیل علیہ السلام نے کہا: حق تعالیٰ آپ کی روح قبض کرنا چاہتا ہے فرمایا حق تعالیٰ نے مجھے خلیل اللہ کا لقب دیا ہے اور خلیل کے معنی گہرے دوست کے ہیں، تو کیا کوئی اپنے خلیل کی بھی روح قبض کرتا ہے؟ یہ بات عزرائیل علیہ السلام نے حق تعالیٰ سے عرض کی، ارشاد ہوا میرے خلیل سے کہہ دو کہ کوئی دوست اپنے دوست کے پاس آنے سے گھبراتا ہے؟

الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب

موت تو پل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملاتی ہے۔

خرم آں روز کزیں منزل ویراں بروم
راحت جاں طلبم و از پے جاناں بروم

کیا ہی مبارک وقت ہوگا کہ اس ویرانے سے میں رخصت ہوں گا اور محبوب حقیقی کی لقاء سے راحت جان حاصل کرنے کے لئے جسم سے جدا ہو کر روانہ ہوں گا۔

(احیاء العلوم ج ۴ و معارف شمس تبریز ص ۷۶)

☆ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ مسلمانان ہند کے روحانی مقتداء ۵۲۷ھ مطابق ۱۱۴۹ء میں پیدا ہوئے۔ بحکم سرور عالم ﷺ رائے پتھورا کے دور حکومت میں اجمیر آئے، جہاں ایک سو پانچ سال کی عمر پا کر ۶ رجب ۶۳۲ھ مطابق ۱۲۵۴ء واصل بحق ہوئے۔ آپ کی وفات کے بعد لوگوں نے مشاہدہ کیا کہ آپ کی پیشانی پر یہ نقش ابھرا ہوا تھا: **حبیب اللہ مات فی حب اللہ** یہ اللہ کا حبیب ہے اور یہ مرا بھی اللہ کی محبت میں۔

وہ کس کو ملے جو تیرے دامن میں چھپا ہو

☆ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ دیکھا کہ ایک نوجوان ننگا، بیمار، آفت زدہ، ایک ستون کے نیچے پڑا ہے اور حزین و غمگین دل سے آہ و نالہ کر رہا ہے۔ ذوالنون کہتے ہیں کہ میں اس کے قریب گیا اور السلام علیکم کہہ کر پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا: میں غریب عاشق ہوں میں اس کی بات کو سمجھ گیا اور کہا کہ میں بھی تیرے جیسا ہوں پھر وہ رونے لگا اور اس کے رونے سے میں بھی رو پڑا۔ اس نے کہا کیا تو روتا ہے؟ میں نے کہا میں بھی تیرا شریک ہوں۔ پھر وہ زار و زار رویا اور بڑے زور سے چلایا اور نعرہ مارا اور اس کی روح اسی وقت پرواز کر گئی۔

میں نے اس پر اپنا کپڑا ڈال دیا اور کفن کے واسطے اس کے پاس سے بازار آیا، جب کفن خرید کر واپس آیا تو اس کی لاش کو نہ پایا۔ میں حیران ہو گیا ہاتف سے آواز آئی کہ اے ذوالنون یہ غریب وہ ہے جس کو شیطان نے دنیا میں تلاش کیا مگر نہ پایا، یہ وہ ہے جس کو مالک (دارغہ دوزخ) نے ڈھونڈھا مگر نہ پایا، یہ وہ ہے جس کو رضوان (داروغہ جنت) نے طلب کیا لیکن ہاتھ نہ آیا۔ میں نے ہاتف سے پوچھا وہ کہاں ہے؟ جواب دیا (ہو فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر) وہ حاکم قادر مطلق کے پاس ہے۔ اس واسطے کہ وہ عاشق صادق تمام راسخ الاعتقاد فرماں بردار بہت جلد توبہ کرنے والا تھا۔ یہ مضمون زہر الریاض میں ہے۔

عاشق اسی طرح جان دیتے ہیں

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کو جس وقت دفن کیا گیا تو موافق قاعدہ کے فرشتوں نے آ کر سوال کیا۔ رابعہ نہایت اطمینان سے جواب دیتی ہیں کہ بھلا جس خدا کو میں نے عمر بھر یاد رکھا اسے گز بھر زمین کے نیچے آ کر کیسے بھول جاؤں گی؟ تم اپنی تو خبر لو کہ تم کتنی بڑی دور سے راستہ چل کر آئے ہو، کیا تم کو بھی خدا یاد ہے کہ نہیں؟ سبحان اللہ بزرگوں کو بھی کس قدر اطمینان ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی عقل باقی رہتی ہے۔ ایک صوفی نے یہ کہا کہ بھائی سالک کا مرتبہ بڑا ہے کیونکہ اس کی عقل باقی رہتی ہے جس کی بدولت اس کو سینکڑوں مصیبتوں سے نجات ہوتی ہے۔ (تسہیل المواعظ ص ۱۸۹)

Scanned with CamScanner

☆ شیخ ابوسعید خزاز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں مکہ معظمہ میں تھا ایک دن باب بنی شیبہ پر سے نکلا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک خوبصورت نوجوان کی لاش رکھی ہے۔ میں نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھا تو وہ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمانے لگے اے ابوسعید! تم نہیں جانتے کہ محبان الٰہی نہیں مرتے اگرچہ ظاہر میں مرجائیں، بلکہ وہ ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف انتقال کرتے ہیں۔

☆ اور ابو یعقوب سنوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے پاس ایک مرید مکہ میں آیا اور کہنے لگا اے استاد! کل ظہر کے وقت میں مرجاؤں گا، یہ دینار لیجئے اور نصف سے میرا کفن اور نصف سے دفن کیجئے۔ جب ظہر کا وقت آیا تو وہ شخص حرم میں آیا اور طواف کیا اور وہاں سے کچھ آگے جا کر مرگیا۔ میں نے اسے غسل دیکر دفنایا، جب قبر میں رکھا گیا تو اس نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ میں نے کہا کیا مرنے کے بعد زندہ ہورہے ہو؟ تو کہا میں تو زندہ ہی ہوں اور محبانِ خدا زندہ رہتے ہیں۔

☆ ایک مرتبہ کوئی محب جان کنی کے وقت کچھ آہستہ آہستہ کہہ رہا تھا۔ دوستوں نے پاس آکر سنا تو یہ الفاظ تھے کہ جب تک زندہ رہا تیرے نام سے زندہ رہا اب اگر میں جاتا ہوں تو تیرے نام کی یاد میں جاتا ہوں اور جب میرا حشر ہوگا تو بھی تیرے نام کی یاد میں ہوں گا۔ (اسرار اولیاء)

اس واقعہ کو سناتے ہوئے بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ نے بعدازاں فرمایا: اس عاشق خدا نے بلند آواز سے کہا ''اللہ'' اور جان دے دی جب شیخ الاسلام اس بات پر پہنچے تو آبدیدہ ہوکر فرمایا: عاشق اسی طرح جان دے دیتے ہیں۔ (ملفوظات فرید ص ۱۴۵)

ملاقات حبیب کا شوق

☆ حضرت فتح بن شخرف المروزی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات نصف شعبان ۲۷۳ھ میں ہوئی، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت ابونصر ہے خراسان کے پرانے مشائخ سے ہیں۔ سپاہیوں کے طریقہ پر قبا لے کر چلتے تھے۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل فرماتے تھے خراسان کی خاک سے فتح جیسا آدمی پیدا نہیں ہوا۔ تیرہ سال بغداد میں رہے اور بغداد کی کوئی چیز نہیں کھائی۔ انطاکیہ سے

ان کے واسطے ستو آتے تھے جو وہ کھاتے تھے۔ نزع کے وقت خود بخود کچھ کہہ رہے تھے لوگوں نے قریب جا کر کان لگائے تو وہ کہہ رہے تھے:

اللهم اشتد شوقي اليك فعجل قدومي عليك

الٰہی میرا شوق تیری طرف شدید ہوگیا یعنی تجھ سے ملنے کے لئے دل کی بے قراری ناقابل برداشت ہوگئی ہے پس مجھے اپنے پاس بلانے میں جلدی فرما۔ (حیات صوفیہ ص ۱۳۸)

جب ان کو غسل دیا گیا تو ان کی پنڈلی پر دیکھا، ایک سبز رگ ابھری ہوئی ہے اور اس پر یہ لکھا ہے ''الفتح للہ'' (فتح، اللہ کے لئے ہے) یعنی اس کے خاص بندوں میں سے ہے۔

یاد رکھو! عاشقوں کے نزدیک موت عجیب دولت ہے کہ اس کی آرزوئیں کرتے ہیں اور جب موت کا وقت آجاتا ہے تو نہایت ہی خوش ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک بزرگ کا قصہ ہے کہ جب ان کے انتقال کا وقت آیا تو آٹھوں جنتیں ان کو نظر آئیں، آپ نے دیکھ کر منہ پھیر لیا اور فرمایا:

اگر میرا مرتبہ عشق میں تیرے نزدیک یہی ہے جو میں دیکھ رہا ہوں تو میں نے اپنا وقت بے کار ہی کھویا یعنی میرا مقصود تو تیری ذات پاک ہے، اگر تو نہ ملا تو جنت لے کر کیا کروں گا؟

پھر اس کے بعد ان پر اللہ تعالیٰ کا نور ظاہر ہوا اور اسی حالت میں ان کا انتقال ہوگیا۔

سبحان اللہ! اب فرمائیے کہ جب یہ حضرات موت سے بھی پریشان نہیں ہوتے تو افلاس اور تنگدستی سے ان کو کیا پریشانی ہوتی؟ (تسہیل المواعظ)

(۴۴)

فرشتوں کی خوبصورت دعائیں

حضرت شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا "میرے پڑوس میں قرآن مجید کا ایک حافظ متقی شخص رہتا تھا، جونہایت غریب اور مفلس تھا۔ ایک مرتبہ اس پر فاقہ اور تکلیف کا سخت وقت آیا تو اس نے اپنے دل کا حال ایک کاغذ پر لکھ کر بارگاہ خداوندی میں پیش کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ اس نے رقعہ لکھا اور رات آئی تو لکھا ہوا رقعہ لے کر محراب مسجد میں پہنچا، نماز پڑھی اور دعا کرتے ہوئے رقعہ آسمان کی طرف بلند کیا۔ یہی عمل وہ کافی دیر تک کرتا رہا۔ بالآخر اس پر شب بیداری سے تکان لاحق ہوئی اور وہ بیٹھ کر نماز پڑھنے لگا۔ جب رات کا مختصر حصہ باقی رہ گیا تو اسے نیند آ گئی۔ دیکھا کہ ایک حسین وجمیل شخص اس سے مخاطب ہے۔"

مردِ شکیل: اے ابو بشر! تجھ پر کیسی غفلت طاری ہے کہ رب تعالیٰ کے حضور روشنائی سے لکھا ہوا رقعہ پیش کر رہا ہے؟ ابو بشر: پھر کیا کروں؟ مردِ شکیل: سن! جب اس بارگاہ میں کوئی درخواست کا ارادہ کرے، تو دست شکر کو دریائے ذکر سے دھو کر اپنے قلب پر قلم صبر کے ذریعہ بیاض فکر سے تحریر کر۔ ابو بشر: کیا تحریر کروں؟ مردِ شکیل: یہ دعا

یامن افضاله افضال المفضلين و انعامه انعم انعام المنعمين يامن عجز عن شكره شكر الشاكرين قد جربت غيرك من المامولين بغيرى من السائلين فاذا كل قاصد الى غيرك مردو دو كل طريق الى سواك مسدودو كل خير عندك موجود و عند سواك معدوم مفقود ۔

"اے وہ ذات جس کے افضال سارے فضل کرنے والوں سے افضل ہیں اور تیرے انعام تمام انعام کرنے والوں سے بہتر ہیں۔ تیرے شکر سے تمام شکر کرنے والے عاجز ہیں۔ میں نے دوسرے مانگنے والوں کے ذریعہ ان سب کو آزما لیا جن سے کوئی امید وابستہ کی گئی تھی۔ معلوم ہوا کہ تیرے غیر کے سامنے ہاتھ پھیلانے والا مردود ہے اور غیروں کا ہر راستہ بند ہے۔ ہر خیر تیرے پاس موجود ہے اور تیرے غیر کے پاس نہیں ہے۔"

دعائے دیگر

ابو بشر: یا سیدی! یہ تو بہت خوب ہے۔ مردِ شکیل: اگر بیاض بصیرت باقی رہے اور تو اپنے ارادے کی تصریح کی مزید ضرورت سمجھے تو، تو یہ تحریر کرو۔ **یا من اليه توسلت وعليه فى السراء والضراء عولت حاجاتى مصروفة اليك و امالى موقوفة لديك كل ماوفقتنى له من خير اعمله و اطيقه فانت دليلى عليه و طريقه ۔** "اے وہ ذات کہ میں نے تیرے لئے تجھی کو وسیلہ بنایا اور راحت و تکلیف میں تجھی پر اعتماد کیا ہے۔ میری حاجتیں تیری ہی طرف مصروف ہیں اور امیدیں تیرے ہی سامنے قائم ہیں جس کام کی تو نے مجھے توفیق دی، تو ہی اس کا رہنما اور تو ہی اس کا ذریعہ ہے۔"

☆ ابو بشر: سیدی! یہ تو اس سے بھی بہتر ہے۔ مردِ شکیل: اور اگر بیاض بصیرت میں اس سے زیادہ تصریح کی ضرورت ہو تو، مزید یہ لکھ دے۔ "**یا قدیر الاتؤده المطالب و یا ملكا يرغب اليه كل راغب ما زلت مصحويا منك بالنعم جاريا على عادات الاحسان والكرم يامن بكرمه يبلغ الكرم و من حمده يزيد النعم**" "اے قدیر طلب مجھے عاجز نہیں کرتی، اور اے بادشاہ ہر رغبت والا تیری طرف جھکتا ہے۔ میں ہر وقت تیری نعمتوں سے مالا مال ہوں جو مجھ پر صرف تیرے فضل وکرم سے اترتی ہیں اور اے وہ ذات کہ تیرے کرم سے ہر شخص کرم کا مستحق ہوتا ہے اور تیری تعریف سے نعمت بڑھتی ہے۔"

یاالٰہی رحم کن بر ماہمہ

ابوبشر سیدی! یہ اس سے بھی خوب تر ہے۔ مردِ شکیل: بیاضِ بصیرت اگر اور باقی رہے اور تو مزید حاجت تصریح رکھے تو یہ رقم کر۔ ''یامن جعل الصبر عونا علی بلائه و جعل الشکر مادا لنعمائه محنتك عن صبری و جلت تعمتك عن شکری فتفضل علی اقراری بعفو انت اوسع له واقدر علیه فان لم یکن لذنبی عذر تقبله فاجعله ذنبا یغفر'' ''اے وہ ذات جس نے صبر کو بلا پر بندہ کے لئے معاون بنایا اور شکر کو نعمت بڑھانے والا بنایا، میں تجھ سے سختی میں صبر کی اور نعمت پر شکر کی توفیق مانگتا ہوں۔ تیری آزمائش میرے صبر سے زیادہ ہے، اور تیری نعمت میرے شکر سے زیادہ ہے تو میرے اقرار پر عفو کی چادر ڈال تو قادر و توانا ہے اور اگر میرے گناہ کا کوئی عذر نہیں تو تو اپنی جانب سے اسے معاف فرما۔''

مردِ شکیل: اے ابوبشر! مقامِ تجمل میں مغفرت اور بخشش کی جگہ کھڑا ہو اور انکساری اور عاجزی کے ساتھ فضل کا امیدوار رہ، اور توسل کی زبان سے اللہ تعالیٰ کا شکر گزار رہ۔ ابوبشر: یہ اور اچھی بات ہے۔ مردِ شکیل: یہ خاص ملائکہ کی دعائیں ہیں جو تجھے تعلیم کی گئیں۔ ابوبشر: اس میں کوئی شک نہیں ان شاء اللہ۔

اس کے بعد اس حسین و خوبصورت مردِ غیب نے ابوبشر کے سینہ اور شکم پر اپنا ہاتھ پھیرا جس سے وہ جاگ اٹھے اور ساری باتیں انہیں یاد تھیں۔ اس طرح کہ ایک حرف بھی بھولے نہیں تھے۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: فجر کی نماز کے بعد انہوں نے یہ تمام باتیں اور دعائیں ہمیں بتائیں، ہم نے اس کو پسند کر لیا اور تحریر کر لیا۔ رضی اللہ عنہم

(روض الریاحین)

(۴۵)

کرنے کے کام

سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا، اسلام کی کون سی خصلت بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

(تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَ تُقْرِئُ السَّلَامَ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ)

''کھانا کھلاؤ اور ہر ایک (مسلمان) کو سلام کرو چاہے اس سے تمہاری پہچان ہو یا نہ ہو۔''

(صحیح البخاری: ۱۲ صحیح مسلم: ۳۹، مسند الامام أحمد: ۶۵۵۲، سنن الدارمی: ۱۹۹۱، سنن أبی داؤد: ۵۲۰۴، سنن ابن ماجہ: ۳۲۵۳، سنن النسائی: ۴۹۱۴)

طبرانی کی روایت میں ہے کہ اس کے بعد ہم ہمیشہ اللہ کی طرف سے رزق میں وسعت ہی دیکھتے ہیں۔ (الطبرانی فی الدعاء: ۹۲۰، حیاۃ الصحابۃ: ۳/۳۸۱)

میزبان کے لیے دعا کرنا

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو میرے والد محترم نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ہمارے ہاں ٹھہریں اور کچھ تناول فرمائیں۔ پس پھر کھجوریں لائی گئیں۔ آپ کھجوریں کھا رہے تھے اور گٹھلیاں پھینک رہے تھے۔ پھر آپ کے پاس پانی لایا گیا۔ آپ نے پانی پیا اور پھر اپنی دائیں جانب والے کو دے دیا۔ پس پھر میرے والد نے آپ ﷺ کی سواری کی لگام پکڑ لی اور کہا کہ ہمارے لئے دعا فرمائیں تو آپ ﷺ نے یہ دعا کی:

(اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ)

''اے اللہ! ان کے رزق میں برکت عطا فرما، انہیں بخش دے اور ان پر رحم فرما۔''

(مسلم، الاشربۃ، باب استحباب وضع النوی خارج التمر واستحباب دعاء الضیف لاہل الطعام: ۲۰۴۲، ابوداؤد: ۳۷۲۹، احمد: ۱۷۶۹۱، ابن حبان: ۵۲۹۷)

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں:

میں اور میرے دو ساتھی مدینہ میں اس حال میں پہنچے کہ بھوک اور فاقوں کی وجہ سے ہمارے کانوں کے سننے کی اور آنکھوں سے دیکھنے کی طاقت متاثر ہو چکی تھی ہم اپنے آپ کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی خدمت میں پیش کرتے تھے کہ کوئی ہمارا بوجھ اٹھا لے مگر طاقت نہ ہونے کی وجہ سے کوئی یہ بوجھ نہ اٹھاتا۔ آخر کار ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ہم لوگوں کو اپنے گھر لے گئے۔ گھر میں اس وقت تین بکریاں تھیں۔ آپ نے فرمایا: ''ان کا دودھ دوہ لیا کرو ہم اکٹھے گزارہ کریں گے۔'' ہم ان بکریوں کا دودھ دوہتے اور تینوں اپنا حصہ پی لیتے اور اللہ کے رسول کا حصہ بچا کر رکھ دیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مصروفیات سے فارغ ہو کر رات کو تشریف لاتے اور ہمیں ایسی آواز سے سلام کہتے کہ جس سے سونے والے کی آنکھ نہ کھلے اور جو جاگ رہا ہو وہ سن لے۔

میری سوچ غلط ثابت ہوئی

ایک رات میں جبکہ اپنے حصے کا دودھ پی چکا تھا، ایسا ہوا کہ شیطان نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو انصار کے لوگوں کے پاس جاتے ہیں۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحائف پیش کرتے ہیں اور آپ کو جو کھانے کی ضرورت ہوتی ہے وہ پوری ہو جاتی ہے۔ بھلا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس تھوڑے سے دودھ کی کیا ضرورت ہوگی۔

چنانچہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے کی طرف بڑھا اور دودھ پی گیا۔ جونہی دودھ پیٹ میں گیا تو شرمندگی نے آگھیرا شیطان نے دل میں وسوسہ پیدا کرنا شروع کر دیا کہ تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ پی لیا ہے۔ اب آپ آئیں گے اور دودھ موجود نہیں ہوگا تو تجھے بددعا دیں گے چنانچہ تیری دنیا اور آخرت برباد ہو جائیں گی۔ پیٹ میں گیا دودھ اب واپس کیسے آسکتا تھا۔ میں چادر اوڑھ کر لیٹ گیا۔ چادر اس قدر چھوٹی تھی کہ سر ڈھانپتا تو پاؤں ننگے ہو

جاتے اور پاؤں ڈھانپتا تو سر ننگا ہو جاتا۔ پریشان کن خیالات میں نیند نہ آئی۔ میرے دونوں ساتھی سوئے ہوئے تھے وہ خوش قسمت تھے۔ کہ جو کام مجھ سے ہو گیا تھا۔ وہ اس سے محفوظ تھے آخر کار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے حسب معمول آپ نے نفل نماز پڑھی۔ اس کے بعد دودھ کے قریب آئے۔ برتن کا ڈھکن اٹھایا تو وہ خالی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا۔ میں دل میں کہنے لگا کہ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے برا بھلا کہیں گے اور میں برباد ہو جاؤں گا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حضور بس یہ الفاظ فرمائے:

رسول اللہ کی دعا کی برکت

''اے اللہ جو مجھے کھلائے اسے کھلا جو مجھے پلائے اسے پلا'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ سن کر میں اپنے تہبند کو مضبوطی سے باندھتے ہوئے اٹھا۔ ہاتھ میں چھری پکڑ لی اور بکریوں کی طرف چلنے لگا۔ یہ سوچ کر کہ ان میں سے جو موٹی ہوگی۔ اسے ذبح کروں گا اور آپ کو کھلاؤں گا۔ موٹی بکری کے پاس آیا تو اس کے تھنوں میں دودھ بھرا ہوا دیکھا باقی دونوں کو بھی دیکھا تو ان کے تھنوں میں بھی دودھ بھرا ہوا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کا یہاں ایک فالتو برتن پڑا ہوا تھا۔ میں نے اسے پکڑا اور اس میں دودھ دوہنے لگ گیا۔ اتنا دودھ برتن میں ہو گیا کہ اوپر جھاگ آگئی۔ اب میں نے اس دودھ کو لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ اس پر آپ پوچھنے لگے۔ مقداد نے رات اپنے حصے کا دودھ نہیں پیا میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! آپ دودھ پی لیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ پیا اور مجھے دے دیا۔ میں سمجھ گیا کہ آپ سیر ہو گئے ہیں اور آپ نے جو آسمان کی طرف منہ اٹھا کر دعا کی تھی میں اس کا مستحق ہو گیا، اب میں ہنسنے لگا۔ حتیٰ کہ ہنستے ہنستے زمین پر لوٹ پوٹ ہونے لگا۔ یہ منظر دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ گئے اور مجھے مخاطب کر کے کہنے لگے:

''اے مقداد! لگتا ہے کوئی حرکت کی ہے۔'' میں نے جو کچھ کیا تھا، سارا کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلا دیا اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے:

''اس وقت میں یہ دودھ محض اللہ کی رحمت ہے۔ یہ بات تھی تو مجھے پہلے ہی بتا

دیتے ہم اپنے باقی ساتھیوں کو جگا لیتے وہ بھی یہ دودھ پی لیتے۔''

اس پر میں نے عرض کی: اس اللہ کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں نے اللہ کی رحمت حاصل کر لی۔ اب مجھے کیا پروا کہ لوگوں میں سے کوئی اس رحمت کو حاصل کرتا ہے یا نہیں۔

(صحیح مسلم، الاشربہ، باب اکرام الضیف وفضل ایثارہ: ۵۳۶۲)

(۴۶)

مجھے داستانِ عبرت وہ سنا سنا کے رویا!

اس واقعہ کے راوی سعودی عرب کے ایک مشہور داعی اور خطیب عبداللہ المطرود ہیں۔ یہ واقعہ انہوں نے ''دار أهلها يتكلمون'' نامی تقریر میں بیان کیا۔ یہ واقعہ ہم کیسٹ سے نقل کر رہے ہیں۔ انہوں نے ریاض کے مضافات میں واقع ہسپتال کا دورہ کیا۔ یہاں پر اکثریت ایسے مریضوں کی تھی جو سڑک کے حادثات میں زخمی ہوئے۔ انہوں نے مریضوں کے احوال دریافت کیے تو ان میں سے ایک [illegible] سالہ نوجوان نے اپنا واقعہ یوں بیان کیا:

آپ لوگ مجھے ہسپتال میں اس حالت میں دیکھ رہے ہیں کہ میں اٹھ بیٹھ بھی نہیں سکتا، میں پابند بستر ہوں۔ دن رات بستر پر پیٹھ یا پیٹ کے بل لیٹا رہتا ہوں۔ میرا کئی سال پہلے ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔ ایکسیڈنٹ کے دن سے آج تک میں اسی ہسپتال میں داخل ہوں۔ میری کہانی کچھ اس طرح ہے کہ ایک دن میری والدہ نے مجھ سے کہا کہ میں اپنے ایک قریبی رشتے دار کے گھر جانا چاہتی ہوں، تم مجھے گاڑی سے پہنچا دو۔

میں نے کہا: مجھے کہیں اور جانا ہے، میرے پاس وقت نہیں ہے کہ میں آپ کو چھوڑنے جاؤں، آپ کو بعد میں کبھی فرصت ملے گی تو ان سے جا کر ملاقات کر لینا، ابھی میں مشغول ہوں اور مجھے کہیں جانا ہے۔

والدہ نے فرمایا: ''بیٹا! میں جن لوگوں کے پاس جانا چاہتی ہوں، ان کا مجھ پر ایک عظیم احسان ہے، میں ان کے احسان کا بدلہ نہیں چکا سکتی، چاہتی ہوں کہ ان سے ملاقات کر کے انہیں سلام دعا کہہ آؤں، اس لئے میرا ان کے ہاں جانا از حد ضروری ہے، تم مجھے وہاں لے

چلو۔‘‘ ’’لیکن ایک شرط ہے۔‘‘ میں نے ماں سے مخاطب ہو کر کہا

’’وہ شرط کیا ہے بیٹا؟‘‘

میں اس حالت کو ماں کی نافرمانی کی وجہ سے پہنچا ہوں

میں نے کہا: وہ شرط یہ ہے کہ میں تمہیں لے کر چلتا ہوں۔ میں تمہیں تمہارے رشتے دار کے گھر چھوڑ کر چلا جاؤں گا اور ٹھیک آدھے گھنٹہ بعد واپس آؤں گا۔ واپسی پر دروازے کے پاس پہنچ کر صرف ایک مرتبہ گاڑی کا ہارن بجاؤں گا، اگر ایک ہارن پر تم گھر سے نکلو گی تو ٹھیک، ورنہ میں تمہیں وہیں چھوڑ کر آگے نکل جاؤں گا اور ہوا بھی ایسا ہی۔ ماں کو مطلوب مکان پر چھوڑ کر مجھے جہاں جانا تھا چلا گیا اور ٹھیک آدھے گھنٹے بعد واپس آیا۔ دروازے کے پاس گاڑی روک کر صرف ایک مرتبہ ہارن بجایا۔ جب ماں باہر نہیں آئی تو میں نے اسے وہیں چھوڑ دیا اور گاڑی تیزی کے ساتھ آگے بڑھا دی۔ مجھے وہاں سے نکلے ابھی چند لمحے ہی ہوئے تھے کہ اچانک میری گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا اور میں بری طرح زخمی ہو گیا۔ اب آپ میری حالت دیکھ رہے ہیں کہ میں رات دن روتا ہوں، نہ حرکت کر سکتا ہوں، نہ کھڑا ہو سکتا ہوں۔ کروٹ بدلنے سے بھی معذور ہوں۔ صرف منہ اور پیٹھ کے بل لیٹ سکتا ہوں۔ آہ! میں اس حالت کو ماں کی نافرمانی ہی کی پاداش میں پہنچا ہوں۔ فاعتبروا یاولی الابصار!

(۴۷)

وہ لوگ کتنے خسارے والے ہیں

(ابن ابی الدنیا) عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے سلمہ نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن وہب سے اطلاع ملی، وہ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں وہ شخص خسارے میں ہے جو اپنی آخرت کو ویران کر کے دنیا کو آباد کرے، اور جو اپنے دین کو بگاڑ کر اپنے معاش کو درست کرے، وہ انتہائی خسارے والا ہے جو آخرت کو قربان کر کے دنیا کو اختیار کرے، پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: جس میں

اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَاءَ نَا وَرَضُوْا بِالْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا

(یونس:۱۰:۷)

جن لوگوں کو ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہیں ہے، اور وہ دنیوی زندگی پر راضی ہو گئے ہیں اور اس میں جی لگا بیٹھے ہیں اور جو لوگ ہماری آیتوں سے بالکل غافل ہیں۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے سلمہ نے خبر دی انہیں سہیل بن عاصم نے، وہ فرماتے ہیں: اصمعی نے فرمایا! یون کہا جاتا تھا۔ دنیا کی خبر اس کی آزمائش سے زیادہ سخت ہے، اور آخرت کی آزمائش اس کی خبر سے زیادہ سخت ہے۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے سلمہ نے خبر دی وہ آدم بن ابوایاس سے روایت کرتے ہیں وہ مبارک بن فضالہ سے، وہ حسن سے وہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جو صاحب قلب کو دھوکہ دے سکے اور تم میں سے ہر ایک صاحب قلب ہے مگر وہ زندہ دل والے کو دھوکہ نہیں دے سکتی، (اکثر کے قلوب مرے ہوئے ہیں)

آج جو کچھ بوئے گا کاٹے گا کل

عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے سلمہ نے خبر دی سہیل بن عاصم نے انہیں عبدہ بن سلیمان نے وہ فرماتے ہیں: خالد بن یزید بن معاویہ نے کہا اے انسان! تجھے اہل وعیال غافل نہ کریں تو ان میں تو چند روزہ مہمان ہے اور ایسے اہل کے پاس جانا ہے جہاں ہمیشہ رہے گا، اور تجھے یہاں کے مکانات بھی غافل نہ کردیں ان میں تو تو نے صرف زندگی بھر رہنا ہے پھر ایسے گھروں میں جانا ہے جہاں ہمیشہ رہنا ہوگا۔ اے انسان تو قیامت میں انہی بالا خانوں میں رہے گا جنہیں آج تعمیر کرے گا اور اپنی زندگی کا جو سامان وہاں منتقل کردے گا اسی میں جا کر رہے گا۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے سلمہ بن شبیب نے خبر دی وہ احمد ابوالحواری سے روایت کرتے ہیں انہیں ابوعبداللہ ناجی نے فرمایا: اے احمد تمہیں معلوم ہے کہ میں نے گزشتہ رات کیا کہا تھا، میں نے کہا: اے اللہ مجھ جیسے ضعیف بندے کے لئے انتہائی نامناسب ہے کہ تیری جیسی عظیم ہستی کو جان سکے، اے اللہ! تو جانتا ہے کہ ساری کی ساری دنیا حلال کرکے مجھے پیش کردی جائے تو میں اسے گندگی سمجھ کر ہاتھ بھی نہ لگاؤں۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے مسلمہ بن شبیب نے خبر دی وہ زہیر بن عباد سے روایت کرتے ہیں وہ داؤد بن ہلال سے وہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی! میرے دوستوں کے قلوب کو دنیا کے غم سے کیا واسطہ، دنیا کا فکر تو ان کے قلوب سے میری مناجات کی حلاوت کو ختم کردیتا ہے، اے داؤد! میرے اور اپنے درمیان اس عالم کو واسطہ نہ بنانا جسے دنیا کی محبت نے مدہوش کردیا ہو، وہ اپنی مدہوشی سے میری محبت بھی تجھ سے ختم کردے گا، ایسے لوگ میری طرف آنے والے بندوں کے لئے ڈاکو ہیں۔

(کتاب الزہد ابن ابی الدنیا)

(۴۸)

آثار ونتائج اسباب کے ساتھ وابستہ ہیں

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں مجھے ایک صورت پیش آئی اور میں صدق دل سے خدائے وحدہ لاشریک کی طرف متوجہ ہوا یقین یہ تھا کہ میرے لئے نفع لانے یا مضرت کو ہٹانے پر اس کے سوا کوئی طاقت نہیں رکھتا پھر میں اسباب میں مصروف ہونے لگا تو میرا یقین پکار اٹھا کہ یہ توکل میں نقص کی بات ہے میں نے کہا: ایسا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتوں کی وجہ سے اسباب کو بنایا ہے اور اپنے حال کو دیکھیں تو جو کچھ ہم بناتے ہیں بے فائدہ ہے اور اس کا وجود کالعدم ہے اور شریعت میں اسباب کا وجود چلا آرہا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: جب آپ ان میں موجود ہوں اور نماز پڑھانے لگیں۔ اس میں صلوٰۃ خوف کا ذکر ہے (یعنی دشمن کے خطرہ سے بچنے کے لئے نماز میں بھی ایک تدبیر اختیار کرنے کا حکم ہوا ہے) نیز فرمایا ''کہ گندم کو اس کے خوشہ ہی میں رہنے دو'' (یہ بھی گندم کے لئے ایک حفاظتی تدبیر ہے) اور خود آپ ﷺ نے اوپر نیچے دو زرہوں کا استعمال فرمایا علاج کے لئے طبیبوں سے مشورہ فرمایا اور طائف کی طرف تشریف لے گئے تو واپسی پر مطعم بن عدی کی پناہ کے ذریعہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے جبکہ آپ اس کے بغیر توکل کرکے بھی داخل ہوسکتے تھے پس جب شرع نے احکام ونتائج کو اسباب کے ساتھ وابستہ کیا ہے تو میرا اسباب سے اعراض کرنا خدائی حکمت سے اعراض کرنا ہوگا یہی وجہ ہے کہ علاج معالجہ کو مستحب اور پسندیدہ کہا گیا ہے اور میرا صاحب مذہب امام، ترک اسباب کو افضل جانتا ہے مگر میں اس مسئلہ میں ان کی اتباع نہیں کرتا۔

علاج کرانا واجب یا کم از کم مستحب و جائز ہے

کیونکہ صحیح حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے "اللہ تعالیٰ نے بیماری پیدا فرمائی تو اس کے لئے دوا بھی پیدا فرمائی ہے لہٰذا دوا کا استعمال کیا کرو آپ ﷺ نے امر کا صیغہ استعمال فرمایا ہے جو وجوب کے لئے ہوتا ہے یا استحباب کے لئے جبکہ اس سے پہلے منع یا نہی وارد نہ ہو ورنہ اباحت کے لئے ہوتا ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں میں نے آپ ﷺ کی بیماریوں کی کثرت کی وجہ سے اور آپ کے لئے جو کچھ تجویز کیا جاتا تھا اس سے علم طب سیکھ لیا تھا اور آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اس میں سے کچھ کھالو کہ یہ فلاں مرض کے لئے مناسب ہے اور جو لوگ ترک اسباب کو افضل کہتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ حدیث شریف میں ہے کہ جنت میں ستر ہزار افراد بلا حساب داخل ہوں گے ان کی خصوصی باتیں یہ ہوں گی کہ وہ بدن کو علاج کے لئے داغ نہیں دیں گے۔ ٹونے ٹوٹکے نہیں کریں گے، فال وغیرہ نہیں پکڑیں گے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہوں گے مگر یہ حدیث علاج کے خلاف نہیں ہے کیونکہ بعض لوگ ایسے ہوئے ہیں جو بیماری سے بچنے کے لئے داغ لگاتے تھے اور دم وغیرہ بھی کرتے تھے تاکہ کوئی تکلیف نہ آئے یعنی وہ ان کی ذاتی تاثیر کے قائل تھے حدیث میں ان کی نفی مراد ہے ورنہ آنحضرت ﷺ نے خود حضرت سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کو داغ لگایا ہے اور صحیح حدیث میں جھاڑ پھونک کی اجازت بھی آئی ہے اور یہ بطور علاج کے ہے اور جب تجھے اسہال لینے کی ضرورت ہو تو میرے علم میں بلوط کا استعمال منع ہے اور تمر ہندی کا پانی مناسب ہے یہ علاج اور طب ہے۔

علاج نہ کروانا اور دعا کرنا

جب میں مناسب دوائی پیتا نہیں اور دعا مانگتا ہوں اے اللہ مجھے صحت و عافیت دیدے تو حکمت مجھے کہتی ہے کیا تو نے سنا نہیں ہے کہ اونٹ کا گھٹنا باندھ اور توکل کر، دوائی پی اور عافیت کی دعا مانگ اور اس شخص جیسا مت بن جس کی کھیتی اور نہر کے درمیان چند بالشت زمین کا فاصلہ ہے وہ اسے کھودنے کی بجائے نماز استسقاء کے لئے کھڑا ہو جائے اور یہ شخص اس مسافر کی طرح ہے جو تجربہ کے طور پر سفر کرتا ہے یعنی دیکھنا چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے

رزق دیتا ہے یا نہیں حالانکہ اسے "تزودوا" کا حکم پہنچ چکا ہے کہ زاد راہ اختیار کر مگر یہ کہتا ہے میں زاد نہیں لوں گا تو یہ شخص مرنے سے پہلے ہی ہلاک ہو گیا اور جب نماز کا وقت آیا اور ساتھ پانی نہیں تو اس کوتاہی پر بھی اس کو ڈانٹ ملے گی کہ صحرا میں نکلنے سے پہلے پانی کیوں ساتھ نہ لیا۔ غرض ان لوگوں کی ایسی باریکیوں سے بہت بچو جن کی وجہ سے وہ شرعی حدود ہی سے گزر جاتے ہیں اور خیال یہ کرتے ہیں کہ دینی کمال طبعی تقاضوں کو چھوڑنے اور شرعی حدود کو توڑنے ہی سے حاصل ہوتا ہے اور اگر علمی قوت اور اس کی پختگی حاصل نہ ہوتی تو میں ان باتوں کو نہ جان سکتا، نہ اس قدر تشریح کرسکتا۔ میرے ان اشارات کو خوب سمجھ لو جو تمہیں بہت سی مشہور کتابوں سے بھی زیادہ مفید ثابت ہوں گے اور اہل حقیقت کے ساتھ رہو بے کار لوگوں کے ساتھی نہ بنو۔

(صید الخاطر)

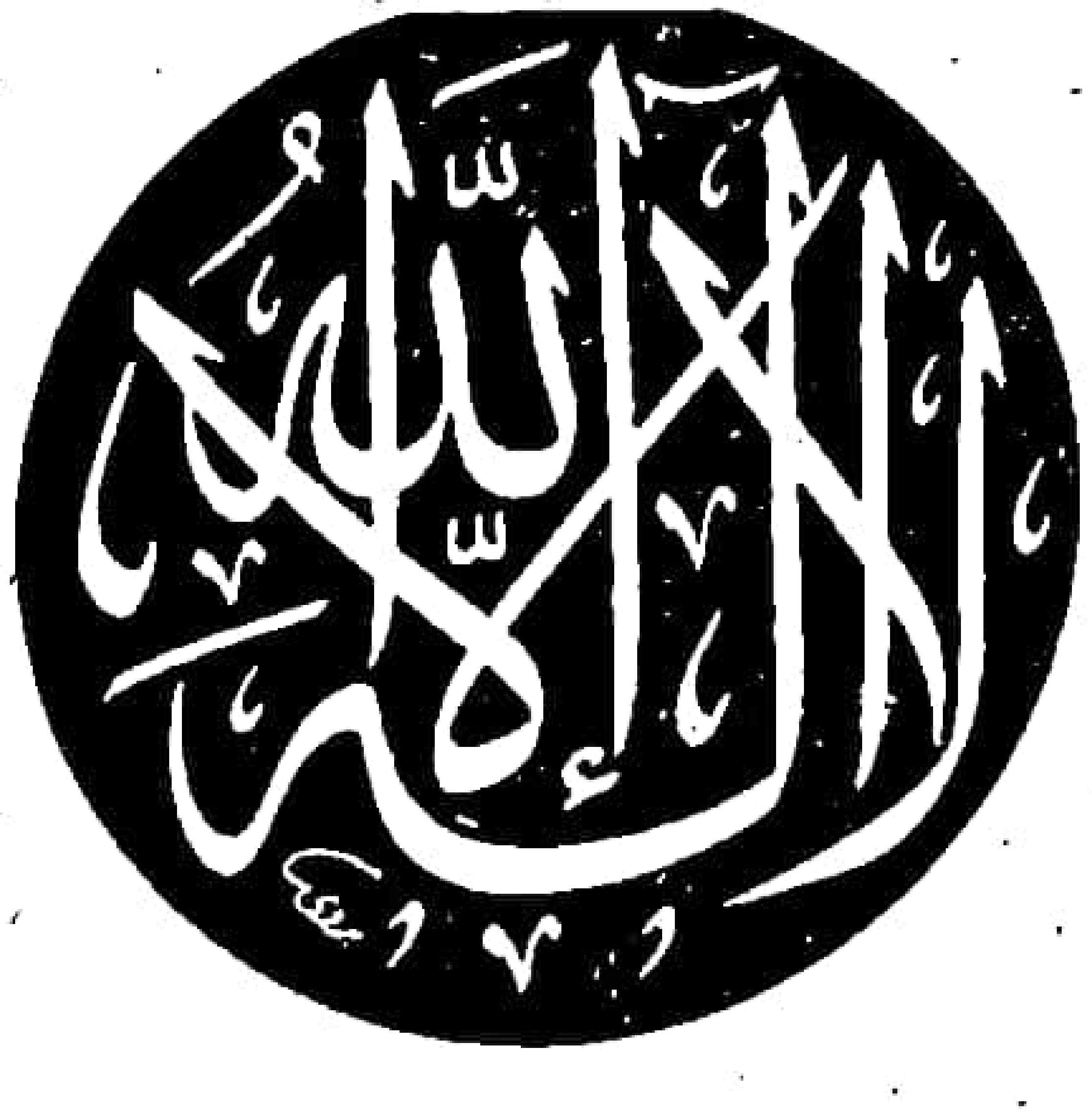

(۴۹)

محمد ہمارے بڑی شان والے ﷺ

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ایک روز فخر موجودات سرور انبیاء ﷺ سے پوچھا...... "یَا رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اَخْبِرْنِیْ عَنْ اَوَّلِ شَیْءٍ خَلَقَ اللہُ تَعَالٰی قَبْلَ الْاَشْیَآءِ"

"یارسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں...... مجھے ارشاد فرمائیے کہ تمام چیزوں سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کس کو پیدا فرمایا......" در عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:......

"یَا جَابِرُ اِنَّ اللہَ تَعَالٰی خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَآءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ"

اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا فرمایا...... (علامہ محمد بن عبدالباقی الزرقانی، الزرقانی علی المواہب اللدنیہ ۱/۴۸)

☆ بخاری شریف میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رحمت کائنات ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ﷺ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں...... تو صادق وامین ﷺ نے فرمایا:

"لاینام قلبی" "میرا دل نہیں سوتا......

اشرف المخلوقات ﷺ کی آنکھیں محو استراحت ہوتی ہیں...... یعنی سو رہی ہوتی ہیں لیکن دل بیدار ہوتا ہے...... ہر شخص کی بیداری اس کے حال کے مطابق ہے...... کوئی بھی نبی پاک ﷺ کے رتبے کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ ہی آپ ﷺ کی خصوصیات میں شامل ہو سکتا ہے......

مواہب لدنیہ میں نقل کیا گیا ہے کہ فخر دو جہاں ﷺ کا قلب پاک تو سوتا ہی نہیں تھا...... دائیں پہلو سوتے ہوئے نہ بائیں پہلو سوتے ہوئے...... آپ ﷺ کی یہ دائمی خصوصیت ثابت ہے...... سید کائنات ﷺ نے فرمایا:

"تنام عینی و لا ینام قلبی"

"میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا......" (صحیح بخاری)

مافی الارحام اور ما یکون کا علم

محدث ابونعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے بتایا: ان کی والدہ ام الفضل نے یہ بات بتائی کہ حضور ﷺ حجرے میں بیٹھے تھے...... میں حضور ﷺ کے پاس سے گزری...... حضور ﷺ نے فرمایا: تیرے شکم میں تیرا بیٹا ہے جب تو اسے جنے تو اسے لے کر میرے پاس آنا...... حضرت ام الفضل فرماتی ہیں: جب میرے ہاں بیٹا پیدا ہوا...... تو میں لے کر اسے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی......

حضور ﷺ نے اس کے دائیں کان میں اذان دی...... بائیں میں تکبیر کہی اور اپنے لعاب دہن سے اسے گھٹی ڈالی اور اس کا نام عبداللہ رکھا...... پھر فرمایا: "اِذْھَبِیْ بِاَبِ الْخُلَفَاءِ" اب اس خلفاء کے باپ کو لے جاؤ...... آپ کہتی ہیں میں نے اپنے شوہر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بتایا...... جو حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ام الفضل نے مجھے یہ بات بتائی ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا: بے شک تو کئی خلیفوں کا باپ ہوگا' چنانچہ ان کی نسل میں جو خلفاء پیدا ہوئے تھے ان میں سے چند کے نام بھی بتائے...... سفاح...... مہدی وغیرہ...... خلافت عباسیہ آپ کی نسل سے چلی......

میرا دل ایمان وحکمت کے انوار سے بھر دیا گیا

شق صدر کے واقعہ کو سناتے ہوئے رحمت کائنات ﷺ جان انس وجن نے فرمایا...... سونے کا طشت جو کہ برف سے بھرا ہوا تھا لے کر آئے...... انہوں نے مجھے پکڑ کر

Scanned with CamScanner

میرے پیٹ کو چاک کیا...... ایک دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے میرے گلے سے میرے پیٹ کے زم حصے تک شق کر دیا...... پھر میرے دل کو نکال کر اس میں سے خون کے ایک سیاہ جمے ہوئے ٹکڑے کو باہر کر دیا...... پھر انہوں نے میرے دل اور پیٹ کو برف سے دھوڈالا...... یہاں تک کہ انہیں ایک دم صاف کر ڈالا......

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ''ان میں سے ایک شخص اپنے ہاتھ میں کوئی چیز لئے ہوئے تھا...... میں نے دیکھا کہ وہ ایک نورانی انگوٹھی تھی جس پر نگاہ پڑتے ہی آنکھیں چندھیا جاتیں...... اس شخص نے اس انگوٹھی سے میرے دل پر مہر لگائی اور میرا دل ایمان وحکمت کے انوار سے بھر گیا...... اس کے بعد اس نے میرے دل کو اپنی جگہ پر رکھ دیا اور پھر دوسرے شخص نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر پھیرا جس سے سینے کا کٹا ہوا حصہ پھر سے جڑ گیا...... (الشفاء قاضی عیاض)

سیّدنا آدم علیہ السلام پہ فضیلت

حضرت ابن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دو امتیازی خصوصیات اور خوبیوں کے ساتھ حضرت آدم علیہ السلام پر فضیلت دیا گیا ہوں......

(۱) میرا قرین شیطان کافر تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو مشرف بہ اسلام فرما دیا اور اس طرح میری معاونت و نصرت فرمائی (وہ مجھے وساوس و خواطر ڈالنے کی بجائے مجھے خیر و بھلائی کا مشورہ دیتا ہے)

(۲) میری ازواج مطہرات میرے لئے طاعت باری میں معاون و مددگار ثابت ہوئیں...... جبکہ آدم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ ان کی لغزش اور خطا اجتہادی کا موجب بن گئیں...... اور ان کا شیطان کافر تھا اور کافر ہی رہا...... (الوفاء)

کوئی حد ہے ان کی عروج کی؟

امام احمد و بیہقی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! قبر آزمائش کی جگہ ہے اور میری بابت تمہاری آزمائش ہوتی ہے اور میری بابت تم سے سوال ہوتا ہے...... لہٰذا جب میت مرد صالح ہوتا ہے تو اسے بٹھا کر پوچھا

جاتا ہے...... ''مَا ھٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ کَانَ فِیْکُمْ''

''یہ شخص کون ہے جو تم میں مبعوث ہوا تھا......''

تو وہ مرد صالح جواب دیتا ہے: وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں...... آخر حدیث تک...... (خصائل کبریٰ)

☆ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اَدَّبَنِیْ رَبِّیْ فَاَحْسَنَ تَادِیْبِیْ قَالَ الزُّرْقَانِیْ اَیْ عَلَّمَنِیْ''

''مجھے میرے رب نے آداب سکھائے اور بہترین تعلیم دی......''

☆ ابن عساکر نے حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شب معراج میں...... میں نے سموت علی میں تسبیح کی آواز سنی تو میرا دل دھڑکنے لگا...... جبرائیل نے اس وقت مجھ سے کہا: اے اللہ کے رسول خوف نہ کھایئے...... بلاشبہ آپ کا نام عرش پر لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا ہے......

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے براق کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کیا شے تھی...... اور کس نوع کی سواری تھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا: وہ مثل چوپائے کے تھا...... طویل القامت اور سفید رنگ اور (چلتے ہوئے) اس کے قدموں کے درمیان حد نظر تک فاصلہ تھا...... (خصائل کبریٰ)

(۵۰)

عشاق حقیقی حدیث کی روشنی میں

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری ؓ سے مروی ہے کہ ایک انصاری نوجوان مسلمان ہوا، اس کا نام ثعلبہ بن عبدالرحمٰن تھا نبی ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا اور آپ ﷺ کے لئے موزے بنایا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ نے اس کو کسی کام کے لئے بھیجا وہ چلتے ہوئے کسی انصاری آدمی کے گھر کے دروازہ کے پاس سے گزرا تو اس کو گھر کے اندر ایک عورت غسل کرتی نظر آگئی اور ساتھ ہی آپ ؓ کو یہ خوف ہوا کہ کہیں حضور ﷺ کو بذریعہ وحی اس بدنگاہی کا پتہ نہ چل جائے۔ چنانچہ وہ اس خوف کی وجہ سے جدھر منہ تھا اسی طرف بھاگ نکلا اور مکہ اور مدینہ کے درمیان پہاڑوں میں جا کر چھپ گیا چالیس روز گزر گئے کہ اس کا کہیں پتہ نہ چلا۔

ادھر حضرت جبرائیل آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا:

اے محمد! آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور اللہ رب العزت فرما رہا ہے کہ آپ کی امت میں سے ایک آدمی پہاڑوں میں مجھ سے پناہ کی درخواست کر رہا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر اور حضرت سلمان فارسی ؓ کو اس کی تلاش کا حکم دیا دونوں حضرات حکم کی تعمیل کرتے ہوئے مدینہ کے پہاڑی راستوں سے ہوتے ہوئے اس کی تلاش میں چل دیئے۔ ان کو مدینہ کا رہنے والا ''زفافہ'' نامی ایک چرواہا ملا، حضرت عمر ؓ نے اس سے پوچھا: تجھے ان پہاڑوں میں کسی نوجوان کا علم ہے جس کا نام ثعلبہ ہے؟ اس چرواہے نے کہا شاید آپ اس نوجوان کا پوچھ رہے ہیں جو جہنم کے ڈر سے بھاگا ہوا

ہے؟ حضرت عمر ؓ نے اس سے کہا کہ تجھے کیسے علم ہے کہ وہ جہنم کے ڈر سے بھاگا ہوا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ جب آدھی رات ہوتی ہے تو وہ نوجوان ان پہاڑوں سے نکلتا ہے اور اپنے سر پر ہاتھ رکھے ہوئے یہ کہتا ہے:

تیرا ذکر سرکار کی بارگاہ میں ہو رہا تھا

اے کاش! تو میری روح کو قبض کر کے روحوں میں داخل کر دیتا اور میرا جسم مردوں میں شامل ہو جاتا۔ اے کاش کہ تو مجھے روزِ قیامت حساب کے وقت رسوائی سے بچالے۔

حضرت عمر نے فرمایا: بس اسی نوجوان کی تلاش ہے وہ چرواہا ان دونوں حضرات کو اپنے ساتھ لے گیا۔

جب آدھی رات کا وقت ہوا تو وہ نوجوان پہاڑوں سے نکلا سر پر ہاتھ رکھے ہوئے کہہ رہا تھا:

ہائے! کاشکہ تو مجھے موت دیکر میری روح کو روحوں میں داخل کر دیتا اور میرا جسم مردوں میں شامل کر دیتا، اے کاش! تو مجھے روزِ قیامت حساب کے وقت رسوائی سے بچالے۔

حضرت جابر ؓ کہتے ہیں کہ عمر ؓ اس کی طرف بڑھے اور جا کر اس کو اپنی گود میں لے لیا اس نوجوان نے کہا: اے عمر! کیا رسول اللہ ﷺ کو میرے گناہ کا پتہ چل گیا ہے؟ حضرت عمر ؓ نے کہا: مجھے تو پتہ نہیں البتہ گزشتہ کل آپ ﷺ کے سامنے تمہارا ذکر کیا گیا تھا اور مجھے اور سلمان ہم دونوں کو تمہاری تلاش کا حکم فرمایا تھا۔ اس نوجوان نے کہا اے عمر! مجھے ایسے وقت حضور ﷺ کی خدمت میں لے جا کر جانا جب کہ آپ نماز میں مشغول ہوں۔ چنانچہ یہ دونوں حضرت ثعلبہ بن عبدالرحمٰن کو ساتھ لے آئے جب نماز کا وقت ہوا اور جماعت کھڑی ہوگئی تو حضرت عمر ؓ اور سلمان ؓ جلدی سے صف میں جا کر مل گئے۔

ثعلبہ نے جب نبی ﷺ کی قرأت کی آواز سنی تو غش کھا کر گر پڑا نبی کریم ﷺ جب سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمر ؓ اور حضرت سلمان ؓ سے دریافت

Scanned with CamScanner

فرمایا: ثعلبہ کہاں ہے؟ اس کا کیا ہوا؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہ یہاں حاضر ہے نبی کریم ﷺ اٹھے اور جا کر ثعلبہ کو ہلایا، چنانچہ ثعلبہ بن عبدالرحمٰن ہوش میں آ گئے۔

قدموں میں تیرے سر ہو اور اجل آئی ہو

حضور اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: ثعلبہ تو مجھ سے کیوں غائب رہا؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اپنے گناہ کی وجہ سے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: تجھے ایسی آیت نہ بتلا دوں جو تیری تمام خطاؤں اور گناہوں کو مٹا دے؟ اس نے عرض کیا: ضرور بالضرور یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: یہ آیت پڑھا کر:

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرہ: ۲۰۱)

اس نے عرض کیا یارسول اللہ! میرا گناہ تو بہت بڑا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا کلام سب سے بڑا ہے، پھر آپ نے اس کو واپس گھر جانے کا حکم فرمایا۔ ثعلبہ بن عبدالرحمٰن کی مسلسل آٹھ دن بیماری کی حالت رہی۔

پھر ایک روز حضرت سلمان رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ آپ ثعلبہ رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے جائیں، کیونکہ وہ غم کی وجہ سے موت کے قریب ہو گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: اٹھو اور ثعلبہ کے پاس میرے ساتھ چلو۔

جب حضور اکرم ﷺ اس کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ نے اس کا سر گود میں رکھ لیا۔ انہوں نے اپنا سر حضور اکرم ﷺ کی گود سے ہٹا لیا، آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے اپنا سر میری گود سے کیوں ہٹا لیا؟ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرا سر اس قابل نہیں کیونکہ وہ گناہوں سے بھرا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا تجھے کیا تکلیف محسوس ہو رہی ہے؟ انہوں نے عرض کیا مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے میرے گوشت پوست اور ہڈیوں میں چیونٹیاں چل رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیری کیا خواہش ہے؟ انہوں نے عرض کیا: میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا رب مجھے معاف کر دے۔

ابھی آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں فرمایا تھا کہ جبرائیل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور کہا:

جنازے میں فرشتوں کا ہجوم

اے محمد ﷺ! آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور اللہ رب العزت آپ کو فرما رہا ہے کہ اگر یہ میرا بندہ ساری روئے زمین کے برابر بھی گناہ لے کر آئے تو میں اس کے اس قدر گناہ بھی معاف کر دوں گا۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے اللہ رب العزت کا یہ فرمان اس نوجوان کو بتلایا اس نے زور سے ایک چیخ ماری اور اللہ کو پیارا ہو گیا۔

راوی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس کے غسل اور کفن دفن کا حکم فرمایا نماز جنازہ کے بعد اس کو دفن کے لئے لے جایا جا رہا تھا تو حضور ﷺ اپنے پاؤں مبارک کی انگلیوں کے بل چل رہے تھے۔ دفن کے بعد ہم نے آپ ﷺ سے پوچھا: یارسول اللہ! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ اپنے پاؤں مبارک کی انگلیوں کے بل چل رہے تھے اس کی کیا وجہ تھی؟ آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبی برحق بنا کر بھیجا ہے کہ اس جنازہ میں شریک فرشتوں کی کثرت کی وجہ سے میں اپنا پاؤں زمین پر نہیں رکھ سکتا تھا۔

(تنبیہ الغافلین و کتاب التوابین لابن قدامہ ص ۱۰۵ تا ۱۰۸)

میرے دوستو! یہ اللہ کی محبت ہی تو ہے کہ ایک شخص نفس کے دباؤ پر ایک گناہ کر بیٹھتا ہے، لیکن غلبۂ محبت کی وجہ سے اس گناہ پر اتنا نادم ہوتا ہے اتنی آہ وفغاں کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے آسمان سے معافی نامہ جاری کر دیتا ہے۔

اس واقعہ سے دو باتوں کا پتہ چلتا ہے:

(۱) اللہ کا عاشق ذرہ برابر بھی نافرمانی کرتا ہے تو اس کے جسم کا ایک ایک حصہ کانپ اٹھتا ہے، گناہ پر نادم ہونا یہ اللہ کے محبوب بندوں کی نشانی ہے کیونکہ اللہ کے مبغوض بندے گناہ پر نادم نہیں ہوتے جیسا کہ شیطان آج تک نادم نہیں ہوا تو خلاصہ کلام یہ ہوا کہ معمولی سے گناہ پر نادم ہونا یہ اللہ کے محبوب بندے کی نشانی ہے۔

Scanned with CamScanner

(۲) اس واقعہ سے دوسری بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان سے بے انتہا محبت کرتا ہے، اس کی دلیل اس واقعہ میں بھی موجود ہے۔ وہ یہ ہے کہ ثعلبہ نے اللہ کی نافرمانی کی اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ثعلبہ کے لئے معافی نامہ اتارا تاکہ میرا بندہ سچی توبہ کرکے میرا محبوب بن جائے یہ اللہ کی محبت نہیں تو اور کیا ہے؟

آزاد کردہ غلام کا مقام

ابوحذیفہ بن عتبہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے جب اپنے آزاد کردہ غلام حضرت سالم کو داماد بنا لیا تو قریش نے انہیں اس پر ملامت کی اور کہا:

کیا تم قریش کی ایک باعزت خاتون کے ایک غلام سے نکاح کررہے ہو؟

فرمایا: اللہ کی قسم، میں نے حضرت سالم رضی اللہ عنہ کا اس سے قصداً نکاح کیا اور میں خوب جانتا ہوں کہ حضرت سالم رضی اللہ عنہ اس سے بہتر ہیں۔

انہیں یہ کلام بڑا شاق گزرا اور پوچھا:

یہ کیسے ہے حالانکہ یہ تیری بیٹی ہے اور وہ سالم رضی اللہ عنہ تیرے آزاد کردہ غلام ہیں؟ فرمایا:

میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

جو ایسے آدمی کو دیکھنا چاہے جو کامل دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتا ہے تو سالم رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھے۔ (قوت القلوب)

حضرت ماعز اسلمی کا قصہ

حضرت بریدۃ الاسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ماعز بن مالک الاسلمی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

یارسول اللہ! میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور زنا کر بیٹھا ہوں، میری خواہش ہے کہ آپ مجھے پاک کردیں۔

آپ ﷺ نے انہیں واپس بھیج دیا اگلے دن وہ پھر آگئے اور کہا یارسول اللہ! میں نے زنا کیا ہے آپ ﷺ نے انہیں دوبارہ واپس لوٹا دیا۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کی قوم کو پیغام بھیج کر دریافت کیا کہ تمہارے علم کے مطابق ماعز کی عقل میں کوئی فتور تو نہیں؟ یا تم اسے بدلا بدلا سا تو نہیں پاتے ہو؟ قوم والوں نے جواب دیا ہماری معلومات کے مطابق وہ کامل عقل کا مالک ہے اور ہمارے خیال کے مطابق وہ نیک آدمی ہے۔

ماعز رضی اللہ عنہ تیسرے دن پھر آگئے آپ ﷺ نے ان کے بارے میں دوبارہ دریافت فرمایا تو قوم والوں نے کہا:

نہ تو اس کا کردار بدلا ہے اور نہ ہی اس کی عقل میں کوئی کوتاہی واقع ہوئی ہے۔

چنانچہ چوتھے روز ان کی خاطر ایک گڑھا کھودا گیا، پھر آپ ﷺ کے حکم سے انہیں سنگسار کردیا گیا۔

پھر غامدیہ خاتون بھی آگئی، اس نے درخواست کی: یارسول اللہ ﷺ میں زنا کر بیٹھی ہوں، مجھے پاک کردیں۔ آپ ﷺ نے اسے بھی واپس لوٹا دیا، اگلے دن پھر آکر اس نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ مجھے کیوں واپس لوٹاتے ہیں؟ شاید آپ مجھے بھی اس طرح واپس لوٹانا چاہتے ہیں جس طرح ماعز کو واپس لوٹایا تھا، اللہ کی قسم، میں تو حاملہ ہو چکی ہوں۔

آپ ﷺ نے یہ بیان سننے کے بعد فرمایا: تب تو سزا نافذ نہیں ہوسکتی، جاؤ اور ولادت کے بعد آنا۔

گناہ گار کی توبہ کا مرتبہ

جب غامدیہ نے بچے کو جنم دے لیا تو اسے ایک کپڑے میں لے کر آئی اور کہا میں بچے کو جنم دے چکی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے لے جاؤ اور دودھ پلاؤ یہاں تک کہ تم اس کا دودھ چھڑا دو۔ جب اس نے دودھ چھڑا دیا تو بچے کو لے کر آئی اور اس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا کہنے لگی:

یارسول اللہ ﷺ، اس کا دودھ میں نے چھڑوا دیا ہے اور اب یہ کھاتا پیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے بچہ ایک مسلمان کے حوالے کردیا پھر آپ ﷺ کے حکم سے اس کے لئے سینے تک گڑھا کھودا گیا اور آپ ﷺ کے حکم سے لوگوں نے اسے سنگسار کردیا۔

Scanned with CamScanner

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ایک پتھر غامدیہ کے سر پر مارا تو خون کے چھینٹے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے چہرے پر آپڑے اس پر حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اس خاتون کو سخت الفاظ کہے نبی اکرم ﷺ نے یہ الفاظ سنے تو فرمایا:

مَهْلًا يَا خَالِدُ! فَوَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَّوْ تَابَهَا صَاحِبُ مَكْسٍ لَغُفِرَ لَهٗ (رواہ مسلم کما فی المشکوۃ)

خالد...... ذرا رک کر! اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، اس عورت نے ایسی عظیم توبہ کی ہے کہ اگر لوگوں سے ناجائز محصول یا ٹیکس لینے والا بھی ایسی توبہ کرتا تو اس کی بخشش بھی ہو جاتی۔

پھر آپ ﷺ کے حکم سے اس کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور اسے دفن کر دیا گیا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اسے رجم کیا ہے اور اس کی نماز جنازہ بھی ادا کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَّوْ قُسِمَتْ بَيْنَ سَبْعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَسِعَتْهُمْ وَهَلْ وَجَدْتَّ شَيْئًا اَفْضَلَ مِنْ اَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

یقیناً اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اہل مدینہ کے ستر آدمیوں پر تقسیم کر دی جائے تو سب کی بخشش ہو جائے کیا تم نے اس سے بھی افضل کوئی کام دیکھا ہے کہ اس نے اپنی جان اللہ کو راضی کرنے کی خاطر قربان کر دی۔

میرے دوستو! گناہ پر نادم ہونا یہ بندے کی اللہ سے محبت کی علامت ہے اور سچے تائب کی نشانی بھی ندامت ہی ہے چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ الندمة توبة توبہ ندامت کا نام ہے۔ اللہ کے محبوب بندے اوّل تو گناہ کرتے ہی نہیں لیکن اگر کبھی نفس کے دباؤ میں آکر گناہ کر بیٹھتے ہیں تو ندامت کے ساتھ خوب رو دھو کر اللہ کو منا لیتے ہیں۔

سورۂ اخلاص کی محبت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو ایک لشکر پر امیر بنا کر بھیجا، پس وہ اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتا اور قرآن پڑھاتا اور اپنی قرأت (ہر

رکعت میں) قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پر ختم کرتا۔ جب یہ (لشکر والے) لوٹ کر آئے تو انہوں نے رسول اللہ کو بتلایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اس سے پوچھو، یہ ایسا کیوں کرتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے پوچھا تو اس نے کہا: (اس میں) رحمٰن کی صفت ہے، اس لئے میں اسے (زیادہ) پڑھنا پسند کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے (سن کر) فرمایا، اس کو بتلا دو کہ اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت فرماتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

(تخریج: صحیح بخاری، کتاب التوحید، وصحیح مسلم، کتاب الصلاۃ، باب قرأۃ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ")

فائدہ: اللہ کی صفات پر مشتمل سورت کو پسند کرنا اور کثرت سے پڑھنا، یہ بھی اللہ کی محبت حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی شخص اگر ہر رکعت کی قرأت کے آخر میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھنے کا اہتمام کرے تو یہ جائز ہے اس میں شرعاً قباحت نہیں ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ دنیا بھر کی محبتوں پر جب تک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت غالب نہیں آجاتی اس وقت تک اللہ کے ہاں کسی کا ایمان قبول نہیں۔

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا دنیا کا بندہ ہلاک ہوا، درہم کا بندہ ہلاک ہوا، بیوی کا بندہ ہلاک ہوا، لباس کا بندہ ہلاک ہوا۔ (قوت القلوب)

دلوں پہ نورِ الٰہی کے جلوے

علمائے متقدمین سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک صدیق کو وحی فرمائی:
میرے بعض بندے ایسے ہیں جو مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں ان سے محبت کرتا ہوں، وہ مجھے چاہتے ہیں اور میں انہیں چاہتا ہوں، وہ مجھے یاد کرتے ہیں اور میں انہیں یاد کرتا ہوں وہ میری طرف دیکھتے ہیں اور میں ان کی طرف نظر کرتا ہوں۔ اب اگر تو بھی ان کی راہ پر چلے تو میں تجھ سے محبت کروں گا اور اگر تو ان سے (الگ ہوکر) دوسری (راہ) پر چلا تو میں تجھ پر غضب ناک ہوں گا۔ انہوں نے عرض کیا:
اے پروردگار! ان کی علامت کیا ہے؟ فرمایا:

Scanned with CamScanner

وہ دن میں اندھیرے کے خیال میں ہوتے ہیں، جیسے کہ ایک مہربان چرواہا بکریوں کا خیال رکھتا ہے۔ وہ غروب آفتاب کے لئے بے چین ہوتے ہیں، جیسے کہ غروب کے وقت پرندے اپنے اپنے گھونسلوں کی طرف لپک کر جاتے ہیں۔

اب جب رات آئی، اندھیرا چھا گیا، بستر لگ گئے اور ہر دوست اپنے دوست کے ساتھ خلوت کرنے لگا تو وہ میرے لئے کھڑے ہو گئے اور میرے سامنے چہرے رکھ دیئے، میرے سامنے مناجات کرنے لگے اور میرے انعامات کے لئے چیک گئے۔ اب وہ پکار رہے ہیں، آہیں بھرتے اور فریاد کناں ہیں، کبھی کھڑے ہو کر، کبھی بیٹھ کر اور کبھی رکوع و سجود کر کے عبادت میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

وہ جو مشقت اٹھا رہے ہیں میری نگاہوں میں ہے اور جو میری محبت کی فریاد کر رہے ہیں، وہ میں سن رہا ہوں سب سے پہلے میں ان کے دلوں پر اپنا نور ڈالوں گا جیسے میں ان کی خبر دے رہا ہوں وہ میری خبر دیں گے۔ (قوت القلوب ج ۲ ص ۱۶۷)

(۵۱)

آئمہ اہل بیت اور ان کے عقائد حقہ

حضرت امام جعفر صادق علیہ الرحمۃ کا وصال ۱۴۸ھ میں ہوا۔

آپ حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ ان کے حالات میں حضرت علامہ جامی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

جناب ابو بصیر کا بیان ہے کہ میں مدینہ منورہ گیا۔ میرے ساتھ ایک لونڈی بھی تھی۔ میں نے اس سے ہم بستری کی۔ اس کے بعد حمام میں جانے کے لئے باہر آیا تو میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی زیارت کے لئے ان کے مکان پر جا رہے ہیں۔ میں بھی ان کے ساتھ ہو لیا۔ جب ہم حضرت امام کے دولت خانہ پر حاضر ہوئے تو آپ کی نظر مجھ پر پڑی۔ آپ نے فرمایا اے ابو بصیر! تمہیں شاید معلوم نہیں کہ پیغمبر اور ان کی آل و اولاد کی قیام گاہوں پر جنابت کی حالت میں نہیں آنا چاہئے۔ میں نے کہا اے ابن رسول اللہ میں نے لوگوں کو آپ کی طرف آتے دیکھا تو مجھے اندیشہ ہوا کہ شاید آپ کی زیارت کی دولت پھر نصیب نہ ہو۔ اس لئے میں آ گیا۔ پھر میں نے توبہ کی اور کہا آئندہ ایسا نہ کروں گا۔ اس کے بعد باہر آ گیا۔ (شواہد النبوۃ ص ۳۳۲)

دوست کی رہائی کی خبر

ایک اور صاحب کا بیان ہے کہ میرا ایک دوست تھا جس کو خلیفہ منصور نے قید کر دیا تھا۔ میری ملاقات حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے حج کے موسم میں میدان عرفات میں ہوئی۔ آپ نے میرے اسی دوست کے متعلق مجھ سے پوچھا۔ میں نے کہا حضور! وہ ویسے ہی قید میں ہے۔ آپ نے دعا کی۔ پھر ایک گھنٹہ بعد فرمایا: خدا کی قسم تمہارے دوست کو بری

کر دیا گیا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ جب میں حج سے فارغ ہو کر واپس آیا تو اپنے اس دوست سے پوچھا: تمہاری رہائی کس دن ہوئی؟ اس نے بتایا: عرفہ کے دن عصر کی نماز کے بعد مجھے چھوڑ دیا گیا تھا۔ (شواہد النبوۃ ص۳۳۲)

یہ غیبت نہیں تو اور کیا ہے؟

اور ایک شخص کا بیان ہے کہ میں نے مکہ معظمہ میں ایک چادر خریدی اور پکا ارادہ کیا کہ وہ کسی کو نہ دوں گا تاکہ موت کے بعد میرے کفن کا کام دے۔ میں عرفات سے مزدلفہ واپس آیا تو چادر گم ہوگئی۔ مجھے بہت دکھ ہوا جب میں علی الصبح مزدلفہ سے منیٰ واپس آیا تو مسجد خیف میں بیٹھ گیا۔ اچانک ایک شخص حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے پاس سے آکر کہنے لگا کہ تجھے حضرت بلا رہے ہیں۔ میں فوراً آپ کے پاس گیا اور سلام کر کے آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ تمہاری چادر تمہیں مل جائے؟ میں نے عرض کیا ہاں حضور۔ آپ نے اپنے غلام کو آواز دی جو ایک چادر لے کر آ گیا میں نے پہچان لیا وہی چادر تھی۔ آپ نے فرمایا اسے لے لو اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو۔
(شواہد النبوۃ ص۳۳۳)

ابو بصیر کی حالت جنابت کو جان لینا، عرفہ کے دن قیدی کے چھوڑ دیئے جانے پر اسی روز میدان عرفات میں آگاہ ہو جانا، چادر کس کی ہے؟ کس کام کے لئے ہے؟ اور چادر والا کہاں بیٹھا ہے؟ یہ سب غیب کی باتیں ہیں جن سے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو آگاہ فرما کر اپنا یہ عقیدہ ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے غیب کا علم عطا فرمایا ہے۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ الرحمۃ

حضرت امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۸۶ھ میں ہوا۔

آپ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کے تذکرے میں حضرت علامہ جامی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: میں سفر حج میں قادسیہ پہنچا۔ وہاں میں نے ایک خوبصورت اور بلند قامت شخص کو دیکھا جو پشمینہ کے کپڑے پہنے ہوئے

تھا۔ وہ ایک جگہ اکیلا جا کر بیٹھ گیا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ یہ نوجوان طبقہ صوفیاء سے معلوم ہوتا ہے۔ شاید چاہتا ہے کہ اس سفر میں مسلمانوں پر بوجھ بنے۔ ضروری ہے کہ میں اس سے کہوں ایسا نہ کرے۔ جیسے ہی میں اس کے پاس پہنچا۔ اس نے کہا: اے شفیق!

اِجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (پ۲۶ ع۱۴)

زیادہ گمان کرنے سے بچو۔ اس لئے کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔

یہ کہہ کر وہ نوجوان چلا گیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا: یہ عجیب بات ہے کہ اس نے میرے دل کی بات جان لی۔ یہ کوئی اللہ کا ولی ہے۔ مجھے اس سے معافی مانگنی چاہئے۔ میں نے بہت تیز چلنے کی کوشش کی لیکن اسے نہیں پا سکا۔

پھر جب میں مکہ معظمہ پہنچا تو دیکھا کہ اس شخص کے پاس کئی غلام و خادم تھے لوگ ان کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے۔ السلام علیک یا ابن رسول اللہ۔ میں نے پوچھا تو معلوم ہوا کہ یہ حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ ہیں۔ میرے منہ سے برجستہ نکلا: اس قسم کا واقعہ ان سے کوئی تعجب کی بات نہیں۔ (شواہد النبوۃ ص۳۳۹)

اولیاء اللہ کے لیے علم غیب حق ہے

ایک اور راوی کا بیان ہے کہ میں مدینہ منورہ میں مجاور تھا۔ میں نے ایک مکان کرایہ پر لے رکھا تھا اور زیادہ تر میں حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ہی رہتا تھا۔ ایک دن سخت بارش ہوئی۔ میں نے خدمت میں حاضر ہونے کا لباس پہنا۔ جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو سلام عرض کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا اے فلاں! اپنے گھر واپس جاؤ۔ تمہارے گھر کی چھت تمہارے مال و اسباب پر گر گئی ہے۔ میں واپس آیا تو دیکھا واقعی میرے گھر کی چھت بہہ گئی تھی۔ میں نے چند مزدوروں کو بلایا جنہوں نے میرا سامان نیچے سے نکالا۔ (شواہد النبوۃ ص۳۴۰)

حضرت شفیق بلخی کے دل کی بات سے واقف ہو کر ان کی بدگمانی دور کرنے کے لئے آیت کریمہ تلاوت کرنا اور مدینہ منورہ کے مجاور کی چھت گرنے کو اپنے گھر سے جان لینا علم غیب ہے جو آپ نے ظاہر فرمایا۔ ثابت ہوا کہ حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کا یہ عقیدہ ہے کہ

Scanned with CamScanner

میرا غیب جاننا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے۔

حضرت امام علی رضا علیہ الرحمۃ

حضرت امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۲۰۲ھ میں ہوا۔

آپ حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کے حالات میں حضرت علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

اہل کوفہ میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ جب میں خراسان جانے کے لئے [illegible] سے روانہ ہونے لگا تو میری لڑکی نے مجھے ایک بہت اچھا کپڑا دیا اور کہا: اسے بیچ کر میرے لئے فیروزہ خرید لائیے گا۔ جب میں مرو پہنچا تو حضرت امام علی رضی اللہ عنہ کے غلاموں نے آکر مجھ سے کہا کہ ہمارا ایک ساتھی انتقال کر گیا ہے۔ اس کے کفن کے لئے کپڑا ہمارے ہاتھ بیچ دو۔ میں نے کہا میرے پاس کوئی کپڑا نہیں یہ سن کر وہ سب چلے گئے مگر تھوڑی دیر کے بعد پھر آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے آقا نے تجھے سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ تمہارے پاس ایک کپڑا ہے جو تمہاری لڑکی نے دیا تھا کہ اسے بیچ کر اس کے لئے فیروزہ خرید لو۔ ہم اس کی قیمت لائے ہیں۔

میں نے کپڑا انہیں دے دیا۔ اس کے بعد دل میں کہا کہ کچھ مسئلے آپ سے پوچھوں اور دیکھوں کیا جواب دیتے ہیں۔ چنانچہ چند مسئلے میں نے ایک کاغذ پر لکھ لئے اور صبح کے وقت آپ کے دولت خانہ پر حاضر ہو گیا۔ وہاں پر لوگوں کا بہت ہجوم تھا کسی کو مجال نہ تھی کہ وہ اس بھیڑ میں آپ سے آسانی کے ساتھ مل سکے۔ میں حیرت کے عالم میں کھڑا تھا کہ آپ کا ایک غلام باہر آیا اور میرا نام لے کر ایک تحریر شدہ کاغذ مجھے دیا اور کہا اے فلاں! یہ تیرے سوالوں کے جوابات ہیں۔ میں نے دیکھا تو واقعی میرے سوالوں کے جوابات اس میں درج تھے۔ (شواہد النبوۃ ص ۳۴۸)

خواہش پوری ہوگئی

اور ایک راوی کا بیان ہے کہ ریان بن صلت نے مجھ سے کہا میری خواہش ہے کہ تم میرے لئے حضرت امام علی رضا سے اجازت لو تا کہ میں آپ کی خدمت میں اس امید سے

حاضری دوں کہ آپ مجھے اپنے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا پہنائیں اور اپنے نام کے چند درہم بھی عطا فرمائیں۔ راوی کا بیان ہے کہ جب میں حضرت علی رضا رضی اللہ عنہ کے یہاں حاضر ہوا اور ابھی میں نے کچھ نہیں کہا تھا کہ آپ فرمانے لگے۔ ریان بن صلت چاہتا ہے کہ یہاں اس امید سے حاضر ہو کہ میں اسے کپڑے پہناؤں اور وہ دراہم جو میرے نام سے جاری ہوئے ہیں ان میں سے کچھ اسے بھی دوں۔ ریان بن صلت کو یہاں لے آؤ۔ ریان اندر گئے تو آپ نے انہیں دو کپڑے عطا فرمائے اور تیس درہم دیئے۔ (شواہد النبوۃ ص ۳۴۹)

لڑکی کا فیروزہ خریدنے کے لئے کپڑا دینے کا واقعہ جو کوفہ میں ہوا تھا شہر مرو میں واقف ہو جانا پھر سوالات پیش کئے جانے سے پہلے ان کو جان لینا اور ریان بن صلت کی تمنا سے واقف ہونا کہ وہ کپڑے اور درہم چاہتا ہے۔ سب غیب ہیں جن کو آپ نے ظاہر فرمایا۔ ثابت ہوا کہ حضرت امام علی رضی اللہ عنہ کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ مجھے علم غیب حاصل ہے ورنہ وہ ان باتوں کو زبان پر ہرگز نہیں لاتے اور نہ سوالوں کے جواب لکھتے۔

حضرت امام تقی علیہ الرحمۃ

حضرت امام محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۲۱۰ھ میں ہوا۔

آپ حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کے ذکر میں حضرت علامہ جامی قدس سرہ تحریر فرماتے ہیں۔

جب خلیفہ مامون رشید کا انتقال ہوا تو حضرت امام محمد تقی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری وفات آج سے تیس مہینے بعد ہوگی۔ جب خلیفہ مامون رشید کے انتقال کو تیس مہینے گزر گئے تب آپ کا وصال ہوا۔ (شواہد النبوۃ ص ۳۵۸)

☆ اور ایک شخص کا بیان ہے کہ میں حضرت امام محمد تقی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: فلاں صالح نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور وہ آپ سے کفن کے لئے کسی کپڑے کا خواہش مند ہے۔ آپ نے فرمایا وہ ان باتوں سے بے پروا ہو چکا ہے۔ یہ سن کر میں باہر آ گیا۔ لیکن آپ کا ارشاد میری سمجھ میں نہیں آیا۔ آخر پتہ چلا کہ وہ تیرہ چودہ روز پہلے ہی مر چکا تھا۔ (شواہد النبوۃ ص ۳۵۸)

Scanned with CamScanner

یہ فرمانا کہ میری وفات آج سے تیس ماہ بعد ہوگی اور کفن کا کپڑا چاہنے والے کے بارے میں فرمانا کہ وہ اس سے بے پرواہ ہو چکا ہے۔ سب غیب کی باتیں ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضرت امام محمد تقی رضی اللہ عنہ کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے علم غیب عطا فرمایا ہے۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ الرحمۃ

حضرت امام حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۲۵۴ھ میں ہوا۔

آپ سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے حضرت امام محمد تقی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کے حالات میں حضرت علامہ جامی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

ایک شخص کے یہاں شادی کے موقع پر دعوت ولیمہ تھی جس میں شرکت کے لئے خلیفوں کی اولاد آئی ہوئی تھی ان کی تعظیم کے لئے بہت سے لوگ جمع تھے۔ اس مجلس میں ایک نوجوان ایسا تھا جو بے ادب تھا۔ بے کار باتیں کرتا تھا اور ہنستا تھا۔ حضرت امام علی عسکری رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا تم ٹھٹھے مار رہے ہو اور اللہ کا ذکر بھول گئے اور تمہیں خبر نہیں کہ تم تین دن کے بعد قبر میں ہوگے۔ یہ بات سن کر وہ نوجوان بے ادبی سے باز آگیا اور حضرت کے ارشاد کے مطابق وہ تیسرے دن مرگیا۔ (شواہد النبوۃ ص ۳۶۳)

☆ اور ایک دوسرے دن کا واقعہ ہے کہ اہل سامرہ کے یہاں دعوت ولیمہ تھی، مجلس میں ایک لڑکا ایسا تھا جو بڑا بے ادب تھا۔ بے ہودہ باتیں کرتا تھا اور آپ کا لحاظ نہیں کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ شخص اس کھانے سے کچھ نہ کھا سکے گا۔ کھانا سامنے آیا اور وہ شخص کھانے کی طرف ہاتھ بڑھانا ہی چاہتا تھا کہ اس کا غلام روتا ہوا آیا اور کہنے لگا۔ آپ کی ماں کوٹھے سے گر کر مرگئی۔ جلدی چلئے۔ وہ شخص کھانا کھائے بغیر اٹھ کر چلا گیا۔

(شواہد النبوۃ ص ۳۶۳)

ایک شخص کو اس بات کی خبر دینا کہ تم تین دن بعد قبر میں ہوگے اور دوسرے کے متعلق فرمانا کہ یہ اس کھانے میں سے کچھ نہ کھا سکے گا۔ دونوں غیب کی باتیں ہیں جن کی خبر دے کر حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ نے اپنا عقیدہ ثابت کردیا کہ میں غیب جانتا ہوں۔

شہزادۂ اہل بیت کا علم

☆ حضرت امام حسین زکی رحمۃ اللہ علیہ کا سن وصال ۲۶۰ھ ہے

آپ حضرت امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کے تذکرے میں حضرت علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

ایک شخص کا بیان ہے کہ میں جیل خانہ میں تھا۔ جیل کی پریشانیوں کو لکھ کر میں نے حضرت امام زکی رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ میں کچھ پیسوں کے متعلق بھی لکھنا چاہتا تھا مگر شرم سے نہیں لکھا۔ آپ نے جواب میں تحریر فرمایا: تم آج ظہر کی نماز اپنے گھر پڑھو گے۔ اللہ کے فضل و کرم سے میں جیل سے چھوٹ گیا اور ظہر کی نماز اپنے گھر پڑھی۔ پھر اچانک مجھے آپ کا خادم آتا ہوا دکھائی دیا جو میرے لئے سو دینار لا رہا تھا۔ اس کے ساتھ ایک خط بھی تھا جس میں لکھا ہوا تھا کہ جس وقت بھی تمہیں پیسوں کی ضرورت ہو شرم نہ کرو ہم سے مانگ لیا کرو۔

(شواہد النبوۃ ص ۳۶۵)

☆ اور ایک شخص کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام زکی رضی اللہ عنہ سے کچھ مسائل پوچھنے کے لئے ایک خط لکھا اور میں چاہتا تھا کہ چوتھیا بخار کے متعلق بھی آپ سے پوچھ لوں لیکن میں یہ لکھنا بھول گیا...... آپ نے جواب میں تحریر فرمایا: تمہارے سوالوں کے جوابات یہ ہیں اور تم یہ بھی چاہتے تھے کہ چوتھیا بخار کے متعلق بھی پوچھوں لیکن تم بھول گئے۔ دیکھو آیت کریمہ یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ ۔ کاغذ پر لکھ کر چوتھیا بخار والے کے گلے میں لٹکا دو۔ میں نے ایسا ہی کیا تو چوتھیا بخار دور ہوگیا۔ (شواہد النبوۃ ص ۳۶۵)

حضرت امام زکی رضی اللہ عنہ کا پہلے شخص کے بارے میں جاننا کہ آج وہ جیل خانہ سے چھوٹ کر آئے گا اور ظہر کی نماز اپنے گھر پڑھے گا اور پھر اس بات سے واقف ہونا کہ اس کو کچھ پیسوں کی ضرورت ہے...... اور دوسرے شخص کے متعلق اس بات سے آگاہ ہونا کہ وہ چوتھیا بخار کے بارے میں بھی پوچھنا چاہتا تھا سب غیب کی باتیں ہیں جنہیں آپ نے ظاہر فرمایا۔ معلوم ہوا کہ آپ کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ میں غیب جانتا ہوں ورنہ ان باتوں کے متعلق وہ ایسا ہرگز نہ فرماتے۔

Scanned with CamScanner

(۵۲)

حاجت روا رسول خدا باذنِ الٰہ جل وعلا

حضرت ابوبکر مجاہد عراق کے مشہور قاری تھے جہاں لوگ ذوق و شوق سے قرأت و تجوید کی تعلیم حاصل کرنے آتے تھے۔ انہی کی درس گاہ کے ایک متعلم نے یہ واقعہ بیان کیا کہ میرے استاد محترم نے ان سے ان کے بال بچوں کا حال دریافت کیا۔ انہوں نے جواب دیا شب گزشتہ میری بیوی کے ہاں تیسری لڑکی پیدا ہوئی۔ بیوی نے مجھ سے ایک دانگ مانگا، جس سے گھی اور شہد منگا کر بچی کے منہ میں رکھے۔ مگر میرے پاس کچھ نہیں تھا۔ اسی فکر میں رات بھر پریشان رہا۔ نیند آئی تو خواب میں حضور نبی مکرم ﷺ کی زیارت سے شادکام ہوا۔ سرکار نے ارشاد فرمایا ''فکر نہ کرو صبح کو علی بن عیسیٰ وزیر کے پاس جا کر میرا اسلام کہنا اور اسے یاد دلانا کہ میرے مزار پر حاضر ہو کر تم نے چار ہزار بار درود شریف پڑھا تھا۔ وہ تمہیں ایک سو دینار دے گا۔'' قاری ابوبکر بن مجاہد نے ضعیف مرد کی بات سن کر کہا کہ یقیناً اس میں کوئی بڑا فائدہ ہے۔ چنانچہ انہوں نے سبق پڑھانا بند کر دیا اور اس مرد ضعیف کے ہمراہ فوراً وزیر کے پاس گئے۔ وزیر نے قاری ابوبکر کے ہمراہ ایک نئے شخص کو دیکھا تو پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ قاری ابوبکر: آپ خود نزدیک بلا کر ان سے دریافت کر لیں۔ علی بن عیسیٰ وزیر: فرمایئے شیخ آپ کون ہیں اور کیا بات ہے؟ ضعیف مرد: میری دو لڑکیاں پہلے سے تھیں سب گزشتہ ایک تیسری بچی پیدا ہوئی ہے۔ میری بیوی نے گھی اور شہد کے لئے مجھ سے ایک دانگ مانگا، میرا ہاتھ خالی تھا۔ شب بھر اسی فکر میں تھا کہ حضور اقدس ﷺ کی زیارت سے شادکام ہوا اور حضور ﷺ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور فرمایا ہے: علی بن عیسیٰ نے میری قبر پر چار ہزار بار درود پڑھا ہے۔ یہ حال اس سے بیان کرو اس سے تم کو سو

دینار ملیں گے۔

وزیر بیت اللہ شریف کا مجاور بن گیا

وزیر: (یہ سن کر آنکھوں سے آنسو برساتے ہوئے) اللہ اور رسول ﷺ نے سچ فرمایا۔ میرا یہ عمل اللہ اور رسول کے سوا کوئی نہیں جانتا، یقیناً تو نیک انسان ہے اور غلام سے دینار و درہم کی تھیلی لانے کو کہا۔ غلام نے تھیلی لا کر وزیر کے سامنے رکھی اور اس نے اس میں سے تین سو دینار نکلوا کر مرد ضعیف کو دیئے اور کہا۔ ''ایک سو حضور اقدس ﷺ کے حکم کی تعمیل کے ہیں اور ایک سو بشارت کے صلہ میں ہیں اور بقیہ ایک سو میری جانب سے ہدیہ ہیں۔''

علامہ شیخ یافعی فرماتے ہیں ''اس مرد ضعیف کو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور حضور ﷺ کی برکت سے بھلائی حاصل ہوئی، اسی طرح وزیر کو بھی فیض پہنچا اور وہ وزارت ترک کر کے مکہ مکرمہ میں مسجد حرام کا مجاور بن گیا۔ حضور اقدس ﷺ نے اس وزیر کا ذکر اسی لئے فرمایا: سرکار کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کی سعادت مندی کا علم ہو چکا تھا، اور اس کے انجام کار کی خبر تھی۔ کہا جاتا ہے کہ ایک روز وزیر بہت بڑا جلوس لے کر نکلا۔ پردیسی لوگ پوچھنے لگے یہ کون ہے؟ یہ کون ہے؟ ایک عورت بولی کب تک پوچھتے رہو گے۔ یہ کون ہے؟ یہ کون ہے؟ یہ ایک ایسا بندہ ہے جو خدا کی نظر سے گر گیا تو اس بلا میں گرفتار ہوا۔ وزیر نے یہ سنا تو اسی دن وزارت ترک کر دی اور مکہ مکرمہ جا کر مجاورت اختیار کی۔'' رضی اللہ عنہ

(روض الریاحین)

Scanned with CamScanner

(۵۳)

مہمان نوازی کی قابل رشک مثالیں

ہمارے آقا جناب رسول اللہ ﷺ اعلیٰ درجہ کے مہمان نواز تھے۔ اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم تو گویا آپ کے مستقل مہمان تھے ہی ویسے بھی مدینہ میں جو وفود آتے وہ سب آپ کے مہمان رہتے تھے۔ کبھی متعدد مہمان آجاتے تو آپ اپنے گھروں میں معلوم کراتے جہاں سے بھی کھانے کا انتظام ہو جاتا مہمان کو پیش کیا جاتا اور اگر ازواج مطہرات میں سے کسی گھر میں بھی انتظام نہ ہو پاتا تو آپ مہمانوں کو اپنے جاں نثار صحابہ میں تقسیم فرمادیتے اور جس صحابی کو بھی یہ سعادت ملتی وہ اس کا حتی الامکان پوری بشاشت اور خوش دلی سے حق ادا کرتا۔

ایک مرتبہ اسی قسم کا واقعہ پیش آیا۔ ایک شخص آپ کے یہاں مہمان ہوا۔ آپ ﷺ نے ازواج مطہرات کے گھروں میں کھانے کو معلوم کرایا تو اتفاق سے کسی کے یہاں انتظام نہ تھا تو آپ ﷺ نے مجلس میں موجود صحابہ سے فرمایا: ”میرے اس مہمان کی کون میزبانی کرے گا؟“ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ سعادت میں حاصل کروں گا۔ چنانچہ اس مہمان کو لے کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ گھر پہنچے اور اپنی پاک طینت اہلیہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کھانے کا کیا انتظام ہے؟ انہوں نے جواب دیا: بس ہمارے اور بچوں کے بقدر انتظام ہے۔ حضرت ابوطلحہ نے فرمایا: بچوں کو بہلا کر سلا دو اور جب دستر خوان بچھاؤ تو چراغ بجھا دینا اور مہمان کے ساتھ میں بیٹھ جاؤں گا اور یہ احساس دلاؤں گا کہ میں بھی کھا رہا ہوں تاکہ مہمان کو ناگواری نہ ہو چنانچہ اہلیہ نے ایسا ہی کیا۔ اپنا سارا کھانا ان دونوں نے مہمان کو کھلا دیا اور خود حالانکہ دن میں روزے سے تھے، بھوکے ہی سو گئے۔ صبح نماز فجر میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دیکھتے ہی فرمایا: ”ابو

طلحہ! رات تمہارا اپنے مہمان کے ساتھ معاملہ اللہ تعالیٰ کو بڑا پسند آیا اور اس نے تم دونوں میاں بیوی کی شان میں یہ آیت نازل فرمائی ہے: (وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ) (الحشر:۹)

”اور مقدم رکھتے ہیں ان کو اپنی جان سے اگرچہ ہو اپنے اوپر فاقہ۔“

(بخاری: ۱/۵۳۵ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ)

غلام و مہمان کے آرام و عزت کا اس قدر خیال

رجاء بن حیوۃ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ خلیفہ عادل امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے عبدالعزیز سے کہا کہ میں نے تمہارے والد محترم سے زیادہ کامل عقل والا شخص نہیں دیکھا۔ ایک رات میں ان کا مہمان ہوا۔ ابھی ہم گفتگو کر رہے تھے کہ چراغ بجھ گیا۔ ہمارے قریب ایک خادم سو رہا تھا۔ میں نے عرض کیا: اس خادم کو جگا دیجئے۔ وہ چراغ جلا لائے گا تو حضرت نے فرمایا نہیں وہ سو گیا ہے۔ پھر میں نے عرض کیا: اچھا تو میں جا کر اس کو درست کرلاؤں تو آپ نے فرمایا: اپنے مہمان سے خدمت لینا شرافت اور مروت کے خلاف ہے۔ پھر آپ خود اٹھے اور چراغ کی بتی درست کی اور اس میں تیل ڈال کر جلا کر لائے۔ پھر فرمایا: میں جب گیا تھا تو بھی عمر بن عبدالعزیز تھا اور آیا تو بھی عمر بن عبدالعزیز ہی رہا۔ یعنی اس چراغ جلانے سے میری حیثیت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ (شعب الایمان ۷/۱۰۲)

معلوم ہوا کہ مہمان کسی بھی درجہ کا ہو اس کا اکرام یہ ہے کہ میزبان اس سے کوئی کام نہ لے بلکہ ہر ممکن طریقہ پر اسے راحت پہنچانے کی کوشش کرے۔

☆ ابن عون فرماتے ہیں: ”مجھے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے دولت خانہ پر قیام کا اتفاق ہوا تو یہ دونوں حضرات خود کھڑے ہو کر میرے لئے بستر بچھواتے تھے اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو تو میں نے اپنے دست مبارک سے بستر جھاڑتے ہوئے دیکھا ہے۔“ (ایضاً)

اصحاب صفہ کی گذر اوقات

سیدنا عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب صفہ غریب لوگ تھے ایک

Scanned with CamScanner

دن نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے کو (ان میں سے) لے جائے اور اگر چار کا ہو تو پانچواں یا چھٹا ان میں سے لے جائے۔'' اور امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تین آدمی لے گئے اور نبی کریم ﷺ دس لے گئے، عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں تھا اور میرے ماں باپ۔ (راوی حدیث ابوعثمان نے کہا) اور میں نہیں جانتا کہ انہوں نے یہ بھی کہا (یا نہیں) کہ میری بیوی اور ہمارا خادم بھی تھا جو میرے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر میں مشترک تھا اور ابوبکر نے نبی کریم ﷺ کے ہاں رات کا کھانا کھا لیا اور تھوڑی دیر وہیں ٹھہر رہے جہاں عشاء کی نماز پڑھی گئی تھی، لوٹ کر پھر تھوڑی دیر ٹھہرے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے آرام فرمایا پھر اس کے بعد جس قدر رات، اللہ نے چاہا، گزار دی (وہیں رہے) پھر اپنے گھر میں آئے تو ان سے ان کی بیوی نے کہا: آپ کو آپ کے مہمانوں سے کس نے روک لیا تھا یا یہ کہا کہ آپ کے مہمان سے؟ وہ بولے کیا تم نے انہیں کھانا نہیں کھلایا؟ انہوں نے کہا وہ نہیں مانے یہاں تک کہ آپ آ جائیں، کھانا ان کے سامنے پیش کیا گیا تھا مگر انہوں نے انکار کیا۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں تو (مارے خوف کے) جا کر چھپ گیا پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اے لئیم! اور پھر بہت سخت سست کہا اور مہمانوں سے کہا کہ تم خوب سیر ہو کر کھاؤ۔ اس کے بعد کہا کہ اللہ کی قسم! میں ہرگز نہ کھاؤں گا۔ عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ

''وَايْمُ اللّٰهِ مَا كُنَّا نَاْخُذُ مِنْ لُّقْمَةٍ اِلَّا رَبَا مِنْ اَسْفَلِهَا اَكْثَرُ مِنْهَا قَالَ يَعْنِيْ حَتّٰى شَبِعُوْا''

''اللہ کی قسم! ہم جب کوئی لقمہ لیتے تھے تو اس کے نیچے اس سے زیادہ بڑھ جاتا تھا۔ پھر جب سب مہمان آسودہ ہو گئے اور کھانا جس قدر پہلے تھا اس سے زیادہ بچ گیا۔''

مہمان کی برکت

تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف دیکھا تو وہ اسی قدر تھا جیسا کہ پہلے تھا یا اس سے بھی زیادہ تو اپنی بیوی سے کہا کہ اے بنی فراس کی بہن! کیا ماجرا ہے؟ وہ بولیں:

''لَا وَقُرَّةِ عَيْنِيْ لَهِيَ الْاٰنَ اَكْثَرُ مِمَّا كَانَتْ قَبْلُ''

''اپنی آنکھ کی ٹھنڈک کی قسم یقیناً یہ اس وقت پہلے سے زیادہ ہے۔''

پھر اس میں سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کھایا اور کہا یہ یعنی ان کی قسم شیطان ہی کی طرف سے تھی بالآخر اس میں سے ایک لقمہ انہوں نے کھا لیا۔ اس کے بعد اسے نبی کریم ﷺ کے پاس اٹھا لے گئے وہ صبح کو وہیں تھا اور ہمارے اور ایک قوم کے درمیان کچھ عہد تھا، اس کی مدت گزر چکی تھی تو ہم نے بارہ آدمی علیحدہ علیحدہ کر دیئے۔ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ کچھ آدمی تھے، واللہ اعلم! ہر شخص کے ساتھ کس قدر آدمی تھے، اس کھانے سے سب نے کھا لیا۔

(صحیح البخاری، مواقیت الصلاۃ، باب السمر مع الاھل والضیف: ۶۰۲)

☆ (نافع روایت کرتے ہیں کہ) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما اس وقت تک کھانا نہیں کھایا کرتے تھے جب تک کوئی مسکین شخص ان کے ساتھ کھانے میں نہیں شریک ہوتا تھا۔ ایک روز میں ایک مسکین کو بلا کر لایا۔ وہ ان کے ساتھ کھانے لگا اور اس نے بہت کھایا۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے خادم (نافع) سے کہا اب اس کو میرے پاس نہ لانا کیونکہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا:

(اِنَّ الْمُؤْمِنَ يَاْكُلُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ وَ الْكَافِرَ يَاْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَاءٍ)

''مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔'' (یعنی خوب پیٹ بھر کے کھانا کھاتا ہے)

(بخاری، الاطعمہ، باب المومن یاکل فی معی واحد الخ: ۵۳۹۳)

(۵۴)

بھنا ہوا ہرن اور ولی اللہ کی زندگی

حضرت سیدنا ابراہیم خواص علیہ الرحمۃ حضرت سنان علیہ الرحمۃ کے بھائی حضرت سیدنا حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوتراب نخشی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں اور میرے چند رفقاء حرمین شریفین کی حاضری کے لئے سفر پر روانہ ہوئے۔ میں نے سب سے الگ تھلگ رہ کر سفر کرنا پسند کیا اور انہیں چھوڑ کر اکیلا ہی سفر کرتا رہا، چلتے چلتے جب بھوک نے بہت زیادہ ستایا تو میرے دوستوں نے ایک ہرن شکار کیا اور ذبح کرنے کے بعد اسے بھونا پھر سب مل کر کھانے کے لئے بیٹھ گئے۔ ابھی انہوں نے کھانا شروع بھی نہ کیا تھا کہ ایک بہت بڑا پرندہ آیا، اس نے بھنے ہوئے ہرن پر حملہ کیا اور اس کا چوتھائی حصہ لے کر فضا میں بلند ہو گیا۔ میرے رفقاء کا کہنا ہے: ''ہم نے اس کا پیچھا کیا لیکن کچھ دور جا کر وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہو گیا۔''

حضرت سیدنا ابوتراب نخشی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: جب ہم سب دوست مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے تو میں نے ان سے پوچھا: ''کیا تمہیں دورانِ سفر کوئی عجیب وغریب واقعہ پیش آیا؟'' انہوں نے جواب دیا: ''جی ہاں! ہمیں ایک عجیب وغریب واقعہ پیش آیا۔'' پھر انہوں نے پرندے اور ہرن والا واقعہ سنایا۔ ان سے یہ واقعہ سننے کے بعد میں نے کہا: ''فلاں دن فلاں وقت میں سوئے حرم سفر پر رواں دواں تھا کہ اچانک ایک پرندہ آیا اور میرے سامنے بھنے ہوئے ہرن کا چوتھائی حصہ ڈال کر وہاں سے غائب ہو گیا، دیکھو! ہمارے پاک پروردگار نے ہمیں کس طرح ایک ہی وقت میں ایک ہی ہرن کا گوشت کھلایا۔''

(عیون الحکایات)

ایک دن پہلے اپنی موت کی خبر دے دی

حضرت سیدنا احمد بن منصور علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: میں نے اپنے استاذ حضرت سیدنا ابو یعقوب السوسی علیہ الرحمۃ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک مرتبہ میرا ایک شاگرد میرے پاس مکہ مکرمہ آیا اور کہنے لگا: ''اے استادِ محترم! کل ظہر کی نماز کے بعد میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملوں گا۔ آپ یہ چند درہم لے لیجئے، ان سے گورکن (قبر کھودنے والے) کی اُجرت ادا کر دینا اور بقیہ درہموں کی خوشبو منگوا لینا اور مجھے میرے انہیں کپڑوں میں دفن کر دینا، یہ بالکل پاک وصاف ہیں۔'' اس کی یہ باتیں سن کر میں سمجھا کہ شاید بھوک کی وجہ سے اس کی یہ حالت ہو گئی۔ مجھے اس کی باتوں پر تعجب بھی ہو رہا تھا بہرحال میں نے اس پر توجہ نہ دی۔ دوسرے دن جب نمازِ ظہر کا وقت ہوا تو اس نے نماز ادا کی اور خانہ کعبہ کو دیکھنے لگا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ زمین پر گر پڑا۔ میں دوڑ کر اس کے قریب گیا اور اسے ہلا جلا کر دیکھا، اس کا جسم بے جان ہو چکا تھا اور خانہ کعبہ کا جلوہ دیکھتے دیکھتے اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔

یہ صورت حال دیکھ کر میں نے دل میں کہا: ''میرا پروردگار بڑا بے نیاز ہے، جسے چاہے جو مقام عطا فرمائے، اس کی حکمتیں وہی جانے، وہ جسے چاہے اپنی معرفت عطا کرے۔ وہ ذات پاک ہے جس نے میرے شاگرد کو اتنا مرتبہ عطا فرمایا: موت سے پہلے ہی اسے حقیقت سے آگاہی عطا فرما دی اور میں ایسی باتیں نہیں جانتا حالانکہ میں اس کا استاد ہوں۔ یہ اس کی نعمتیں ہیں جسے چاہے عطا کرے۔''

مجھے اپنے اس شاگرد کی موت کا بہت غم ہوا، بہرحال ہم نے اسے تختہ پر لٹایا اور غسل دینا شروع کیا جب میں نے اسے وضو کرایا تو اچانک اس نے آنکھیں کھول دیں۔ یہ دیکھ کر میں بڑا حیران ہوا اور اس سے پوچھا: ''اے میرے بیٹے! کیا تو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو گیا؟'' اس نے بڑی فصیح وبلیغ زبان میں جواب دیا: ''(اے استادِ محترم)! میں موت کے بعد زندہ ہو گیا ہوں اور موت کے بعد اپنی قبروں میں اللہ تعالیٰ کے تمام ولی زندہ ہوتے ہیں۔'' (ایضاً)

(۵۵)

دنیا میں اللہ والوں کا حال

(ابن ابی الدنیا) عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے سلمہ بن شبیب نے خبر دی وہ عبداللہ بن عمر واسطی سے روایت کرتے ہیں وہ ابوالربیع اعرج سے وہ شریک سے وہ جابر سے وہ فرماتے ہیں: محمد بن علی نے فرمایا: اے جابر! میں انتہائی غمزدہ ہوں، میرا دل انتہائی مصروف ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے پوچھا تیرا غم کیا ہے اور تیرے دل کی کیا مصروفیت ہے؟ وہ فرمانے لگے: جابر! جب صاف شفاف دل کے اندر اللہ کا خالص دین داخل ہو جاتا ہے تو وہ اسے ماسوا سے مشغول کر دیتا ہے اے جابر! دنیا کی کوئی حیثیت نہیں! اور یہ عنقریب فنا کے گھاٹ اتر جائے گی، دنیا کی حقیقت تو صرف وہ سواری ہے جس پر تو سوار ہو یا وہ کپڑا جو تو نے پہن لیا، یا وہ عورت ہے جس سے تو نے اپنی خواہش پوری کر لی، اے جابر! ایمان والے دنیا میں رہ کر اس سے مطمئن اور بے خوف نہیں ہوتے، انہیں آخرت کا فکر دامن گیر رہتا ہے۔ اللہ کے ذکر سے کوئی فتنہ انہیں بہرا نہیں کر سکتا دنیا کی کوئی آرائش ان کی آنکھوں کو اللہ کے نور سے اندھا نہیں کر سکتی، یہ لوگ نیکوکاروں کا اجر حاصل کر کے فائز المرام ہو گئے، اہل تقویٰ ہی دنیا میں سب سے کم مشقت جھیلتے ہیں اور سب سے زیادہ معاونت کرتے ہیں اگر تجھے نسیان ہو جائے تو وہ یاد دہانی کرواتے ہیں اور اگر تجھے یاد ہے تو تیری معاونت کرتے ہیں اللہ کی حق بات سناتے ہیں اللہ کے امر کو مضبوطی سے تھامے ہوتے ہیں اپنے رب کی محبت میں لوگوں کی محبت کو خیر باد کہہ دیتے ہیں اللہ اور اس کی محبت کی طرف اپنے قلب سے متوجہ ہیں۔ اپنے بادشاہ کی طاعت کی وجہ سے دنیا سے انہیں وحشت ہے اور جانتے ہیں کہ مالک کو ان کی یہی حالت وکیفیت مطلوب ہے۔ دنیا تو ان کی نظروں میں ایک مسافر خانہ ہے جہاں

مسافر کچھ دیر ٹھہر کر چل دیتا ہے یا اس کی مثال تو اس خوبی کی سی ہے جو تجھے خواب میں حاصل ہو کہ جب بیدار ہو گے تو کچھ پاس نہ ہو گا۔ اللہ نے جس طرح تیری حفاظت فرمائی۔ اس طرح تو بھی اس کے دین اور حکم کی رعایت رکھ۔

اہل اللہ کا دنیا کے ساتھ معاملہ

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے علی بن حسن بن ابی مریم نے حسین بن زیادہ مروزی سے خبر دی وہ فرماتے ہیں: معدان نے فرمایا: دنیا میں اتنا عمل کر جتنا تو نے اس میں رہنا ہے اور آخرت کے لئے اتنا عمل کر جتنا تو نے وہاں رہنا ہے۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے علی بن ابومریم نے اپنے ایک شیخ سے خبر دی، وہ یوسف بن اسباط سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: مجھے زرعہ نے کہا! جس کی نظروں میں حقیر سی دنیا اتنی بڑی آخرت سے بڑی ہو گئی، وہ دنیا میں رہ کر آخرت کے لئے کیسے عمل کر سکتا ہے؟

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے روح بن عبدالرحمٰن نے خبر دی انہیں صالح بن عبدالکریم نے وہ فرماتے ہیں: کسی عقلمند نے فرمایا۔ دنیا سے وہی بچ سکتا ہے جو دنیا سے بقدر ضرورت لے اور پھر دنیا سے نکل جائے اور اس کا حساب بھی اسی کے اعتبار سے ہو اور جو دنیا دوسروں کے لئے لے گا وہ دنیا پر ٹوٹ پڑے گا اور اس میں اقامت اختیار کرلے گا۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے حسین بن عبدالرحمٰن نے اپنے بعض شیوخ سے خبر دی وہ فرماتے ہیں: حضرت حسن نے فرمایا! دنیا تو نام ہی غموں اور پریشانیوں کا ہے اگر کسی کو اس میں خوشی حاصل ہو تو یہ نفع ہے۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے احمد بن عوی بصری نے اپنے یہ اشعار سنائے:

میں ایسے نفس کی اللہ سے شکایت کرتا ہوں جو مجھے ملامت کرتا ہے، وہ میری ہلاکت چاہتا ہے اور میں اسے چاہنے کی فکر میں ہوں۔ جب کبھی مجھے کسی ایسی مصیبت کا حکم کرے گا جس میں میری ہلاکت ہو، وہ میری موافقت نہیں کرتا، وہ بسا اوقات مجھ پر غالب آ جاتا ہے، پھر میں اس پر غالب آ جاتا ہوں۔ میں اسے سختی کے ساتھ اللہ کی وعید سے ڈراتا ہوں مگر وہ

Scanned with CamScanner

پھر بھی بیکار تمناؤں اور لہو ولعب سے باز نہیں آتا۔

دنیا میں رہنے کا طریقہ

بلکہ یوں کہو کہ یہ ہمیشگی کے گھر کے قریب ہی نہیں جاتا، گویا یہ دنیا ہی میں ہمیشہ رہنا چاہتا ہے کیا تو نے کوئی ایسا شخص دیکھا ہے جو اس کی سختیوں سے بچا ہو یا تو نے یہ سنا ہے کہ کوئی بھی زندہ اس میں ہمیشہ رہا ہو۔ کیا تو گزشتہ گناہوں سے نہیں ڈرتا، انہیں تو بھلا سکتا ہے مگر وہ اللہ کی شمار میں ہیں، کتنی ہی سیئات کا تو نے ارتکاب کیا، تو انہیں کھلم کھلا کرتا رہا مگر اللہ تعالیٰ پردہ پوشی فرماتا رہا تو ہر روز ہم سے عبرتیں حاصل کر رہا ہے اور اللہ کی طرف سے ڈراوا اور تنبیہ آرہی ہے۔ کیا تو موت کو نہیں دیکھ رہا جو اچانک ہر طرف سے احاطہ کر کے تجھ سے جان لے لے گی، وہ آرزوئیں مکدر ہو چکیں جن کی تجھے تمنا تھی، اور زندوں میں اس کی موت کا اعلان کرنے اور رونے والے اپنا کام کر چکے۔ انہیں مٹی میں دفن کیا جا چکا ان کی بدیاں تروتازگی کے بعد بوسیدگی کا شکار ہو چکیں، مگر اس کے باوجود اللہ انہیں پھر زندہ کرے گا۔ جو مال انہوں نے جمع کیا تھا اور ذخیرہ اندوزی کی تھی، اقارب ورشتہ دار اسے آپس میں تقسیم کرنے لگے، اپنی زندگی ہی میں اپنی تیاری کر لے اور جو کچھ ہو چکا اس میں اللہ سے معافی مانگ لے۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے عبدالرحمٰن بن صالح نے خبر دی، انہیں شعیب بن راشد نے خبر دی وہ ابوروح انصاری سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہ یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔ اے اللہ مجھے آخرت کا شوق عطا فرما حتیٰ کہ دنیا سے بے رغبت ہو کر اس کی صداقت اور سچائی مجھے اپنے دل میں محسوس ہونے لگے، اے اللہ مجھے آخرت کے معاملے میں بصیرت عطا فرما حتیٰ کہ میں شوق کے ساتھ حسنات کا طالب بنوں اور سیئات سے ڈر کر بھاگوں۔ (کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

(۵۶)

صاف ستھرا رہنا ایمانی تقاضا ہے

ابن جوزی فرماتے ہیں: میں نے بہت سے لوگ دیکھے ہیں جو اپنے بدن تک سے غافل اور بے پرواہ ہوتے ہیں۔ مثلاً ایسے ہیں جو کھانا کھانے کے بعد دانتوں کا خلال نہیں کرتے اور ایسے ہیں جو ہاتھوں سے چکنائی نہیں اتارتے اور کچھ ایسے ہیں جو کبھی مسواک نہیں کرتے اور کچھ ایسے ہیں جو سرمہ نہیں لگاتے اور بعض ایسے ہیں جو اپنی بغلوں کی صفائی کا خیال نہیں رکھتے وغیرہ وغیرہ۔ ان غفلتوں اور بے پرواہیوں سے دین اور دنیا دونوں کا نقصان ہوتا ہے دینی نقصان تو یوں ہے کہ مؤمن کو جمعہ کے دن غسل کرنے اور صفائی کرنے کا حکم ہے کیونکہ لوگوں کے مجمع میں جانا ہے اور مسجد میں کچا لہسن کھا کر جانے سے بھی اسے منع کر دیا گیا ہے اور شریعت نے اسے اعضاء کو اچھی طرح صاف کرنے اور دھونے کا حکم دیا ہے نیز ناخن تراشنے کا مسواک کرنے کا زیر ناف بال اتارنے کا اور اسی طرح کے اور کئی اعمال ہیں تو جب یہ ان اعمال کو چھوڑتا ہے گویا سنت والے اعمال کا تارک ہوا اور یہی بات کبھی عبادت کے فاسد ہونے تک پہنچ جاتی ہے مثلاً ناخن بڑھنے سے ان کے نیچے میل جمع ہو جاتی ہے جو غسل اور وضو کے وقت پانی کو وہاں تک نہیں پہنچنے دیتی اور دنیاوی نقصان یوں ہے کہ میں نے ان غافل اور مہمل لوگوں کو دیکھا ہے جو اپنی غفلت میں اور لاپرواہی میں آگے بڑھ جاتے ہیں اور ایسی غفلت کہ اپنا دھیان تک نہیں رہتا اور نہ ہی اس ایذا اور تکلیف کا ان کو پتہ چلتا ہے جو ان سے پھوٹتی اور لوگوں تک پہنچتی ہے بعض دفعہ میرے ساتھ سرگوشی کرنا چاہتے ہیں تو میں ان سے منہ تو موڑ نہیں سکتا کہ ان سے بات کرنے کا ارادہ ہوتا ہے مگر مجھے ان کے منہ کی بدبو سے جو تکلیف ہوتی ہے "الٰہی توبہ" شاید ان میں اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ

Scanned with CamScanner

جب سے شعور پکڑا ہے یوں لگتا ہے دانتوں پر انگلی بھی نہیں پھیری اور ایسی بدبو عورت کے نفرت کرنے کا ذریعہ بن جاتی ہے اور ایسے شخص کا ذکر وہ کبھی اچھے انداز سے نہیں کر سکتی، یہاں تک کہ اس کی توجہ اس کی طرف سے ہٹ جاتی ہے۔

اپنی بیوی کے لئے بننا سنورنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے میں اپنی عورت کے لئے مزین ہونا ایسا ہی پسند کرتا ہوں جتنا کہ اس کا مزین ہونا اپنے لئے کچھ لوگ اسے تکلیف یا تصنع کہیں گے مگر نہیں دیکھئے اللہ تعالیٰ نے جیسے ہمیں پیدا فرمایا ہے زینت بھی بخشی ہے کیونکہ آنکھ کو نظر سے لذت ملتی ہے جو شخص آنکھ کی پلکوں اور ابروؤں میں غور کرتا ہے اور ان کی فطری ترتیب دیکھتا ہے وہ یقین کر لیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو زینت بھی بخشی ہے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ پاکیزہ اور صاف ستھرے رہنے والے تھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ آپ ہاتھ مبارک اوپر کو اٹھاتے تو بغلوں کی سفیدی نمایاں ہوتی تھی اور کبھی پنڈلی مبارک کھل جاتی تو کھجور کے گابھے کی مثل دکھائی دیتی اور مسواک کو کبھی الگ نہ فرماتے تھے آپ کو یہ قطعاً پسند نہ تھا کہ آپ کی طرف سے ایسی بو کبھی محسوس کی جائے جو عمدہ نہ ہو۔

حکماء کا قول ہے لباس صاف ستھرا ہو تو غم کم ہوتے ہیں خوشبو کا استعمال رکھنے سے عقل بڑھتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کیا بات ہے تم لوگ دانتوں پر زردی لئے چلے آتے ہو مسواک کیا کرو اور مسواک والی نماز کو بلا مسواک نماز پر فضیلت دی گئی ہے صاف ستھرا رہنے والا انسان اپنے نفس کو آلائشوں سے پاک صاف بھی کرتا ہے اور تروتازہ بھی، اپنی نظافت اور عمدگی کی وجہ سے وہ لوگوں کے دلوں میں محبوب بن جاتا ہے اور ان کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کو پسند فرماتے تھے اور آدمی کی یہ نظیف حالت عورت کے دل میں انس پیدا کرتی ہے کیونکہ ان کی طبیعت بھی مردوں کی طبیعت سے ملتی جلتی ہے جیسے عورت کی غلیظ حالت مرد کو ناپسند ہوتی ہے ایسے ہی عورت کو بھی مرد کی یہ حالت ناپسند آتی ہے پھر مرد تو ایسی حالت پر کبھی صبر کر لیتا ہے مگر عورت نہیں کرتی۔

مغلوب الحال لوگوں کو دلیل نہ بنایا جائے

میں نے ایسے لوگوں کی جماعت دیکھی ہے جو اپنے آپ کو صوفی اور زاہد کہتے ہیں اور وہ لوگوں میں غلیظ ترین ہوتے ہیں وجہ یہ ہے کہ وہ علم کی سان پر نہ چڑھ سکے۔ یہ جو مشہور ہے کہ داؤد طائی کو کہا گیا کہ بہتر ہے کہ آپ داڑھی میں کنگھی کر لیا کریں تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ مجھے فرصت نہیں ہے۔ یہ انہوں نے سنت پر عمل کرنے سے عذر بیان کیا ہے اور خوف آخرت کی شدت کی وجہ سے اپنے آپ سے بے خبر ہونے کی بات بتائی ہے اگر ان پر حال کا غلبہ نہ ہوتا تو وہ کبھی سنت نہ چھوڑتے لہٰذا مغلوب الحال لوگوں کو دلیل نہ بنانا چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر نظر رکھنے والا آپ کو علم و عمل میں کامل بلکہ اکمل پائے گا بس انہی کی اتباع مطلوب حقیقی ہے اور وہی مخلوق پر کامل حجت ہیں (صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم) (صید الخاطر)

Scanned with CamScanner

(۵۷)

نام محمد کے میں قرباں ﷺ

(1) اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام محمد (ﷺ) رکھا...... جس کی سب سے زیادہ تعریف کی جائے...... اور آپ ﷺ کا نام احمد رکھا جو سب سے زیادہ تعریف کرے......جن کی اللہ خود تعریف کرے تو کون ان کی تعریف کرسکتا ہے

کبھی آپ ﷺ کے اخلاق کی تعریف ہورہی ہے......
کبھی آپ ﷺ کی جان کی قسمیں ارشاد فرمائی جارہی ہیں......
کبھی آپ ﷺ کی صفائی پیش کرتے ہوئے قسمیں اٹھائی جارہی ہیں
کبھی آپ ﷺ کے خطاب کے آداب سکھائے جارہے

(2) اتنے نام دے دیئے...... نام تو ہے عبدالرحمٰن ماں کہتی ہے میرا عبدالرحمٰن...... کبھی کہتی ہے میرا دل...... کبھی کہتی ہے میرے جگر کا ٹکڑا......

کبھی کہتی ہے: ہے میرا چاند...... چاہے ہو کالی رات
لیکن یہ چاند کہتی ہے......کبھی میرا تارا کہتی ہے

وہ صرف عبدالرحمٰن پہ راضی کیوں نہیں ہورہی...... محبت ایک لفظ پہ راضی نہیں ہورہی...... محبت کی کثرت الفاظ کو کھینچتی ہے...... محبت کی شدت الفاظ کو لاتی ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے ایک نام پر اکتفا نہیں کیا بلکہ فرمایا تو محمد ہے:

تو احمد ہے تو ماحی ہے تو حاشر ہے
تو خاتم ہے تو عاقب ہے تو ابوالقاسم ہے
تو طٰہٰ ہے تو یٰسین ہے
اور تو میرا حبیب ہے......

اسم مبارک سے مردہ زندہ ہو جائے

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ بردہ شریف کی شرح لکھتے ہوئے ایک مقام پر فرماتے ہیں:......''انه اذا ذكر على ميت حقيقى صار حيا حاضر......''

اگر خدائے تعالیٰ ہمارے آقا علیہ السلام کے اسم مبارک کی برکات کو آج بھی ظاہر کردے تو اس کی برکت سے مردہ زندہ ہوجائے...... کافر کے کفر کی تاریکیاں دور ہوجائیں اور غافل دل ذکر الٰہی میں مصروف ہوجائے...... لیکن رب کائنات نے اپنی حکمت کاملہ سے حضور ﷺ کے حسن و جمال کے جوہر نایاب پر پردہ ڈال دیا ہے...... شاید اس سے رب کائنات کی حکمت یہ ہو کہ ایمان بالغیب پردہ کی صورت میں ہی ممکن ہے...... اور مشاہدہ حقیقت اس کے منافی ہے......

دوسری وجہ لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کے حسن و جمال کو مکمل طور پر اس لئے بھی ظاہر نہیں کیا گیا کہ کہیں ناسمجھ لوگ غلو کا شکار ہوکر معرفت الٰہی سے ہی غافل نہ ہوجائیں......

(4) حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی مدح میں حسب ذیل اشعار پڑھے:

اَغَرُّ عَلَيْهِ لِلنُّبُوَّةِ خَاتَمٌ
مِنَ اللهِ مِنْ نُوْرٍ يَلُوْحُ وَيَشْهَدُ

''آپ ﷺ حسین ہیں...... آپ ﷺ پر مہر نبوت ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے...... وہ مہر نور ہے...... چمکدار ہے اور گواہی دیتی ہے......''

وَضَمَّ الْاِلٰهُ اسْمَ النَّبِيِّ اِلٰى اِسْمِهٖ
اِذَا قَالَ فِي الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ اَشْهَدُ

''اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام اپنے نام کے ساتھ ملایا...... جب موذن پانچوں وقت اشھد ان لا الہ الا اللہ کہتا ہے...... تو اس کے ساتھ ہی اشھد ان محمدا رسول اللہ کا بھی اظہار واعلان کرتا ہے......''

وَشَقَّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ
فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَّهٰذَا مُحَمَّدٌ

Scanned with CamScanner

"اللہ تعالیٰ نے اپنے نام سے حضور ﷺ کا نام نکالا تا کہ آپ ﷺ کی عزت وعظمت کا اظہار ہو...... تو مالک عرش کا نام محمود ہے اور آپ ﷺ کا نام محمد (ﷺ)......"

نام مصطفیٰ کی برکت

سیّدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ وُلِدَ لَهُ مَوْلُوْدٌ فَسَمَّاهُ مُحَمَّدًا حُبًّا لِيْ وَتَبَرُّكًا بِاِسْمِيْ كَانَ هُوَ وَمَوْلُوْدُهٗ فِي الْجَنَّةِ"

(زرقانی علی المواہب ۵/۳۰۱، سیرت حلبیہ ۱/۷۹، احکام شریعت ۳۸)

اس مذکورہ بالا حدیث پاک کے متعلق امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ" اور اس کی سند بھی حسن ہے......

اور علامہ حلبی نے فرمایا:

"اَصَحُّهَا وَاَقْرَبُهَا لِلصِّحَّةِ" (سیرت حلبیہ ۱/۷۹)

(6) اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو حبیب اللہ بنایا...... خلیل اللہ بنایا اور محمد (ﷺ) اللہ نے نام رکھا...... احمد (ﷺ) اللہ نے نام رکھا......

ماحی رکھا...... حاشر رکھا......

عاقب رکھا......

خاتم رکھا...... طٰہٰ رکھا......

ابوالقاسم رکھا...... یٰسین رکھا......

(7) سیّدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"مَا كَانَ فِيْ اَهْلِ بَيْتٍ اِسْمُ مُحَمَّدٍ اِلَّا كَثُرَتْ بَرَكَتُهٗ"

"جس گھر میں کوئی محمد نام والا ہو...... اس گھر میں برکت زیادہ ہوتی ہے......" (زرقانی علی المواہب ۵/۳۰۲ حوالہ البرہان)

(8) "مَنْ اَرَادَ اَنْ يَكُوْنَ حَمْلُ زَوْجَتِهٖ ذَكَرًا فَلْيَضَعْ يَدَهٗ عَلٰى

بَطْنِهَا وَلْيَقُلْ اِنْ كَانَ ذَكَرًا فَقَدْ سَمَّيْتُهٗ مُحَمَّدًا"

"یعنی جو کوئی چاہے کہ اس کی بیوی کا حمل لڑکا ہو تو وہ بیوی کے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر کہے "اِنْ كَانَ ذَكَرًا فَقَدْ سَمَّيْتُهٗ مُحَمَّدًا" اگر یہ لڑکا ہوگا تو اس کا نام محمد ہوگا۔ بفضلہ تعالیٰ لڑکا ہوگا......"

(سیرت حلبیہ ص ۷۹، ۱۱احکام شریعت ص ۴۰ و البرہان)۔

قابل تھا نار کے مجھے جنت ہوئی نصیب

سیّدنا انس صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:...... قیامت کے دن دو بندے دربار الٰہی میں کھڑے کیے جائیں گے...... ان میں سے ایک کا نام محمد اور دوسرے کا نام احمد ہوگا...... اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا کہ ان دونوں کو جنت میں لے جاؤ...... وہ دونوں عرض کریں گے:...... یا اللہ! ہم کس عمل کی وجہ سے جنت کے حق دار ہوئے ہیں؟ حالانکہ ہم نے تو کوئی عمل جنتیوں والا نہیں کیا......

اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا:......

"اُدْخُلَا الْجَنَّةَ فَاِنِّيْ اٰلَيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ لَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ اِسْمُهٗ اَحْمَدُ اَوْ مُحَمَّدٌ......"

"یعنی تم دونوں جنت میں جاؤ...... کیونکہ میں نے اپنی ذات پر قسم کھائی ہے کہ جس کا نام محمد یا احمد ہوگا...... وہ دوزخ میں نہیں جائے گا......"

(زرقانی علی المواہب ۵/۳۰۱)

(10) علامہ حلبی سیرت حلبیہ میں فرماتے ہیں:

"وَفِي الشِّفَاءِ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الْاَرْضِ عِبَادَتُهُمْ كُلُّ دَارٍ فِيْهَا اِسْمُ مُحَمَّدٍ حِرَاسَتُهٗ"

"یعنی کچھ اللہ تعالیٰ کے ایسے فرشتے ہیں جو زمین پر چکر لگاتے رہتے ہیں...... ان کی ڈیوٹی یہ ہے کہ جس گھر میں کوئی محمد نام والا ہو اس کا پہرہ دینا......" (سیرت حلبیہ ص ۷۹ و البرہان) (تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ)

Scanned with CamScanner

(۵۸)

وفات کے بعد چند بڑے انعامات

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شاگرد فرماتے ہیں جب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی تو میں نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ اکڑ کر چل رہے ہیں۔ میں نے کہا: اے بھائی یہ کیسی چال ہے؟ فرمایا: یہ دارالسلام (جنت) میں خدام (اللہ کے برگزیدہ حضرات) کی چال ہے۔ میں نے کہا حق تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمایا میری مغفرت فرمائی اور سونے کے جوتے پہنائے اور ارشاد ہوا کہ یہ سب اس بات کا انعام ہے جو تم نے کہا تھا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے حادث نہیں ہے اور حکم ہوا کہ جہاں چاہو چلو پھرو۔

☆ پھر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں جنت میں داخل ہوا تو دیکھتا ہوں کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے دو سبز پر ہیں اور ایک درخت سے دوسرے درخت پر اڑتے پھرتے ہیں اور یہ آیت تلاوت کرتے ہیں:

(الحمد اللہ الذی صدقنا وعدہ و اورثنا الارض نتبوأ من الجنۃ حیث نشاء فنعم اجر العاملین)

یعنی حمد و شکر ہے اس اللہ تعالیٰ کا جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا کیا اور ہمیں جنت کی زمین کا وارث بنایا ہم جنت میں جہاں جانا چاہتے ہیں داخل ہوتے ہیں، یہ نیک عمل کرنے والوں کی بڑی اچھی جزا ہے۔

☆ میں نے پوچھا: عبدالواحد وراق رحمۃ اللہ علیہ کی کیا خبر ہے؟ فرمایا میں نے انہیں دریائے نور میں کشتی نور پر سوار ہو کر حق تعالیٰ کی زیارت کرتے چھوڑا ہے۔

اولیاء اللہ پر عنایات الٰہی

میں نے کہا حضرت بشر ابن حارث کا کیا حال ہے؟ کہنے لگے واہ واہ ان کے مثل کون ہوسکتا ہے؟ میں نے حق تعالیٰ کی طرف دیکھا کہ تعالیٰ ان کی طرف متوجہ ہو کر فرما رہا ہے:

اے شخص تو نہیں جانتا کہ تیرا کیا مرتبہ ہے اور اے وہ شخص جو نہ پیتا تھا اب پی لے اور اے وہ شخص جو نہیں کھاتا تھا اب سیر ہولے۔ (کراماتِ اولیاء)

☆ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ میں نے حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ گویا عرش کے نیچے ہیں اور حق تعالیٰ سبحانہ ملائکہ سے فرما رہا ہے یہ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: مولیٰ تو خوب جانتا ہے۔ فرمایا: یہ معروف کرخی ہیں جو میری محبت کے نشہ میں بے ہوش تھے اور میرے دیدار کے بغیر انہیں ہوش نہیں آئے گا۔

(کراماتِ اولیاء)

☆ امام ربیع ابن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا اے ابوعبداللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ فرمایا مجھے نور کی کرسی پر بٹھا کر مجھ پر چمکتے ہوئے تازہ موتی نثار کئے۔

(کراماتِ اولیاء ص ۱۵۶)

Scanned with CamScanner

(۵۹)

غوث اعظم یمن بے سروساماں مددے

(المتوفی ۵۶۱ھ) غوث صمدانی قطب ربانی حضرت سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ کی ذات محتاج تعارف نہیں۔ علم غیب کے بارے میں ان کا عقیدہ جاننے کے لئے مندرجہ ذیل روایتیں ملاحظہ ہوں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عَیۡنِیۡ فِیۡ لَوۡحِ الۡمَحۡفُوۡظِ وَاَنَا غَائِصٌ فِیۡ بِحَارِ عِلۡمِ اللّٰہِ تَعَالٰی ۔ یعنی میری آنکھ لوح محفوظ میں رہتی ہے اور میں اللہ کے علموں کے سمندروں میں غوطے لگاتا ہوں۔ (زبدۃ الاسرار ص ۸۱)

اور حضرت علامہ محمد یحیٰ تادفی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا: حضرت ابوالخضر حسینی بیان کرتے ہیں کہ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ایک خادم کو رات بھر میں کئی مرتبہ احتلام ہوا اور اسے ہر مرتبہ خواب میں نئی صورت نظر آئی۔ جن میں سے بعض سے تو وہ واقف تھا اور بعض عورتوں کو وہ بالکل نہیں جانتا تھا۔ جب صبح کو حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ سے اپنی حالت بیان کرنا چاہی تو اس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی حضرت نے فرمایا رات میں تم کو کئی بار احتلام ہونا کوئی بری بات نہیں تھی۔ اس لئے کہ جب میں نے لوح محفوظ میں دیکھا تو اس میں یہ درج تھا کہ تو فلاں فلاں عورت سے زنا کرے گا۔ (یعنی حضرت نے ان عورتوں کے نام بھی بتا دیئے) تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس نے بیداری کے واقعہ کو خواب میں بدل دیا۔

(قلائد الجواہر ص ۱۳۰)

عجب شان تیری اے غوث جلی ہے

اور ابوالخضر حسینی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے ۵۶۰ھ میں فرمایا: تم موصل شہر کی طرف چلے جاؤ وہاں اللہ تعالیٰ تمہیں اولاد عطا فرمائے گا۔ پہلے لڑکا پیدا ہوگا اس کا نام محمد رکھنا۔ اس لڑکے کو ایک عجمی نابینا حافظ قرآن مجید پڑھائے گا۔ جس کا نام علی ہوگا اور تیرا بچہ سات سال کی عمر میں صرف سات ماہ میں قرآن مجید حفظ کر لے گا اور تیری عمر ۹۴ سال ۶ ماہ اور سات دن کی ہوگی اور تیری موت تندرستی کی حالت میں باربل کے مقام پر واقع ہوگی۔

ان کے صاحبزادے ابوعبداللہ محمد کا بیان ہے کہ ۵۶۱ھ میں میری پیدائش شہر موصل میں ہوئی۔ میرے والد نے مجھے قرآن مجید حفظ کرانے کے لئے ایک نابینا کو مقرر فرمایا اور جب ان کا نام اور وطن دریافت کیا گیا تو انہوں نے اپنا نام علی اور وطن بغداد بتایا۔ اس وقت میرے والد کو حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کا فرمان یاد آیا اور ان کی وفات بھی حضرت کے ارشاد کے مطابق تندرستی کی حالت میں باربل کے مقام ہی پر ہوئی۔

(قلائد الجواہر ص ۱۲۶)

☆ اور شیخ زین العابدین بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے ایک ساتھی حج سے واپسی پر پہلی بار بغداد شریف پہنچے لیکن وہاں ہماری کسی سے جان پہچان نہیں تھی۔ اس وقت ہم لوگوں کے پاس صرف ایک چھری باقی بچی تھی۔ جسے بیچ کر ہم لوگوں نے کھانا خریدا لیکن وہ کھانا نہایت بدمزہ تھا اس لئے ہم لوگ پیٹ بھر نہیں کھا سکے۔ اس کے بعد ہم حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو آپ نے وعظ کہنا بند کر دیا اور فرمایا: دو غریب و مسکین حجاز سے یہاں آئے ہیں جن کے پاس ایک چھری کے سوا کچھ نہ تھا۔ انہوں نے وہ چھری بیچ کر کھانا خریدا مگر وہ کھانا ان کو اچھا نہیں معلوم ہوا۔ اس لئے ان کا پیٹ نہیں بھر سکا۔ یہ سن کر ہم لوگوں کو بہت تعجب ہوا اور ہم دونوں حیرت میں پڑ گئے۔ پھر حضرت نے وعظ ختم فرمانے کے بعد دسترخوان بچھانے کا حکم دیا۔ اس وقت میں نے اپنے ساتھی سے پوچھا تم کیا کھانا چاہتے ہو؟ اس نے کہا چوزہ کی یخنی اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ میٹھا شہد کھاؤں

گا حضرت نے چوزہ کی یخنی اور شہد لانے کا حکم دیا۔ جب خادم دونوں چیزیں لے کر آیا تو شہد میرے ساتھی کے سامنے رکھ دی اور یخنی میرے سامنے۔ یہ دیکھ کر حضرت نے فرمایا دونوں چیزیں بدل کر رکھو۔ یہ سنتے ہی ہم لوگوں نے ایک چیخ ماری اور کود کر حضرت کے قریب پہنچ گئے اس وقت آپ نے مجھ سے فرمایا اے دیارِ مصر کے واعظ! مرحبا۔

اے دیارِ مصر کے واعظ مرحبا

میں نے عرض کیا: میں تو سورۂ فاتحہ بھی اچھی طرح نہیں پڑھ سکتا: آپ نے فرمایا مجھے حکم ہوا ہے کہ میں یہ بشارت تمہیں سناؤں گا۔ چنانچہ حضرت کے فرمانے کے مطابق میں نے بغداد شریف ہی میں وعظ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد جب میں نے حضرت سے مصر کی واپسی کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا۔

جس وقت تم دمشق پہنچو گے تو وہاں غازیوں کو مصر فتح کرنے کے لئے جنگ کی تیاری کرتے ہوئے پاؤ گے لیکن ان سے کہہ دینا اب کی بار تم کو کامیابی نہیں حاصل ہوگی۔ البتہ دوسرے حملہ میں کامیاب ہو جاؤ گے۔

حضرت کے ارشاد کے مطابق میں نے غازیوں سے کہا کہ اس مرتبہ تم کامیاب نہیں ہو گے مگر وہ لوگ نہیں مانے اور مصر پر حملہ کر دیا ادھر جب میں مصر پہنچا تو وہاں خلیفہ کو ان کے مقابلہ کی تیاریوں میں لگا ہوا دیکھ کر میں نے خلیفہ سے کہا کہ آپ مقابلہ کے لئے ضرور نکلیں جنگ میں یقیناً کامیابی آپ ہی کو حاصل ہوگی۔

دمشق والوں نے جب مصر پر حملہ کیا تو انہیں بری طرح شکست ہوئی اور مصر کے خلیفہ نے مجھے اپنا مصاحب بنا کر حکومت کے تمام راز بتا دیئے اور جب دوسری مرتبہ دمشق والوں نے مصر پر حملہ کیا تو وہ کامیاب ہو گئے اور خلیفہ کو شکست ہوئی۔ میرے اس جملہ پر کہ ''تمہیں اس مرتبہ نہیں بلکہ دوسری مرتبہ فتح حاصل ہوگی'' دمشق والوں نے مجھے بہت ہی انعام واکرام سے نوازا۔ اس طرح حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی ایک بات میں مجھے دونوں طرف سے ایک لاکھ دینار حاصل ہوئے۔ (قلائد الجواہر ص ۱۲۳)

غوثِ پاک نے منکر کو منوالیا

اور ابوالفرح بن حمامی کا بیان ہے کہ میں حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی کرامتوں کو سن کر یقین نہیں کرتا تھا اور ان کے ہونے کو ناممکن سمجھتا تھا لیکن حضرت سے ملاقات کرنے کا شوق رکھتا تھا۔ اتفاقاً ایک ضرورت سے مجھے باب الازج جانا پڑا۔ واپسی پر ملاقات کی غرض سے میں حضرت کے مدرسہ میں گیا۔ اس وقت مسجد میں نماز کی اقامت ہو رہی تھی۔ میں نے سوچا کہ میں بھی عصر کی نماز ادا کر کے حضرت سے شرف ملاقات حاصل کرتا چلوں۔ لیکن جلدی میں مجھے نہیں یاد رہا کہ میں باوضو نہیں ہوں اور جماعت میں شامل ہو کر نماز میں نے پڑھ لی حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نماز اور دعا سے فارغ ہونے کے بعد میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا صاحبزادے! اگر میرے پاس تم کوئی حاجت لے کر آتے تو میں اسے ضرور پوری کر دیتا لیکن تمہاری غفلت کا تو یہ حال ہے کہ تم نے بغیر وضو ہی کے نماز پڑھ لی۔ (قلائد الجواہر ص ۱۰۸)

یاد رکھو! آنکھوں کا لوح محفوظ میں رہنا۔ خادم کے کئی بار احتلام ہونے کو جان لینا۔ ابوالخضر حسینی صاحب اولاد کہاں ہوں گے؟ ان کا لڑکا کس سے پڑھے گا؟ کتنے سال کی عمر میں اور کتنے دنوں میں قرآن مجید حفظ کر لے گا؟ ابوالخضر کتنے سال کی عمر میں کس حالت میں کہاں مریں گے؟ ان ساری باتوں سے آگاہ ہونا۔ حج سے واپس ہونے والوں کی حالتوں کو جاننا اور وہ کیا کھانا چاہتے ہیں؟ اس سے واقف ہونا۔ دمشق والوں کا پہلے حملہ میں کامیاب نہ ہونے کو جاننا اور بے وضو نماز پڑھنے کو جان لینا۔ یہ سب غیب کی باتیں ہیں۔ جن کو حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے بیان فرما کر اپنا یہ عقیدہ ثابت کر دیا کہ مجھے باذنِ الٰہی علم غیب حاصل ہے۔

(۶۰)

شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت الشیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں نے شب قدر حضور اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ یہ رمضان المبارک کی ستائیسویں شب اور جمعہ کی رات تھی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اے علی! اپنے لباس پاک کر، تجھے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہر لحظہ حصہ ملتا رہے گا۔'' میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم کون سے لباس؟ فرمایا۔ ''اللہ تعالیٰ نے تجھے پانچ لباس عطا فرمائے ہیں۔ لباس محبت، لباس معرفت، لباس توحید، لباس ایمان اور لباس اسلام۔''

اللہ سے محبت رکھنے والوں کی نظر میں تمام چیزیں حقیر ہو جاتی ہیں۔ اللہ کی معرفت رکھنے والوں کی نگاہ میں تمام چیزیں چھوٹی معلوم ہوتی ہیں۔ اللہ کی توحید رکھنے والے کسی کو اس کا شریک نہیں بناتے۔ اللہ پر جو ایمان رکھتا ہے وہ ہر شے سے مامون اور بے خوف ہو جاتا ہے اور جو شخص اسلام لاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرتا اور اگر کبھی گناہ ہو جائے تو فوراً معذرت کرتا ہے اور جب معذرت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی معذرت قبول فرماتا ہے۔

حضرت شیخ شاذلی فرماتے ہیں: اس وقت مجھے آیت وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ کی تفسیر کا علم ہوا۔ (علامہ یافعی علیہ الرحمہ نے ان فرمودات کی عارفانہ بسیط تشریح واقعہ کے ذیل میں فرمائی ہے جسے یہاں بخوف طوالت قلم انداز کیا جاتا ہے)

اللہ تیرا ہو جائے

حضرت الشیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ابتدائی زمانے میں مجھے تردد تھا کہ آبادی اور شہروں میں قیام کروں یا کسی جنگل میں جا ٹھہروں۔ مجھے لوگوں نے بتایا: فلاں

پہاڑ کی بلندی پر ایک عارف گوشہ گیر ہے۔ میں ان سے ملنے چل پڑا۔ پہنچ کر شام ہوگئی۔ دل میں سوچا شب میں ان کے پاس جاؤں گا تو انہیں اذیت ہوگی۔ بہتر یہ ہے کہ صبح کو جا کر زیارت کروں۔ چنانچہ غار کے دہانہ ہی پر رات بھر پڑا رہا۔ رات میں عارف کو یہ دعا کرتے سنا: ''اے اللہ تجھ سے لوگ تسخیر کی دعا کرتے ہیں اور تو نے ان کے لئے لوگوں کو مسخر فرما دیا اور وہ لوگ اس پر خوش ہو گئے اور میں چاہتا ہوں کہ تو لوگوں کو مجھ سے دور رکھ تاکہ تیرے سوا مجھے کوئی پناہ گاہ نہ ملے۔''

میں نے اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہا۔ ''دیکھ بھلا یہ شیخ کس دریا سے چلو بھر رہے ہیں۔'' صبح ہوئی تو میں نے ان کے پاس جا کر سلام عرض کیا مگر میرے دل پر ہیبت چھا گئی۔ میں نے ان کا حال دریافت کیا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ سے تسلیم و رضا کی سردی کا شاکی ہوں جیسے تم تدبیر و اختیار کی گرمی کی شکایت کرتے ہو۔ میں نے عرض کیا تدبیر و اختیار تو میں جانتا ہوں مگر یہ تسلیم و رضا کی سردی کیا ہے اور آپ اس سے شاکی کیوں ہیں؟ فرمایا۔ ''مجھے خوف ہے کہ تسلیم و رضا کی سردی مجھے کہیں اس سے غافل نہ کر دے۔'' پھر میں نے ان سے رات والی دعا کے متعلق پوچھا تو مسکرا کر فرمایا۔ ''اے فرزند! تم سخر لی (میرے لئے مسخر کر دے) کے بجائے کن لی (تو میرا ہو جا) دعا کرو۔ تم خود بتاؤ کہ جب اللہ تمہارا ہو جائے گا تو تمہیں اوروں کی کیا ضرورت؟ تو تم پھر ایسی غلطی کیوں کرو؟''

علامہ یافعی فرماتے ہیں۔ ''میں نے علم وتقویٰ کے مجمع البحرین مشائخ کے بارے میں سنا ہے کہ جب ان سے کوئی دعا کی درخواست کرتا تو کَانَ اللّٰہُ لَکَ (اللہ تیرا ہو جائے) فرماتے۔

(روض الریاحین)

(۶۱)

شراب کی حرمت

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے تحریم شراب کے نازل ہونے پر فرمایا:

"اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شِفَاءً"

"یا اللہ! ہمارے لیے (شراب کا حکم) اور کھول کر بیان فرما۔"

پس سورہ بقرہ (۲/۲۱۹) کی آیت (يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ ط قُلْ فِيْهِمَا اِثْمٌ كَبِيْرٌ) نازل ہوئی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلوایا گیا اور ان کے سامنے اس کی تلاوت کی گئی پھر بھی آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شِفَاءً"

"یا اللہ! ہمارے سامنے اور کھول کر بیان فرما۔"

پس سورہ نساء (۴/۴۳) کی آیت (يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى) نازل ہوئی۔

اور مؤذن جب حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ کہتا تو ساتھ ہی کہہ دیتا کہ نشہ باز ہرگز ہرگز نماز کے قریب بھی نہ آئیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلوایا گیا اور یہ آیت بھی انہیں سنائی گئی لیکن پھر بھی آپ رضی اللہ عنہ نے یہی فرمایا: "اَللّٰهُمَّ بَيِّنْ لَنَا فِي الْخَمْرِ بَيَانًا شِفَاءً"

"یا اللہ! ہمارے سامنے اور کھول کر بیان فرما۔"

پس سورہ مائدہ کی آیت اتری آپ رضی اللہ عنہ کو بلوایا گیا اور یہ آیت سنائی گئی جب آیت

(فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ) تک سنا تو فرمانے لگے "انتهينا، انتهينا" ہم رک گئے ہم رک گئے۔

(سنن ابی داؤد، الاشربۃ، باب تحریم الخمر: ۳۶۷۰، الترمذی: ۳۰۴۹، احمد: ۱/۵۳، الصحیح: ۲۳۴۸)

صحابہ کرام کا جذبۂ اطاعت

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں، حضرت ابوعبیدہ بن جراح، حضرت ابی بن کعب، حضرت سہل بن بیضاء اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو (حرمت خمر کا حکم نازل ہونے سے پہلے) شراب پلا رہا تھا، دور چل رہا تھا سب لذت اندوز ہو رہے تھے قریب تھا کہ نشے کا پارہ بڑھ جائے، اتنے میں کسی صحابی نے آ کر خبر دی کہ کیا تمہیں علم نہیں شراب تو حرام ہو گئی؟ انہوں نے کہا بس کرو جو باقی بچی ہے اسے انڈیل دو اللہ کی قسم! اس کے بعد ایک قطرہ بھی ان میں سے کسی کے حلق میں نہیں گیا۔ یہ شراب کھجور کی تھی اور عامتاً اسی کی شراب بنا کرتی تھی۔

(صحیح بخاری، الاشربۃ، باب نزول تحریم الخمر وہی: ۵۵۸۲، مسلم ۱۹۸۰)

☆ ایک اور روایت میں ہے کہ شراب خوری کی یہ مجلس حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے مکان پر تھی، ناگاہ منادی کی آواز پڑی مجھ سے کہا گیا باہر جاؤ دیکھو کیا منادی ہو رہی ہے؟ میں نے جا کر سنا۔ منادی ندا دے رہا ہے کہ شراب تم پر حرام کی گئی ہے، میں نے آ کر خبر دی تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اٹھو جتنی شراب ہے سب بہا دو۔ میں نے بہا دی اور میں نے دیکھا کہ مدینے کے گلی کوچوں میں شراب بہہ رہی ہے، بعض اصحاب نے کہا ان کا کیا حال ہو گا جن کے پیٹ میں شراب تھی اور وہ قتل کر دیئے گئے؟ اس پر اس کے بعد کی آیت (لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ...... الخ) نازل ہوئی یعنی ان پر کوئی حرج نہیں۔

(صحیح مسلم، الاشربۃ، باب تحریم الخمر...... الخ: ۱۹۸۰، صحیح بخاری: ۲۴۶۴)

شراب کے بارے میں کسی سے کوئی رعایت نہیں

ایک شخص شراب بیچتا تھا اور بہت خیرات کیا کرتا تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے شراب فروشی کا مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ حرام ہے اور اس کی قیمت بھی حرام ہے،

اے امت محمد ﷺ! اگر تمہاری کتاب کے بعد کوئی کتاب اترنے والی ہوتی اور اگر تمہارے نبی کے بعد کوئی نبی اور آنے والا ہوتا، جس طرح اگلوں کی رسوائیاں اور ان کی برائیاں تمہاری کتاب میں اتریں تمہاری بھی خرابیاں ان پر نازل ہوتیں لیکن تمہارے افعال کا اظہار قیامت کے دن پر موخر رکھا گیا ہے اور یہ بہت بھاری اور بڑا ہے، پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا سنو میں حضور کے ساتھ مسجد میں تھا۔ آپ گوٹھ لگائے ہوئے بیٹھے تھے فرمانے لگے: ''جس کے پاس جتنی شراب ہو وہ ہمارے پاس لائے۔'' لوگوں نے لانی شروع کی، جس کے پاس جتنی تھی حاضر کی۔ آپ نے فرمایا: ''جاؤ اسے بقیع کے میدان میں فلاں فلاں جگہ رکھو۔'' جب سب جمع ہو جائے مجھے خبر کرو، جب جمع ہوگئی اور آپ سے کہا گیا تو آپ اٹھے میں آپ کے داہنے جانب تھا آپ مجھ پر ٹیک لگائے چل رہے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب آئے تو آپ ﷺ نے مجھے ہٹا کر اپنے بائیں کر دیا اور میری جگہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لے لی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے مجھے اور پیچھے ہٹا دیا اور جناب فاروق کو اپنے بائیں لے لیا اور وہاں پہنچ لوگوں سے فرمایا: ''جانتے ہو یہ کیا ہے؟'' سب نے کہا ہاں جانتے ہیں یہ شراب ہے. فرمایا:

''سنو اس پر اس کے بنانے والے پر، بنوانے والے پر، پینے والے پر، پلانے والے پر، اٹھانے والے پر، اٹھوانے والے پر، بیچنے والے پر، خریدنے والے پر، قیمت لینے والے پر اللہ کی پھٹکار ہے۔''

پھر چھری منگوائی اور فرمایا: ''اسے تیز کرلو۔'' پھر اپنے ہاتھ سے مشکیں پھاڑنی اور مٹکے توڑنے شروع کیے لوگوں نے کہا بھی کہ حضور مشکوں اور مٹکوں کو رہنے دیجیے اور کام آئیں گی فرمایا: ''ٹھیک ہے لیکن میں تو اب ان سب کو توڑ کر ہی رہوں گا یہ غصہ وغیظ اللہ کے لئے ہے کیونکہ ان تمام چیزوں سے رب ناراض ہے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور آپ خود کیوں تکلیف کرتے ہیں، ہم حاضر ہیں فرمایا: ''نہیں میں اپنے ہاتھ سے انہیں نیست و نابود کروں گا۔''

(البیہقی: ۸/ ۲۸۷، الطحاوی فی المشکل: ۳۳۴۲، الحاکم: ۴/ ۱۴۴۔ امام حاکم اور امام ذہبی نے صحیح کہا ہے)

شراب سارے گناہ کروالیتی ہے

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں شراب سے پرہیز کرو وہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ سنو اگلے لوگوں میں ایک ولی اللہ تھا جو بڑا عبادت گزار تھا اور تارک دنیا تھا۔ بستی سے الگ تھلگ ایک عبادت خانے میں شب و روز عبادت الٰہی میں مشغول رہا کرتا تھا، ایک بدکار عورت اس کے پیچھے لگ گئی، اس نے اپنی لونڈی کو بھیج کر اسے اپنے ہاں ایک شہادت کے بہانے بلوایا، یہ چلے گئے لونڈی اپنے گھر میں انہیں لے گئی جس دروازے کے اندر یہ پہنچ جاتے پیچھے سے لونڈی اسے بند کرتی جاتی۔ آخری کمرے میں جب گئے تو دیکھا کہ ایک بہت ہی خوبصورت عورت بیٹھی ہے، اس کے پاس ایک بچہ ہے اور ایک جام شراب لبالب بھرا رکھا ہے۔ اس عورت نے اس سے کہا سنئے جناب میں نے آپ کو درحقیقت کسی گواہی کے لئے نہیں بلوایا۔ فی الواقع اس لئے بلوایا ہے کہ یا تو آپ میرے ساتھ بدکاری کریں یا اس بچے کو قتل کر دیں یا شراب کو پی لیں۔ درویش نے سوچ کر تینوں کاموں میں ہلکا کام شراب کا پینا جان کر جام کو منہ سے لگا لیا، سارا پی گیا۔ کہنے لگا اور لاؤ اور لاؤ، خوب پیا، جب نشے میں مدہوش ہو گیا تو اس عورت کے ساتھ زنا بھی کر بیٹھا اور اس لڑکے کو بھی قتل کر دیا۔ پس اے لوگو! تم شراب سے بچو سمجھ لو کہ شراب اور ایمان جمع نہیں ہوتے ایک کا آنا دوسرے کا جانا ہے۔

(سنن النسائی، الاشربۃ، باب ذکر الآثام المتولدۃ عن شرب الخمر...... الخ: رقم: ۵۶۶۶ صحہ الالبانی، تفسیر ابن کثیر: ۲/ ۳۰)

☆ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: امام ابوبکر بن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''ذم المسکر'' میں بھی اسے وارد کیا ہے اور اس میں مرفوع ہے لیکن زیادہ صحیح اس کا موقوف ہونا ہے واللہ اعلم، اس کی شاہد بخاری و مسلم کی مرفوع حدیث بھی ہے جس میں ہے:

''زانی زنا کے وقت، چور چوری کے وقت، شرابی شراب خوری کے وقت مومن نہیں رہتا۔'' (صحیح بخاری، الاشربۃ، باب قول اللہ تعالیٰ انما الخمر: ۵۵۷۸، مسلم: ۵۷)

شرابی کا انجام

☆ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

Scanned with CamScanner

"ہر عقل کو ڈھانپنے والی چیز خمر ہے اور ہر نشہ والی چیز حرام ہے اور جو شخص نشے والی چیز پئے گا اس کی چالیس دن کی نمازیں ضائع ہیں اگر وہ توبہ کرے گا تو توبہ قبول ہوگی اگر اس نے چوتھی مرتبہ شراب پی تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور طینۃ الخبال پلائے گا۔" پوچھا گیا وہ کیا ہے؟ فرمایا: "جہنمیوں کا نچوڑ اور ان کی پیپ اور جو شخص اسے کسی بچہ کو پلائے گا جو حلال وحرام کی تمیز نہ رکھتا ہو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اسے بھی جہنمیوں کا پیپ پلائے۔"

(ابوداود، الاشربۃ، باب النہی عن المسکر: ۳۶۸۰، الصحیحۃ: ۲۰۳۹)

☆ مسلم کی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ کا ایک دوست تھا قبیلہ ثقیف میں سے یا قبیلہ دوس میں سے، فتح مکہ والے دن وہ آپ سے ملا اور ایک مشک شراب کی آپ کو تحفتاً دینے لگا۔ آپ نے فرمایا: "کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام کر دیا ہے؟" اب اس شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ جا اسے بیچ ڈال، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا "کہا؟" اس نے جواب دیا کہ بیچنے کو کہہ رہا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا: "جس اللہ نے اس کا پینا حرام کیا ہے اسی نے اس کا بیچنا بھی حرام کیا ہے۔" اس نے اسی وقت کہا جاؤ اسے لے جاؤ اور بطحا کے میدان میں بہا آؤ۔ (مسلم المساقاۃ، باب تحریم بیع الخمر: ۱۵۷۹، احمد: ۱/۲۴۴)

شراب کی حرمت کے اسباب:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

غزوہ بدر کے دن مال غنیمت میں سے میرے حصہ میں ایک اونٹنی آئی تھی اور اسی دن رسول اللہ ﷺ نے خمس میں سے مجھے ایک اونٹنی عطا فرمائی تو جب میں نے ارادہ کیا کہ میں حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ سے خلوت کروں تو میں نے بنی قینقاع کے ایک سنار آدمی سے اپنے ساتھ چلنے کا وعدہ لے لیا تاکہ ہم اذخر گھاس لا کر سناروں کے ہاتھ فروخت کر دیں اور پھر اس کی رقم سے میں اپنی شادی کا ولیمہ کروں تو اسی دوران میں اپنی اونٹنیوں کا سامان پالان کے تختے بوریاں اور رسیاں جمع کرنے لگا اور اس وقت میری دونوں اونٹنیاں انصاری آدمی کے گھر کے پاس بیٹھیں تھیں جب میں نے سامان اکٹھا کر لیا تو میں کیا دیکھتا

ہوں کہ دونوں اونٹنیوں کے کوہان کٹے ہوئے ہیں اور ان کی کوکھیں بھی کٹی ہوئی ہیں اور ان کے کلیجے نکلے ہوئے ہیں میں یہ دیکھ کر اپنے آنسوؤں پر قابو نہ کر سکا میں نے کہا: یہ کس نے کیا ہے؟ لوگوں نے کہا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب نے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ چند شراب خور انصاریوں کے ساتھ اسی گھر میں موجود ہیں۔ حضرت حمزہ اور ان کے ساتھیوں کو ایک گانے والی عورت نے ایک شعر سنایا تھا کہ سنو اے حمزہ! ان موٹی موٹی اونٹنیوں کو ذبح کرنے کے لئے اٹھو، حضرت حمزہ تلوار لے کر اٹھے اور ان اونٹنیوں کے کوہان کو کاٹ دیا اور ان کی کوکھیں کاٹ دیں اور ان کے کلیجے نکال دیئے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں فوراً رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چل پڑا یہاں تک کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں آ گیا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے پاس موجود تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھتے ہی میرے چہرے کے آثار سے حالات معلوم کر لئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تجھے کیا ہوا؟" میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کی قسم میں نے آج کے دن کی طرح کبھی کوئی دن نہیں دیکھا حمزہ نے میری اونٹنیوں پر حملہ کر کے ان کے کوہان کاٹ لئے ہیں اور ان کی کوکھیں پھاڑ ڈالی ہیں اور حمزہ اس وقت گھر میں موجود ہیں اور ان کے ساتھ کچھ اور شراب خور بھی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے اپنی چادر منگوائی اور اسے اوڑھ کر پیدل ہی چل پڑے اور میں اور حضرت زید بن حارثہ بھی آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے چل پڑے، یہاں تک کہ آپ ﷺ اس دروازہ میں آئے جہاں حضرت حمزہ تھے۔ آپ ﷺ نے اندر آنے کی اجازت مانگی تو انہوں نے آپ کو اجازت دے دی تو دیکھا کہ وہ سب شراب پئے ہوئے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ کو ان کے اس فعل پر ملامت کرنا شروع کی، حمزہ کی آنکھیں سرخ ہو گئیں اور رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا پھر آپ کے گھٹنوں کی طرف دیکھا پھر نگاہ بلند کی تو آپ ﷺ کی ناف کی طرف دیکھا پھر نگاہ بلند کی تو آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا پھر حمزہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ تم تو میرے باپ کے غلام ہو رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ حمزہ نشہ میں مبتلا ہیں پھر رسول اللہ ﷺ الٹے پاؤں باہر تشریف لائے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ باہر نکل آئے۔

Scanned with CamScanner

(۶۲)

دل کی دنیا بدل گئی

حضرت سیّدنا حسن بن حضر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، مجھے بغداد کے ایک شخص نے بتایا: حضرت سیّدنا ابوہاشم علیہ الرحمۃ نے بیان فرمایا: ''ایک مرتبہ میں نے بصرہ جانے کا ارادہ کیا چنانچہ میں ساحل پر آیا تا کہ کسی کشتی میں سوار ہو کر جانبِ منزل روانہ ہو جاؤں، جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک کشتی موجود ہے اور اس میں ایک لونڈی اور اس کا مالک سوار ہے۔ میں نے بھی کشتی میں سوار ہونا چاہا تو لونڈی کے مالک نے کہا: ''اس کشتی میں ہمارے علاوہ کسی اور کے لئے جگہ نہیں، ہم نے یہ ساری کشتی کرایہ پر لے لی ہے لہٰذا تم کسی اور کشتی میں بیٹھ جاؤ۔'' لونڈی نے جب یہ بات سنی تو اس نے اپنے آقا سے کہا: ''اس مسکین کو بٹھا لیجئے۔'' چنانچہ اس لونڈی کے مالک نے مجھے بیٹھنے کی اجازت دے دی اور کشتی جھومتی جھومتی بصرہ کی جانب سطحِ سمندر پر چلنے لگی، موسم بڑا خوشگوار تھا۔ میں ان دونوں سے الگ تھلگ ایک کونے میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ دونوں خوش گپیوں میں مشغول خوشگوار موسم سے خوب لطف اندوز ہو رہے تھے۔

پھر اس لونڈی کے مالک نے کھانا منگوایا اور دستر خوان بچھا دیا گیا۔ جب وہ دونوں کھانے کے لئے بیٹھے تو انہوں نے مجھے آواز دی: ''اے مسکین! تم بھی آجاؤ اور ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔'' مجھے بہت زیادہ بھوک لگی تھی اور میرے پاس کھانے کو کچھ بھی نہ تھا چنانچہ میں ان کی دعوت پر ان کے ساتھ کھانے لگا۔

جب ہم کھانا کھا چکے تو اس شخص نے اپنی لونڈی سے کہا: ''اب ہمیں شراب پلاؤ۔'' لونڈی نے فوراً شراب کا جام پیش کیا اور وہ شخص شراب پینے لگا پھر اس نے حکم دیا کہ اس شخص

کو بھی شراب پلاؤ۔ میں نے کہا: ''اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے، میں تمہارا مہمان ہوں اور تمہارے ساتھ کھانا کھا چکا ہوں، اب میں شراب ہرگز نہیں پیوں گا۔'' اس نے کہا: ''ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی۔'' پھر جب وہ شراب کے نشے میں مست ہو گیا تو لونڈی سے کہا: ''سارنگی (باجا) لاؤ اور ہمیں گانا سناؤ۔'' لونڈی سارنگی لے کر آئی اور اپنی پرکشش آواز میں گانے لگی، اس کا مالک گانے سنتا رہا اور جھومتا رہا، لونڈی بھی سارنگی بجاتی رہی اور پرکشش آواز سے اپنے مالک کا دل خوش کرتی رہی۔

نغمۂ جبریل ہے انسان کا گانا نہیں

یہ سلسلہ کافی دیر تک چلتا رہا وہ دونوں اپنی ان رنگینیوں میں بدمست تھے اور میں اپنے رب کے ذکر میں مشغول رہا۔ جب کافی دیر گزر گئی اور اس کا نشہ کچھ کم ہوا تو وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: ''کیا تو نے پہلے کبھی اس سے اچھا گانا سنا ہے؟ دیکھو! کتنے پیارے انداز میں اس حسینہ نے گانا گایا ہے، کیا تم بھی ایسا گا سکتے ہو؟'' میں نے کہا: ''میں ایک ایسا کلام آپ کو سنا سکتا ہوں جس کے مقابلے میں یہ گانا کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔'' اس نے حیران ہو کر کہا: ''کیا گانوں سے بہتر بھی کوئی کلام ہے؟'' میں نے کہا: ''ہاں! اس سے بہت بہتر کلام بھی ہے۔'' اس نے کہا: ''اگر تمہارا دعویٰ درست ہے تو سناؤ ذرا ہم بھی تو سنیں کہ گانوں سے بہتر کیا چیز ہے۔'' تو میں نے سورۃ التکویر کی تلاوت شروع کر دی:

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ ۝ وَاِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ ۝ (پ۳۰، التکویر: ۱تا۳)

جب سورج لپیٹا جائے اور جب تارے جھڑ پڑیں اور جب پہاڑ چلائے جائیں۔

میں تلاوت کرتا جا رہا تھا اور اس کی حالت تبدیل ہوتی جا رہی تھی۔ اس کی آنکھوں سے سیلِ اشک رواں ہو گیا۔ بڑی توجہ و عاجزی کے ساتھ وہ کلامِ الٰہی کو سنتا رہا۔ ایسا لگتا تھا کہ کلامِ الٰہی کی تجلیاں اس کے سیاہ دل کو منور کر چکی ہیں اور یہ کلام تاثیر کا تیر بن کر اس کے دل میں اتر چکا ہے، اب اسے عشقِ حقیقی کی لذت سے آشنائی ہوتی جا رہی تھی۔ تلاوت کرتے

ہوئے جب میں اس آیت مبارکہ پر پہنچا: ''وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ○ (پ۳۰، التکویر: ۱۰) اور جب نامہ ہائے اعمال کھولے جائیں گے۔'' تو اس نے اپنی لونڈی سے کہا: ''جا! میں نے تجھے اللہ تعالیٰ کی خاطر آزاد کیا۔'' پھر اس نے اپنے سامنے رکھے ہوئے شراب کے سارے برتن سمندر میں انڈیل دیئے۔ سارنگی، باجا اور آلات لہو ولعب سب توڑ ڈالے پھر وہ بڑے مؤدبانہ انداز میں میرے قریب آیا اور مجھے سینے سے لگا کر ہچکیاں لے لے کر رونے لگا اور پوچھنے لگا: ''اے میرے بھائی! میں بہت گنہگار ہوں، میں نے ساری زندگی گناہوں میں گزار دی اگر میں اب توبہ کروں تو کیا اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول فرمالے گا؟''

صورِ اسرافیل ہے لوگوں نے پہچانا نہیں

میں نے اسے بڑی محبت دی اور کہا: ''بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی حاصل کرنے والوں کو بہت پسند فرماتا ہے، وہ تو توبہ کرنے والوں سے بہت خوش ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے کوئی مایوس نہیں لوٹتا، تم توبہ کرو وہ ضرور قبول فرمائے گا۔''

چنانچہ اس شخص نے میرے سامنے اپنے تمام سابقہ گناہوں سے توبہ کی اور خوب رو رو کر معافی مانگتا رہا۔ پھر ہم بصرہ پہنچے اور دونوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ایک دوسرے سے دوستی کر لی۔ چالیس سال تک ہم بھائیوں کی طرح رہے چالیس سال بعد اس مردِ صالح کا انتقال ہو گیا۔ مجھے اس کا بہت غم ہوا، پھر ایک رات میں نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا: ''اے میرے بھائی! دنیا سے جانے کے بعد تمہارا کیا حال ہوا تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے؟'' اس نے بڑی دلربا اور شیریں آواز میں جواب دیا: ''دنیا سے جانے کے بعد مجھے میرے رب نے جنت میں بھیج دیا۔''

میں نے پوچھا: ''اے میرے بھائی! تمہیں جنت کس عمل کی وجہ سے ملی؟'' اس نے جواب دیا: ''جب تم نے مجھے یہ آیت سنائی تھی: وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ○ (پ۳۰، التکویر: ۱۰) اور جب نامہ ہائے اعمال کھولے جائیں گے۔

تو اسی آیت کی برکت سے میری زندگی میں انقلاب آ گیا تھا۔ اسی وجہ سے میری مغفرت ہو گئی اور مجھے جنت عطا کر دی گئی۔'' (عیون الحکایات)

(۶۳)

دنیا کا تذکرہ بھی غفلت ہے

(ابن ابی الدنیا) فرماتے ہیں: سعید بن ابوالحسن نے دنیا کا تذکرہ کیا، تو حسن نے فرمایا! اے سعید تجھ سے بھول ہوگئی کہ دنیا کا تذکرہ چھیڑ دیا۔

☆ فرماتے ہیں: حضرت حسن نے فرمایا: اگر حب دنیا کے علاوہ ہمارا کوئی اور گناہ نہ ہوتا تو ہمیں اندیشہ تھا کہ اللہ اس پر بھی ہمیں عذاب دیتا۔

☆ فرماتے ہیں: ایک شخص نے اپنے بھائیوں سے کہا۔ آؤ ہم ایسی چیز پر استغفار کریں جس پر لوگ عموماً استغفار نہیں کرتے اور وہ حب دنیا ہے۔

☆ فرماتے ہیں: یوں کہا جاتا تھا کہ عمل کی برائی لمبی امیدوں سے پیدا ہوتی ہے۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے عبیداللہ ازدی نے خبر دی انہیں محمد ابن ابی بکر نے انہیں بشر بن عباد نے وہ اسود بن شیبان سے روایت کرتے ہیں انہیں خالد بن سمیر نے خبر دی وہ فرماتے ہیں: ابن عمر رضی اللہ عنہما کا گزر مکہ سے ہوا تو دیکھا کہ ابن زبیر اور نجدہ لڑائی کے لیے صف بستہ ہیں انہوں نے پوچھا: کیا بات ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہ نجدہ اور ابن زبیر ہیں۔ فرمانے لگے ان لوگوں نے دنیا کو بڑی چیز سمجھ لیا ہے۔

یاد رہے! نجدہ بن عامر حروری حنفی، فرقہ نجدہ کا بانی ہے النجد یہ اسی کی طرف منسوب ہیں اسے امیر المومنین کہا جاتا تھا مصعب بن زبیر نے ان کی طرف مسلسل لشکر بھیج کر انہیں شکست دی اس کے بعد ۵ سال رہے اس کے ساتھیوں کو اس کی چند باتیں ناپسند آئیں تو اسے معزول کر کے قتل کر دیا۔ بعض نے فرمایا: انہیں ابن زبیر کے اصحاب نے قتل کیا ہے۔ ابن تیمیہ کہتے ہیں: خوارج کے عدم کفر کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام مثلاً عبداللہ بن

Scanned with CamScanner

عمر رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے نماز پڑھتے تھے۔ الکامل للمبرد وابن اثیر۔ الاعلام۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے ابواسحاق ازدی نے خبر دی، انہیں زید بن عوف نے انہیں فضل بن داؤد نامی ایک شیخ نے وہ عمران سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: ایک شیخ مصر میں رہتے تھے، وہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے داؤد اپنے اور میرے درمیان اس عالم کو واسطہ نہ بنانا جس کا دل دنیا کی محبت سے لبریز ہو۔ میں انہیں سب سے ہلکا عذاب یہ دیتا ہوں کہ اپنی مناجات کی محبت ان کے قلوب سے نکال دیتا ہوں۔

(کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

(۶۴)

اسباب میں اعتدال کا ذکر

ابن جوزی کہتے ہیں: میں نے اہل دنیا کا مبالغہ دیکھا جو وہ گرمی، سردی سے بچاؤ میں اختیار کرتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں نے حکمت کے لحاظ سے معاملہ بالکل برعکس کر رکھا ہے کیونکہ مقصود لذت حاصل کرنا ہے اور جس لذت کے بعد رنج والم ملتا ہے اس میں کوئی خیر نہیں چنانچہ یہ لوگ گرمی میں برف کا پانی پیتے ہیں اور یہ انتہائی تکلیف دہ ہے اہل طب کا قول ہے کہ یہ شدید امراض پیدا کرتا ہے جن کا اثر بڑھاپے میں ظاہر ہوتا ہے اور یہ لوگ باریک شفاف لباس پہنتے ہیں اور سردی میں موٹا اور گرم لباس بناتے ہیں جو سردی سے مانع ہوتا ہے اور یہ بات بھی حکمت کے لحاظ سے فطرت کے خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے گرمی بنائی ہے تاکہ اخلاط کی تحلیل ہو جائے اور سردی بنائی ہے تاکہ ان میں جمود پیدا ہو اور یہ لوگ تمام سال کو موسم ربیع بنائے رکھتے ہیں اور یہ اس حکمت کے خلاف ہے جس کے لئے گرمی اور سردی کو بنایا گیا تھا اور اجسام کو ایذاء پہنچتی ہے سامعین حضرات کو یہ خیال نہ گزرنا چاہئے کہ میں انہیں گرمی اور سردی کے برداشت کا مشورہ دے رہا ہوں میں تو صرف یہ کہتا ہوں کہ ان سے بچاؤ کے لئے مبالغہ نہ اختیار کیا جائے بلکہ گرمی میں ایسے رہنا چاہئے کہ بدن کی خلطیں اتنی تحلیل ہو جائیں جو اس کی طاقت کو متاثر نہ کریں اور سردی میں ایسے رہنا چاہئے کہ تکلیف دہ درجہ تک نہ ہو کیونکہ سردی گرمی دونوں میں بدن کے منافع رکھے گئے ہیں۔ بعض امراء لوگ ایسے ہیں جو گرمی، سردی سے اتنا بچتے ہیں کہ اپنے تک پہنچنے ہی نہیں دیتے ان کی طبیعت خراب ہو جاتی ہے اور جلد ہی مر جاتے ہیں ایسے قصے میں نے اپنی طب کی کتاب ''لفظ المنافع'' میں نقل کئے ہیں۔ (صید الخاطر)

(۶۵)

جب ابھی اس نور کا ظہور نہیں ہوا تھا

محدث ابن جوزی تحریر فرماتے ہیں: سرور دو عالم ﷺ کے والد ماجد سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ جب سن بلوغت کو پہنچے تو ہر عورت اور روٗسا قریش میں سے ہر ایک کی جانب سے پیغام نکاح کی درخواستیں آنے لگیں...... کیونکہ حضرت عبداللہ کی پیشانی پر حضور ﷺ کا نور تھا اس وجہ سے جو عورت آپ کو دیکھتی اس کی خواہش ہوتی کہ آپ کا نکاح مجھ سے ہو جائے......

پھر جب اس کا تذکرہ ان کے والد حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے کیا گیا تو انہوں نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے میرے فرزند! تم بغرض شکار یہاں سے چلے جاؤ تا کہ تم عورتوں سے نجات پا سکو...... چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ وہب زہری کے ساتھ شکار کے لئے چلے گئے...... حضرت وہب بیان کرتے ہیں:

"فَبَيْنَمَا نَحْنُ فِيْ طَرِيْقِ الْبَرِيَّةِ وَاِذَا بِعَسْكَرٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ شَاهِدِيْنَ سُيُوْفِهِمْ وَهُمْ نَحْوُ سَبْعِيْنَ فَارِسًا"

ہم جنگل میں شکار کی جستجو میں تھے کہ اچانک ستر یہودیوں کا لشکر گھوڑوں پر سوار تلوار سونتے ہوئے نمودار ہو گیا...... ان سے وہب نے ملاقات کر کے دریافت کیا کہ کس قسم کا ارادہ ہے؟ تو یہودیوں نے کہا: "نقتل عبداللہ"

ہم عبداللہ کو قتل کرنا چاہتے ہیں......

حضرت وہب نے پوچھا: "ما ذنبہ"

حضرت عبداللہ کا کیا قصور ہے؟

ہمارے آقا علیہ السلام کے والد ماجد کی حفاظت

تو یہودیوں نے کہا:

"لَيْسَ لَهٗ ذَنْبٌ وَلٰكِنْ فِيْ ظَهْرِهٖ نَبِيٌّ دِيْنُهٗ نَاسِخٌ لِجَمِيْعِ الْاَدْيَانِ وَمِلَّتُهٗ مَاحِيَةٌ لِجَمِيْعِ الْمِلَلِ فَنَحْنُ نَقْتُلُ عَبْدَ اللّٰهِ حَتّٰى لَا يَظْهَرَ مُحَمَّدٌ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)"

"عبداللہ کا کوئی قصور نہیں ہے...... لیکن اس کی پشت سے ایسا نبی ظاہر ہوگا جس کا دین تمام دینوں کو منسوخ کرنے والا اور جس کی ملت تمام ملتوں کو ختم کرنے والی ہوگی...... ہم سرے سے عبداللہ ہی کو قتل کر ڈالنا چاہتے ہیں تا کہ محمد (ﷺ) کا ظہور نہ ہو......"

"فَبَيْنَمَا نَحْنُ وَاِيَّاهُمْ فِي الْحَدِيْثِ وَاِذَا بِعَسْكَرٍ مِّنَ السَّمَآءِ فَقَتَلُوا الْيَهُوْدَ"

"ہم ان سے ابھی باتیں ہی کر رہے تھے کہ اچانک آسمان سے ایک لشکر اترا...... اس نے ان تمام یہودیوں کو قتل کر ڈالا......"

(امام السیر علامہ حلبی)

تورات میں نعت مصطفیٰ ﷺ

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"مَكْتُوْبٌ فِي التَّوْرَاةِ صِفَةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُدْفَنُ مَعَهٗ"

(ترمذی شریف وانوار محمدیہ)

"تورات میں حضرت محمد ﷺ کی صفات درج ہیں...... اور یہ بھی درج ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ان کے ساتھ دفن ہوں گے......"

☆ جس شب نبی کریم ﷺ کے والد ماجد سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوئی تو اہل کتاب کو معلوم ہو گیا کہ نبی آخر الزمان کی بعثت اب قریب ہے...... اور بعثت کے قرب کا علم

Scanned with CamScanner

ان کو اس طرح ہوا کہ جامہ صوف جس میں حضرت سیّدنا یحییٰ علیہ السلام کو کافروں نے شہید کیا تھا...... وہ جامہ صوف خون آلودہ ان کے پاس تھا...... کتب آسمانی میں لکھا تھا کہ جب یہ جامہ تازہ خون سے تر ہو جائے گا......اور خون کے چند قطرے زمین پر گریں گے تو یہ نبی آخر الزمان کے والد ماجد کی پیدائش کی علامت ہے......

چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ولادت سے یہ واقعہ ان کے در پیش آیا تو ان کو معلوم ہو گیا کہ نبی آخر الزمان کے والد ماجد کی ولادت ہو گئی ہے......اور وہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے دشمن ہو گئے اور ان کے قتل کے درپے ہو گئے......

(تاریخ الخمیس ۱/۱۸۲، خیر المونس ۲/۱۵۹)

☆ابن ابونملہ نے روایت کی ہے کہ بنو قریظہ قبیلہ کے یہودی:

"يَدْرُسُوْنَ ذِكْرَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ كُتُبِهِمْ وَ يُعَلِّمُوْنَ الْوِلْدَانَ بِصِفَتِهِ وَاسْمِهِ وَمَهَاجِرِهِ الْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا ظَهَرَ حَسَدُوْا وَبَغَوْا وَاَنْكَرُوْا"

"نبی پاک ﷺ کے ذکر مبارک کا جو ان کی کتابوں میں ہے درس دیا کرتے تھے......اور اپنے بچوں کو آپ ﷺ کی صفات اسم مبارک اور مدینہ منورہ میں ہجرت کے متعلق بتاتے تھے......مگر جب نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہوئے تو انہوں نے حسد کی وجہ سے انکار کر دیا......"

(کتاب الوفاء ۱/۴۲ طبقات ابن سعد ۱/۱۰۴ خصائص کبریٰ ۱/۶۵ انوار محمدیہ)

(۶۶)

نکیرین کرتے ہیں تعظیم میری

جن عشاق کو موت کے وقت عنایات الٰہی کا ثمر نصیب ہوتا ہے ان کی قبر کے حالات بھی عجیب و غریب ہوتے ہیں۔

لحد میں عشق رُخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

چند واقعات درج ذیل ہیں:

(۱) حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ سے قبر میں فرشتوں نے پوچھا: کیا لائے ہو؟ جواب دیا کہ میرے آقا کا فرمان ہے:

اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ — دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے

اب مجھے بتاؤ کہ قید خانے سے کیا کوئی لا سکتا ہے؟ فرشتے یہ جواب سن کر چلے گئے اور قبر کو باغ بنا دیا گیا۔

(۲) حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ ایک شخص کو خواب میں نظر آئے اس نے پوچھا: قبر میں کیا معاملہ ہوا؟ فرمایا: فرشتے پوچھنے لگے کہ او بوڑھے کیا لائے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ جب کوئی بادشاہ کے در پر آتا ہے تو یہ نہیں پوچھتے کہ کیا لائے ہو بلکہ یہ پوچھتے ہیں کہ کیا لینے آئے ہو۔ فرشتے یہ جواب سن کر خوش ہوئے۔

(۳) رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا اپنی وفات کے بعد کسی کو خواب میں نظر آئیں اس نے پوچھا: آگے کیا بنا؟ فرمایا: فرشتے آئے تھے پوچھنے لگے من ربک؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ سے جا کر کہہ دو کہ یا اللہ تیری اتنی ساری مخلوق ہے اور ان میں سے تو مجھے ایک بوڑھی عورت کو نہیں

Scanned with CamScanner

بھولا میرا تو تیرے سوا کوئی ہے ہی نہیں بھلا میں تجھے کیسے بھول سکتی ہوں؟

فدا ہو کے تجھ پہ یہ عزت ملی ہے

(۴) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے قبر میں فرشتوں نے سوال کیا کہ من ربک؟ آپ نے فرمایا: میرا رب وہی ہے جس نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو۔ فرشتے یہ جواب سن کر حیران ہوئے اور چلے گئے۔

(۵) حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اپنی وفات کے بعد کسی شخص کو خواب میں نظر آئے، اس نے پوچھا: حضرت آگے کیا معاملہ پیش آیا؟ فرمایا: فرشتوں نے آ کر پوچھا کہ من ربک؟ میں نے جواب دیا کہ تم سدرۃ المنتہیٰ سے نیچے اتر کر (کھرب ہا کھرب میل کا فاصلہ طے کر کے) آئے اور اللہ تعالیٰ کو نہیں بھولے، تو کیا میں سطح زمین سے چار فٹ نیچے آ کر سب کچھ بھول جاؤں گا؟ پس میرے اوپر رحمت الٰہی کا دروازہ کھول کر میری قبر کو جنت بنا دیا گیا۔

(۶) حدیث پاک میں آیا ہے کہ جب مومن کو قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو اللہ رب العزت فرشتوں سے فرماتا ہے: یہ میرا بندہ دنیا سے تھکا ماندہ آیا ہے اسے کہہ دو نم کنومۃ العروس (دلہن کی نیند سو جا)

یہاں محدثین نے ایک نکتہ لکھا ہے کہ یہ نہیں فرمایا: تو میٹھی نیند سو جا، بلکہ یہ فرمایا گیا کہ تو دلہن کی نیند سو جا اس میں یہ راز ہے کہ جب دلہن سوتی ہے تو اس کو وہی جگاتا ہے جو اس کا محبوب (خاوند) ہوتا ہے، یہ بندہ قبر میں دلہن کی نیند سو رہا ہے اس کو روز محشر وہ جگائے گا جو اس کا محبوب (اللہ تعالیٰ) ہوگا۔ دلہن جاگے گی تو خاوند کا مسکراتا چہرہ دیکھے، یہ عاشق صادق روز محشر جب جاگے گا تو اللہ تعالیٰ کو مسکراتا دیکھے گا۔ (عشق الٰہی)

(۶۷)

حضرت جنید بغدادی علیہ الرحمۃ

(المتوفی ۲۹۷ھ)

آپ علیہ الرحمۃ حضرت سری سقطی علیہ الرحمۃ والرضوان کے بھانجے اور مرید ہیں۔ تمام بزرگوں نے آپ کو سیّد الطائفہ یعنی صوفیوں کا امام اور پیشوا تسلیم کیا ہے۔ ان کے حالات میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری ثم لاہوری رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں: حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری زندگی میں لوگوں نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے خواہش ظاہر کی کہ وہ وعظ فرمائیں مگر انہوں نے قبول نہ کیا اور فرمایا: جب تک میرے شیخ طریقت موجود ہیں میں کلام نہیں کر سکتا۔

ایک رات خواب میں حضور سیّد عالم ﷺ کو دیکھا تو حضور نے فرمایا جنید! لوگوں کو اپنا کلام سناؤ۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے کلام کو مخلوق کے لئے ذریعہ نجات بنایا ہے۔ بیدار ہوئے تو دل میں خیال آیا شاید اب میرا مقام شیخ طریقت سے اونچا ہو گیا ہے۔ اس لئے کہ حضور ﷺ نے مجھے حکم فرمایا ہے...... صبح ہوئی تو حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرید کو بھیجا اور حکم دیا کہ جب نماز سے جنید فارغ ہوں تو ان سے کہنا کہ مریدوں کی خواہش پر وعظ شروع نہ کیا۔ مشائخ بغداد کی سفارش بھی رد کر دی۔ میں نے پیغام دیا مگر راضی نہ ہوئے۔ اب تو حضور سیّد عالم ﷺ کا حکم ہو گیا ہے۔ ان کا فرمان بجا لاؤ۔

حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھیں کھل گئیں اور انہیں معلوم ہو گیا کہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ ان کے ظاہر و باطن کے احوال سے پورے طور پر واقف ہیں۔ ان کا درجہ ہم سے اونچا ہے۔ اس لئے کہ وہ جنید کے اسرار سے واقف ہیں اور جنید ان کے حالات سے بے خبر ہے۔

(کشف المحجوب ص ۱۰۷)

Scanned with CamScanner

ولی اللہ کے گستاخ کا چہرہ سیاہ ہوگیا

اورتحریر فرماتے ہیں: حضرت جنید کا ایک مرید آپ سے ناراض ہوگیا اور سمجھا کہ اسے بھی مقام حاصل ہوگیا ہے۔ اب اسے شیخ کی ضرورت نہیں رہی ایک دن وہ آپ کا امتحان لینے کے لئے آیا۔ حضرت جنید اس کے دل کی کیفیت سے آگاہ ہوگئے۔ اس نے کوئی بات پوچھی تو آپ نے فرمایا۔ لفظی جواب چاہتے ہو یا معنوی؟ مرید نے کہا دونوں جواب چاہتا ہوں۔ فرمایا لفظی جواب تو یہ ہے کہ اگر تو نے اپنا امتحان کرلیا ہوتا تو میرا امتحان لینے یہاں نہ آتا اور معنوی جواب یہ ہے کہ میں نے تجھے ولایت سے خارج کیا۔ اس جملہ کے فرماتے ہی مرید کا چہرہ کالا ہوگیا۔ پھر آپ نے فرمایا: تجھے خبر نہیں کہ اولیاء واقف اسرار ہوتے ہیں۔
(کشف المحجوب ص۲۰۹)

☆ اور حضرت علامہ نبہانی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: حضرت ابوعبداللہ محمد شیرازی رحمۃ اللہ علیہ نے جنگل میں کنویں پر سے ایک ہرن کو پانی پیتے دیکھا۔ آپ کو بھی پیاس لگ رہی تھی۔ آپ جب کنویں کے قریب گئے تو ہرن بھاگ گیا اور پانی جو اوپر آچکا تھا نیچے چلا گیا۔ آپ نے عرض کیا اے میرے پروردگار، کیا تیرے نزدیک میرا وہ مقام بھی نہیں جو اس ہرن کا ہے؟ آپ نے ایک بولنے والے کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا۔ ''تمہاری آزمائش کی گئی مگر تم صبر نہ کرسکے۔ ہرن تو مشکیزے اور رسی کے بغیر کنویں پر آیا تھا اور تم یہ دونوں چیزیں لے کر آئے ہو'' پھر آپ نے کنویں کی طرف دیکھا تو وہ بھرا ہوا تھا۔ آپ نے پانی پیا، طہارت کی اور اپنا مشکیزہ بھرا۔ پھر حج کو گئے اور واپس ہوئے مگر مشکیزے کا پانی ختم نہیں ہوا۔

جب آپ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت نے آپ کو دیکھتے ہی فرمایا: اگر آپ تھوڑی دیر صبر کرتے تو پانی آپ کے قدموں کے نیچے سے بہہ پڑتا اور آپ کے پیچھے پیچھے چلتا رہتا۔

(جامع کرامات اولیاء ص۴۹۴)

پہلے واقعہ سے ثابت ہوا کہ حضرت سری سقطی علیہ الرحمۃ والرضوان کے بارے میں

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عقیدہ تھا کہ وہ اللہ کی عطا سے غیب جانتے ہیں میرے باطنی احوال سے پورے طور پر واقف ہیں اور دوسرے واقعہ میں مرید کے دل کی کیفیت سے آگاہی کو ظاہر فرماکر آپ کا یہ کہنا کہ اولیاء واقف اسرار ہوتے ہیں اور حضرت محمد شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے ہی ان کے کنویں والے واقعہ کے متعلق فرمانا اس بات کا کھلا ہوا ثبوت ہے کہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ کا اپنے بارے میں بھی یہ عقیدہ ہے کہ مجھے خدا کی عطا سے علم غیب حاصل ہے۔

Scanned with CamScanner

(۶۸)

نور کے پیکر علیہم الرحمۃ

ایک بزرگ فرماتے ہیں، میں اور شیخ نصر خرائطی ایک مقام پر شب میں یکجا تھے، آپس میں علمی باتیں ہو رہی تھیں۔ شیخ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ذاکر کو پہلا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت اسے یاد فرما رہا ہے لہٰذا اسی کی برکت سے ذاکر اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے لگتا ہے۔'' میں نے مخالفت کی تو انہوں نے فرمایا: ''اس وقت اگر حضرت خضر علیہ السلام ہوتے تو میری تصدیق کرتے۔'' اسی وقت ایک شخص فضا میں ہمیں نظر آئے ہمیں سلام کیا پھر فرمایا: ''سچ کہا کہ اللہ کا ذاکر اللہ تعالیٰ کے یاد فرمانے کی برکت سے اس کا ذکر کرتا ہے۔'' اس وقت ہمیں معلوم ہوا کہ وہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔ رضی اللہ عنهم و نفعنابهم

☆ شیخ احمد بن عطاء اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار مکہ مکرمہ جا رہا تھا راستے میں میں نے کئی بار بردار اونٹ دیکھے جن پر سامان لدے ہوئے تھے اور گردنیں بلند کئے رواں دواں تھے۔ میں نے کہا پاک ہے اللہ جس نے ان اونٹوں کے ذریعہ بار برداری آسان فرما دی اور انہیں اس کام کے لائق بنایا اسی وقت ایک اونٹ نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا ''کہو جل اللہ (اللہ بزرگ و برتر ہے) میں نے کہا: ''جل اللہ''

☆ حضرت شیخ شبلی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ عہد کیا کہ حلال کے علاوہ نہیں کھاؤں گا، میں صحرا میں گھوم رہا تھا وہاں مجھے ایک انجیر کا درخت نظر آیا میں نے اس کی طرف ہاتھ لپکایا تاکہ اس سے پھل توڑ کر کھاؤں اتنے میں درخت سے آواز آئی اپنے عہد پر قائم رہو اور مجھ سے پھل نہ کھاؤ کیونکہ میں ایک یہودی کی ملکیت ہوں۔

خلق میں بہتر علیہم الرحمۃ

ایک بزرگ کا بیٹا غائب ہو گیا، وہ حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے اور عرض کیا میرا بیٹا محمد غائب ہو گیا ہے اس کی ماں بہت پریشان ہے۔ شیخ نے پوچھا کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ میرے فرزند کو مجھ تک پہنچا دے آپ نے دعا فرمائی۔

اللّٰھم ان السماء سمائك والارض ارضك و ما بينهما لك ائتِ بمحمد

''اے اللہ آسمان تیرا ہی آسمان ہے اور زمین تیری ہی زمین ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب تیرا ہی ہے، محمد کو لا دے۔''

راوی بزرگ کہتے ہیں میں وہاں سے اٹھ کر باب الشام کی طرف گیا تو محمد وہاں کھڑا تھا میں نے اسے اے محمد کہہ کر بلایا اس نے جواب دیا ابا حضور! اور اس نے کہا میں ابھی ابھی انبار میں موجود تھا۔

شیخ یافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں حضرت شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ اجابت دعا کے سلسلہ میں مشہور تھے اور اب بھی یہ بات مشہور ہے کہ ان کی قبر پر دعا قبول ہوتی ہے اور اہل بغداد ان کی قبر کو تریاق مجرب کہتے ہیں۔

☆ رومی نصرانیوں کی قید میں کئی مسلمانوں کے ہمراہ ایک نوجوان بھی تھا۔ زندان کے سپاہی ان قیدیوں کو زنجیروں اور بیڑیوں کے ساتھ ہر روز جنگل میں لے جا کر کام لیتے اور اسی حالت میں واپس لاتے نہ ان کی بیڑیاں کھولی جاتیں، نہ ہی زنجیروں سے آزاد کیا جاتا۔

نوجوان اپنی ماں کا اکلوتا فرزند تھا اس کے علاوہ بوڑھی ماں کا کوئی اور دنیاوی سہارا نہیں تھا وہ اپنی دکھ بھری کہانی لے کر ایک شیخ عارف کے پاس حاضر ہوئی اور کہا میرے بیٹے کو رومیوں نے گرفتار کر لیا ہے میرے پاس میری مختصر سی جھونپڑی کے علاوہ کوئی اثاثہ نہیں ہے کہ بیچ کر بیٹے کا فدیہ ادا کروں آپ ہی کوئی تدبیر فرمائیں، بڑھیا کے جانے کے بعد شیخ نے زمین پر نظر جمائی اور کچھ پڑھا۔

Scanned with CamScanner

کچھ روز بعد بڑھیا اپنے فرزند کو لئے خدمت شیخ میں حاضر ہوئی اور اس نے اپنا واقعہ خود ذکر کیا کہ میں زنجیروں اور بیڑیوں میں گرفتار جنگل میں کام کر رہا تھا کہ یک بیک میری زنجیریں اور بیڑیاں خود بخود گر گئیں۔ سپاہیوں نے پھر اور مضبوط زنجیریں اور بیڑیاں ڈلوا دیں مگر پھر ویسا ہی ہوا۔

نصرانیوں نے اپنے راہب کو بلایا اس نے آ کر پوچھا کیا تیری ماں ہے؟ نوجوان نے کہا: ''ہاں'' راہب نے کہا یہ اسی کی دعا کا اثر ہے اور کہا تجھے اللہ نے آزاد کر دیا ہے ہم تجھے قید نہیں کر سکتے۔ اس طرح ان لوگوں نے مجھے اپنے آدمی کے ہمراہ مسلمانوں کی سرحد میں بھجوا دیا۔ نوجوان نے اپنی زنجیریں اور بیڑیاں کٹ کر گرنے کا جو وقت اور تاریخ بتائی وہ ہی سب کچھ تھا جس دن شیخ نے اس کی ماں کی خواہش پر دعا فرمائی تھی۔ (روض الریاحین)

ظالم سے نجات

طبرستان میں ایک ظالم بادشاہ تھا، شہر کی دوشیزہ لڑکیوں کی آبروریزی کرتا تھا ایک مرتبہ ایک بڑھیا حضرت شیخ ابوسعید قصاب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گریہ وزاری کرتی ہوئی آئی اور فریاد کی کہ حضور! میری دستگیری فرمائیں۔ بادشاہ نے مجھے کہلوایا ہے کہ آج وہ میری بیٹی کی عزت لوٹنے والا ہے' یہ منحوس خبر سن کر آپ کی خدمت میں بھاگ آئی ہوں کہ شاید آپ کی دعا سے اس بلا کو ٹالا جا سکے۔

شیخ ابوسعید قصاب رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیفہ کی بات سن کر چند ثانیہ کے لئے سر جھکائے رکھا۔ اس کے بعد سر بلند کر کے فرمایا: ''بوڑھی ماں! زندوں کے اندر تو ایسا کوئی مستجاب الدعوات نہیں رہا تو فلاں قبرستان جا، وہاں تجھے ایسا ایسا شخص ملے گا وہ تیری حاجت پوری کرے گا۔'' ضعیفہ قبرستان میں پہنچی تو وہاں ایک شکیل و رعنا، خوش پوش نوجوان سے اس کی ملاقات ہوئی جس کے لباس سے خوشبوؤں کے فوارے ابل رہے تھے، ضعیفہ نے سلام کیا اور جواب دینے کے بعد نوجوان نے ضعیفہ کے احوال پوچھے، اس نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔

ہر گناہ گار بحر ظلم میں ہے

نوجوان نے ضعیفہ کی پوری بات غور سے سننے کے بعد اس سے کہا: ''تو پھر شیخ ابوسعید

کی خدمت میں جا اور ان سے دعا کے لئے کہہ، ان کی دعا قبول ہوگئی۔'' ضعیفہ نے جھنجھلا کر کہا: ''عجیب بات ہے زندہ مجھے مردوں کے پاس بھیجتا ہے اور مردہ مجھے پھر زندہ کے پاس لوٹاتا ہے اور میری حاجت روائی کوئی نہیں کرتا بھلا اب میں کہاں جاؤں؟'' نوجوان نے پھر ضعیفہ سے کہا: ''تو شیخ ابوسعید کی خدمت میں جا، ان کی دعا سے تیرا مقصد پورا ہوگا۔'' ضعیفہ پھر شیخ ابوسعید کے پاس آئی اور سارا واقعہ عرض کیا۔

شیخ ابوسعید نے فکر میں سر جھکایا اور ان کا پورا جسم پسینہ سے شرابور ہوگیا پھر ایک چیخ ماری اور منہ کے بل گر پڑے۔ اسی لمحہ شہر میں شور و ہنگامہ کی آواز بلند ہوئی، لوگ کہہ رہے تھے بادشاہ فلاں ضعیفہ کی بیٹی کی آبروریزی کی نیت سے جا رہا تھا راستہ میں اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ گھوڑے سے گرا تو اس کی گردن ٹوٹ گئی اور فوراً مر گیا اس طرح شیخ کی دعا سے اہل شہر سے یہ بلا ٹل گئی۔

بعد میں لوگوں نے شیخ سے دریافت کیا کہ آپ نے ضعیفہ کو قبرستان کیوں بھیجا اور پہلے ہی آپ نے دعا کیوں نہ فرما دی؟ شیخ نے کہا میں اس چیز کو ناپسند کرتا تھا کہ میری دعا سے وہ ہلاک ہو اس لئے میں نے بڑھیا کو خضر علیہ السلام کے پاس بھیجا۔ انہوں نے اسے پھر میرے پاس بھیجا کہ ایسے پلید انسان کے لئے بد دعا کرنا جائز ہے۔

بد نصیبی ہے کار ظلم و ستم
ہر گنہ گار بحر ظلم میں ہے
پیش رب ہوں گے ظالم و مظلوم
حشر کا روز جس کے حکم میں ہے

(بزم اولیاء)

(۶۹)

سورج کا سجدہ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: "غَرَبَتِ الشَّمْسُ اَتَدْرِیْ اَیْنَ تَذْهَبُ"
ایک دن جب کہ آفتاب غروب ہو رہا تھا رسول کریم ﷺ مجھ سے فرمانے لگے:
"جانتے ہو یہ آفتاب کہاں جا رہا ہے؟"
میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:
(فَاِنَّهَا تَذْهَبُ حَتّٰی تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَسْتَاْذِنَ فَیُؤْذَنَ لَهَا وَیُوْشِكُ اَنْ تَسْجُدَ فَلَا یُقْبَلُ مِنْهَا وَ تَسْتَاْذِنَ فَلَا یُؤْذَنَ لَهَا یُقَالُ لَهَا ارْجِعِیْ مِنْ حَیْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی ﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ﴾)
(یٰسین: ۳۸)

"یہ آفتاب جاتا ہے یہاں تک کہ عرش کے نیچے پہنچ کر سجدہ کرتا ہے، پھر حضور رب العزت میں حاضری کی اجازت مانگتا ہے، اس کو اجازت عطا ہوتی ہے اور حکم دیا جاتا ہے کہ مشرق کی طرف چلا جائے اور وہاں سے طلوع کرے اور یاد رکھو وہ وقت جلد ہی آنے والا ہے جب آفتاب (اپنے معمول کے مطابق) سجدہ کرے گا، لیکن اس کا سجدہ قبول نہیں ہوگا اور اجازت چاہے گا لیکن اس کو اجازت عطا نہیں ہوگی اور یہ حکم دیا جائے گا کہ جس طرف سے آیا ہے اسی طرف لوٹ جا چنانچہ وہ مغرب کی طرف سے طلوع کرے گا اور یہی مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کہ (وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ) (یعنی

آفتاب اپنے مستقر کی طرف چلا جاتا ہے، نیز آنحضرت ﷺ نے) آفتاب کے مستقر کی وضاحت میں فرمایا ہے کہ آفتاب کا مستقر، یعنی اس کے ٹھہرنے کی جگہ عرش کے نیچے ہے۔"
(بخاری، بدء الخلق، باب صفۃ الشمس والقمر: ۳۱۹۹، مسلم: ۳۹۹)

قیامت کی نشانیاں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قرب قیامت کی نشانیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا:
(یَكْثُرُ الْكَذِبُ) "جھوٹ کی کثرت ہوگی۔"
(وَیَتَقَارَبُ الْاَسْوَاقُ) "تجارتی مراکز عام ہو جائیں گے۔"
(وَیَتَقَارَبُ الزَّمَانُ) "وقت گھٹ جائے گا۔"
(وَیَكْثُرُ الْهَرْجُ) "ہرج بہت زیادہ بڑھ جائے گا۔"
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہرج کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "قتل کرنا۔" (مسند احمد، ۲۰۵/۱)

☆ حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت سے پہلے یہ (چھ) نشانیاں ظاہر ہوں گی:
(تَسْلِیْمُ الْخَاصَّةِ) "جان پہچان کے لوگوں کو سلام کرنا۔"
(وَ نُشُوُّ التِّجَارَةِ حَتّٰی تُعِیْنَ الْمَرْاَةُ زَوْجَهَا عَلَی التِّجَارَةِ)
"تجارت کا عام ہونا حتیٰ کہ بیوی اپنے شوہر کی تجارت میں مددگار ہوگی۔"
(وَقَطْعُ الْاَرْحَامِ) "قطع رحمی"
(وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ) "جھوٹی گواہی دینا"
(وَكِتْمَانُ شَهَادَةِ الْحَقِّ) "سچی گواہی کو چھپانا"
(وَظُهُوْرُ الْقَلَمِ) "قلم کا ظاہر ہونا"

(مسند احمد فی اشراط الساعۃ: ۳۸۶۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چھ نشانیاں ظاہر ہونے سے پہلے نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو۔

(طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا) ''سورج کا مغرب سے طلوع ہونا''

(اَوِ الدُّخَانَ) ''دھوئیں کا نکلنا''

(اَوِ الدَّجَّالَ) ''دجال کا ظاہر ہونا''

(اَوِ الدَّابَّةِ) ''جانور کا نکلنا (جو کلام کرے گا)''

(اَوْ خَاصَّةَ اَحَدِكُمْ) ''انفرادی عذاب''

(اَوْ اَمْرَ الْعَامَّةِ) ''اجتماعی عذاب''

(مسلم، الفتن والشراط الساعة، باب بقية من احاديث الدجال: ۷۳۹۷)

تو اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ قیامت کب قائم ہوگی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: (مَا اَعْدَدْتَ لَهَا)

''تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟''

انہوں نے عرض کیا: میں نے اس کے لئے بہت ساری نمازیں، روزے اور صدقے تیار نہیں کئے ہیں لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (فَاِنَّكَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ)

''تم اس کے ساتھ ہو جس سے تم محبت رکھتے ہو۔''

(صحیح بخاری، الادب، باب علامة حب اللہ تعالیٰ: ۶۱۶۷، صحیح مسلم: ۲۶۳۹)

(۷۰)

ایک متوکل خاتون

حضرت سیّدنا عفان بن مسلم رحمۃ اللہ علیہ حضرت سیّدنا حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ سردیوں کے موسم میں زبردست موسلا دھار بارش ہوئی، مسلسل بارش کی وجہ سے لوگوں کو پریشانی ہونے لگی۔ حضرت سیّدنا حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہمارے پڑوس میں ایک عبادت گزار عورت اپنی یتیم بچیوں کے ساتھ ایک پرانے سے گھر میں رہتی تھی۔ جب بارش ہوئی تو ان کے کچے گھر کی چھت ٹپکنے لگی اور بارش کا پانی گھر میں آنے لگا، ان غریبوں کے پاس صرف یہ ایک ہی کمرے پر مشتمل گھر تھا۔ اس نیک عورت نے جب دیکھا کہ سردی کی وجہ سے بچے ٹھٹھر رہے ہیں اور بارش کا پانی مسلسل گھر میں گر رہا ہے جبکہ بارش رکنے کا نام تک نہیں لے رہی۔

چنانچہ اس نیک عورت نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور عرض گزار ہوئی: ''اے میرے رحیم و کریم پروردگار! تو رحم اور نرمی فرمانے والا ہے، ہمارے حال زار پر رحم اور نرمی فرما۔''

وہ نیک عورت ابھی دعا سے فارغ بھی نہ ہونے پائی تھی کہ فوراً بارش رُک گئی میرا گھر چونکہ اس صالحہ عورت کے گھر سے بالکل متصل تھا۔ میں اس کی دعا سن رہا تھا جب میں نے دیکھا کہ اس عورت کی دعا سے بارش بند ہوگئی ہے تو میں نے ایک تھیلی میں دس سونے کی اشرفیاں ڈالیں اور اس عورت کے دروازے پر پہنچ کر دستک دی دستک سن کر عورت نے کہا: ''اللہ تعالیٰ کرے کہ آنے والا حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ ہو۔'' جب میں نے یہ سنا تو کہا کہ میں حماد بن سلمہ (رحمۃ اللہ علیہ) ہی ہوں۔ میں نے تمہاری آواز سنی تھی تم دعا میں اس طرح کہہ رہی تھی:

"اے نرمی فرمانے والے پروردگار نرمی فرما۔" کیا تمہاری یہ دعا مقبول ہوگئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے تم سے کیا نرمی والا معاملہ فرمایا ہے؟" وہ نیک عورت بولی: "میرے پروردگار نے ہم پر اس طرح نرمی فرمائی کہ بارش رُک گئی اور جو پانی ہمارے گھر میں جمع ہوگیا تھا وہ بھی خشک ہو گیا۔ میرے بچے بھی سردی سے محفوظ ہوگئے ہیں، انہوں نے گرمائش حاصل کرنے کا بھی انتظام کرلیا ہے۔"

بیٹی ماں سے بھی بڑھ کر نکلی

جب میں نے اس عورت کی یہ باتیں سنیں تو سونے کی اشرفیوں والی تھیلی نکالی اور کہا: "یہ کچھ رقم ہے، اسے تم اپنی ضروریات میں استعمال کرو۔" ابھی ہمارے درمیان یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک بچی اچانک ہمارے پاس آئی، اس نے اُون کا پرانا کرتا پہنا ہوا تھا جو ایک جگہ سے پھٹا ہوا تھا اور اس پر پیوند لگے ہوئے تھے۔ ہمارے پاس آکر وہ کہنے لگی: "اے حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ! کیا آپ یہ دنیاوی دولت دے کر ہمارے اور ہمارے رب کے درمیان پردہ حائل کرنا چاہتے ہیں، ہمیں ایسی دولت نہیں چاہئے جو ہمیں ہمارے رب کی بارگاہ سے جدا کرنے کا سبب بنے۔"

پھر اس نے اپنی والدہ سے کہا: "اے امی جان! جب ہم نے اپنے پروردگار سے اپنی مصیبتوں کی التجاء کی تو اس نے فوراً ہی دنیاوی دولت ہماری طرف بھجوادی، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اس دنیاوی دولت کی وجہ سے اپنے مالک حقیقی کے ذکر سے غافل ہو جائیں اور ہماری توجہ اس سے ہٹ کر کسی اور کی طرف مبذول ہو جائے۔" پھر اس لڑکی نے اپنا چہرہ زمین پر ملنا شروع کیا اور کہنے لگی: "اے ہمارے پاک پروردگار! ہمیں تیری عزت وجلال کی قسم! ہم کبھی بھی تیرے دَر سے نہیں جائیں گے، ہماری اُمیدیں صرف تجھ سے ہی وابستہ رہیں گی، ہم تیرے ہی در پر پڑے رہیں گے اگرچہ ہمیں دھتکار دیا جائے لیکن ہم پھر بھی تیرے در کو نہیں چھوڑیں گے۔"

تمہارے در تمہارے آستاں سے میں کہاں جاؤں
نہ مجھ سا کوئی بے بس ہے نہ تم سا کوئی والی ہے

پھر اس بچی نے مجھ سے کہا: "اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی حفظ وامان میں رکھے، برائے کرم! آپ یہ رقم واپس لے جائیں اور جہاں سے لائے ہیں وہیں رکھ دیں۔ ہمیں اس دولت کی کوئی حاجت نہیں، ہمیں ہمارا پروردگار کافی ہے۔ وہ ہمیں کبھی بھی مایوس نہیں کرے گا۔ ہم اپنی تمام حاجتیں اس پاک پروردگار کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں، وہی ہماری حاجتوں کو پورا کرنے والا ہے، وہی تمام جہانوں کا پالنے والا اور ساری مخلوق کا حاکم و والی ہے۔"

(عیون الحکایات)

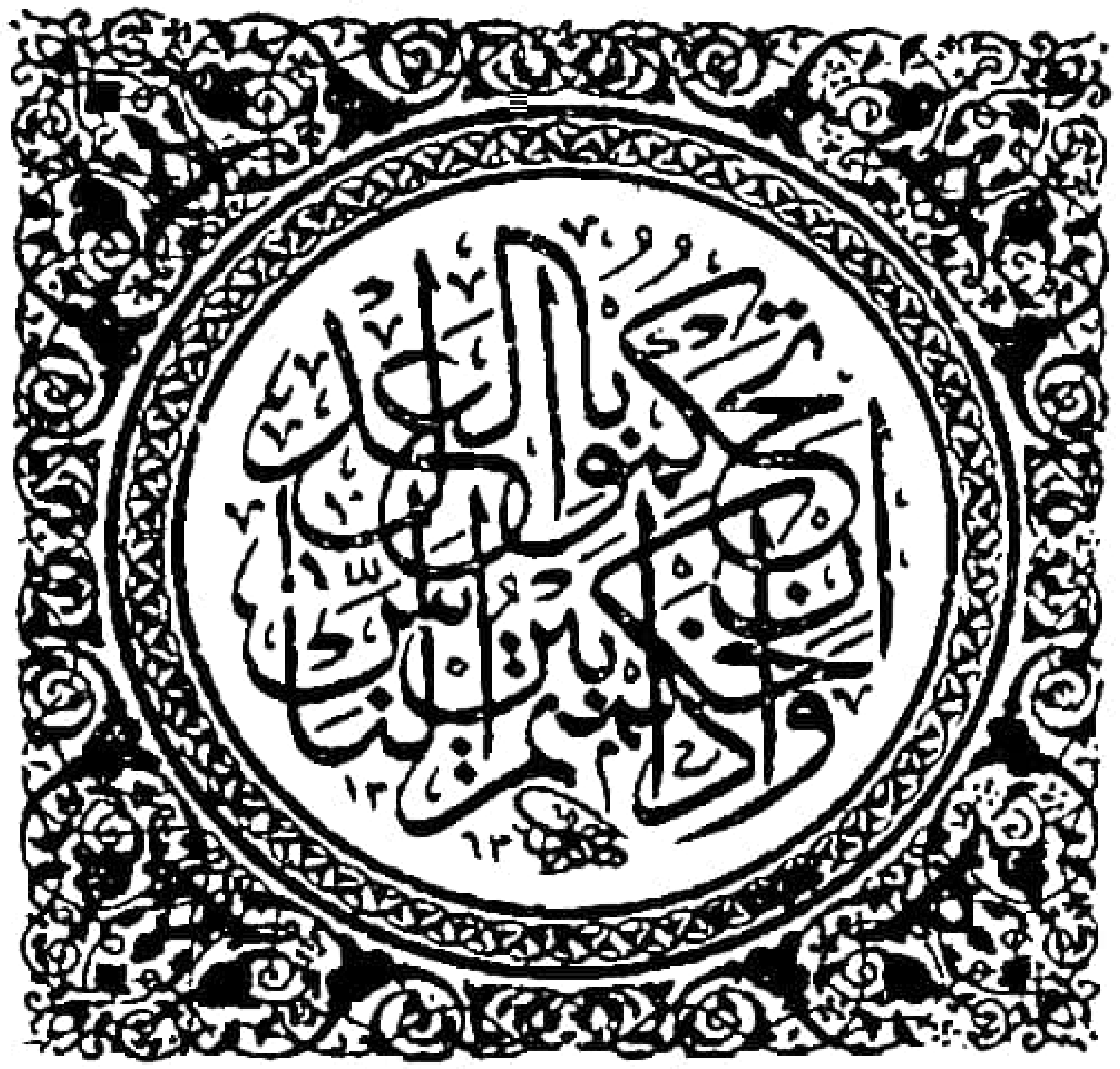

Scanned with CamScanner

(۷۱)

دنیا ہر جوڑ کو توڑ دیتی ہے

(ابن ابی الدنیا) عبداللہ فرماتے ہیں: ہمارے ایک شیخ نے مجھے یہ اشعار سنائے: ترجمہ

قبروں سے ان صورتوں کے متعلق پوچھئے جو بوسیدہ ہو چکی ہیں اور ان ناز پروردہ شکلوں کے متعلق جو گل کر مٹی ہو چکی ہیں اور اس بادشاہ کے بارے میں پوچھئے جو امیدیں لگائے ہوئے تھا اور سمجھتا تھا کہ میں ایک طویل عرصے تک زندہ رہوں گا، مگر جب موت آئی تو اس نے اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دیا۔ جس کے پیش کرنے میں ہمیشہ بخل سے کام لیتا تھا جب ندا آئی تو بے چون و چرا اٹھ کر چل پڑا قبر نے بہت سے اہل شفقت کو ان کا قیدی رہا کرنے سے انکار کر دیا یہ دنیا تو ہر جوڑ میں توڑ پیدا کر دیتی ہے، اگرچہ آپس میں کتنی ہی گہری دوستی کیوں نہ ہو۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے ابوالفضل عباس دوری نے موسیٰ بن ہاشم سے خبر دی انہیں حسن بن ربیع نے خبر دی انہیں جعفر بن سلیمان ضبعی نے، وہ ربیع بن صبیح سے روایت کرتے ہیں وہ یزید رقاشی سے وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس کا مقصود دنیا بن جائے اللہ اس کے قلب میں فقر بھر دیتا ہے اور اس کے معاملات کو پارہ پارہ کر دیتا ہے اور مقدر سے زیادہ دنیا اسے ملتی ہی نہیں اور جس کا نصب العین آخرت ہو، اللہ اس کے قلب کو غنی فرما دیتا ہے اور اس کے حالات کو مجتمع فرما دیتا ہے اور دنیا ذلیل ہو کر اس کے پاس آتی ہے۔ (ترمذی ۲۴۶۵)

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے ابوالفضل نے خبر دی انہیں محمد بن طفیل نے وہ فرماتے

ہیں: میں نے فضیل بن عیاض سے سنا وہ فرما رہے تھے، دنیا کا غم آخرت کی فکر کو لے جاتا ہے اور دنیا کی خوشی عبادت کی حلاوت کو لے جاتی ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ۱۰۰/۸)

کلامِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: ہمیں حارث بن محمد تمیمی نے خبر دی، انہیں سعید بن عامر نے انہیں ہشام صاحب دستوائی نے وہ فرماتے ہیں: میں نے ایک کتاب میں پڑھا جس کے متعلق مجھے یہ اطلاع ملی تھی کہ یہ عیسیٰ علیہ السلام کا کلام ہے۔ فرمایا تم لوگ دنیا کے لئے محنت کرتے ہو حالانکہ تمہیں اس میں بلا محنت رزق دیا جاتا ہے اور آخرت کے لئے محنت نہیں کرتے حالانکہ آخرت میں بقدر عمل ہی ملے گا۔

اے علماء سوء تمہارا ناس ہو! اجر لیتے ہو مگر عمل کو ضائع کر رہے ہو ممکن ہے کہ صاحب عمل اپنے عمل کا مطالبہ کر دے، اور قریب ہے کہ تم دنیا کی فراخی سے نکل کر قبر کی ظلمت اور تنگی میں چلے جاؤ۔ اللہ نے تمہیں جس طرح نماز، روزہ، کا حکم دیا ہے۔ اسی طرح گناہوں سے بھی منع فرمایا ہے۔ جس کی روزی ناپسند اور منزل حقیر ہو وہ کب اہل علم ہو سکتا ہے؟ خصوصاً جبکہ اسے یہ معلوم بھی ہے کہ یہ سب کچھ اللہ کے علم اور اس کی قدرت سے ہو رہا ہے ور جو اللہ کے فیصلے کو متہم ٹھہرائے وہ کیسے اہل علم ہو سکتا ہے؟ کہ اگر اسے کوئی ناگوار امر پیش آئے تو اس پر راضی نہیں رہتا اور جو دنیا کو آخرت پر ترجیح دے وہ کیسے اہل علم ہو سکتا ہے کہ وہ دنیا میں بڑے شوق سے منہمک ہے جس کا راستہ آخرت کی طرف جا رہا ہو اور وہ جو دنیا کی طرف متوجہ ہو وہ کیسے اہل علم ہو سکتا ہے؟ اسے نقصان دہ چیز نفع والی چیز سے زیادہ محبوب ہے جو عمدہ کلام لوگوں کو سنانے کے لئے تلاش کرتا ہے عمل کی نیت نہیں کرتا وہ کیسے اہل علم ہو سکتا ہے؟

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے محمد بن حاتم نے خبر دی انہوں نے قبیصہ سے سنا، انہوں نے سفیان ثوری کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ دنیا تمہارے لئے اس وقت تک بہتر ہے جب تک تم اس سے بھیگنے نہ لگو، اگر تم اس میں بھیگنے لگو تو پھر اس کی باقی ماندہ تری ہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ۲۱/۷)

Scanned with CamScanner

(۷۲)

صبر کی حقیقت

(ابن جوزی کہتے ہیں) احکام شرعیہ میں قضاؤ قدر کے فیصلہ پر صبر سے بڑھ کر کوئی مشکل حکم نہیں اور اس فیصلہ پر رضا سے بڑھ کر کوئی کام افضل نہیں تاہم صبر فرض ہے اور رضا فضیلت کی چیز۔ صبر کے مشکل ہونے کی بظاہر یہ وجہ ہے کہ اکثر و بیشتر تقدیر کا فیصلہ نفس کے لئے خوشگوار نہیں ہوتا اور نفس کی مکروہ و ناپسند صرف بیماری اور جسمانی تکلیف کی حد تک نہیں بلکہ اس کی اور بھی بہت سی شکلیں ہیں حتیٰ کہ عقل کبھی تقدیر کے فیصلہ پر حیران ہو کر رہ جاتی ہے۔

مثلاً آپ ایک بڑے دنیا دار کو دیکھتے ہیں کہ مال و دولت کے سیلاب اس کے ہاں امنڈ رہے ہیں حتیٰ کہ اسے کچھ سمجھائی نہیں دیتا کہ وہ اسے کیا کرے چنانچہ وہ استعمال کے لئے سونے چاندی کے برتن بناتا ہے وہ جانتا بھی ہے کہ بلور عقیق وغیرہ شکل وصورت میں ان سے بہتر بھی ہو سکتے ہیں مگر شریعت کے معاملہ میں اس کی بے التفاتی نے منع اور نہی کو اس کی نظر میں کالعدم بنا دیا ہے اور وہ ریشم کا لباس پہنتا ہے لوگوں پر ظلم کرتا ہے اور دنیا ہے کہ اس پر موسلا دھار برس رہی ہے اور دوسری جانب تیری نگاہ اہل دین کے طبقہ پر پڑے گی اور طالب علموں پر فقر و بلا میں ڈوبے ہوئے مذکور ظالم کے حکموں کے تحت جکڑے ہوئے ایسے موقع پر شیطان وسواس کی راہ نکالتا ہے اور تقدیر کی حکمتوں میں نکتہ چینی شروع کرتا ہے ایسے وقت میں ایک مومن کو دنیا کی طرف سے آنے والی مضرتوں پر اور شیطان کے وساوس کے مقابلہ میں صبر کی حاجت وضرورت ہوتی ہے اور یہی حال کفار کے مسلمانوں پر غلبہ پانے کے وقت اور فساق کے اہل دین پر مسلط ہو جانے کے وقت ہوتا ہے اور اس سے بھی بڑھ کر

حیوانات کے آفات میں اور بچوں کے مصائب میں مبتلا ہونے کا موقع ہوتا ہے اور ایمان کے نکھر جانے کا بھی یہی وقت ہوتا ہے۔

قرآن وسنت میں دوطرح کے احکام

دونوں حالتوں پر صبر کو قوت دینے والی دو چیزیں ہیں ایک نقل دوسری عقل، نقل قرآن اور سنت ہے اور پھر قرآن میں دو طرح کی آیات ہیں ایک وہ جن میں کفار اور نافرمانوں پر عطاء ہونے کا سبب مذکور ہے مثلاً ہم انہیں صرف اس لئے ڈھیل دے رہے ہیں تاکہ اور گناہ کر لیں'' اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ایک ہی دین پر ہو جائیں گے تو ہم ان لوگوں کو جو رحمٰن کے منکر ہیں ان کے گھروں کے لئے چاندی کی چھت دے دیتے اور جب ہم نے چاہا کہ کسی بستی کو ہلاک کر دیں تو حکم بھیج دیا اس کے عیش کرنے والوں کو پھر انہوں نے نافرمانی کی اس میں'' قرآن پاک میں اس کی مثالیں بہت ہیں۔ دوسری وہ آیات جن میں آفات کے ذریعہ مومن کے امتحان کا ذکر ہے مثلاً کیا تم کو خیال ہے کہ داخل ہو جاؤ گے جنت میں اور ابھی تک ظاہر نہیں کیا اللہ نے جو لڑنے والے ہیں تم میں کیا تم کو خیال ہے کہ جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ تم پر حالات نہیں گزرے ان لوگوں جیسے جو تم سے پہلے ہو چکے کہ ان کو سختی پہنچی اور تکلیف اور جھنجھوڑے گئے۔ کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ چھوٹ جاؤ گے حالانکہ ابھی ظاہر نہیں کیا اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کو جنہوں نے جہاد کیا اور سنت میں بھی دوطرح کے مضامین ہیں ایک حال دوسرے قال۔ حال تو اس طرح مثلاً آپ ﷺ پرانی چٹائی پر لیٹ جاتے تھے جس سے آپ کے پہلوئے مبارک پر نشان پڑ جاتے، یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو رونا آ گیا عرض کیا: قیصر و کسریٰ (روم و فارس کے بادشاہ) تو ریشم و دیباج استعمال کریں اور...... آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''عمر! کیا تو شک میں ہے کیا تو اس پر راضی نہیں کہ آخرت ہماری ہو اور دنیا ان کے لئے اور قول کی مثال یہ کہ آپ کا ارشاد مبارک ہے۔ ''اگر دنیا اللہ تعالیٰ کے ہاں مچھر کے پر کے برابر بھی قابل قدر ہوتی تو کافر کو پانی کا گھونٹ نہ ملتا''

عقل کی تائید ونصرت

اور عقل کی تائید یوں ہے کہ وہ صبر کی فوج کو مزید کمک مہیا کرتی ہے اور کہتی ہے کہ

Scanned with CamScanner

میرے ہاں تقدیر کے فیصلہ کا پرحکمت ہونا قطعی دلائل سے ثابت ہے لہٰذا میں ایک ثابت اور یقینی بات کو اس وجہ سے کیوں کر چھوڑوں کہ وہ جاہل کے خیال میں خلل اور نقصان ہے اور یوں کہتی ہے اے دیکھنے والے عاصی کی فراخ دستی جو تجھے بڑی دکھائی دے رہی ہے وہ درحقیقت تنگدستی ہے اور مطیع لوگوں کی تنگدستی جو تیرے علم میں آئی وہ درحقیقت فراخ دستی اور خوشحالی ہے کیونکہ وہ فراخی ایک طویل عذاب لانے والی ہے اور یہ تنگدستی کہ عظیم اجر کے: یہ مسرت وخوشی لانے والی ہے دونوں قسم کے آدمیوں کا دور عنقریب ختم ہونے والا ہے منزلیں لپٹتی جا رہی ہیں اور سوار تیزی سے دوڑ رہے ہیں اور یوں کہتی ہے کہ یہ بات پکی ہے کہ مومن بندہ ایک مزدور کی طرح ہے اور احکام شریعت کا زمانہ دن کی روشنی کی طرح اور مٹی گارے کے مزدور کو یہ لائق نہیں کہ وہ صاف ستھرا لباس پہنے بلکہ اسے تو مزدوری کے وقت میں محنت و مشقت اٹھانی ہے پھر جب تو فارغ ہوگا تو نہا دھو کر عمدہ لباس پہنے گا جو عمل کے وقت میں نزاکت دکھاتا ہے وہ اجرت کی تقسیم کے وقت ندامت اٹھاتا ہے اور اپنے کام میں سستی کرنے کی وجہ سے سزا بھی پاتا ہے، بس اس قسم کی باتوں سے صبر کی کمر مضبوط ہو جاتی ہے اور میں اس کی تفصیل میں کچھ اور کہہ دیتا ہوں کہ جب خوش نصیب حضرات کے لئے شہادت کی سعادت کا فیصلہ ہو چکا تو اب وہ لوگ کیونکر نہ پیدا کئے جائیں گے جو ان حضرات کو قتل کرنے کے لئے ہاتھ بڑھائیں گے کیا بھلا حضرت عمر کو کسی ابولولو جیسے شقی کے بغیر ہی یہ سعادت مل جاتی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ابن ملجم جیسے بدبخت کے بغیر ہی یہ مقام پالیتے اور کیا یہ صحیح ہوگا کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو کسی بد دماغ جبار کافر کے بغیر ہی فی سبیل اللہ قتل وشہادت کا اعزاز مل جاتا بس اگر فہم و درایت کی آنکھ سے خیرگی کا پردہ ہٹ جائے تو پھر وہ براہ راست مسبب کو دیکھنے لگتی ہے اسباب کو نہیں، مقدر (تقدیر بنانے والے) پر جمنے لگتی ہے تقدیر پر نہیں پھر وہ اس کے ارادہ پر قربان ہونے کے لئے اس کی وہ بھیجی ہوئی ہر بلا پر صبر کرنے لگتی ہے اور اسی مقام سے رضا کا وجود پھوٹتا ہے جیسا کہ اسی طرح کے کسی مبتلاء شخص سے کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا کر لو تو فرمایا مجھے سب چیزوں سے زیادہ محبوب اور پسند وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند اور محبوب ہے اب اگر تمہاری رضا میرے جاگنے میں ہے تو بس نیند کو میرا اسلام۔ (صید الخاطر)

(۷۳)

دو صحابیوں کی قبر کشائی

حضرت حذیفہ بن الیمان اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما

یہ دو اصحاب رسول اللہ ﷺ کے مزارات اوّل مدائن میں تھے۔ اس کے بعد ایک خاص واقعہ ظہور پذیر ہوا جس کی وجہ سے ان دونوں حضرات کو موجود جگہ سلمان پارک کے قریب منتقل کر دیا گیا۔ جاوید اقبال ڈسکوی صاحب اپنے سفرنامہ میں جو جمعہ میگزین میں چھپا ہے اس کی تفصیل لکھتے ہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بن الیمان جن کی کنیت ابو عبد اللہ تھی نبی کریم ﷺ کے نہ صرف صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے، بلکہ خاص اور ذاتی دوستوں میں شمار ہوتے تھے۔ آپ ﷺ اکثر حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے والدین کے لئے دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ! تو حذیفہ رضی اللہ عنہ اور اس کے والدین کو بخش دے۔ غزوہ احد وخندق میں شریک ہوئے بلکہ غزوہ احد میں عورتوں کی حفاظت کی ذمہ داری آپ رضی اللہ عنہ کو سونپی گئی۔ جب عراق فتح ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دریائے دجلہ کے اردگرد کے علاقہ کا گورنر مقرر کر دیا۔ بعد میں آپ نے آذربائیجان کا علاقہ فتح کیا اور مدائن کے گورنر مقرر ہوئے۔ یہ حضرت حذیفہ ہی تھے جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قرآن یکجا کرنے کا مشورہ دیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ جید صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ حضور ﷺ ضرورت کے وقت آپ سے قرض لیا کرتے تھے۔ خندق سمیت بہت سے غزوات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہے۔ بیعت رضوان اور حجۃ الوداع کے موقع پر آپ بھی موجود تھے۔

بادشاہ فیصل کو خواب میں حکم

یہ دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سلمان پارک سے دو فرلانگ کے فاصلے پر دریائے دجلہ کے کنارے مدفون ہوئے عراق کے شاہ فیصل اوّل نے خواب میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا۔ آپ نے شاہ فیصل اوّل سے فرمایا ''میری قبر میں پانی اور جابر رضی اللہ عنہ کی قبر میں نمی آنی شروع ہوگئی ہے، اس لئے آپ ہم دونوں کو یہاں سے منتقل کر دیں اور دریا سے کچھ فاصلہ پر دفن کر دیں۔ صبح ہوئی تو بادشاہ اپنے روزمرہ کے معمولات میں مصروف رہا اور وہ یہ خواب بھول گیا۔ دوسری رات حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پھر یہی بات دہرائی اور شاہ فیصل پھر بھول گیا۔

تیسری رات عراق کے مفتی اعظم کے خواب میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کہ ہم دو راتوں سے بادشاہ سے کہہ رہے ہیں کہ ہمیں یہاں سے نکال کر دوسری جگہ دفن کرو، مگر وہ ہر روز بھول جاتا ہے۔ آپ بادشاہ کو متوجہ کریں اور ہمیں یہاں سے منتقل کریں۔ مفتی اعظم بیدار ہوئے تو بے حد پریشان تھے اور فوری طور پر وزیراعظم سعید پاشا سے فون پر بات کی اور انہیں تمام خواب سنایا۔ وزیراعظم مفتی اعظم کو ساتھ لے کر شاہ فیصل کے پاس آیا۔ شاہ نے مفتی اعظم کی بات سن کر تصدیق کی اور کہا کہ وہ تین راتوں سے ایسا خواب دیکھ رہے ہیں۔ مفتی اعظم نے شاہ پر زور دیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مزارات کی جگہ تبدیل کریں۔

شاہ نے تجویز دی کہ پہلے اس بات کی تصدیق کر لینی چاہئے کہ آیا دریا کا پانی ان کے مزارات کی طرف آ بھی رہا ہے یا نہیں؟ چنانچہ محکمہ تعمیرات نے دریا سے ۲۰ فٹ کے فاصلے پر بورنگ کی اور لیبارٹری ٹیسٹ لئے۔ اس موقع پر مفتی اعظم ساتھ رہے، لیکن جو رپورٹیں مرتب ہوئیں ان میں پانی کا مزارات کی طرف آنا تو در کنار نمی تک ثابت نہ ہو سکی۔

لیکن اس رات پھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے خواب میں شاہ سے اپنا مطالبہ دہرایا۔ چونکہ ماہرین تعمیرات کی رپورٹیں شاہ کو مل چکی تھیں، اس لئے اس نے اسے محض خواب سمجھ کر نظر انداز کر دیا۔ اگلی رات حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ مفتی اعظم کے خواب میں آئے اور انہیں سختی سے کہا کہ پانی ہمارے مزارات میں گھسا چلا آ رہا ہے آپ پروا نہیں کر رہے ہیں، فوراً منتقل

کریں۔

تمام رپورٹیں غلط ثابت ہوئیں

مفتی اعظم اسی وقت گھبرائے ہوئے شاہ فیصل کے پاس پہنچے اور اسے صورت حال سے آگاہ کیا شاہ نے اس موقع پر جھنجھلاہٹ کا اظہار کیا اور کہا کہ مفتی صاحب آپ ماہرین کی رپورٹ ملاحظہ کرنے کے باوجود مجھے پریشان کر رہے ہیں۔ مفتی اعظم نے کہا لیکن رپورٹوں کے باوجود مجھے اور آپ کو برابر حکم دیا جا رہا ہے۔ میرا مشورہ ہے کہ آپ براہ کرم مزارات کو کھلوا دیجئے۔ شاہ نے اس پر خفگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ بہتر ہے آپ فتویٰ دے دیں۔ فتویٰ دینے کے ساتھ ہی سرکاری طور پر اعلان کر دیا گیا کہ عیدالاضحیٰ کے موقع پر ظہر کی نماز کے بعد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے مزارات کھولے جائیں گے اور انہیں دوسری جگہ دفن کیا جائے گا۔

یہ اشتہار اخبارات میں شائع کرا دیا گیا اس اطلاع کے ساتھ ہی دنیائے اسلام میں کھلبلی مچ گئی۔ دنیا بھر کے نشریاتی اداروں اور اخبارات کے نمائندے عراق پہنچنا شروع ہو گئے۔ چونکہ حج قریب تھا اس لئے حکومت عراق نے مسلمانانِ عالم کی اپیل پر حج کے بعد مزارات کے کھولنے کی اپیل منظور کر لی۔

اب صورت حال یہ ہوئی کہ پوری دنیا سے عراق کے شاہ کو تار اور ٹیلی فون موصول ہونے شروع ہو گئے کہ مزارات کی تاریخ بڑھائی جاوے تاکہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے جنازوں میں شریک ہو سکیں، لیکن ادھر حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا تقاضا بڑھ رہا تھا کہ جلدی کرو ہمیں منتقل کرو۔ بہرحال عید سے دس دن بعد مزارات کھولنے کا فیصلہ ہوا۔

اس دوران قریباً پانچ لاکھ افراد سلمان پارک میں جمع ہو گئے، حتیٰ کہ غیر مسلم بھی اس عجیب وغریب صورت حال کو بچشم خود دیکھنے کے لئے وہاں پہنچ گئے۔ حکومت عراق نے کسٹم، ویزا اور کرنسی وغیرہ کی پابندیاں ختم کر دیں۔ دنیائے اسلام کے سرکاری وفود کے علاوہ مصر کے شاہ فاروق بھی جنازے میں شرکت کے لئے آئے۔

Scanned with CamScanner

آنکھوں کی چمک' سبحان اللہ

شاہِ عراق اور عمائدین حکومت کے علاوہ پانچ لاکھ افراد کی موجودگی میں مزارات کھولے گئے، تو واقعتاً حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی قبر میں پانی اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک میں نمی آچکی تھی، حالانکہ رپورٹیں اس کے برعکس تھیں اور دریا بھی دو فرلانگ کے فاصلے پر بہہ رہا تھا۔ اب ہر دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قبور سے باہر لانے کا مسئلہ تھا ایک جدید کرین کے ذریعے جس میں اسٹریچر کس دیا گیا تھا دونوں حضرات کو پورے احترام سے اس طرح اٹھایا گیا کہ ان کے جسد مبارک اسٹریچر پر آگئے اور شاہ عراق، شاہ مصر، مفتی اعظم عراق اور مصطفیٰ کمال پاشا کے نمائندے وزیر مختار نے اسٹریچر کو کندھا دیا اور بڑے ادب و احترام سے دونوں صحابیوں رضی اللہ عنہما کو شیشے کے بکس میں رکھ دیا۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے چہروں سے کفن ہٹائے گئے اور لوگ یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے کہ دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جسد مبارک بالکل محفوظ تھے۔ آنکھیں کھلی ہوئی تھیں جیسے کہ وہ سب کچھ دیکھ رہے ہوں۔ سر اور داڑھی کے بال بالکل محفوظ تھے حتیٰ کہ کفن تک صحیح حالت میں تھا۔ کوئی یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ تیرہ سو سال پہلے کے انسانوں کے وجود ہیں۔ ان کی آنکھوں میں ایسی چمک تھی کہ کوئی شخص آنکھ بھر کر انہیں دیکھ نہ سکتا تھا۔

غیر مسلم کا قبولِ اسلام

اس موقع پر جرمنی کا مشہور ماہر چشم بھی موجود تھا اس نے اپنی عادت اور پیشے کے مطابق صحابیوں کی آنکھوں میں دیکھنا چاہا مگر اس کی آنکھیں خیرہ ہوگئیں اور بعد میں اس نے مفتی اعظم عراق کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔ اس موقع پر عراق کی فوج نے سلامی دی۔

چونکہ لاکھوں افراد جنازے میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کرنے آئے تھے اور مزار کھولنے کا منظر دیکھنے سے قاصر تھے ہڑبونگ کا بھی ڈر تھا، اس لئے اسکرینوں پر بذریعہ ٹی وی تمام کارروائی دکھائی۔ زیارت عام کے بعد جنازوں کو سلمان پارک کی طرف لے جایا

گیا لاکھوں کا مجمع ساتھ تھا ہر کوئی کندھا دینے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا تھا، ہوائی جہاز فضا سے پھول برسا رہے تھے۔

نئے مزارات کے قریب جنازے لائے گئے۔ گارڈ آف آنر پیش کیا گیا ''نعرہ توحید و رسالت'' میں دونوں یارانِ نبی ﷺ کو نئے مزارات میں منتقل کیا گیا۔ دورِ جدید میں یہ اسلام کی حقانیت کا اتنا بڑا ثبوت تھا کہ لاتعداد غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا، عرصے تک عراق کے سینماؤں میں اس فلم کی نمائش کی گئی۔ (قبر کی زندگی)

(۷۴)

حضرت بایزید بسطامی اور عقیدۂ علم غیب

آپ اپنے زمانہ کے امام الاولیاء اور سلطان الاصفیاء ہیں۔علوم ظاہری و باطنی میں کامل ہیں۔آپ کی بزرگی ساری دنیا کو مسلم ہے۔علم غیب کے بارے میں آپ کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اپنی مثنوی شریف میں تحریر فرماتے ہیں: حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ والرضوان کہیں تشریف لے جارہے تھے کہ شہر رے کے علاقہ میں خرقان کی طرف سے انہیں خوشبو معلوم ہوئی۔ اس خوشبو سے حضرت اس قدر مست ہوئے کہ چہرے کا رنگ کبھی سرخ ہوتا تھا اور کبھی سفید۔ایک مرید نے عرض کیا حضور کیا معاملہ ہے کہ میں آپ کے چہرے کا رنگ بدلتا ہوا پاتا ہوں؟ فرمایا: اس طرف سے ایک دوست کی خوشبو آرہی ہے۔ جہاں عنقریب ایک بہت بڑا اللہ والا تشریف لانے والا ہے

بعد چندیں سال می زاید شہے
می زند بر آسمانہا خر گہے

وہ اللہ والا اتنے سال کے بعد پیدا ہوگا جو آسمان کی بلندیوں پر اپنی آرام گاہ بنائے گا۔

چیست نامش گفت نامش بوالحسن
حلیہ اش و اگفت زابرو تاذقن

خواجہ ابوالحسن خرقانی کی پیدائش کی خبر

کسی نے پوچھا: ان کا نام کیا ہے؟ فرمایا: ان کا نام ابوالحسن ہے۔ پھر ان کا پورا حلیہ بیان فرمایا۔ابرو کیسا ہوگا؟ ٹھوڑی کیسی ہوگی؟ سب بتادیا

قد او وحد او و شکل او
یک بیک واگفت از گیسو درو

ان کے قد، خد، شکل وصورت اور بال وغیرہ کی حالتوں کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا..... حضرت کے بیان کے مطابق ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ پیدائش کو لوگوں نے نوٹ کرلیا

چوں رسید آں وقت وآں تاریخ راست
زاں زمیں آں شاہ پیدا گشت خاست

جب وہ وقت اور وہی تاریخ آئی تو خرقان میں حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے۔

اس واقعہ میں حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ والرضوان نے حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش سے بہت پہلے ان کے بارے میں خبر دی ان کا پورا حلیہ بیان فرمایا، شکل و صورت اور بال وغیرہ کے بارے میں بالتفصیل بتایا۔ یہ سب غیب کی باتیں ہیں۔جنہیں آپ نے ظاہر فرما کر ثابت کردیا کہ اللہ نے ہمیں علم غیب عطا فرمایا ہے اور ہمارا یہ عقیدہ ہے۔

یاد رہے: حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۲۶۱ھ میں ہوا اور حضرت ابوالحسن خرقانی کا ۴۳۵ھ میں۔(نفحات الانس)

Scanned with CamScanner

(۷۵)

قدرتِ خداوندی کے جلوے

علامہ شیخ یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، ایک بزرگ کے علاقہ میں قحط پڑا لوگ پریشان ہوئے ایک شخص پانی خریدنے گیا تو اسے گراں قیمت پر خریدنا پڑا۔ اسے راہ میں ایک انجان فقیر ملا اس نے فقیر سے کہا آپ ہماری پریشانی نہیں دیکھ رہے ہیں؟ دعا فرمایئے، فقیر نے پوچھا کس چیز کے لئے؟ اس نے کہا: "بارش کے لئے۔" اس کے بعد اس فقیر کا رنگ سرخ ہو گیا ایک ساعت خاموش رہ کر فقیر نے چیخ ماری اور وہاں سے چل دیا۔

وہ شیخ خریدا ہوا پانی لے کر گھر پہنچنے نہیں پایا تھا کہ زور کی بارش ہوئی اور سیلاب آ گیا۔

علامہ یافعی فرماتے ہیں "میں اس بات کو پہلے ہی محقق کر چکا ہوں کہ اولیاء امت کی کرامات معجزات نبی ﷺ کے آثار اور تتمہ ہیں اور یہ کرامت بحر نبوت کے سرچشمے ہیں جو تمام اطراف و اکناف میں پھیلے ہوئے ہیں اور نبی ﷺ کی وجاہت و شان سے دعائے باراں کرنے میں آپ کے چچا ابو طالب کا یہ شعر ہے۔"

وابیض یستقی الغمام بوجهه

ثمال الیتمی عصمة للارامل

وہ گورے چہرے والے جن کے روئے زیبا کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی ہے، وہ یتیموں کے سرپرست اور بیواؤں کے محافظ ہیں۔

☆ ایک بزرگ فرماتے ہیں: ہم شیخ ابو سعید خراز رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ دریائے صیدی کے کنارے جا رہے تھے آپ نے دیکھا کہ ایک شخص دور سے آ رہا ہے آپ نے ہمراہیوں کو کہا: یہ شخص کوئی ولی اللہ لگتا ہے وہ شخص ایک حسین وجمیل نوجوان تھا جس کے ہاتھ میں لوٹا اور

دوات تھی اور کاندھے پر گلیم لٹکی ہوئی تھی۔ شیخ ابو سعید نے اس کے ہاتھ میں دوات دیکھی تو اپنے پہلے خیال کو غلط کرنے لگے اور نوجوان سے سوال کیا: "اے نوجوان! راہ مولا کس طرح ملتی ہے؟" اس نے جواب دیا "اے ابو سعید! اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے دو راستے ہیں، ایک خاص راستہ اور ایک عام راستہ، عام راستہ وہ ہے جس پر تم اور تمہارے راہی چل رہے ہیں اور خاص راستہ یہ ہے۔ اتنا کہہ کر وہ پانی پر چل کر ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔" شیخ ابو سعید یہ دیکھ کر حیران وششدر رہ گئے کہ اس نوجوان کو رب تعالیٰ نے کیسی کرامت عطا فرمائی ہے۔ رضی اللہ عنہم

تمام چیزیں اولیاء اللہ کی اطاعت کرتی ہیں

☆ ایک بزرگ نے فرمایا: "ایک روز میں دریائے فرات کے کنارے جا رہا تھا کہ مجھے تازہ مچھلی کھانے کی خواہش ہوئی اسی وقت دریا نے میرے سامنے ایک مچھلی پھینکی اور اسی وقت ایک آدمی دوڑا ہوا آیا اور اس نے کہا: "میں آپ کے لئے یہ مچھلی بریاں کر دیتا ہوں۔" اس نے مچھلی کو بھونا اور میں نے وہیں بیٹھ کر اسے کھایا۔

☆ شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں شونیزیہ کی مسجد میں آیا وہاں کچھ درویش بیٹھے کرامات کے سلسلہ میں باتیں کر رہے تھے ان میں سے ایک درویش نے کہا: "میں اس شخص کو جانتا ہوں کہ وہ اگر مسجد کے اس ستون سے کہہ دے کہ تو آدھا سونے کا اور آدھا چاندی کا ہو جا تو ستون ویسا ہی ہو جائے۔" شیخ فرماتے ہیں میں نے مسجد کے ستون پر نظر دوڑائی تو وہ آدھا سونے کا اور آدھا چاندی کا ہو چکا تھا۔

☆ ایک بزرگ کا بیان ہے کہ ہم لوگ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے، وہاں اس بات کا تذکرہ ہو رہا تھا کہ تمام چیزیں اولیاء اللہ کی اطاعت کرتی ہیں۔ حضرت ذوالنون نے فرمایا: "ایک اطاعت یہ بھی ہے اگر اس تخت کو حکم دیا جائے کہ مکان کے چاروں حصوں میں گشت کر کے پھر اپنی جگہ آ جائے تو تخت ایسا ہی کرے۔" اسی وقت تخت اپنی جگہ سے از خود چل کر چاروں طرف گھوما اور پھر اپنے مقام پر آ کر رک گیا اس وقت وہاں مجلس میں ایک نوجوان بھی تھا اس حالت کو دیکھ کر اس پر گریہ طاری ہوا اور وہ شدت

Scanned with CamScanner

گریہ سے وہیں جاں بحق ہو گیا۔ رضی اللہ عنہم

بلاؤان لوگوں کو جو اولیاء کی کرامات کا انکار کرتے ہیں

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ منیٰ کی پہاڑی پر تشریف فرما تھے، ارشاد فرمایا: ''اللہ کا کوئی ولی اگر اس پہاڑ کو یہ کہے کہ تو حرکت کر تو پہاڑ حرکت کرنے لگے۔ جبل منیٰ فوراً حرکت میں آ گیا۔ آپ نے پہاڑی سے کہا: ''رک جا' میں نے یہ تھوڑا ہی کہا تھا میں تو مثال دے رہا تھا۔'' یہ سن کر وہ ٹھہر گئی۔ رضی اللہ عنہ

☆ حضرت ابوعمرو زجاجی علیہ الرحمہ نے سفر حج کا ارادہ کیا اور شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فرماتے ہیں مجھے حضرت نے ایک صحیح سالم درہم عنایت فرمایا۔ میں نے لے کر کمر میں باندھ لیا۔ دوران سفر میں جہاں بھی پہنچا میرے لئے ہر جگہ اتنا عمدہ انتظام ہوتا گیا کہ واپسی تک مجھے وہ درہم خرچ کرنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ میں جب آپ کی خدمت میں واپس پہنچا تو آپ نے ہاتھ بڑھا کر فرمایا: ''لاؤ میرا درہم'' میں نے کمر سے نکال کر دے دیا فرمایا: ''اس کی مہر کیسی رہی۔'' میں نے عرض کیا: ''مہر نافذ تھی۔''

☆ شیخ ابونصر سراج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم شہر تستر میں حضرت سہل بن عبداللہ کے دولت کدے پر گئے تو وہاں ایک کوٹھڑی دیکھی جسے بیت السباع (درندوں کا گھر) کہا جاتا تھا ہم نے اس نام کی وجہ پوچھی تو لوگوں نے بتایا: حضرت سہل کے پاس خونخوار جنگلی درندے آتے تھے تو آپ انہیں اسی کمرے میں رکھتے تھے اور گوشت وغیرہ سے ان کی ضیافت کرتے تھے۔ تستر کے تمام باشندے اس بات کو بیان کرتے تھے، کسی نے انکار نہیں کیا۔

☆ رحبہ ایک شہر تھا جہاں کے لوگ کرامات اولیاء کے منکر تھے۔ ایک روز کی بات ہے اسی شہر کے ولی اللہ حضرت شیخ جابر رحبی رحمۃ اللہ علیہ شیر پر سوار ہو کر شہر میں تشریف لائے اور فرمایا: ''پلاؤان لوگوں کو جو کرامات اولیاء کا انکار کرتے ہیں'' لوگوں نے جب یہ واقعہ دیکھا تو اپنی زبان بند کر لی۔

☆ علامہ شیخ یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''شیخ ابوالغیث یمنی اپنے ابتدائی دور میں لکڑی کاٹنے جنگل میں تشریف لے گئے ان کے ساتھ ان کا گدھا تھا۔ ایک شیر نے پھاڑ ڈالا آپ نے

فرمایا: ''جب تو نے میرے گدھے کو پھاڑ ڈالا ہے تو لکڑیاں کس پر لے جاؤں گا۔ واللہ میں تو تیری پیٹھ پر لکڑیاں لادوں گا۔ چنانچہ آپ نے اپنی لکڑیوں کا گٹھہ شیر کی پشت پر لاد کر اسے شہر کے دروازے تک لائے اور وہاں اتار کر اس سے کہا کہ اب تو واپس چلا جا۔'' شیر وہیں سے لوٹ گیا۔

فلاں دن تک صبر کرلو

شیخ ابوالغیث رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں فقراء اور فقہاء (علمائے ظاہر) بھی حاضر رہتے تھے۔ ایک روز خانقاہ کے حاضر باش درویشوں نے حضرت سے گوشت کھانے کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت شیخ نے فرمایا: ''فلاں روز تک صبر کرلو۔'' حضرت نے جو دن متعین کیا تھا وہ بازار لگنے کا دن تھا جس دن ضروری اشیاء کی خرید و فروخت ہوتی تھی وہ دن آیا تو پتہ چلا کہ آج ڈاکوؤں اور لٹیروں نے ایک قافلہ کو لوٹ لیا ہے کچھ رہزن ایک بیل اور کچھ اناج لے کر خانقاہ میں آئے اور فقراء کی نذر کیا۔ حضرت شیخ نے اجازت دی یہ سب آپ لوگ استعمال کریں، کھانے کا وقت ہوا تو فقہاء (علمائے ظاہر) نے کھانے میں شرکت نہیں کی اور الگ ہو گئے۔ شیخ نے فقراء اور درویشوں سے فرمایا: ''آپ لوگ کھائیں۔ یہ لوگ حرام نہیں کھاتے۔'' سب لوگ جب کھا پی کر فارغ ہوئے تو ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا: میں نے نذر مانی تھی کہ درویشوں کی خدمت میں اتنا غلہ پیش کروں گا میں وہ لے کر آ رہا تھا کہ قافلہ ڈاکوؤں نے لوٹ لیا تھوڑی دیر بعد ایک اور شخص آیا اور اس نے کہا: میں فقراء کے لئے ایک بیل لے کر آ رہا تھا کہ رہزنوں نے چھین لیا۔ حضرت شیخ نے دونوں کے جواب دیتے ہوئے فرمایا: ''تمہارے نذرانے جن کے لئے تھے انہیں پہنچ چکے۔'' یہ دیکھ کر فقہاء نادم ہوئے۔

حضرت علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''حضرت شیخ ابوالغیث رحمۃ اللہ علیہ دلوں کی قلعی فرمانے والے صباغ تھے لوگوں کے قلوب کو صفات ذمیمہ اور بری خصلتوں سے پاک و صاف کر کے اچھی عادت کے رنگ میں رنگین کر دیتے تھے۔''

Scanned with CamScanner

بدلتی "مغنیہ" کی تقدیر دیکھی

ایک بار حضرت شیخ ابوالغیث رحمۃ اللہ علیہ کے روبرو، ایک مغنیہ آگئی حضرت کی نظر اس پر پڑی تو وہ بے ہوش ہوگئی جب ہوش میں آئی تو فوراً توبہ کرکے راہ فقر اختیار کی اسے آرائش و زیبائش کا بہت شوق تھا۔ حضرت نے اس سے فرمایا: "ہم تجھے ذبح کرنا چاہتے ہیں، کیا تو برداشت کرسکے گی؟"

اس نے اثبات میں جواب دیا۔ آپ نے فرمایا فقیروں کو پانی پلایا کر، اس کے بعد مغنیہ چھ ماہ تک پشت پر لاد کر پانی لاتی اور درویشوں کو پلاتی۔

اس کی کایا پلٹ گئی اس نے عرض کیا: "حضور! اب مجھے اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگئی ہے۔" آپ نے فرمایا: تو پنجشنبہ کو اللہ تعالیٰ سے ملے گی۔" چنانچہ اسی روز اس کا انتقال ہوگیا۔ رضی اللہ عنہا

☆ عارف ربانی شیخ کبیر حضرت عیسیٰ ہتان یمنی رحمۃ اللہ علیہ ایک روز ایک طائفہ کے پاس سے گزرے اس سے فرمایا: "آج شب میں تیرے پاس آؤں گا۔" طائفہ خوب زیب و زینت کے ساتھ شیخ کا انتظار کرنے لگی کچھ اور لوگوں نے بھی یہ بات سن لی تھی سب نہایت متعجب ہوئے۔ عشاء کے بعد آپ وعدہ کے مطابق طائفہ کے گھر تشریف لے گئے اور وہاں پہنچ کر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر فوراً واپس ہوگئے۔ طائفہ نے عرض کیا: "آپ اتنی جلدی تشریف لے جارہے ہیں؟" فرمایا: "جس کام کے لئے آیا تھا وہ ہوگیا۔" طائفہ کی حالت میں اسی وقت انقلاب پیدا ہوا اس نے شیخ کے سامنے توبہ کی، شیخ نے ایک فقیر کے ساتھ اس کا نکاح پڑھا دیا اور فقیر کو حکم دیا کہ ولیمہ کا انتظام کرو اور صرف روٹیاں پکانا، سالن کی ضرورت نہیں ہوگی۔ دعوت ولیمہ کا وقت آیا تو فقیر اور اس کی بیوی نے صرف روٹیاں پکا کر حضرت کے سامنے حاضر کردیں۔

شہر کا ایک امیر آدمی اس عورت کا پرانا آشنا تھا اس سے ایک شخص نے جاکر کہا کہ طائفہ نے اپنے کام سے توبہ کرلی ہے اور اس کا ایک فقیر سے نکاح بھی ہوچکا ہے۔ ولیمہ میں صرف روٹیاں پک رہی ہیں، سالن نہیں وہ یہ سن کر بہت جز بز ہوا امیر نے جل بھن کر یہ حرکت کی کہ اس آدمی کے ذریعہ شراب کی دو بوتلیں حضرت شیخ کے پاس بھیجیں اور لے جانے والے سے

سلام کہلایا اور یہ بھی کہلایا میں نے سنا کہ ولیمہ میں سالن کا بندوبست نہیں ہے۔ اس لئے سالن بھیج رہا ہوں وہ چاہتا تھا کہ اس طرح حضرت کو شرمندہ کرے اور فقراء کو رنج پہنچائے۔

شراب، عمدہ گھی بن گئی

قاصد اس امیر انسان کا پیغام اور شراب کی بوتلیں لے کر حضرت شیخ کی خدمت میں پہنچا تو حضرت انتظار ہی کررہے تھے۔ آپ نے فرمایا: "آنے میں تم نے کافی تاخیر کردی۔ پھر اس کے ہاتھ سے بوتلیں لے کر انہیں خوب ہلایا اور برتن میں انڈیل دیا اور اس لانے والے سے فرمایا: "تو بھی ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھالے۔" وہ شراب نہیں تھی بلکہ خالص اور خوشبودار گھی تھا۔ قاصد کہتا ہے کہ میں نے اتنا عمدہ گھی کبھی نہیں کھایا اس نے امیر کو جاکر ساری بات بتائی۔ اس نے آکر یہاں جو کچھ دیکھا اس پر سخت حیران رہ گیا اور حضرت شیخ کی خدمت میں آکر معافی مانگی اور تائب ہوگیا۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء ۔

☆ حضرت الشیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا وقت اخیر آیا تو حضرت عبداللہ بن فضیل رحمۃ اللہ علیہ حاضر تھے۔ سکرات کی کیفیت دیکھ کر رو پڑے۔ شیخ سری: ابومحمد رو کیوں رہے ہو؟ عبداللہ بن فضیل: حضور آپ کا یہ حال دیکھ کر رو رہا ہوں۔ شیخ سری: نہ رو، میرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک حساب ہے۔ بیس سال سے میں اس کا طالب رہا جب اسے پایا تو بیس سال حق تعالیٰ نے مجھ سے خدمت لی۔ اس کے بعد بیس سال تک مجھے رلایا۔ پھر بیس سال مبتلائے شوق رکھا۔ اس کے بعد بیس سال مجھے مقام فنا میں چھوڑا۔ اب اس وقت یہ امید ہے کہ مجھے خدا کا دیدار نصیب ہوگا، تو اس کے لئے اس کی مدد سے اور اس کے ساتھ مجھے بقا حاصل ہوگی۔ ابومحمد! یہ رونے کا وقت نہیں بلکہ مبارکباد دینے کا وقت ہے۔ رضی اللہ عنہ (روض الریاحین)

Scanned with CamScanner

(۷۶)

جنت و دوزخ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (ایک جنگ کے موقع پر) جب مشرک قریب آ گئے تو آپ ﷺ نے (مجاہدین کو ترغیب دیتے ہوئے) فرمایا:

(قُوْمُوْا اِلٰی جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ)

''(مجاہدو!) لپکو ایسی جنت کی جانب کہ جس کی چوڑائی اس قدر ہے جس قدر کہ ساتوں آسمان اور زمین۔''

(یہ سنتے ہی) عمیر بن حمام انصاری رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! ایسی جنت کہ جس کی چوڑائی ہی آسمانوں اور زمین کی چوڑائی کے برابر ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: ''بالکل!'' حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: بخ، بخ! واہ واہ!...... کیا بات ہے۔

یہ سن کر آپ ﷺ نے حضرت عمیر رضی اللہ عنہ سے کہا: ''بخ بخ کس وجہ سے کہا ہے؟''

جناب عمیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! اس کے علاوہ کچھ نہیں، بس خواہش ہے تو یہی کہ میں اس جنت کے رہنے والوں میں شامل ہو جاؤں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (فَاِنَّكَ مِنْ اَهْلِهَا)

''تو اس جنت کے باسیوں میں سے ہے۔''

اب حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنی ہتھیلی میں سے کھجوروں کو نکالا اور کھانے لگے پھر (جنت کا خیال آ گیا تو) کہنے لگے:

''لَئِنْ اَنَا حَیِیْتُ حَتّٰی اٰكُلَ تَمَرَاتِیْ هٰذِهٖ اِنَّهَا لَحَیٰوةٌ طَوِیْلَةٌ''

''اگر ان کھجوروں کو کھانے تک میں زندہ رہا تو یہ زندگی تو بڑی لمبی زندگی

ہے۔''

پھر ان کے پاس جو کھجوریں تھیں انہیں انہوں نے پھینک دیا اور قتال کرنے لگے حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔

(مسلم الامارۃ، باب ثبوت الجنۃ للشہید: ۱۹۰۱، مسند احمد: ۳/۱۳۶، ۱۳۷، ح ۱۲۳۰۷ صحیح)

سب سے آخر جنت میں جانے والا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میں اس شخص کو خوب جانتا ہوں جو دوزخ سے سب سے آخر میں نکالا جائے گا اور جنت میں سب سے آخر میں داخل ہوگا۔ یہ شخص وہ ہوگا جو اپنے گناہوں کی وجہ سے چلے گا۔ پھر اوندھا ہو کر گر پڑے گا اور جہنم کی آگ اس کو جلائے گی۔ جب وہ شخص دوزخ سے باہر ہو جائے گا تو پیٹھ موڑ کر اس کو دیکھے گا اور کہے گا بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس نے مجھے تجھ سے نجات دی بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی چیز عطا کی ہے جو بعد والوں میں سے کسی کو نہیں دی۔ اتنے میں اس کو ایک درخت دکھائی دے گا جسے وہ دیکھ کر رہے گا:

یا اللہ! مجھے اس کے قریب کر دے تاکہ اس درخت کے سائے میں رہوں اور اس کا پانی پی سکوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے آدم کے بیٹے! میں تیرا یہ سوال پورا کر دوں تو تو اور سوال تو نہ کرے گا؟ وہ کہے گا نہیں۔ اے میرے رب! میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں اور کوئی سوال نہیں کروں گا۔ اب اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول کرے گا۔ اس لئے کہ وہ ایسی نعمت کا مشاہدہ کر چکا ہے کہ جس پر اس کو صبر نہیں ہو سکتا (کیونکہ انسان بے صبر ہے) وہ جب تکلیف میں مبتلا ہو اور عیش کی چیز دیکھے تو بے اختیار اس کی خواہش کرتا ہے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے قریب کر دے گا۔ وہ اس کے سائے میں رہے گا اور وہاں پانی پیئے گا۔ اتنے میں اس کو پھر ایک درخت دکھائی دے گا، جو اس سے بھی زیادہ اچھا ہوگا۔ پھر عرض کرے گا اے میرے پروردگار! مجھے اس درخت کے قریب پہنچا دے تاکہ میں اس کا پانی پیوں اور اب میں اور کچھ سوال نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم کے بیٹے! کیا تو نے یہ عہد نہیں کیا تھا کہ میں سوال نہیں کروں گا۔ تب اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے قریب کر دے

گا۔ وہ اس کے سائے میں رہے گا اور اس کا پانی پیے گا۔ پھر اس کو ایک اور درخت دکھائی دے گا جو جنت کے دروازے پر ہوگا۔

دوزخ سے سب سے آخر میں نکالا جانے والا

پھر عرض کرے گا اے میرے پروردگار! مجھے اس درخت کے قریب پہنچا دے تاکہ میں اس کا پانی پیوں اور اس کے سائے تلے رہوں، اب میں اور کچھ سوال نہیں کروں گا۔ (اللہ تعالیٰ اس کو معذور رکھے گا اس لئے کہ وہ ایسی نعمتوں کو دیکھ رہا ہے جن پر صبر نہیں ہوسکتا) آخر کار اللہ تعالیٰ اس کو اس درخت کے قریب کردے گا۔ جب وہ اس درخت کے قریب جائے گا تو وہ جنت والوں کی آوازیں سنے گا اور کہے گا۔ اے میرے رب! مجھے جنت کے اندر پہنچا دے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے آدم کے بیٹے! تیرے سوال کو کیا چیز پورا کرے گی؟ یعنی تیری خواہش کب موقوف ہوگی اور یہ بار بار سوال کرنا کیونکر بند ہوگا؟

(فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ اِذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ فَاِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَ عَشْرَةَ اَمْثَالِهَا اَوْ اِنَّ لَكَ عَشْرَةَ اَمْثَالِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَقُوْلُ اَتَسْخَرُبِيْ وَاَنْتَ الْمَلِكُ؟)

''پس اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جنت میں داخل ہوجا، کیا تو اس پر راضی ہے کہ میں تجھے ساری دنیا کے برابر دوں اور دس گنا اور دوں؟ وہ بندہ کہے گا، اے میرے پروردگار! تو مجھ سے مذاق اور ہنسی کرتا ہے باوجود یہ کہ تو سارے جہاں کا مالک اور شہنشاہ ہے۔''

(یہ واقعہ بیان کرکے) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہنسنے لگے اور اپنے شاگردوں سے فرمایا: تم مجھ سے پوچھتے کیوں نہیں کہ میں کیوں ہنس رہا ہوں؟ لوگوں نے دریافت کیا اچھا فرمایئے کہ آپ اس وقت کیوں ہنس پڑے؟ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ بھی اسی طرح حدیث بیان کرتے وقت ہنس پڑے تھے تو اس وقت لوگوں نے آپ سے دریافت کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کیوں ہنس پڑے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ رب العالمین کو اسی طرح ہنستے ہوئے دیکھ کر مجھے بھی ہنسی آگئی۔ جب بندہ کہے گا کہ تو

سارے جہاں کا پروردگار ہوتے ہوئے بھی مذاق فرما رہا ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میں مذاق نہیں کرتا۔ میں ہر چیز پر قادر ہوں جو چاہتا ہوں کرسکتا ہوں، یعنی دنیا اور دنیا کے برابر دینا میرے نزدیک کوئی مشکل بات نہیں صرف کن کہہ دینے سے لاکھوں دنیا پیدا کرسکتا ہوں۔''

(مسلم، الایمان، باب آخر اہل النار خروجا: ۴۶۳، الترمذی: ۲۵۹۵)

(۷۷)

"کامل بھروسہ" ہو تو جنگل میں بھی "رزق" مل جاتا ہے

حضرت سیّدنا ابو ابراہیم یمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ایک مرتبہ ہم چند رفقاء حضرت سیّدنا ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ کی ہمراہی میں سمندر کے قریب ایک وادی کی طرف گئے۔ ہم سمندر کے کنارے کنارے چل رہے تھے کہ راستے میں ایک پہاڑ آیا جسے جبل "کفر فیر" کہتے ہیں۔ وہاں ہم نے کچھ دیر قیام کیا اور پھر سفر پر روانہ ہوگئے۔ راستے میں ایک گھنا جنگل آیا جس میں بکثرت خشک درخت اور خشک جھاڑیاں تھیں، شام قریب تھی، سردیوں کا موسم تھا، ہم نے حضرت سیّدنا ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں عرض کی: "حضور! اگر آپ مناسب سمجھیں تو آج رات ہم ساحل سمندر پر گزار لیتے ہیں۔ یہاں اس قریبی جنگل میں خشک لکڑیاں بہت ہیں۔ ہم لکڑیاں جمع کرکے آگ روشن کرلیں گے اس طرح ہم سردی اور درندوں وغیرہ سے محفوظ رہیں گے۔"

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی۔" چنانچہ ہمارے کچھ دوستوں نے جنگل سے خشک لکڑیاں اکٹھی کیں اور ایک شخص کو آگ لینے کے لئے ایک قریبی قلعے کی طرف بھیج دیا، جب وہ آگ لے کر آیا تو ہم نے جمع شدہ لکڑیوں میں آگ لگادی اور سب آگ کے اردگرد بیٹھ گئے اور ہم نے کھانے کے لئے روٹیاں نکال لیں۔ اچانک ہم میں سے ایک شخص نے کہا: "دیکھو ان لکڑیوں سے کیسے انگارے بن گئے ہیں، اے کاش! ہمارے پاس گوشت ہوتا تو ہم اسے ان انگاروں پر بھون لیتے۔" حضرت سیّدنا ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ نے اس کی یہ بات سن لی اور فرمانے لگے: "ہمارا پاک پروردگار اس بات پر

قادر ہے کہ تمہیں اس جنگل میں تازہ گوشت کھلائے۔"

ابھی آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ بات فرما ہی رہے تھے کہ اچانک ایک طرف سے شیر نمودار ہوا جو ایک فربہ ہرن کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔ ہرن کا رُخ ہماری ہی طرف تھا۔ جب ہرن ہم سے کچھ فاصلے پر رہ گیا تو شیر نے اس پر چھلانگ لگائی اور اس کی گردن پر شدید حملہ کیا جس سے وہ تڑپنے لگا۔ یہ دیکھ کر حضرت سیّدنا ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ اٹھے اور اس ہرن کی طرف لپکے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو آتا دیکھ کر شیر ہرن کو چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "یہ رزق اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے بھیجا ہے۔" چنانچہ ہم نے ہرن کو ذبح کیا اور اس کا گوشت انگاروں پر بھون بھون کر کھاتے رہے اور شیر دور بیٹھا ہمیں دیکھتا رہا۔ اسی طرح ہماری ساری رات گزر گئی۔" سچ ہے کہ جو اس پاک ذات پر کامل یقین رکھتا ہے وہ کبھی مایوس نہیں ہوتا۔"

(عیون الحکایات)

(۷۸)

آزمائش کے گھر دنیا کا تفصیلی حال

(ابن ابی الدنیا) عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے صالح بن مالک نے خبر دی انہیں ابوعبیدہ ناجی نے وہ حضرت حسن سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا تم ایسے گھر میں ہو جو اپنے اہل کے بارے میں انتہائی مذموم ہے۔ آزمائش کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ ایک مقررہ وقت تک کے لئے ہے۔ جب وہ پورا ہو جائے گا تو اسے ختم کر دیا جائے گا۔

انتہائی ناپائیدار ہے ایک ضرورت کا ٹھکانہ ہے اللہ نے اس کی سرسبزی ظاہر فرما کر اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا دیئے۔ پھر اس جہان کی خبر بھی سنا دی جہاں انہوں نے جانا ہے اور جو کچھ اپنے بندوں کے لئے پیدا کیا ہے اس میں اپنے اوامر کی اطاعت کا حکم دے دیا ہے اور حکم دے کر اس کا راستہ بتا دیا ہے اور اس پر خیر و بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے۔ سب اس کے قبضہ قدرت میں ہیں کوئی اسے عاجز نہیں کر سکتا۔ ان کے اعمال میں سے کوئی چیز اس پر پوشیدہ نہیں، لوگ مختلف اعمال میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کی محنتیں مختلف ہیں کوئی نافرمان ہے تو کوئی فرماں بردار۔ لیکن اللہ تو عمل کے مطابق جزا دے گا اور اسے پورا پورا بدلہ ملے گا۔ اللہ نے اپنے بندوں سے جو عہد لیا ہے اور ان پر اپنی کتاب میں جو کچھ نازل فرمایا ہے میں نے نہیں سنا کہ اس نے کسی ایک کو بھی دنیا کی ترغیب دی ہو اور نہ ہی اللہ نے دنیا کے اندر مطمئن ہونے والوں اور اس کی طرف مائل ہونے والوں کو پسند کیا ہے بلکہ اللہ نے اپنی آیات مختلف طریقوں سے بیان فرمائی ہیں اور دنیا کے عیوب اور اس سے روکنے کے لئے بے شمار مثالیں بیان کی ہیں اور آخرت کی طرف رغبت دلائی ہے۔

اللہ کے نیک بندوں پر یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ دنیا کو جس مقصد کے لئے پیدا کیا گیا

ہے وہ ایک انتہائی عظیم الشان ہے انتہائی ہولناک اور دشوار ہے اللہ کی قسم دنیا کے تو ثواب و عقاب میں کسی طرح بھی مشابہ نہیں، وہ تو ایک ذائی ٹھکانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان کے اعمال کے اعتبار سے بدلہ دے گا اور اسی اعتبار سے انہیں درجات مرحمت فرمائے گا وہاں کی پریشانی بھی دائمی اور خوشحالی بھی دنیا تو دار العمل ہے جو اسے مبغوض رکھے گا اور اس میں زہد اختیار کرے گا وہی اس میں سعادت مند ہوگا اور اس میں رہنا اس کے لئے سودمند ہوگا۔ جو رغبت محنت سے اسے دیکھے گا وہ اس میں بدبخت ہوگا اور اللہ کی طرف سے ملنے والے انعام کو برباد کر دے گا۔ پھر یہ دنیا اسے اللہ کی ناراضگی اور اس غضب کی طرف لے جائے گی جس کے برداشت کی اس میں صبر نہ طاقت، دنیا کا معاملہ بہت چھوٹا ہے، اور اس کا سامان انتہائی قلیل ہے۔

دنیا کے لئے فنا لازمی امر ہے

اس کے لئے فنا لازمی ہے، اس کی میراث کا اللہ ہی حق دار ہے، دنیا والے یہاں سے ایسی جگہ منتقل ہونے والے ہیں جو کہ کبھی بوسیدہ اور ویران نہ ہوگی۔ طول عمری بھی وہاں کوئی تغیر و تصرف نہ کر سکے گی، کہ وہ فنا ہو کر مر جائیں، لمبے عرصے تک رہنے کے باوجود وہاں سے نکالے نہیں جائیں گے، اس مقام سے ڈرتے رہو! اور کثرت سے اس کا ذکر کرتے رہو اور اس کی تیاری میں لگے رہو۔ وہاں کے شر سے بچو! کہیں فنا ہونے والا متاع قلیل تمہیں لہو لعب میں نہ ڈال دے، اے انسان! دنیا کو اپنا نصب العین نہ بنا اور موت کی تیاری کر! اور یہ مت کہہ کہ کل کروں گا کل کروں گا۔ نہ معلوم کب اللہ کی طرف سے بلاوا آجائے، اے انسان دھوکے میں مت آ! جس میں امن ہی نہیں اس سے مامون نہ ہو! کیونکہ تیرے سامنے ایک عظیم ہولناکی اور بڑے خوفناک امور ہیں۔ اب تک تو نے ان سے چھٹکارے کا سامان تیار نہیں کیا حالانکہ وہاں جانا ضرور ہے جہاں ان تمام امور سے سابقہ پڑے گا۔ یا تو وہاں اس کے شر و ہولناکی سے نجات ملے گی، یا پھر ایسی ہلاکت کا سامنا ہوگا، جس کے بعد کوئی خیر ہے نہ بھلائی۔ (کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

Scanned with CamScanner

(۷۹)

سب سے بڑی غنا

امام ابن جوزی فرماتے ہیں: میرے اندر سے آواز آئی کہ اجازت ہو تو تقدیر پر صبر کرنے کی ذرا تفصیل ہونی چاہئے کیونکہ صرف نمونہ پر اکتفا ہوئی ہے شرح نہیں اور ذرا حالت رضا کی وضاحت بھی کہ اس کے ذکر سے تو روح کے لئے فرحت بخش بادنسیم کے جھونکے محسوس ہونے لگے تو میں نے کہا: جناب بولنے والے ذرا جواب کو سنئے اور صحیح سمجھنے کی کوشش کرنا رضا معرفت خداوندی کے ثمرات میں سے ایک ثمر ہے کہ جب تجھے اس کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے تو پھر تو اس کے فیصلہ اور قضا پر بھی راضی ہو جاتا ہے اور کبھی قضا کے ضمن میں بعض تلخیاں بھی ہوتی ہیں جن کا کچھ ذائقہ اس راضی ہونے والے کو محسوس بھی ہوتا ہے البتہ عارف کامل کی لذت وقوت معرفت اس قدر ہوتی ہے کہ ان تلخیوں کا احساس تک نہیں ہوتا اور یہی معرفت جب درجہ محبت تک پہنچتی ہے تو اقدار (تقدیر) کی یہ تلخیاں لذت و چاشنی عطا کرتی ہیں جیسا کہ شاعر کا قول ہے تیری محبت میں آنے والا عذاب بھی لذیذ اور میٹھا ہے اور تیری محبت میں ملنے والا بعد بھی قرب کا درجہ رکھتا ہے اور تو میرے لئے میری روح کے بمنزلہ ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ محبوب ہے مقام محبت میں مجھے یہی بہت ہے کہ میں اس چیز سے محبت رکھتا ہوں جو تجھے محبوب ہے اور بعض اہل محبت اسی معنی کو یوں ذکر کرتے ہیں۔

دوسرے لوگ ایک کام کرتے ہیں اور وہ مجھے برا لگتا ہے اور وہی کام جب تو کرتا ہے تو اچھا ہو جاتا ہے اندر سے بولنے والے نے پھر کہا ذرا یہ بتایئے کہ کیسی تقدیر پر راضی ہونا مراد ہے فرض کرو میں اقدار پر راضی ہوتے ہوئے بیماری پر راضی ہوں فقر پر راضی ہوں مگر کیا

میں عبادت میں سستی پر بھی راضی ہو جاؤں اللہ تعالیٰ کے اہل محبت سے بعد پر راضی ہو جاؤں۔

ایک سوال اور اس کا جواب

ذرا کھول کر بتایئے کہ کیا کیا چیزیں محل رضا میں داخل ہیں اور کون سی نہیں؟ میں نے کہا آپ نے بہت اچھا سوال کیا ہے لہٰذا اس کا جواب بھی خوب دھیان سے سنئے جو کچھ ان کی طرف سے آتا ہے اس پر راضی ہونا چاہئے باقی سستی اور بعد وغیرہ ان کی نسبت تو تیری طرف ہو رہی ہے لہٰذا اسے اپنا فعل سمجھ کر راضی نہ ہو بلکہ اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کر جو تیرے ذمہ ہے اور اپنے نفس کے ساتھ ان باتوں میں خوب مقابلہ کر جو اللہ تعالیٰ کے قرب تک پہنچاتی ہیں اور اس مجاہدہ میں ہونے والی سستی پر راضی مت رہو باقی اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کی وہ باتیں جن میں تیرے کسب وعمل کا کوئی دخل نہیں ہے ان پر بہر حال راضی ہونا ہے جیسا کہ رابعہ بصری رحمہا اللہ نے کہا تھا جب ان کے پاس کسی عابد کا ذکر ہوا کہ وہ کوڑے کے ڈھیر سے کچھ اٹھا کر کھا رہے تھے کسی نے کہا: انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کیوں نہ مانگ لی کہ کسی اور جگہ سے رزق دے دے تو رابعہ رحمہا اللہ نے کہا: راضی شخص ایسی باتیں نہیں کرتا اور جسے معرفت کا ذوق نصیب ہوتا ہے تو محبت کا ذائقہ بھی اس میں آنے لگتا ہے ایسے وقت میں لازمی طور پر رضا ہی رضا ہوتی ہے لہٰذا دلائل کے ذریعہ معرفت کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے پھر اس کے تقاضا پر عمل کرتے ہوئے خدمت وطاعت کی محنت کرے تب جا کر امید ہے کہ محبت کا مقام نصیب ہو اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے بذریعہ حدیث قدسی عن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں اور میں جب اس سے محبت کرتا ہوں تو اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے بس یہ ہے غناء اکبر (عظیم دولت) اور ہائے میرا فقر واحتیاج (افسوس) (صید الخاطر)

(۸۰)

مشاہیر کے آخری فرد

امام الاولیاء حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۶۳۲) کے بارے میں حضرت علامہ تادنی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: آپ عراق کے ان بزرگوں میں سے ہیں جن پر حکومت باطنی کا اختتام ہو جاتا ہے۔ آپ عالم و فاضل تھے اور بہت فصیح و بلیغ کلام فرماتے تھے نہ صرف آپ کو علم لدنی حاصل تھا بلکہ غیب کے حالات بھی بتا دیا کرتے تھے۔ اکثر خارق عادات کرامات کا آپ سے ظہور ہوتا رہتا تھا۔ کتاب و سنت پر شدت کے ساتھ عمل پیرا تھے اور شریعت و طریقت میں اجتہاد کا درجہ رکھتے تھے۔ مزار مقدس بغداد شریف میں ہے آپ ان ہستیوں میں سے تھے جن کے پاس غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ بذات خود تشریف لائے اور فرمایا: اے شہاب الدین! تم مشاہیر کے آخری فرد ہو۔

(قلائد الجواہر ص ۳۹۱)

اور علامہ تادنی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: آپ کے مصاحب شیخ نجم الدین نقطیسی فرماتے ہیں: میں حضرت شیخ سہروردی کے حجرۂ عبادت میں داخل ہوا۔ وہ ان کے چلہ کا آخری دن تھا۔ اس دن میں نے دیکھا کہ شیخ ایک بہت بلند پہاڑ پر ہیں اور آپ کے سامنے جواہرات کا انبار لگا ہوا ہے اور آپ مٹھیاں بھر بھر کر لوگوں کی جانب پھینکتے جاتے ہیں اور لوگ دوڑ دوڑ کر اٹھا رہے ہیں جب موتی کم ہوتے تو وہ خود بخود بڑھ جاتے ...... جب آپ چلہ سے باہر آ گئے تو میں اس واقعہ سے ذہن کو یکسر خالی کر کے سو گیا۔ دوسرے دن جب میں نے آپ سے اس واقعہ کے بارے میں تفصیل معلوم کرنی چاہی تو آپ نے میرے کچھ کہنے سے پہلے ہی فرمایا: صاحبزادے! تم نے جو کچھ دیکھا وہ درست ہے اور یہ سب کچھ حضرت

شیخ عبدالقادر جیلانی کا فیض اور ان کی تعلیم کا نتیجہ ہے۔ (قلائد الجواہر ص ۳۹۱)

بقول حضرت تادنی علیہ الرحمۃ آپ غیب کے حالات بھی بتا دیا کرتے تھے اور بقول شیخ نقطیسی آپ نے میرے کچھ کہنے سے پہلے ہی فرما دیا۔ ظاہر ہے کہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ والرضوان کا یہ عقیدہ ہے کہ میں بعطائے الٰہی غیب جانتا ہوں ورنہ غیب کی باتوں کو وہ زبان پر ہرگز نہ لاتے۔

(۸۱)

عیسیٰ علیہ السلام کی جنت میں ہونیوالی شادی

ایک بزرگ نے فرمایا: ''حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ایک مرتبہ ملک شام میں سفر فرما رہے تھے اچانک کڑک چمک کے ساتھ بارش ہونے لگی۔ آپ نے بارش سے بچنے کی جگہ تلاش کی تو دور ایک خیمہ نظر آیا وہاں پہنچے تو دیکھا، اس میں ایک عورت بیٹھی ہوئی ہے دور ہی سے پلٹ آئے اور ایک پہاڑ کے غار کی جانب چلے۔ وہاں پہنچے تو اس میں ایک شیر بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے شیر پر اپنا دست مبارک رکھ دیا اور فرمایا: ''بار الہا! ہر ایک کے لئے تو نے پناہ گاہ بنائی ہے کیا میرے لئے بھی کوئی جائے پناہ ہے؟'' جواب ملا۔ ''تیری جگہ میری رحمت کا مستقر ہے۔ قیامت میں سو حوروں کے ساتھ میں تیرا نکاح کروں گا جن حوروں کو میں نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا ہے اور تیری دعوت ولیمہ چار ہزار برس تک جاری رہے گی، جس کا ہر دن دنیا کی تمام عمر کے برابر ہوگا اور ندا کرنے والے کو حکم دوں گا کہ پکارے۔'' دنیا سے پرہیز کرنے والے لوگ کہاں ہیں، عیسیٰ بن مریم کی شادی میں شریک ہوں۔''

علم الیقین اور حبِ دنیا

حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''میں ایک راہب کے صومعہ پر گزرا۔ اپنے ساتھیوں کو الگ ٹھہرا کر میں نے راہب سے بات کی اور پوچھا علم الیقین کیا ہے؟ راہب نے پردہ ہٹا کر جواب دیا۔ اے عبدالواحد! اگر علم الیقین پانا چاہتے ہو تو اپنے اور دنیاوی شہوت کے درمیان لوہے کی دیوار کھڑی کرو۔'' یہ کہہ کر پردہ گرا دیا۔

☆ حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ملک چین کے اندر میں ایک

راہب کے حجرہ کے قریب گیا، اور اسے آواز دی۔ ''اے راہب! دو بار اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ تیسری بار پکارنے پر اس نے مجھے جھانک کر دیکھا اور کہا۔ ''اے شخص! میں راہب نہیں ہوں۔ راہب وہ ہے جو اللہ سے ڈرے اور اس کی کبریائی کی عزت کرے، اس کی بلاؤں پر صابر ہو۔ اس کی تقدیر پر راضی ہو، اس کی عطا پر حمد بجا لائے، اور اس کی نعمتوں پر شکر کرے، اس کی قدرت کو مانے، اس کے جلال کے آگے سرنگوں ہو، اس کے حساب و عذاب میں تفکر کرے، دن روزہ میں اور رات قیام میں بسر کرے، اسے جہنم اور سوال و جواب کے ذکر نے جگا رکھا ہو اور میں تو محض ایک کاٹ کھانے والا کتا ہوں۔ جس نے خود کو اس صومعہ میں بند کر رکھا ہے تا کہ کسی کو اپنی زبان سے نہ کاٹ کھائے۔ شیخ عبدالواحد: یہ بتاؤ کس چیز نے لوگوں کو معرفت کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے غافل رکھا ہے۔ راہب: اے برادر! اللہ تعالیٰ کی معرفت کے بعد اس سے غفلت نہیں ہوتی۔ ہاں! جس شے نے لوگوں کو اس سے بہکایا ہے، وہ دنیا کی محبت، اور اس کی زینت ہے۔ اس لئے کہ یہی معصیت اور نافرمانی کی بنیاد ہے۔ دانش مند وہ ہے جو اسے دل سے نکال دے اور اپنے گناہوں سے اللہ کے دربار میں توبہ کرے اور اس سے قریب کرنے والی چیزوں کی جانب توجہ کرے۔

(روض الریاحین)

یہ ہے دنیا کی حقیقت

ایک شخص نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی اور حضرت کی خدمت میں عرض کیا: میں آپ کے ساتھ رہوں گا۔ چنانچہ ساتھ چلے اور ایک نہر کے کنارے پہنچ کر ناشتہ کرنے بیٹھے۔ حضرت کے پاس تین روٹیاں تھیں ایک حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تناول فرمائی، دوسری روٹی اس شخص نے کھائی اور تیسری روٹی وہیں رکھی رہی حضرت نہر کے پاس پانی لانے تشریف لے گئے۔ واپس آئے تو وہ روٹی غائب تھی اس شخص سے دریافت فرمایا۔ ''روٹی کس نے لی؟'' اس نے کہا: ''مجھے معلوم نہیں۔'' آپ وہاں سے روانہ ہوئے وہ شخص بھی چلا راستے میں ایک جگہ ہرنی اپنے دو بچوں کے ساتھ نظر آئی۔ آپ نے ایک بچہ کو بلایا، وہ آ گیا تو اس کو ذبح کیا اور اس کا گوشت بھون کر تناول فرمایا اور اس آدمی کو بھی کھلایا۔ اس کے بعد

Scanned with CamScanner

ہرنی کے مذبوح بچے کو فرمایا۔ قم باذن اللہ (اللہ کے حکم سے اٹھ کھڑا ہو) وہ زندہ ہو گیا۔ آپ نے اس شخص سے کہا: ’’اس خدا کا واسطہ جس نے تجھے یہ معجزہ دکھایا۔ بتا، روٹی کس نے لی؟‘‘ اس نے کہا میں نہیں جانتا۔ حضرت وہاں سے روانہ ہو کر ایک ریگستان میں پہنچے وہاں آپ نے بہت ریت یکجا فرمائی اور کہا، اللہ کے حکم سے سونا بن جا۔ ریت فوراً سونا بن گئی۔ آپ نے سونے کے تین حصے کیے اور فرمایا ’’ایک حصہ میرا، ایک حصہ تیرا اور ایک حصہ اس شخص کا جس نے روٹی لی۔‘‘ وہ شخص بولا، روٹی میں نے ہی لی ہے۔ آپ نے فرمایا ’’یہ تمام سونا تیرا ہی ہے۔‘‘ اور اسے چھوڑ کر آگے تشریف لے گئے۔ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام کے چلے جانے کے بعد اس شخص کو یہ فکر ہوئی کہ اتنا سونا کس ترکیب سے لے جاؤں؟ اتنے میں دو آدمی اور ادھر ہی آتے نظر پڑے ان دونوں نے اس شخص کے پاس اتنا سونا دیکھا تو ارادہ کیا کہ اسے مار ڈالیں اور سونے پر قابض ہو جائیں مگر سونا والا سمجھ گیا اور بول پڑا کہ یہ سونا ہم تینوں برابر تقسیم کر لیں۔ تینوں پر بھوک کا غلبہ تھا۔ اس لئے مشورہ کر کے ایک کو شہر سے کھانا خریدنے کے لئے بھیجا۔ اس نے سوچا میں کھانے میں زہر ملا کر ان دونوں کو راستے سے ہٹا دوں اور تنہا سارا سونا لے لوں۔ ادھر ان دونوں نے پروگرام بنایا کہ کھانا لے کر آتے ہی ہم دونوں مل کر اسے قتل کر دیں اور آدھا آدھا سونا باہم تقسیم کر لیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا اور کھانا لے کر آتے ہی اسے مار ڈالا اور پھر اطمینان سے کھانا کھانے بیٹھے۔ کھانا چونکہ زہر آلود تھا۔ اس لئے وہ دونوں بھی کھا کر مر گئے۔ تینوں لاشیں اور سونا اسی طرح ریگستان میں پڑا رہا۔

دنیا نے کتنے نکاح کیے ہیں؟

حضرت سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اسی راہ سے گزرے تو اپنے مصاحبین سے فرمایا ’’یہ ہے دنیا، اس سے ہوشیار رہو۔‘‘ آپ ہی کے بارے میں روایت ہے کہ ایک مرتبہ دنیا آپ کے سامنے زیب وزینت میں لپٹی ہوئی بڑھیا کی شکل میں آئی۔ آپ نے پوچھا: ’’تو نے کتنے نکاح کیے؟‘‘ بڑھیا: اس کا کوئی حساب وشمار نہیں ہے۔ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام: تجھ سے نکاح کرنے والے سب تیرے سامنے ہی مر گئے یا انہوں نے تجھے طلاق دے دی؟ بڑھیا: ایسا نہیں ہوا، بلکہ میں نے ہی سب کو قتل کر ڈالا۔ سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام: تیرے بقیہ شوہروں پر تف

ہے کہ وہ ان مردوں سے نصیحت نہیں لیتے کہ تو کس طرح ایک ایک کر کے انہیں قتل کرتی ہے اس کے باوجود وہ نہیں ڈرتے۔

☆ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں۔ ایک شخص کی روح خواب میں بلند ہوئی۔ اس نے راستے میں ایک عورت دیکھی جو ہر طرح کے زیورات اور خوبصورت لباس سے آراستہ پیراستہ تھی۔ مگر جو اس کے پاس سے ہو کر جاتا تھا اسی پر حملہ آور ہوتی تھی اور اسے زخمی کر دیتی تھی۔ وہ عورت جب سامنے آتی تھی تو نہایت کریہہ المنظر لگتی تھی۔ مگر جب منہ پھیر کر جاتی تھی تو پیچھے سے حسین وجمیل لگتی تھی۔ وہ بڑھیا تھی جس کی آنکھیں نیلگوں چندھی ہوئی، بال سفید۔ اس خواب دیکھنے والے شخص نے کہا: میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں، وہ مجھے تجھ سے محفوظ رکھے۔ اس بڑھیا نے کہا: ’’اللہ تجھے مجھ سے نہیں بچائے گا۔ جب تک تو درہم اور مال ودولت سے بغض نہ رکھے۔‘‘ اس نے کہا تو آخر ہے کون؟ جواب دیا: میں دنیا ہوں۔ نعوذ باللہ منہا۔ (ایضاً)

(۸۲)

جنت کے نظارے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"اللہ کے چند فرشتے ہیں جو رستوں میں گھومتے ہیں، اور ذکر کرنے والوں کو ڈھونڈتے ہیں، جب وہ کسی قوم کو ذکر الٰہی میں مشغول پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکار کر کہتے ہیں، اپنی ضرورت کی طرف آؤ، آپ نے فرمایا: وہ فرشتے ان کو اپنے پروں سے ڈھک لیتے ہیں اور آسمان دنیا تک پہنچ جاتے ہیں، آپ نے فرمایا: ان کا رب پوچھتا ہے کہ میرے بندے کیا کررہے ہیں حالانکہ وہ ان کو فرشتوں سے زیادہ جانتا ہے، فرشتے جواب دیتے ہیں وہ تیری تسبیح وتکبیر اور حمد اور بڑائی بیان کررہے ہیں، آپ نے فرمایا: اللہ فرماتا ہے، کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے، فرشتے کہتے ہیں بخدا انہوں نے تجھے نہیں دیکھا ہے، آپ نے فرمایا، اللہ فرماتا ہے، اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو کیا کرتے؟ فرشتے کہتے ہیں اگر تجھے کو دیکھ لیتے تو تیری بہت زیادہ عبادت کرتے اور بہت زیادہ بڑائی یا پاکی بیان کرتے، آپ نے فرمایا اللہ فرماتا ہے، وہ مجھ سے کیا مانگتے تھے، فرشتے کہتے ہیں وہ تجھ سے جنت مانگ رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا اللہ ان سے پوچھتا ہے کیا انہوں نے جنت دیکھی ہے فرشتے کہتے ہیں بخدا انہوں نے جنت نہیں دیکھی اللہ فرماتا ہے اگر وہ جنت دیکھ لیتے تو کیا کرتے، فرشتے کہتے ہیں کہ اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو اس کے بہت زیادہ حریص ہوتے اور بہت زیادہ طالب ہوتے اور اس کی طرف ان کی رغبت بہت زیادہ ہوتی، اللہ فرماتا ہے: کس چیز سے وہ پناہ مانگ رہے تھے فرشتے کہتے ہیں جہنم سے، آپ نے فرمایا، اللہ فرماتا ہے: انہوں نے اس کو دیکھا ہے، فرشتے جواب دیتے ہیں نہیں بخدا انہوں نے نہیں دیکھا ہے، اللہ فرماتا ہے اگر وہ

اسے دیکھ لیتے تو کیا کرتے، فرشتے کہتے ہیں اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو اس سے بہت زیادہ بھاگتے، اور بہت زیادہ ڈرتے، آپ نے فرمایا، اللہ فرماتا ہے: میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا آپ نے فرمایا: ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ ان میں فلاں شخص ان (ذکر کرنے والوں) میں نہیں تھا بلکہ وہ کسی ضرورت کے لئے آیا تھا اللہ فرماتا ہے: وہ ایسے لوگ ہیں جن کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا۔"

(بخاری، الدعوات، باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ: ۶۴۰۸)

جنت میں کھیتی باڑی

ایک روز نبی کریم ﷺ نے ایک مجلس میں ارشاد فرمایا:

"جنت میں اللہ تعالیٰ سے ایک آدمی نے کھیتی باڑی کرنے کی خواہش کا اظہار کیا، پروردگار عالم نے پوچھا کیا تمہاری چاہت پوری نہیں ہوئی ہے؟ وہ بولا: پوری ہوئی ہے مگر چاہتا ہوں کہ میرے فصل بوتے ہی فوراً تیار ہو جائے۔

(آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی چاہت اس طرح پوری کی گئی کہ) ادھر اس نے بویا اور وہ فوراً اگ پڑا اور کاٹنے کے قابل ہو گیا۔" (اسی محفل میں ایک بدو بیٹھا ہوا تھا، اس نے بڑی معصومیت سے) عرض کیا: یہ شرف تو صرف قریشی اور انصاری کو ہی نصیب ہوگا جو زراعت پیشہ ہیں لیکن ہم تو کاشتکار نہیں۔ رسول اللہ ﷺ یہ بات سن کر مسکرا پڑے۔"

(بخاری، الحرث والمزرعۃ، باب ان النبی کان یوما یحدث ...... الخ: ۲۳۴۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے (ایسی ایسی چیزیں) تیار کررکھی ہیں کہ جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی انسان کے دل پر ان کا خیال گزرا اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی کتاب میں موجود ہے:

(فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ ۚ جَزَاءً بِمَا كَانُوا

يَعْمَلُوْنَ (السجدہ:۱۷)

''سو کسی نفس کو معلوم نہیں کہ جو نعمتیں ان کے لئے چھپا رکھی ہیں ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں بدلہ ہے اس کا جو وہ کرتے تھے۔''

(مسلم، الجنۃ وصفۃ نعیمہا وأہلہا، باب صفۃ الجنۃ: ۲۸۲۴) ۔

(۸۳)

ایک مشہور ولی اللہ کا اندازِ دُعا

حضرت سیّدنا محمد بن محمود سمرقندی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، زمانے کے مشہور ولی حضرت سیّدنا یحییٰ بن معاذ علیہ الرحمۃ بارگاہِ خداوندی میں اس طرح دعا کرتے: ''اے میرے پروردگار! میں تجھ سے اس زبان کے ذریعے دعا کرتا ہوں جو تو نے مجھے عطا کی ہے، میرے مولیٰ! تو اپنے فضل وکرم سے میری دعا قبول فرما۔ اے میرے پروردگار! تو مجھے ہر حال میں رزق عطا فرماتا ہے اور ہر مصیبت میں میرا مددگار تو ہی ہے، اے میرے مولیٰ! میں تیری عظمتوں اور رحمتوں کو دل و جان سے ماننے والا ہوں، میں تیری عظمت کا معترف ہوں، میرے پاس یہی دلیل وآسرا ہے کہ میں تجھ سے محبت کرتا ہوں۔ میری تجھ سے محبت تیری بارگاہ میں میرے لئے شفیع ہے۔ اے رحیم وکریم مولیٰ! تو نے ہمیں بغیر مانگے محض اپنے فضل وکرم سے ایمان کی دولت سے نوازا، دولت ایمان سب سے بڑی دولت ہے۔

اے میرے مولیٰ! جب ہم تجھ سے کوئی چیز مانگیں تو ہمیں ضرور عطا فرمائے گا، جب بغیر مانگے تو اتنی بڑی بڑی نعمتیں عطا فرماتا ہے تو مانگنے پر بھی تو ضرور ہماری حاجتیں پوری کرے گا۔ اے میرے مولیٰ! تو ہم سے عفو و درگزر والا معاملہ فرما۔ اے میرے پاک پروردگار! اگر معاف کرنا تیری صفت نہ ہوتی تو اہل معرفت کبھی بھی تیری نافرمانی نہ کرتے۔ جب ایک لمحے کا ایمان پچاس سال کے کفر کو مٹا دیتا ہے اور انسان کو کفر کی پرانی سے پرانی گندگی سے پاک کر دیتا ہے تو پچاس سال کا ایمان گناہوں کو کیسے نہیں مٹائے گا۔

اے میرے مولیٰ! میں اس بات کی اُمید رکھتا ہوں کہ جو ایمان اپنے سے قبل کفر جیسی گندگی کو انسان سے لمحہ بھر میں دور کر دیتا ہے اور ایمان کی بدولت انسان کفر جیسی بیماری سے

نجات پا جاتا ہے تو یہی ایمان اپنے مابعد گناہوں کو ضرور مٹا دے گا، چاہے گناہ کتنے ہی بڑے ہوں ایمان کی بدولت ضرور معاف کر دیئے جائیں گے۔

یقین کامل کے ساتھ دعا کی جائے

اے الٰہی! تیری ذات تو وہ عظیم ذات ہے کہ اگر کوئی تجھ سے نہ مانگے تو تجھے اس پر جلال آتا ہے، میں تو تجھ سے مانگ رہا ہوں۔ لہٰذا میری دعا رد نہ کرنا بلکہ قبول فرما لینا۔ اے میرے پاک پروردگار! مجھ پر ہر گھڑی نظر رحمت فرما، میرے پاس بس ایک ہی حجت و دلیل ہے کہ میں تیری عظمتوں اور تیری تمام صفات کا معترف ہوں۔ اے اللہ! اسی حجت کے سبب میری مغفرت فرما دے۔ اے میرے مولیٰ! میرا اس بات پر یقین کامل ہے کہ میرا اور تمام جہان کا پالنے والا تو ہی ہے، اے اللہ! میں اپنے آپ کو تیری رحمتوں کے سائے میں پاتا ہوں، تیری رحمت کی جلوہ گری ہر طرف ہے۔ اے میرے پاک پروردگار! میں تجھ سے اس حال میں دعا کر رہا ہوں کہ میرے گناہوں سے لتھڑے ہوئے ہاتھ دعا کے لئے پھیلے ہوئے ہیں اور آنکھیں تیری رحمت اور تیرے عفو و کرم کی اُمید سے بھیگی ہوئی ہیں۔

اے میرے مولیٰ! میری دعا قبول فرما لے کیونکہ تو تو بردبار اور بخشنے والا مالک ہے، میرے حال پر رحم فرما کیونکہ میں تو ایک کمزور و عاجز بندہ ہوں۔ اے میرے مولیٰ! جب تجھ سے ڈرنے میں دل کو سرور و کیف حاصل ہوتا ہے تو جس وقت تو ہم سے راضی ہو جائے گا اور ہمیں جہنم سے آزادی کا پروانہ عطا فرما دے گا تو اس وقت ہمیں کتنا کیف و سرور حاصل ہوگا۔

اے میرے مولیٰ! جب دنیوی زندگی میں تیری تجلیات میں اور تیری رحمتوں کے سائے تلے ہم کسی محفل میں تیرا ذکر کرتے ہیں تو ہمیں کتنا سرور ملتا ہے، تو جب ہم اُخروی زندگی میں تیرے جلوؤں اور دیدار سے مشرف ہوں گے اس وقت ہماری خوشی اور کیف و سرور کا کیا عالم ہوگا۔ اے اللہ! جب ہم دنیاوی زندگی میں عبادات و ریاضات کر کے خوش ہوتے ہیں اور مصیبتوں پر صبر کر کے خوش ہوتے ہیں تو جس وقت ہمیں آخرت میں بخششیں، مغفرتیں اور نعمتیں عطا ہوں گی۔ اس وقت ہماری خوشی کا کیا عالم ہوگا؟ جب ہم

دنیا میں تیرے ذکر کی لذت سے مسرور و شاداں ہوتے ہیں تو جس وقت اُخروی زندگی شروع ہوگی اس وقت ہماری خوشی اور سرور کا عالم کیا ہوگا؟

اُٹھتے نہیں ہیں ہاتھ مرے اس دعا کے بعد

اے میرے پاک پروردگار! مجھے اپنے اعمال پر بھروسا نہیں کہ میں ان کی وجہ سے بخشا جاؤں گا۔ مجھے تو بس تیری رحمت سے اُمید ہے کہ تو مجھے ضرور بالضرور بخشے گا مجھے تیری رحمت سے قوی اُمید ہے۔ اعمال میں اخلاص شرط ہے کیا معلوم کہ میرے اعمال میں اخلاص ہے بھی یا نہیں؟ پھر میں کیوں نہ ڈروں اس بات سے کہ ہوسکتا ہے میرے اعمال تیری بارگاہ میں قبول ہی نہ ہوں؟ اے اللہ! میں اس بات پر پختہ یقین رکھتا ہوں کہ میرے گناہ محض تیری رحمت ہی سے بخشے جائیں گے اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ تو گناہوں کو معاف نہ کرے حالانکہ تو جواد و غفار ہے تو ضرور بالضرور میرے گناہوں کو بخشے گا۔

یا الٰہی! مجھے اس وقت تک دنیا سے نہ اٹھانا جب تک تو مجھے اپنی ملاقات کا خوب شوق عطا نہ فرما دے۔ جب میں دنیا سے جاؤں تو میرے دل میں تجھ سے ملاقات کا شوق مچل رہا ہو، تیری زیارت کے لئے میرا دل بے قرار ہو، تیرے جلوؤں میں گم ہونے کے لئے میری روح تڑپ رہی ہو۔

اے میرے مولیٰ! میرے پاس ایسی زبان نہیں جو تیری خوبیاں بیان کر سکے اور نہ ہی کوئی ایسا عمل ہے جسے میں حجت و دلیل بنا سکوں اور اس کے ذریعے تیرا قرب حاصل کر سکوں۔ میرے گناہوں کی کثرت نے مجھے بولنے سے عاجز کر دیا ہے اور میرے عیوب کی وجہ سے میری قوت بیانی ختم ہو چکی ہے۔

مانگنے کے لیے بھی سلیقہ ہونا چاہیے

اے میرے پاک پروردگار! میرے پاس کوئی عمل ایسا نہیں جسے تیری بارگاہ میں وسیلہ بنا سکوں، نہ ہی کوئی ایسا عمل ہے جس کی وجہ سے میری کوتاہیاں معاف ہو جائیں۔ البتہ! یہ بات ضرور ہے کہ میں تیری رحمت سے قوی اُمید رکھتا ہوں کہ تو مجھے ضرور بخشے گا تو ضرور مجھ پر احسان فرمائے گا اور میں تیری ملاقات کو پسند کرتا ہوں۔ میرا یہ عمل بھی مجھے تیری بارگاہ

Scanned with CamScanner

سے ضرور مغفرت دلوائے گا۔ یا اللہ! میں تجھے تیرے فضل و کرم کا واسطہ دیتا ہوں تو میری غلطیوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرما۔ الٰہی! میری دعا کو قبول فرما لے اگر تو قبول فرما لے گا تو میرے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ تیرے دریائے رحمت کا ایک قطرہ میرے تمام گناہوں کی سیاہی دھو ڈالے گا۔ اے میرے مالک و مختار رب عزوجل! تو نے ہم پر اپنی عبادت لازم فرمائی حالانکہ تو ہماری عبادت کا محتاج نہیں بلکہ تو تو بے نیاز ہے، ہماری عبادت کی تجھے کوئی حاجت نہیں لیکن اے میرے مولیٰ! میں تجھ سے مغفرت کا طالب ہوں اور میں مغفرت کا محتاج ہوں۔ اپنے کرم سے میری اس حاجت کو پورا فرما دے اور میری مغفرت فرما۔

اے میرے پیارے اللہ! تو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ میں تجھ سے محبت کروں حالانکہ تجھے میری محبت کی کوئی حاجت نہیں۔ اے میرے مولیٰ! میں تجھ سے محبت کیوں نہ کروں حالانکہ تو تو میرا پیدا کرنے والا ہے اور مجھے تیری محبت کی حاجت ہے، تیری محبت کے بغیر میرا گزارہ ہی نہیں ہوسکتا پھر میں تجھ سے محبت کیوں نہ کروں۔

اے میرے مولیٰ! میں تیرا ادنیٰ وحقیر بندہ ہوں، میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، میں نے تیرا در لازم کر لیا ہے اب کسی اور کی طرف ہرگز ہرگز التفات نہ کروں گا۔ اے میرے مولیٰ! میرے دل میں یہ بات اچھی طرح گھر کر چکی ہے کہ تیری رحمت کے سہارے میں ضرور بخشا جاؤں گا مجھے تجھ سے قوی اُمید ہے۔ پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں تجھ سے اُمید رکھوں پھر بھی میری مغفرت نہ ہو۔

میرا اس پاک پروردگار پر پختہ یقین ہے جو دنیاوی زندگی میں ہماری کوتاہیوں کے باوجود ہمیں نعمتوں سے نوازتا جا رہا ہے، وہ کل بروزِ قیامت محض اپنے لطف و کرم سے ہمارے حال زار پر ضرور رحم فرمائے گا۔ وہ ایسا ستار وغفار ہے کہ دنیا میں ہماری نیکیوں کو ظاہر فرماتا اور ہمارے عیوب پر پردہ ڈالتا ہے وہ بروز قیامت ضرور ہماری ٹوٹی پھوٹی نیکیوں کو قبول فرمائے گا اور ہماری خطاؤں اور گناہوں سے درگزر فرما کر ہمیں ضرور مغفرت کا مژدۂ جاں فزا سنائے گا اور جو کسی پر احسان کرتا ہے اس کی شان یہ ہے کہ وہ احسان کو پایۂ تکمیل تک

پہنچاتا ہے۔ میرا مولیٰ ہم پر احسان فرمانے والا ہے وہ ضرور ہمارے گناہوں کو چھپائے رکھے گا اور ضرور ہماری مغفرت فرمائے گا۔

دعا کرنے کا بھی ڈھنگ ہونا چاہیے

اے میرے مولیٰ! تیری بارگاہ میں میرا وسیلہ تیری نعمتیں ہیں، تیرا لطف و کرم ہی میرا وسیلہ اور تیرا احسان وشان کریمی ہی تیری بارگاہ میں میرے لئے شفیع ہیں۔ اے میرے مولیٰ! میں گناہ گار ہوں پھر میں خوش کیسے رہ سکتا ہوں اور جب تیری رحمت کی طرف نظر کروں اور تیری بخششوں اور عطاؤں کو مدنظر رکھوں تو پھر میں غمگین اور پریشان کیسے رہ سکتا ہوں۔

اے اللہ! جب میں اپنے گناہوں کی طرف نظر کرتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ تجھ سے دعا کس طرح مانگوں اور کس منہ سے تیری بارگاہ میں التجائیں کروں؟ لیکن جب تیری رحمت اور کرم کی طرف نظر کرتا ہوں تو میری ڈھارس بندھ جاتی ہے کہ کریم سے نہ مانگوں تو کس سے مانگوں۔ اے اللہ! بتقاضائے بشریت مجھ سے گناہ سرزد ہو جاتے ہیں لیکن میں پھر بھی تجھ سے دعا ضرور کروں گا کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ گنہگاروں سے گناہوں کے صدور کے باوجود تو انہیں اپنی نعمتوں سے محروم نہیں کرتا۔ اے میرے مغفرت فرمانے والے پروردگار! اگر تو میری مغفرت فرما دے گا تو بے شک یہ محض تیری عطا ہے اور تو سب سے زیادہ مغفرت فرمانے والا ہے اور اگر تو مجھے عذاب دے گا تو تو اس بات پر قادر ہے۔ تیرا کسی کو عذاب دینا کوئی ظلم نہیں بلکہ یہ تو تیرا عدل ہے۔

اگر تو ہی نہ سنے گا تو پھر کون سنے گا؟

اے میرے پروردگار عزوجل! میں ذلیل وخوار ہوں، اپنی حیثیت کے مطابق تجھ سے طلب کر رہا ہوں تو اپنے کرم کے مطابق عطا فرما۔ یا اللہ! جب مجھے تجھ سے سوال کرنے میں اتنا سرور ملتا ہے کہ بیان سے باہر ہے تو جس وقت تو میری دعا قبول فرمائے گا اور مجھے بخشش و مغفرت اور اپنی دائمی رضا کی دولت سے مالا مال کر دے گا تو اس وقت میری خوشی کا کیا عالم ہوگا۔ اے میرے مولیٰ! میں تیرے خوف سے تھرتھر کانپتا ہوں کیونکہ میں انتہائی گنہگار و

Scanned with CamScanner

خطا کار ہوں اور تیری رحمت کا امیدوار بھی ہوں کیونکہ تو کریم ہے تو رحیم و حلیم ہے۔

اے میرے مولیٰ! میری دعا قبول فرمالے کیونکہ تو لطیف و کریم ہے، میرے حال زار پر رحم فرما، بے شک میں کمزور و عاجز بندہ ہوں۔ اے میرے مولیٰ! اے میرے پروردگار! اے میرے مالک! اے رحیم و کریم ذات! مجھ پر رحم فرما میں تیرا محتاج ہوں، میں تیرا محتاج ہوں، میں تیری بارگاہ میں رحمت و مغفرت کا طلب گار ہوں، میں اپنی حاجتیں خود پوری نہیں کرسکتا، میری اُمید گاہ کا مرکز تیری ہی ذات ہے، تیری رحمت و مغفرت کا سب سے زیادہ حق دار میں ہی ہوں، میرے گناہ بہت زیادہ ہیں اور آخرت کا معاملہ بہت سخت ہے۔ نہیں معلوم میرا کیا انجام ہوگا۔ یاالٰہی! مجھے اپنی حفظ وامان میں رکھ اگرچہ میرے پاس نیک اعمال کا ذخیرہ نہیں لیکن پھر بھی میں تیری رحمت کا طلب گار ہوں۔ اے اللہ! میرے پاس ایسا کوئی عذر نہیں جسے تیری بارگاہ میں پیش کر کے خلاصی حاصل کرسکوں۔ اے اللہ! مجھے تمام آفتوں اور مصیبتوں سے اسی وقت خلاصی مل سکتی ہے جب تو لطف و کرم فرمادے، میرے تمام گناہوں کو بخش دے اور میری تمام خطاؤں کو معاف فرمادے۔ یاالٰہی! تو پاک ہے، تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں تو پاک ہے تو پاک ہے۔''

(عیون الحکایات)

(۸۴)

دنیا کے بارے میں بزرگوں کے ارشادات

(ابن ابی الدنیا) عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے صالح بن مالک نے خبر دی، انہیں ابوعبیدہ ناجی نے، وہ حضرت حسن بصری سے روایت فرماتے ہیں: اے انسان اپنا دل دنیا سے نہ لگا وہ اسے بری طرح پھنسا دے گی، اس کی رسیوں کو کاٹ دے اور دروازوں کو بند کردے اے انسان اس کی مذمت اور برائی تیری عبرت کے لئے کافی ہے، بے وقوفی اور حماقت کی وجہ سے تو اپنے مال واولاد پر فخر کررہا ہے حالانکہ تجھے قیامت کا کھٹکا درپیش ہے تو وہاں کی خبر کبھی نہیں پاسکتا ہے۔ اعمال انسان کی گردن میں طوق بنے ہوئے ہیں کسی عقلمند نے یہ اشعار سنائے ہیں۔

کیا تو فانی منزل میں رہنے کی امیدیں لگائے ہوئے ہے۔ یہ امید ہی تو تیری بے وقوفی کے لئے کافی ہے۔ میں نے دیکھا کہ دنیا کی قوتیں روزانہ گھٹتی جارہی ہیں اور اس کی لذتوں کی بالیدگی مکدر ہوتی جارہی ہے، روزانہ جدائی تیرے سامنے آتی جارہی ہے۔ یہاں کا چھوٹے سے چھوٹا امر بھی بہت بڑا ہے، تیری زندگی کی قسم! نہ تو دنیا باقی رہے گی اور نہ ہی کوئی انسان باقی رہے گا کہ وہ اس کی طمع کرے۔

کسی عقلمند شاعر نے کہا: اس کی جوانی چلی گئی وہ انتہائی غمزدہ ہے اور اس کے رخساروں پر جھریاں پڑی ہوئی ہیں کاش کہ مجھے علم ہوجاتا کہ میں دنیا میں کیا امید رکھوں اب تو اس میں میرا کوئی دوست بھی باقی نہیں رہا۔ حوادثات نے دوستوں میں سے مجھے ہی تنہا چھوڑ دیا کہ میں حسرت کررہا ہوں۔ حوادثات کا یہی مقصد ہے روزانہ کوئی نہ کوئی دوست جدا ہورہا ہے۔ دوستوں کی جدائی کے ساتھ زندگی کا کیا مزا۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے ابو محمد تیمی نے خبر دی وہ فرماتے ہیں: ابن سماک نے فرمایا: اس دنیا کا آباد حصہ چلا گیا اور آخرت سے غافل لوگوں نے یہاں پڑاؤ ڈال لیا۔ اس وجہ سے پریشانیاں بڑھ رہی ہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام اور ابلیس لعین

عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے حسن بن عبدالعزیز نے خبر دی، انہیں ابو مسہر نے انہیں سعید بن عبدالعزیز نے وہ فرماتے ہیں: عیسیٰ علیہ السلام نے ابلیس کو دیکھا اور فرمایا: یہ دنیا کا چوہدری ہے یہ اسی کی طرف نکلا ہے اور اس نے یہی مانگی ہے اور میں اس کے ساتھ اس کی کسی چیز میں شریک نہیں بنوں گا، حتیٰ کہ اپنے سر کے نیچے کوئی پتھر بھی نہ رکھوں گا اور مرنے تک کبھی اس میں زیادہ نہ ہنسوں گا۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے ہارون بن ابراہیم نے خبر دی، انہیں ابوسعید بجلی نے، وہ اسماعیل بن ابو خالد سے روایت کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام ایک پتھر سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے اتنے میں ادھر سے ابلیس کا گزر ہوا تو ابلیس کہنے لگا: اے عیسیٰ! کیا تم دنیا سے صرف ایک پتھر پر راضی ہو گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے وہ پتھر اٹھا کر ابلیس کی طرف پھینک دیا اور فرمایا: مجھے اس کی بھی ضرورت نہیں تو اسے بھی اپنی دنیا کے ساتھ لے جا۔ (کتاب الزہد ابن ابی الدنیا)

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: ہمیں ہیثم بن خارجہ نے خبر دی، انہیں عبداللہ بن عبدالرحمٰن نے انہوں نے عمیر بن ہانی عنسی سے سنا، وہ فرماتے ہیں: میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے عرض کیا: آپ ان کے اور ہمارے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمانے لگے: نہ تو میں تمہاری تعریف کرتا ہوں اور نہ ہی انہیں غدار ٹھہراتا ہوں تم سب دنیا کے طالب ہوا سے ایک دوسرے سے چھین رہے ہو اور اس پر ایک دوسرے سے لڑ کر جہنم میں اس طرح گر رہے ہو جس طرح مکھی شوربے میں گرتی ہیں اور فرماتے ہیں: میں نے کہا: پھر بھی آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمانے لگے اگر میں چاہوں تو کہوں کہ ارائیت کو چھوڑ (یہ شیطان کی طرف سے ہے) تیرا پڑاؤ کہاں ہے؟ وہاں چلا جا!

ابن عساکر نے عمیر بن ہانی سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں: عبدالملک بن مروان نے مجھے حجاج کی طرف خط دے کر اس وقت بھیجا جبکہ وہ ابن زبیر کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اور بیت اللہ پر ۴۰ منجنیقیں نسب کر رکھی تھیں۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ جب جماعت کھڑی ہوئی تو انہوں نے حجاج کے ساتھ نماز پڑھی جب مسجد حرام میں ابن زبیر کے پاس پہنچے تو ان کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں نے ان سے پوچھا اے ابو عبدالرحمٰن ان کے ایسے اعمال ہوتے ہوئے ان کے ساتھ نماز پڑھتے ہو۔ وہ فرمانے لگے: شامی بھائی! جب تک یہ نماز پڑھیں ہم بھی ان کے ساتھ پڑھتے رہیں گے، خالق کی نافرمانی ہوتے ہوئے کسی مخلوق کی اطاعت نہ کرنا۔ میں نے ان سے کہا! اہل مکہ کے متعلق کیا خیال ہے؟ فرمایا! میں انہیں غدار نہیں کہتا۔ میں نے کہا شامیوں کے متعلق کیا فرماتے ہو؟ فرمایا میں ان کی بھی تعریف نہیں کرتا دونوں دنیا پر لڑ کر اس طرح جہنم میں گر رہے ہیں جس طرح مکھی شوربے میں گرتی ہیں میں نے کہا عبدالملک بن مروان کی بیعت کے متعلق کیا فرماتے ہو؟ فرمایا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سمع وطاعت پر بیعت کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں فِیْمَا اسْتَطَعْتُمْ کی تلقین فرماتے تھے (یعنی جہاں تک ہو سکے فرمانبرداری کرنا) (ایضاً)

(۸۵)

ڈھلتی چھاؤں اور حلال وحرام

ابن جوزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

میں نے اکثر علماء حضرات کو دیکھا ہے کہ بچپن میں طلب علم کی وجہ سے اسباب معاش سے محروم رہتے ہیں اور اپنی ضروریات تک میں محتاج، نہ بیت المال کا وظیفہ، نہ احباب و اخوان کی طرف سے کفایت جس کے لئے وہ ذلت اٹھانے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اس کی حکمت میں دو باتیں سامنے آئیں ایک تو یہ کہ اس ذلت کشی کے ذریعہ ان کی خود پسندی کا علاج دوسرے ان کے ثواب کے ذریعہ دوسروں کو نفع دینا پھر غور کرنے سے ایک لطیف نکتہ سمجھ آیا وہ یہ کہ ان کا صفت نفس دنیا کا حال جب دیکھتا ہے تو اس میں سکونت رکھنے کو دل سے قبول نہیں کرتا اور اس سے فراق اور بعد کا عزم رکھتا ہے اور تمام اشیاء میں سے اس کے ساتھ تشبیہ دینے کے لئے اس کے نزدیک غلاظت کا وہ ڈھیر ہے جس پر کتے جمع ہو رہے ہیں یا وہ بیت الخلاء جہاں مجبوری کو جانا ہوتا ہے بس جب موت اس جیسے گھر سے کوچ کا پیغام لے کر آتی ہے تو دل کو اس کے ساتھ لگا رہنے کی کوئی وجہ نہیں ہوتی اور سفر آسان ہو جاتا ہے۔

نام نہاد عابد وزاہد

زاہد کہلانے والوں کی ایک جماعت ہمیشہ سے اکثر علماء پر طعن کرتی چلی آئی ہے جبکہ وہ مباحات میں ذرا وسعت اختیار کر لیتے ہیں اور منشاء اس طعن کا جہل ہے اگر ان حضرات کو علم کی کچھ فضیلت حاصل ہوتی تو ان پر طعن نہ کرتے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں برابر نہیں ہوتیں چنانچہ کچھ لوگ تو موٹی جھوٹی زندگی سے صلح کر لیتے ہیں اور کچھ

نہیں کرتے اور کسی کو جائز نہیں کہ وہ دوسرے کو ایسی بات پر مجبور کرے جس کا وہ تحمل نہیں رکھتا تاہم شریعت ہمارے لئے اصول اور ضابطہ ہے جس میں رخصت بھی ہے اور عزیمت بھی اور جو شخص اپنے کو اس ضابطے کی حدود میں پابند رکھتا ہے وہ قابل ملامت نہیں ہو سکتا، اور کئی رخصتیں اپنے نفع کی تاثیر کی وجہ سے فضیلت میں عزیمت سے بڑھ جاتی ہیں اور اگر ان نام نہاد زاہدوں کو معلوم ہو جائے کہ "علم" معرفت خداوندی کا ذریعہ ہے کہ دل اس کے خوف سے کٹتے ہیں اور جسم اس کے ڈر کی وجہ سے پگھلنے لگتے ہیں تو اجسام کی رعایت وحفاظت ضرورت ہے تاکہ سواری کی قوت بحال رہے اور یہ بھی ہے کہ علم اور حفظ کا ذریعہ قلب اور فکر ہے اور آلات و اسباب صحیح ہوں تو عمل صحیح اور عمدہ ہوتا ہے زہد کے یہ مدعی لوگ علم سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ان باتوں کا ہی انکار کرنے لگے جنہیں وہ جانتے نہ تھے اور اس خیال پر پکے ہو گئے کہ بدن کا مجاہدہ اور اسے مشقت میں ڈالنا اور سواری کو لاغر اور دبلا پتلا رکھنا بھی مقصود ہے اور یہ نہیں جانتے کہ کمزور اور لاغر کرنے والے خوف کے مقابلہ میں راحت بھی ہونی چاہئے۔ جیسا کہ کسی کا قول ہے کہ قلوب کو راحت پہنچاؤ وہ ذکر کی پابندی کریں گے۔

(صید الخاطر)

Scanned with CamScanner

(۸۶)

مخدوم الاولیاء حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمتہ

حضرت علی بن عثمان المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا وصال مبارک ۴۶۵ھ میں ہوا۔ آپ اولیائے متقدمین میں سے ہیں، ظاہری اور باطنی علوم کے جامع ہیں۔ آپ کا مزار اقدس لاہور میں زیارت گاہ خاص وعام ہے۔ آپ کی عظمت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رضی اللہ عنہ آپ کے مزار پُرانوار پر حاضر ہوئے۔ وہاں پر چلہ کیا اور رخصتی کے وقت حضرت کی شان میں یہ شعر فرمایا:

گنج بخش فیض عالم مظہر نورِ خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

علم غیب کے بارے میں حضرت کا عقیدہ جاننے کے لئے مندرجہ ذیل واقعات ملاحظہ ہوں۔

☆ خود حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمتہ والرضوان تحریر فرماتے ہیں ایک بوڑھے آدمی نے بیان کیا کہ وہ ایک دن حضرت ابوعلی بن حسین دقاق رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں اس خیال سے گیا کہ متوکلوں کی کیفیت کے متعلق ان سے کچھ دریافت کرے۔ حضرت طبرستان کا بنا ہوا خوبصورت عمامہ (پگڑی) باندھے ہوئے تھے۔ بوڑھے نے سوال کیا۔ ''توکل علی الحق کیا چیز ہے؟'' فرمایا لوگوں کی پگڑیوں کو لالچ کی نظر سے نہ دیکھنے کو توکل کہتے ہیں۔ یہ فرمایا اور پگڑی اتار کر بوڑھے آدمی کے سامنے رکھ دی۔ (کشف المحجوب ص ۲۴۴)

قلبی کیفیات سے آگاہی

اور آپ تحریر فرماتے ہیں: حضرت ابوسعید فضل اللہ مہینی رحمۃ اللہ علیہ نیشاپور سے طوس جا

رہے تھے۔ راستے میں ایک ٹھنڈی وادی تھی۔ سردی کی وجہ سے آپ کے پاؤں ٹھنڈے ہو گئے۔ ایک درویش آپ کے ساتھ تھا۔ اس نے سوچا کہ اپنے کمربند کو پھاڑ کر آپ کے دونوں پیروں میں لپیٹ دے۔ پھر اس خیال سے رک گیا کہ کمربند بہت خوبصورت ہے اسے ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ طوس پہنچ کر وہ درویش آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا۔ وسوسہ اور الہام میں کیا فرق ہے؟ فرمایا: کمربند پھاڑ کر پاؤں پر لپیٹ دینے کا خیال الہام تھا اور جو چیز روکنے والی تھی وہ وسوسہ تھا۔

(کشف المحجوب ص ۲۴۷)

اور تحریر فرماتے ہیں: ایک دن میں حضرت ابوالفضل محمد ختلی رحمۃ اللہ علیہ کو وضو کروا رہا تھا میرے دل میں خیال گزرا کہ جب ہر کام تقدیر سے ہوتا ہے تو آزاد لوگ کیوں کرامت کی امید پر پیروں کے غلام بنے رہتے ہیں؟ (حضرت شیخ نے) فرمایا عزیز من! میں تیرے دل کی کیفیت سمجھ رہا ہوں۔ تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ ہر چیز کے لئے سبب ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کو تخت وتاج سے سرفراز کرنا چاہتا ہے تو اپنے کسی دوست کی خدمت اس کے سپرد کر دیتا ہے تاکہ وہ خدمت حصول کرامت کا سبب بن جائے۔

(کشف المحجوب ص ۲۴۸)

اور حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ایک دن میں حضرت ابوالقاسم بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے اپنے حالات ومشاہدات بیان کر رہا تھا۔ اس خیال سے کہ وہ ناقد وقت ہونے کی حیثیت سے میری کیفیت پر نظر فرمائیں۔ وہ نہایت توجہ سے سن رہے تھے۔ میں نے پندار طفلی اور زورِ جوانی میں بیان کو طول دیا اور دل میں سوچا کہ غالباً یہ بزرگ ان مقامات سے نہیں گزرے ہیں ورنہ اس انہماک اور نیاز مندی سے نہ سنتے۔ انہوں نے میرے دل کی کیفیت کو سمجھ لیا اور فرمایا: جان پدر! میرا خضوع اور انہماک تیرے لئے یا تیرے احوال کے لئے نہیں ہے بلکہ اس ذات کے لئے ہے جو خالق احوال ہے۔ یہ چیزیں ہر طالب کو پیش آتی ہیں۔ تیرے لئے کوئی خصوصیت نہیں یہ سن کر میرے ہوش اڑ گئے۔

(کشف المحجوب ص ۲۵۰)

Scanned with CamScanner

لوحِ محفوظ است پیش اولیاء

ایک بزرگ کا لالچ کی نظر سے پگڑی کے دیکھنے کو جان لینا، دوسرے کا کمر بند پھاڑنے کے ارادہ سے واقف ہونا اور تیسرے وچوتھے کا دل کی کیفیت سے آگاہ ہونا سب غیب کی باتیں ہیں جن کو حضرت داتا گنج بخش علیہ الرحمتہ والرضوان نے اپنی کتاب میں تحریر فرما کر ثابت کر دیا کہ بزرگانِ دین کو اللہ کی عطا سے علم غیب حاصل ہوتا ہے اور میرا بھی یہی عقیدہ ہے۔

اور سفینۃ الاولیاء میں ہے کہ جب حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے لاہور میں قیام فرمایا تو مسجد کی تعمیر شروع کی جس کی محراب لاہور کی دوسری مسجدوں کی بہ نسبت دکھن کی جانب کچھ زیادہ جھکی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ وہاں کے علماء نے اعتراض کیا مگر آپ خاموش رہے پھر جب مسجد تیار ہوگئی تو آپ نے شہر کے تمام علماء اور فضلا کو دعوت دی اور خود امام ہو کر نماز پڑھائی۔ نماز کے بعد سب لوگوں کا منہ قبلہ کی جانب کر کے کھڑا کیا اور فرمایا دیکھو! قبلہ کس طرف ہے۔ یہ کہنا تھا کہ فوراً سب لوگوں کی نگاہوں سے سارے حجابات اٹھ گئے کعبہ معظمہ سامنے ہوگیا اور اسے ہر ایک نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

(حدائق الحنفیہ ص ۱۹۸)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا خود اپنے بارے میں بھی یہ عقیدہ تھا کہ اللہ کی عطا سے میں علم غیب رکھتا ہوں۔ درمیان میں ہزاروں حجابات ہونے کے باوجود کعبہ معظمہ کو یہیں سے دیکھ رہا ہوں اور ضرورت پڑنے پر دوسروں کو بھی دکھا دیتا ہوں۔

(۸۷)

غیب سے روزی

حضرت ابراہیم بن بشار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ سفر میں تھا۔ ہمارے پاس افطار کے لئے کچھ نہیں تھا اور نہ ہی کوئی شکل نظر آرہی تھی۔ مجھے اس کے لئے فکر مند دیکھ کر حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اے ابراہیم بن بشار! رب تعالیٰ نے فقراء اور درویشوں پر کتنی نعمتیں اور راحتیں اتاری ہیں کہ دنیا وآخرت میں ہر جگہ انہیں چین ہی چین ہے، قیامت کے روز نہ ان سے زکوٰۃ کے بارے میں پوچھا جائے گا اور نہ حج، صدقہ، صلہ رحمی اور مواساۃ وغیرہ کا سوال ہوگا اور ان مسکینوں (یعنی دولت والوں) سے بھی کچھ پوچھا جائے گا۔ دنیا کے یہ مالدار لوگ آخرت میں مسکین ہوں گے۔ یہاں کے عزت والے وہاں ذلیل وخوار ہوں گے۔ فکر مند نہ ہو اللہ تعالیٰ روزی کا ضامن ہے وہ بہت جلد تمہارے لئے روزی بھیجے گا۔ ہم ان دنیاوی امیروں کے بھی امیر ہیں۔ دنیا و آخرت میں کامل مسرت ہمیں حاصل ہے، نہ رنج وغم ہے اور نہ اس کی پرواہ کہ ہماری صبح کیسے ہوئی اور شام کیسے؟ شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرماں برداری میں کوتاہی نہ کریں۔'' اتنا فرمانے کے بعد وہ نماز پڑھنے لگے اور میں نے بھی نماز شروع کر دی تھوڑی ہی دیر بعد ایک شخص ہمارے پاس آٹھ روٹیاں اور بہت سی کھجوریں لے کر آیا اور ہمارے پاس رکھ کر یہ کہتا ہوا واپس چلا گیا کہ کھاؤ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ حضرت نے سلام پھیر کر فرمایا: ''اے غمزدہ لے اب کھالے۔''

تمام بادشاہ ہمارے خادم ہیں

اتنے میں ایک سائل پہنچا اور اس نے آواز دی خدا کے لئے مجھے کچھ کھلا دو۔ آپ نے

Scanned with CamScanner

تین روٹیاں اور کچھ کھجوریں اسے دیں، تین روٹیاں اور کچھ کھجوریں مجھے عنایت فرمائیں اور دو روٹیاں خود تناول کیں اور فرمایا: ''مواساۃ اہل ایمان کا حصہ ہے۔'' پھر یہ اشعار پڑھے۔

اخی نحن واللّٰہ الملوك حقیقیة لنا الملك فی الدارین العزّو الغنا

واللہ! اے بھائی درحقیقت ہم لوگ بادشاہ ہیں ہمارے لئے ہی دنیا و آخرت میں ملک اور عزت و غناء ہے۔

نولی و نعزل الملوك جمیعهم لنا خدم والذل یجزون العنا

ہم جسے چاہتے ہیں ولی بناتے ہیں اور معزول کرتے ہیں اور تمام بادشاہ ہمارے خادم ہیں جنہیں ذلت و تکلیف کی جزا ملتی ہے۔

(روض الریاحین)

مرا ز پیر طریقت نصیحتے یاد است

کہ غیر یاد خدا ہر چہ ہست برباد است

(۸۸)

دوزخ کی گرمی و شدت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(نَارُكُمْ جُزْءٌ مِّنْ سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِّنْ نَارِ جَهَنَّمَ) قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً قَالَ (فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَّسِتِّيْنَ جُزْءًا كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا)

''تمہاری آگ (کی حرارت) جہنم کی آگ (کی حرارت) کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ (ہماری آگ کی حرارت) کافی ہے فرمایا: وہ اس پر انہتر حصہ زیادہ کر دی گئی ہے ہر حصہ میں اتنی ہی گرمی ہے۔'' (بخاری)

☆ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ (ایک مرتبہ گرمی میں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن بلال رضی اللہ عنہ نے ظہر کی اذان دینا چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا:

(فَقَالَ اَبْرِدْ اَبْرِدْ اَوْ قَالَ انْتَظِرْ انْتَظِرْ وَ قَالَ شِدَّةُ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا عَنِ الصَّلَاةِ حَتّٰى رَاَيْنَا فَيْءَ التُّلُوْلِ)

''ٹھنڈا ہو جانے دو، ٹھنڈا ہو جانے دو، یا یہ فرمایا: ٹھہر جاؤ، پھر فرمایا: گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہوتی ہے لہٰذا جب گرمی کی شدت ہو جائے تو نماز کو ٹھنڈ میں پڑھا کرو اس وقت تک ٹھہرو کہ ٹیلوں کا سایہ نظر آنے لگے۔''

(ایضاً، بدء الخلق باب صفۃ النار وانہا مخلوقۃ ۳۲۵۸، ۵۳۵)

جہنم کی سردی اور حدت

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

(اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلَاةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ وَاشْتَكَتِ النَّارُ اِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ يَا رَبِّ اَكَلَ بَعْضِيْ بَعْضًا فَاَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَ نَفَسٍ فِي الصَّيْفِ فَهُوَ اَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ وَاَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ)

''جب گرمی زیادہ بڑھ جائے تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو، اس لئے کہ گرمی کی شدت جہنم کے جوش سے ہوتی ہے، اور آگ نے اپنے پروردگار سے شکایت کی: اے میرے پروردگار! میرے ایک حصہ نے دوسرے حصہ کو کھالیا ہے، اللہ نے اسے دو مرتبہ سانس لینے کی اجازت دی، ایک سانس کی سردیوں میں اور ایک سانس کی گرمیوں میں، اور وہی سخت گرمی ہے، جس کو تم محسوس کرتے ہو، اور سخت سردی ہے، جو تم کو معلوم ہوتی ہے۔''

(ایضاً ۳۲۶۰، ۵۳۷)

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جنت اور دوزخ آپس میں جھگڑا کریں گی دوزخ کہے گی کہ میں متکبر اور ظالم لوگوں کے لئے مخصوص کر دی گئی ہوں اور جنت کہے گی کہ مجھ کو کیا ہو گیا ہے کہ مجھ میں صرف کمزور اور حقیر لوگ داخل ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

کہ تو میری رحمت ہے میں تیرے ذریعہ سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا رحمت کروں گا اور جہنم سے فرمائے گا کہ تو میرا عذاب ہے میں تیرے ذریعہ سے جن بندوں کو چاہوں گا عذاب دوں گا اور ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے بھرنے کی ایک حد مقرر ہے لیکن دوزخ نہیں بھرے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ (اپنی شان کے مطابق) اپنا پاؤں اس میں رکھ دے گا تو وہ کہے گی کہ بس بس اس وقت دوزخ بھر جائے گی اور ایک حصہ دوسرے حصہ سے مل کر سمٹ جائے گا اور اللہ بزرگ و برتر اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں کرتا اور

جنت کے لئے اللہ تعالیٰ ایک دوسری مخلوق پیدا کرے گا۔ (آیت) اور آفتاب کے طلوع اور غروب سے پہلے اپنے رب کی حمد کی تسبیح پڑھو۔ (صحیح بخاری تفسیر القرآن تفسیر سورۃ ق)

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں اور ابوسفیان رضی اللہ عنہ اسے اکثر موقوفاً روایت کرتے تھے انہوں نے بیان کیا کہ دوزخ سے کہا جائے گا

(هَلِ امْتَلَاْتِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ فَيَضَعُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَدَمَهُ عَلَيْهَا فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ)

''کیا تو بھر گئی ہے؟ تو وہ کہے گی کیا کچھ اور بھی ہے؟ تو اللہ تبارک وتعالیٰ (اپنی شان کے مطابق) اپنا پاؤں اس میں رکھ دے گا تو وہ کہے گی کہ بس بس۔'' (صحیح بخاری تفسیر القرآن تفسیر سورۃ ق)

جنتیوں کو اپنے گھر کی پہچان

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(يَخْلُصُ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ فَيُحْبَسُوْنَ عَلٰى قَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيُقَصُّ لِبَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ مَّظَالِمُ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى اِذَا هُذِّبُوْا وَ نُقُّوْا اُذِنَ لَهُمْ فِيْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَاَحَدُهُمْ اَهْدٰى بِمَنْزِلَةٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْهُ بِمَنْزِلِهٖ كَانَ فِي الدُّنْيَا)

''مومن دوزخ سے چھٹکارا پائیں گے تو ایک پل پر روک دیئے جائیں گے جو جنت اور جہنم کے درمیان ہو گا، تو ایک کو دوسرے سے بدلہ دلا دیا جائے گا جو انہوں نے ایک دوسرے پر دنیا میں مظالم کئے ہوں گے، یہاں تک کہ جب وہ پاک وصاف ہو جائیں گے، تو انہیں جنت میں داخلہ کی اجازت دی جائے گی قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے ہر شخص جنت میں اپنے گھر کو دنیا کے گھر سے زیادہ پہچانے گا۔''

(صحیح بخاری، الرقاق، باب القصاص یوم القیامۃ: ۶۰۵۴)

Scanned with CamScanner

مومن کو جہنم سے نکال لیا جائے گا

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کو دیکھیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم کو شب بدر میں چاند (کے دیکھنے) میں جب کہ اس کے اوپر ابر نہ ہو کچھ شک ہوتا ہے؟ ان لوگوں نے کہا: یارسول اللہ ﷺ نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تو تم کو آفتاب (کے دیکھنے) میں جب کہ اس کے اوپر بادل نہ ہو کچھ شبہ ہوتا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

(فَاِنَّكُمْ تَرَوْنَهٗ كَذٰلِكَ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْ فَمِنْهُمْ مَنْ يَّتَّبِعُ الشَّمْسَ وَ مِنْهُمْ مَنْ يَّتَّبِعُ الْقَمَرَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّتَّبِعُ الطَّوَاغِيْتَ وَ تَبْقٰى هٰذِهِ الْاُمَّةُ فِيْهَا مُنَافِقُوْهَا فَيَاْتِيْهِمُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَاْتِيَنَا رَبُّنَا فَاِذَا جَاءَ رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ فَيَاْتِيْهِمُ اللّٰهُ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ رَبُّنَا فَيَدْعُوْهُمْ فَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ جَهَنَّمَ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يَّجُوْزُ مِنَ الرُّسُلِ بِاُمَّتِهٖ وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ اَحَدٌ اِلَّا الرُّسُلُ وَكَلَامُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ)

"پس تم اسی طرح اپنے پروردگار کو دیکھو گے، قیامت کے دن لوگ اٹھائے جائیں گے پھر (اللہ تعالیٰ) فرمائے گا کہ جو دنیا میں (جس کی پرستش کرتا تھا وہ اس کے ساتھ ہو جائے چنانچہ کوئی ان میں سے آفتاب کے ساتھ ہو جائے گا اور کوئی ان میں سے چاند کے ساتھ ہو جائے گا اور کوئی ان میں سے بتوں کے پیچھے ہولے گا اور یہ (ایمانداروں کا) گروہ باقی رہ جائے گا، اور اسی میں اس کے منافق (بھی شامل) ہوں گے، اللہ تعالیٰ اس صورت میں جس کو وہ نہیں پہچانتے، ان کے پاس (اپنی شان کے مطابق) آئے گا اور فرمائے گا کہ میں تمہارا پروردگار ہوں تو وہ کہیں گے (ہم تجھے نہیں جانتے) ہم اس جگہ کھڑے رہیں گے یہاں تک کہ ہمارا پروردگار ہمارے پاس آجائے اور جب وہ آئے

گا، ہم اسے پہچان لیں گے، پھر اللہ تعالیٰ ان کے پاس (اس صورت میں) آئے گا (جس کو وہ پہچانتے ہیں) اور فرمائے گا میں تمہارا پروردگار ہوں تو وہ کہیں گے کہ ہاں تو ہمارا پروردگار ہے، پس اللہ انہیں بلائے گا اور جہنم کی پشت پر (پل بنا کر) ایک راستہ بنایا جائے گا، تمام پیغمبر اپنی اُمتوں کے ساتھ (اس پل سے) گزریں گے، ان میں پہلا میں ہوں گا اور اس دن سوائے پیغمبروں کے کوئی بول نہ سکے گا اور پیغمبروں کا کلام اس دن اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ ہوگا۔"

نشانِ سجدہ کو دوزخ نہ جلا سکے گی

جہنم میں سعدان کے کانٹوں کے مشابہ آنکڑے ہوں گے، کیا تم لوگوں نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: وہ سعدان کے کانٹوں سے مشابہ ہوں گے، البتہ ان کی بڑائی کی مقدار سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا وہ آنکڑے ان کے اعمال کے موافق اچکیں گے، تو ان میں سے کوئی اپنے اعمال کے سبب (جہنم میں گر کر) ہلاک ہو جائے گا، اور کوئی ان میں سے (مارے زخموں کے) ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا، اس کے بعد نجات پائے گا، یہاں تک کہ جب اللہ دوزخیوں میں سے جن پر مہربانی کرنا چاہے گا، تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ جو اللہ کی پرستش کرتے تھے وہ نکال لئے جائیں، پس فرشتے انہیں نکال لیں گے اور فرشتے انہیں سجدوں کے نشانوں سے پہچان لیں گے، اللہ نے (دوزخ کی) آگ پر حرام کر دیا ہے کہ وہ سجدے کے نشان کو کھائے، چنانچہ سجدوں کے مقام کے علاوہ جہنم کی آگ ابن آدم کے تمام جسم کو کھا جائے گی، اسی نشان سجدہ کی علامت سے لوگ نکالے جائیں گے اس وقت بالکل سیاہ (کوئلہ) ہو گئے ہوں گے، پھر ان کے اوپر آب حیات ڈالا جائے گا (تو اس کے پڑنے سے) وہ ایسے اُگ آئیں گے جیسے دانہ سیلاب کے بہاؤ میں اگتا ہے۔

آخری جنتی کی ہوس

اس کے بعد اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے سے فارغ ہو جائے گا، اور ایک شخص جنت اور دوزخ کے درمیان میں باقی رہ جائے گا اور وہ جنت میں سب دوزخیوں کے

Scanned with CamScanner

آخر میں داخل ہوگا، اس کا منہ دوزخ کی طرف ہوگا کہے گا، کہ اے میرے پروردگار! میرا منہ دوزخ (کی طرف) سے پھیر دے کیونکہ مجھے اس کے شعلہ نے جلا دیا ہے، اللہ فرمائے گا کہ کیا تو ایسا تو نہ کرے گا کہ اگر تیرے ساتھ یہ احسان کر دیا جائے تو تو اس کے علاوہ اور کچھ مانگے؟ وہ کہے گا تیری بزرگی کی قسم! نہیں پھر اللہ تعالیٰ (اس بات پر) جس قدر وہ چاہے گا اس سے پختہ وعدہ لے لے گا، اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے گا پھر جب وہ جنت کی طرف منہ کرلے گا اور وہ اس کی تر و تازگی دیکھے گا تو جس قدر مشیت الٰہی ہوگی وہ چپ رہے گا، اس کے بعد کہے گا کہ اے پروردگار! مجھے جنت کے دروازے کے قریب کر دے، تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ کیا تو نے اس بات پر قول و قرار نہ کیے تھے کہ اس کے سوا جو تو مانگ چکا اور کچھ سوال نہ کرے گا؟ وہ عرض کرے گا کہ اے میرے پروردگار! مجھے تیری مخلوق میں سب سے زیادہ بدنصیب نہ ہونا چاہئے، اللہ فرمائے گا کہ ہوسکتا ہے کہ اگر تجھے یہ بھی عطا کر دیا جائے تو تو اس کے علاوہ اور کچھ سوال کرے، وہ کہے گا میں اس کے علاوہ سوال نہیں کروں گا، پھر اپنے پروردگار کو جس قدر قول و قرار وہ چاہے گا دے گا، تب اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے دروازے کے قریب کر دے گا جب اس کے دروازے پر پہنچ جائے گا اور اس کی شگفتگی اور وہ تازگی سراسر جو اس میں ہے، دیکھے گا تو جتنی دیر مشیت الٰہی ہوگی، چپ رہے گا اس کے بعد کہے گا کہ اے میرے پروردگار مجھے جنت میں داخل کر دے اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم! تیری خرابی ہو تو کس قدر عہد شکن ہے کیا تو نے اس بات پر قول و قرار نہ کیے تھے کہ اس کے سوا جو تجھے دیا جا چکا اور کچھ نہ مانگے گا؟ وہ عرض کرے گا کہ اے میرے پروردگار مجھے اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ بدنصیب نہ کر پس اللہ تعالیٰ (اپنی شان کے مطابق) اس کی باتوں سے ہنسنے لگے گا۔

ابن آدم! رب کی رحمت سے بڑی

اس کے بعد اس کو جنت میں جانے کی اجازت دے گا اور فرمائے گا کہ (جہاں تک تجھ سے ہوسکے) طلب کر چنانچہ وہ خواہش کرنے لگے گا۔ یہاں تک کہ اس کی خواہشیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ بزرگ و برتر فرمائے گا کہ یہ چیزیں اور مانگ، اس کا پروردگار اسے یاد

دلانے لگے گا۔ یہاں تک کہ جب اس کی خواہشیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھے یہ بھی (دیا جاتا ہے) اور اسی کے مثل اس کے ساتھ اور بھی یہ حدیث سن کر ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول خدا ﷺ نے اس مقام پر یہ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تجھے یہ اور اس کے (ساتھ اس کے) مثل دس گنے (دیئے جاتے ہیں) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ مجھے اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے صرف آپ کا یہ ارشاد یاد ہے کہ تجھے یہ بھی دیا جاتا ہے اور اس کے مثل اس کے ساتھ اور بھی ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے خود آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، کہ تجھے یہ اور اس کے دس مثل (اس کے ساتھ دیئے جاتے) ہیں۔ (صحیح بخاری، الاذان، باب فضل السجود: ۸۰۶، ۶۵۷۴)

(۸۹)

بڑی چاہتوں سے ہے اس دَر کو پایا

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، مجھ سے حضرت سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایمان لانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: میں ''اصبہان'' کے ایک گاؤں میں رہتا تھا، میرا باپ ایک بڑا جاگیردار تھا اور وہ مجھ سے بہت زیادہ محبت کرتا تھا، میں اس کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا تھا۔ اسی محبت کی وجہ سے وہ مجھے گھر سے باہر نہ نکلنے دیتا، ہر وقت مجھے گھر ہی میں رکھتا، میری خوب دیکھ بھال کرتا، میرے باپ کی یہ خواہش تھی کہ میں پکا مجوسی (آتش پرست) بنوں کیونکہ ہمارا آبائی مذہب ''مجوسیت'' ہی تھا اور میرا باپ پکا مجوسی تھا۔ وہ مجھے بھی اپنی ہی طرح بنانا چاہتا تھا لہٰذا اس نے میری ذمہ داری لگا دی کہ میں آتش کدہ میں آگ بھڑکاتا رہوں اور ایک لمحہ کے لئے بھی آگ کو نہ بجھنے دوں۔ میں اپنی ذمہ داری سرانجام دیتا رہا۔ ایک دن میرا باپ کسی تعمیری کام میں مشغول تھا جس کی وجہ سے وہ زمینوں کی دیکھ بھال کے لئے نہیں جا سکتا تھا۔

چنانچہ میرے باپ نے مجھے بلایا اور کہا: ''اے میرے بیٹے! آج میں یہاں بہت مصروف ہوں اور کھیتوں کی دیکھ بھال کے لئے نہیں جا سکتا۔ آج وہاں تو چلا جا اور خادموں کو فلاں فلاں کام کی ذمہ داری سونپ دینا اور ان کی نگرانی کرنا، اِدھر اُدھر کہیں متوجہ نہ ہونا، سیدھا اپنے کھیتوں پر جانا اور کام پورا ہونے کے فوراً بعد واپس آجانا۔'' اپنے باپ کا حکم پاتے ہی میں اپنی زمینوں کی طرف چل دیا۔ راستے میں عیسائیوں کا عبادت خانہ تھا۔ جب میں اس کے قریب سے گزرا تو مجھے اندر سے کچھ آوازیں سنائی دیں۔ وہاں کچھ راہب نماز میں مشغول تھے۔ میں جب اندر داخل ہوا اور ان کا اندازِ عبادت مجھے بڑا انوکھا اور اچھا لگا

میں نے پہلی مرتبہ اس انداز میں کسی کو عبادت کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ میں چونکہ زیادہ تر گھر ہی میں رہتا تھا۔ اس لئے لوگوں کے معاملات سے آگاہ نہ تھا۔ اب جب یہاں ان لوگوں کو دیکھا کہ یہ ایسے انداز میں عبادت کر رہے ہیں جو ہم سے بالکل مختلف ہے تو میرا دل ان کی طرف راغب ہونے لگا اور مجھے ان کا اندازِ عبادت بہت پسند آیا۔

نصرانیت کی طرف رغبت

میں نے دل میں کہا: ''خدا کی قسم! ان راہبوں کا مذہب ہمارے مذہب سے اچھا ہے۔'' پھر میں سارا دن انہیں دیکھتا رہا اور اپنے کھیتوں پر نہیں گیا۔ جب تاریکی نے اپنے پر پھیلانا شروع کئے تو میں ان لوگوں کے قریب گیا اور ان سے پوچھا: ''تم جس دین کو مانتے ہو اس کی اصل کہاں ہے؟ یعنی تمہارا مرکز کہاں ہے؟'' انہوں نے بتایا: ''ہمارا مرکز'' شام میں ہے۔ پھر میں گھر چلا آیا۔ میرا باپ بہت پریشان تھا کہ نہ جانے میرا بچہ کہاں گم ہو گیا؟ اس نے میری تلاش میں کچھ لوگوں کو آس پاس کی بستیوں میں بھیج دیا تھا۔ جب میں گھر پہنچا تو میرے باپ نے بے تاب ہو کر پوچھا: ''میرے لال! تو کہاں چلا گیا تھا؟ ہم تو تیری وجہ سے بہت پریشان تھے۔'' میں نے کہا: ''میں اپنی زمینوں کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں کچھ لوگوں کو نماز پڑھتے دیکھا، مجھے ان کا اندازِ عبادت بہت پسند آیا چنانچہ میں شام تک انہی کے پاس بیٹھا رہا۔''

یہ سن کر میرا باپ پریشان ہوا اور کہنے لگا: ''میرے بیٹے! ان لوگوں کے مذہب میں کوئی بھلائی نہیں۔ جس مذہب پر ہم ہیں اور جس پر ہمارے آباؤ اجداد تھے وہی سب سے اچھا ہے لہٰذا تم کسی اَور طرف توجہ نہ دو۔'' میں نے کہا: ''ہرگز نہیں، خدا کی قسم! ان راہبوں کا مذہب ہمارے مذہب سے بہت بہتر ہے۔'' میری یہ گفتگو سن کر میرے باپ کو یہ خوف ہونے لگا کہ کہیں میرا بیٹا مجوسیت کو چھوڑ کر نصرانی مذہب قبول نہ کر لے۔ اسی خوف کے پیشِ نظر اس نے میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈلوا دیں اور مجھے گھر میں قید کر دیا تا کہ میں گھر سے باہر ہی نہ نکل سکوں۔ مجھے ان راہبوں سے بہت زیادہ عقیدت ہو گئی تھی۔ میں نے کسی طریقے سے ان تک پیغام بھجوایا کہ جب کبھی تمہارے پاس ملک شام سے کوئی قافلہ آئے تو

Scanned with CamScanner

مجھے ضرور اطلاع دینا۔

راہب سے ملاقات

چند روز بعد مجھے اطلاع ملی کہ شام سے راہبوں کا ایک قافلہ ہمارے شہر میں آیا ہوا ہے۔ میں نے پھر راہبوں کو پیغام بھجوایا کہ جب یہ قافلہ اپنی ضروریات پوری کرنے کے بعد واپس شام جانے لگے تو مجھے ضرور اطلاع دینا۔ کچھ دن بعد مجھے اطلاع ملی کہ قافلہ واپس شام جارہا ہے۔ میں نے بہت جدوجہد کے بعد اپنے قدموں سے بیڑیاں اتاریں اور فوراً شام جانے والے قافلے کے ساتھ جاملا۔ ملک ''شام'' پہنچ کر میں نے لوگوں سے پوچھا: ''تم میں سب سے زیادہ معزز اور صاحب علم وعمل کون ہے؟'' لوگوں نے بتایا: ''فلاں کنیسہ (عبادت خانہ) میں رہنے والا راہب ہم میں سب سے زیادہ قابل احترام اور سب سے زیادہ متقی و پرہیز گار ہے۔'' چنانچہ میں اس راہب کے پاس پہنچا اور کہا: ''مجھے آپ کا دین بہت پسند آیا ہے، اب میں اس دین کے بارے میں کچھ معلومات چاہتا ہوں اگر آپ قبول فرمالیں تو میں آپ کی خدمت کیا کروں گا اور آپ سے اس دین کے متعلق معلومات بھی حاصل کرتا رہوں گا۔ برائے کرم! مجھے اپنی خدمت کے لئے رکھ لیجئے۔''

یہ سن کر اس راہب نے کہا: ''ٹھیک ہے، تم بخوشی میرے ساتھ رہو اور مجھ سے ہمارے دین کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔'' چنانچہ میں اس کے ساتھ رہنے لگا لیکن وہ راہب مجھے پسند نہ آیا۔ وہ بہت برا شخص تھا، لوگوں کو صدقات وخیرات کی ترغیب دلاتا۔ جب لوگ صدقات وخیرات کی رقم لے کر آتے تو یہ اس رقم کو غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم نہ کرتا بلکہ اپنے پاس ہی جمع کر لیتا۔ اس طرح اس بدباطن راہب نے بہت سارا خزانہ جمع کر کے سونے کے بڑے بڑے سات مٹکے بھر لئے تھے۔ مجھے اس کی ان حرکتوں پر بہت غصہ آتا بالآخر جب وہ مرا تو لوگوں کا بہت بڑا ہجوم اس کی تجہیز وتکفین کے لئے آیا۔ میں نے لوگوں کو بتایا: ''اس کے بارے میں تمہارا گمان تھا کہ وہ سب سے بڑا راہب ہے وہ تو بہت لالچی اور گندی عادتوں والا تھا۔'' لوگ کہنے لگے: ''یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ تمہارے پاس کیا دلیل ہے کہ وہ راہب برا شخص تھا؟''

بددیانت راہب اپنے انجام کو پہنچ گیا

میں نے کہا: ''اگر تمہیں میری بات پر یقین نہیں آتا تو میرے ساتھ چلو، میں تمہیں اس کا مال ودولت اور خزانہ دکھاتا ہوں جو وہ جمع کرتا رہا اور فقراء ومساکین اور یتیموں پر خرچ نہ کیا۔'' لوگ میرے ساتھ چل دیئے۔ میں نے انہیں وہ مٹکے دکھائے جن میں سونا بھرا ہوا تھا۔ انہوں نے وہ مٹکے لئے اور کہا: ''خدا کی قسم! ہم اس راہب کو دفن نہیں کریں گے۔'' پھر انہوں نے اس کے مردہ جسم کو سولی پر لٹکایا اور پتھر مار مار کر چھلنی کر دیا پھر اس کی لاش کو بے گور وکفن پھینک دیا۔ اس کے بعد لوگوں نے ایک اور راہب کو اس کی جگہ منتخب کر لیا۔ وہ بہت اچھی عادات وصفات کا مالک اور انتہائی متقی و پرہیز گار شخص تھا، طمع ولالچ اس میں بالکل نہ تھی، دن رات عبادت میں مشغول رہتا۔ دنیوی معاملات کی طرف بالکل بھی توجہ نہ دیتا، میرے دل میں اس کی عقیدت ومحبت گھر کر گئی۔ میں نے اس کی خوب خدمت کی اور اس سے نصرانیت کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہا۔

جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے پوچھا: ''آپ مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتے ہیں؟ آپ کے بعد میری رہنمائی کون کرے گا؟'' وہ راہب کہنے لگا: ''اے میرے بیٹے! اللہ کی قسم! جس دین پر میں ہوں اس میں سب سے بڑا عالم و فقیہ ایک شخص ہے جو ''موصل'' میں رہتا ہے۔ میرے نزدیک اس سے بہتر کوئی نہیں جو تمہاری رہنمائی کر سکے، اگر تم سے ہو سکے تو اس کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔'' راہب کی یہ بات سن کر میں موصل چلا گیا اور وہاں کے راہب کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے واقعی اسے ایسا پایا جیسا اس کے بارے میں بتایا گیا تھا۔ وہ بہت نیک وزاہد شخص تھا۔ چنانچہ میں اس کے پاس رہنے لگا پھر جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے پوچھا: ''اب آپ مجھے کس کے پاس جانے کا حکم دیتے ہیں جو آپ کے بعد میری صحیح رہنمائی کرے؟'' اس نے جواب دیا: ''اللہ کی قسم! اس وقت ہمارے دین کا سب سے بڑا باعمل عالم ''نصیبین'' میں رہتا ہے۔ میری نظروں میں اس سے بہتر کوئی اور نہیں، اگر ہو سکے تو اس کے پاس چلے جاؤ۔''

Scanned with CamScanner

موصل سے نصیبین کا سفر

چنانچہ میں سفر کی صعوبتیں برداشت کرتا ہوا ''نصیبین'' پہنچا اور اس راہب کے پاس رہنے لگا۔ وہ بھی نہایت متقی و پرہیز گار شخص تھا، جب اس کی وفات کا وقت آیا تو میں نے پوچھا: ''آپ مجھے کس کے پاس جانے کا حکم فرماتے ہیں؟'' اس نے کہا: ''اس وقت ہمارے دین پر قائم رہنے والوں میں سب سے بڑا باعمل راہب ''عموریہ'' میں رہتا ہے، میری نظروں میں اس سے بہتر کوئی نہیں، تم اس کے پاس چلے جاؤ وہ تمہاری صحیح رہنمائی کرے گا۔'' چنانچہ میں ''عموریہ'' پہنچا اور اس راہب کی خدمت میں رہنے لگا۔ وہ واقعی بہت نیک و صالح شخص تھا۔ میں اس سے دین نصاریٰ کے بارے میں معلومات حاصل کرتا اور دن کو بطور اجیر (مزدور) ایک شخص کے جانوروں کی دیکھ بھال کرتا۔ اس طرح میرے پاس اتنی رقم جمع ہوگئی کہ میں نے کچھ گائے اور بکریاں وغیرہ خرید لیں۔ پھر جب اس راہب کی موت کا وقت قریب آیا تو میں نے اس سے پوچھا: ''آپ مجھے کس کے پاس بھیجیں گے جو آپ کے بعد میری صحیح رہنمائی کرے؟''

امام الانبیاء کی طرف راہنمائی

اس راہب نے کہا: ''اے میرے بیٹے! اب ہمارے دین پر قائم رہنے والا کوئی ایسا شخص نہیں جس کے پاس میں تجھے بھیجوں۔ ہاں! اگر تم نجات چاہتے ہو تو میری بات توجہ سے سنو: اب اس نبی ﷺ کی جلوہ گری کا وقت بہت قریب آگیا ہے جو دین ابراہیمی لے کر آئے گا۔ وہ سرزمین عرب میں مبعوث ہوگا اور کھجوروں والی زمین کی طرف ہجرت فرمائے گا۔ اس نبی ﷺ کی کچھ واضح نشانیاں یہ ہیں:

''(۱)......وہ ہدیہ قبول فرمائیں گے

(۲)......لیکن صدقے کا کھانا نہیں کھائیں گے

(۳)......ان کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔''

اگر تم اس نبی ﷺ کا زمانہ پاؤ تو ان کے پاس چلے جانا ان شاءاللہ تم دنیا و آخرت میں کامیاب ہو جاؤ گے۔ اے میرے بیٹے! تم اس رحمت والے نبی ﷺ سے ضرور ملنا۔ اتنا

کہنے کے بعد اس راہب کا بھی انتقال ہوگیا۔ پھر جب تک میرے ربّ نے چاہا میں ''عموریہ'' میں ہی رہا۔ پھر مجھے اطلاع ملی کہ قبیلہ ''بنی کلب'' کے کچھ تاجر عرب شریف جا رہے ہیں تو میں ان کے پاس گیا اور ان سے کہا: ''میں بھی تمہارے ساتھ عرب شریف جانا چاہتا ہوں، میرے پاس کچھ گائیں اور بکریاں ہیں، یہ سب کی سب تم لے لو اور مجھے عرب شریف لے چلو۔'' ان تاجروں نے میری یہ بات منظور کرلی اور میں نے انہیں تمام گائیں اور بکریاں دے دیں۔ چنانچہ ہمارا قافلہ سوئے عرب روانہ ہوا۔ جب ہم وادی ''قریٰ'' میں پہنچے تو ان تاجروں نے مجھ پر ظلم کیا اور مجھے جبراً اپنا غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھوں فروخت کردیا۔

مدینہ شریف آمد

یہودی مجھے اپنے علاقے میں لے گیا۔ وہاں میں نے بہت سے کھجوروں کے درخت دیکھے تو میں سمجھا کہ شاید یہی وہ شہر ہے جس کے بارے میں مجھے بتایا گیا ہے کہ نبی آخر الزماں ﷺ یہاں تشریف لائیں گے۔ چنانچہ میں اس یہودی کے پاس رہنے لگا اور اس کی خدمت کرنے لگا۔ کچھ دنوں کے بعد اس یہودی کا چچازاد بھائی مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفا و تعظیما سے اس کے پاس آیا۔ اس کا تعلق قبیلہ ''بنی قریظہ'' سے تھا۔ یہودی نے مجھے اس کے ہاتھوں فروخت کردیا۔ وہ مجھے لے کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ خدا کی قسم! جب میں مدینہ منورہ کی پاکیزہ فضاؤں میں پہنچا تو میں نے پہلی ہی نظر میں پہچان لیا کہ یہی جگہ میری عقیدتوں کا محور و مرکز ہے۔ یہی وہ پاکیزہ شہر ہے جس میں نبی آخر الزماں ﷺ کی تشریف آوری ہوگی۔ جو نشانیاں راہب نے مجھے بتائی تھیں کہ وہاں بکثرت کھجوریں ہوں گی، وہ میں نے وہاں پالی تھی۔

اب میں منتظر تھا کہ کب میرے کانوں میں یہ صدا گونجے کہ اس پاکیزہ ہستی نے اپنے جلوؤں سے مدینہ منورہ کو نور بار کردیا ہے جس کی آمد کی خبر سابقہ آسمانی کتب میں دی گئی ہے۔

Scanned with CamScanner

سرکارِ دو عالم ﷺ کی تشریف آوری

بالآخر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں۔ ایک دن میں کھجور کے درخت پر چڑھا ہوا تھا اور میرا مالک نیچے بیٹھا تھا۔ اس کا چچا زاد بھائی آیا اور کہنے لگا: اللہ تعالیٰ فلاں قبیلے (اوس و خزرج) کو برباد کرے، وہ لوگ مقام ''قباء'' میں جمع ہیں اور ایک ایسے شخص کا دین قبول کر چکے ہیں جو مکہ مکرمہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً سے آیا ہے اور وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا نبی کہتا ہے۔ اس قبیلے (اوس و خزرج) کے اکثر لوگ اپنے آباء و اجداد کا دین چھوڑ کر اس پر ایمان لا چکے ہیں۔'' جب میں نے اپنے مالک کے چچا زاد بھائی کی یہ بات سنی تو میں خوشی کے عالم میں جھوم اٹھا۔ قریب تھا کہ میں اپنے مالک کے اوپر گر پڑتا لیکن میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور جلدی جلدی نیچے اترا۔ پھر پوچھا: ''ابھی تم نے کیا بات کہی ہے اور کون شخص مکہ سے آیا ہے؟'' میری یہ بات سن کر میرے مالک کو بہت غصہ آیا اور اس نے مجھے ایک زوردار طمانچہ مارا اور کہا: ''تمہیں ہماری باتوں سے کیا مطلب؟ جاؤ! '' جا کر اپنا کام کرو۔''

میں نے کہا: ''میں تو ویسے ہی پوچھ رہا تھا۔'' یہ کہہ کر میں دوبارہ اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔ میرے پاس کچھ رقم بچی ہوئی تھی۔ ایک دن موقع پا کر میں بازار گیا، کچھ کھانے پینے کی اشیاء خریدیں اور بے تاب ہو کر اس رخِ زیبا کی زیارت کے لئے قباء کی طرف چل دیا جس کے دیدار کی تمنا نے مجھے فارس سے مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً تک پہنچا دیا تھا۔ جب میں وہاں پہنچا تو میں نے ان کی بارگاہِ بیکس پناہ میں حاضر ہو کر عرض کی: ''اے اللہ کے بندے! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ اللہ کے برگزیدہ بندے اور آپ کے اصحاب میں اکثر غریب اور حاجت مند ہیں، میں کچھ اشیائے خورد و نوش لے کر حاضر ہوا ہوں، میں یہ اشیاء بطورِ صدقہ آپ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں، آپ قبول فرما لیں۔''

یہ سن کر اس پاکیزہ و مطہر ہستی نے اپنے اصحاب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ''آؤ اور یہ چیزیں کھا لو۔'' لوگ کھانے لگے اور آپ ﷺ نے اس میں سے کچھ بھی نہ کھایا۔ یہ دیکھ کر میں نے دل میں کہا: ''ایک نشانی تو میں نے پا لی ہے۔'' پھر کچھ دنوں کے بعد میں کھانے کا کچھ سامان لے کر حاضرِ خدمت ہوا اور عرض کی: ''حضور! یہ کچھ کھانے کی چیزیں ہیں، انہیں

Scanned with CamScanner

بطورِ ہدیہ قبول فرما لیں۔'' آپ ﷺ نے اس میں سے کچھ کھایا اور اپنے اصحاب کو بھی اپنے ساتھ کھانے کا حکم فرمایا۔ میں نے دل میں کہا: ''یہ دوسری نشانی بھی پوری ہو گئی ہے۔''

محمد آدمی کے دل کی باتیں جان جاتے ہیں

پھر ایک دن میں جنت البقیع کی طرف گیا تو دیکھا آپ ﷺ وہاں موجود ہیں آپ ﷺ کے جسمِ اطہر پر دو چادریں ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے گرد اس طرح جمع ہیں جیسے شمع کے گرد پروانے جمع ہوتے ہیں۔ میں نے جا کر سلام عرض کیا اور پھر ایسی جگہ بیٹھ گیا جہاں سے میری نظر آپ ﷺ کی پشت مبارک پر پڑے تاکہ میں آپ ﷺ کے مبارک شانوں کے درمیان مہرِ نبوت کو دیکھ سکوں کیونکہ مجھے راہب نے جو نشانیاں بتائی تھیں وہ سب کی سب میں نے آپ ﷺ کی ذات میں دیکھ لی تھیں۔ بس آخری نشانی (مہرِ نبوت) دیکھنا باقی تھی۔ میں بڑی بے تابی سے آپ ﷺ کی طرف دیکھ رہا تھا جب آپ ﷺ نے میری یہ حالت دیکھی تو میرے دل کی بات جان لی اور میری طرف پیٹھ پھیر کر مبارک شانوں سے چادر اتار لی جیسے ہی آپ ﷺ نے چادر ہٹائی تو آپ ﷺ کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہرِ نبوت جگمگا رہی تھی۔ میں دیوانہ وار آپ ﷺ کی طرف بڑھا اور مہرِ نبوت کو چومنا شروع کر دیا۔ مجھ پر رقت طاری ہو گئی، بے اختیار میری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ آج میری خوشی کی انتہا نہ تھی جس کے روئے زیبا کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے میں نے اتنی مصیبتیں اور مشقتیں جھیلیں آج وہ نورِ مجسم ﷺ میرے سامنے موجود تھے اور میں ان کے جلوؤں میں اپنے جسم کو منور ہوتا دیکھ رہا تھا۔

پڑھ کر کلمہ مسلماں ہو گئے

میں نے فوراً حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی: ''اے میرے محبوب آقا ﷺ! مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کر دیجئے اور اپنے غلاموں میں شامل فرما لیجئے۔'' پھر الحمدللہ میں مسلمان ہو گیا۔ میں ابھی تک حضور ﷺ کی مہرِ نبوت کو بوسے دے رہا تھا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اب بس کرو'' چنانچہ میں ایک طرف ہٹ گیا، پھر میں نے حضور ﷺ کو اپنی ساری روداد سنائی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت حیران ہوئے کہ میں کس طرح یہاں تک پہنچا اور میں

نے کتنی مشقتیں برداشت کیں۔

حضرت سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ''اے سلمان (رضی اللہ عنہ)! تم اپنے مالک سے مکاتبت کرلو (یعنی اسے رقم دے کر آزادی حاصل کرلو) جب حضرت سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اپنے مالک سے بات کی تو اس نے کہا: ''مجھے تین سو کھجوروں کے درخت لگا دو اور چالیس اوقیہ چاندی بھی دو پھر جب یہ کھجوریں پھل دینے لگ جائیں تو تم میری طرف سے آزاد ہو جاؤ گے۔''

میں حضور ﷺ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہوا اور اپنے مالک کی شرطیں آپ ﷺ کو بتائیں۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے فرمایا: ''اپنے بھائی کی مدد کرو۔'' چنانچہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھرپور تعاون کیا، کسی نے کھجوروں کے 30 پودے لاکر دیئے، کسی نے 50۔ الغرض! مددگار صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مدد سے میرے پاس 300 کھجوروں کے پودے جمع ہو گئے۔

پھر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اے سلمان فارسی (رضی اللہ عنہ)! تم جاؤ اور زمین کو ہموار کرو۔'' چنانچہ میں گیا اور زمین کو ہموار کرنے لگا تاکہ وہاں کھجور کے پودے لگائے جاسکیں۔ اس کام سے فارغ ہو کر میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''اے میرے آقا ﷺ! میں نے زمین ہموار کردی ہے۔'' آپ ﷺ میرے ساتھ چل دیئے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان بھی آپ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ہم حضور ﷺ کو کھجوروں کے پودے اٹھا اٹھا کر دیتے اور آپ ﷺ اپنے دستِ اقدس سے اسے زمین میں لگاتے جاتے۔

اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ غلامی کی قید سے آزاد ہوگئے

حضرت سیّدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اس پاک پروردگار کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں سلمان فارسی (رضی اللہ عنہ) کی جان ہے! حضور ﷺ نے جتنے پودے لگائے وہ سب کے سب اُگ آئے اور ان میں بہت جلد پھل لگنے لگے۔'' چنانچہ میں نے 300 کھجوریں اپنے مالک کے حوالے کیں۔ ابھی میرے ذمہ 40 اوقیہ چاندی باقی رہ گئی تھی۔ پھر حضور ﷺ کے پاس کسی نے مرغی کے انڈے جتنا سونے کا ایک ٹکڑا بھجوایا۔ آپ ﷺ نے

استفسار فرمایا: ''سلمان فارسی کا کیا ہوا؟'' پھر مجھے بلوا کر فرمایا: ''اسے لے جاؤ، اور اپنا قرض ادا کرو۔''

میں نے عرض کی: ''اے میرے آقا ﷺ! یہ اتنا سا سونا 40 اوقیہ چاندی کے برابر کس طرح ہوگا؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم یہ سونا لو اور اس کے ذریعے 40 اوقیہ چاندی جو تمہارے ذمہ ہے، اسے ادا کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اسی سونے کو کافی کر دے گا اور تمہارے ذمہ جتنی چاندی ہے یہ اس کے برابر ہو جائے گا۔'' میں نے وہ سونے کا ٹکڑا لیا اور اس کا وزن کیا۔ اس پاک پروردگار کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! وہ تھوڑا سا سونا 40 اوقیہ چاندی کے برابر ہوگیا اور اس طرح میں نے اپنے مالک کو چاندی دے دی اور غلامی کی قید سے آزاد ہوکر سرکار ﷺ کے غلاموں میں شامل ہوگیا۔ پھر میں غزوۂ خندق میں حضور ﷺ کے ساتھ شامل ہوا۔ اس کے بعد میں ہر غزوہ میں حضور ﷺ کے ساتھ رہا۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، حدیث سلمان الفارسی، الحدیث ۲۳۷۹۸، ج۹، ص۱۸۵تا۱۸۹)

(۹۰)

مولیٰ علی کا حکمت سے لبریز خطبہ

(ابن ابی الدنیا) عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے محمد بن ادریس نے خبر دی انہیں ابن ابی لیلیٰ نے، انہیں ابوموسیٰ محمد مدینی نے جو عثمان بن عفان کے مولیٰ (آزاد کردہ) ہیں وہ خالد بن یزید بن عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا! میں تمہیں اللہ سے ڈرنے اور اس دنیا کو ترک کرنے کی وصیت کرتا ہوں جس نے تمہیں ترک کر رکھا ہے۔ اگر چہ تم اس کے ترک کو ناپسند کرتے ہو! وہ تمہارے جسموں کو بوسیدہ کرنے والی ہے اگر چہ تم ان کی تجدید چاہتے ہو! دنیا کی اور تمہاری مثال اس مسافر قوم کی سی ہے جو ایک راستے پر چل رہے ہوں گویا کہ وہ سفر طے کر چکے یا کسی پہاڑ کی چوٹی پر جا پہنچے اور عموماً اسی طرح ہوتا ہے کہ ایک حد پر سفر ختم ہو جاتا ہے اور کسی کا دنیا میں کوئی دن باقی رہ جاتا ہے مگر ایک طالب دبے پاؤں اس کے پیچھے لگا ہوا ہے وہ اس سے اس کو جدا کر کے چھوڑے گا۔ تنگی اور نقصانات پر جزع فزع نہ کرو۔ یہ تو عنقریب ختم ہو جائے گی۔ نہ ہی اس کی نعمتوں پر اتراؤ یہ بھی عنقریب زوال پذیر ہو جائیں گی مجھے دنیا کے طالب پر تعجب ہے حالانکہ موت اس کی تلاش میں ہے اور اس غافل پر تعجب ہے جس سے موت غافل نہیں۔ (احیاء العلوم ۳/۲۲۸)

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے محمد بن ادریس نے خبر دی انہیں عبدہ بن سلیمان نے انہیں عبداللہ بن مبارک نے وہ فرماتے ہیں: سلام بن ابو مطیع نے فرمایا! زہد تین قسم کا ہے۔ ایک یہ کہ قول و عمل خالص اللہ کے لئے ہو دنیا بالکل مقصود نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ غیر مصلح چیز کو چھوڑ دے اور اصلاح والی پر عمل کرے۔ تیسرے یہ کہ حلال چیز سے بھی رک جائے یہ نفلی

درجہ ہے اور یہ زہد کا سب سے کم درجہ ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ۶/۱۸۸)

روز قیامت امت محمدیہ تین فرقوں میں بٹ جائے گی

عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے محمد بن ادریس نے خبر دی، انہیں عبدالحمید بن صالح نے انہیں قطری خشاب نے وہ عبدالوارث سے وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جب قیامت کا دن ہوگا تو میری اُمت تین فرقوں میں بٹ جائے گی ایک وہ گروہ ہوگا جو دنیا حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا دوسرا وہ گروہ جو شہرت و ریاکاری کے لئے اللہ کی عبادت کرتا تھا اور تیسرا گروہ جو اللہ کی رضا اور آخرت کے لئے اللہ کی عبادت کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے فرمائے گا جو دنیا کے لئے اللہ کی عبادت کرتے تھے مجھے میری عزت وجلال اور بلند مرتبہ کی قسم! میری عبادت سے تمہارا کیا مقصود تھا؟ وہ کہیں گے، تیری عزت وجلال اور بلند مرتبہ کی قسم! ہمارا مقصود تو دنیا تھی، اللہ تعالیٰ فرمائے گا! مجھے ان اعمال میں سے کوئی عمل بھی قبول نہیں! (پھر حکم ہوگا کہ) انہیں جہنم میں لے جاؤ! پھر ان لوگوں سے ارشاد فرمائے گا جو ریاکاری اور شہرت کے لئے اللہ کی عبادت کرتے تھے مجھے اپنی عزت وجلال اور اپنی بلندیٔ مرتبہ کی قسم! میری عبادت سے تمہارا کیا مقصود تھا! وہ کہیں گے تیری عزت وجلال اور بلندیٔ مرتبہ کی قسم! (ہمارا مقصود تو) ریاکاری اور شہرت تھی، اللہ تعالیٰ فرمائے گا مجھے اس میں سے بھی کوئی عبادت قبول نہیں (پھر حکم ہوگا کہ) انہیں بھی جہنم میں لے جاؤ۔ فرماتے ہیں: اس کے بعد ان لوگوں سے فرمائے گا جو اللہ کی رضا اور آخرت کے لئے اس کی عبادت کرتے تھے، مجھے میری عزت وجلال و بلندیٔ مرتبہ کی قسم بتاؤ میری عبادت سے تمہارا کیا مقصود تھا؟ وہ کہیں گے تیری عزت وجلال اور بلندیٔ مرتبہ کی قسم تیری رضا اور آخرت مقصود تھی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے سچ کہا۔ پھر حکم ہوگا کہ انہیں جنت میں لے جاؤ۔

(کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

Scanned with CamScanner

(۹۱)

علم سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں

ابن جوزی فرماتے ہیں: موجودات میں کوئی چیز علم سے بڑھ کر نہیں ہے کیوں نہ ہو کہ علم رہنما ہے اور رہنما نہ رہے تو گمراہی پھیلتی ہے اور شیطان کے مخفی حیلوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ انسان کے نفس میں عبادت کو مزین کر کے دکھاتا ہے تاکہ اس میں لگا کر اسے علم سے جو کہ بہترین عبادت ہے محروم کر دے حتیٰ کہ متقدمین کی ایک جماعت کو اس قدر دھوکا دیا کہ انہوں نے اپنی کتابیں دفن کر دیں یا دریا برد کر دیں تاہم ان حضرات کے متعلق میرا حسن ظن یہ ہے کہ ان کتب میں ان کی اپنی رائے سے لکھی ہوئی باتیں تھیں جن کا عام ہونا انہیں پسند نہ آیا ورنہ اگر ان میں مفید اور صحیح علم ہوتا جس کا انجام برا نہ تھا تو ایسے میں ان کتابوں کا پھینکنا مال کا ضیاع بھی ہے جو کہ جائز نہیں صوفیاء کی ایک اور جماعت ابلیس کے مکر کا شکار ہوئی اور انہوں نے اپنے شاگردوں کو دوات اٹھانے سے منع کر دیا یہاں تک کہ جعفر خلدی نے کہا: اگر صوفیاء حضرات مجھے اجازت دیتے تو میں تمہیں اس پر دنیا بھر کی سندیں جمع کر دیتا میں نے ابوالعباس دوری کی ایک مجلس تحریر کی ایک صوفی مجھے ملا اور کہنے لگا ورق کا علم چھوڑ دو اور گودڑی کا علم اختیار کرو اور میں نے ایک صوفی کے پاس قلم دوات دیکھی تو ایک اور صوفی اسے کہنے لگا اپنے پردہ کو پڑا رہنے دو اور یہ لوگ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے یہ شعر بھی پڑھا کرتے ہیں (ت) جب انہوں نے مجھ سے کتاب کے علم کا مطالبہ کیا تو میں ان کے سامنے خرقہ (گودڑی) کا علم لے کر آیا اور یہ شیطان کے خفی حیلوں میں سے ایک حیلہ ہے ''اور بے شک سچا پایا ابلیس نے اپنا گمان ان کے بارے میں''

علم راہنما ہے

اور شیطان کا یہ حیلہ اور بناوٹ بظاہر دو وجہ سے ہے ایک تو یہ کہ وہ چاہتا ہے کہ یہ لوگ اندھیرے میں چکر کاٹتے رہیں دوسری وجہ یہ کہ علمی مشغلہ روزانہ عالم کے علم میں اضافہ کرتا ہے اور مخفی باتیں اس کے سامنے کھولتا رہتا ہے اور اس کے ایمان اور معرفت کو قوت دیتا ہے اور اس کے راستے کے عیوب و نقائص اسے دکھاتا رہتا ہے خصوصاً جبکہ پیغمبر ﷺ کی سنت اور صحابہ کے طریق کا علم ہو اور اس کا مشغلہ ہو تو شیطان اس راستے سے روکنے کے لئے باریک سے باریک حیلے تراشتا ہے چنانچہ کہتا ہے کہ اصل مقصود تو عمل ہے خود علم مقصود نہیں اور اس فریب خوردہ کو پتہ چلتا کہ علم حاصل کرنا اور اس کا اشتغال خود ایک عمل ہے اور بہترین عمل ہے لہٰذا اس مخفی دھوکہ سے بچنا چاہئے کہ علم یقیناً ایک اصل اعظم اور بہت بڑا نور ہے اور بسا اوقات کتاب کی ورق گردانی نماز روزہ حج اور غزوات ایسے نفلی اعمال سے بڑھ جاتی ہے اور بہت سے علم سے روگردانی کرنے والے اپنی خواہش اور مرضی کی عبادتوں میں لگ کر عذاب میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور نفل میں لگ کر بہت سے فرض ضائع کر لیتے ہیں اور ایسی باتوں میں لگے رہتے ہیں جنہیں فرض و واجب سے بھی افضل سمجھتے ہیں اگر ان کے پاس علم کا مشغلہ ہوتا تو صحیح راستہ پا لیتے اس میں ذرا غور کیجئے جو کچھ کہا گیا ہے ہدایت ملے گی ان شاء اللہ

(صید الخاطر)

Scanned with CamScanner

(۹۲)

ایک جنّ کا قبولِ اسلام

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں مدینہ کے پہاڑوں سے باہر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں موجود تھا...... اچانک ایک بوڑھا شخص نیزہ (عصا) کا سہارا لئے ہوئے ہماری طرف آرہا تھا...... تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی رفتار جنوں کی ہے......

اس نے قریب آکر سلام کیا......

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کی آواز جنوں کی ہے......

تو اس نے عرض کیا: آپ نے سچ فرمایا ہے......

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کس جن سے ہے؟

تو اس نے عرض کیا: ہامہ بن لاقیس بن ابلیس ہوں......

تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے اور ابلیس کے درمیان دو واسطے ہیں؟ عرض کیا: جی ہاں......

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے عمر کے متعلق پوچھا......

تو اس نے عرض کیا: بہت کم عرصہ زندگی بسر کی ہے...... جب ہابیل نے قابیل کو قتل کیا تو میں چند سال کا لڑکا تھا اور میں پہاڑوں میں لوگوں پر سوار ہو کر ان سے کھیلا کرتا تھا......

تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بہت برا کام ہے......

جن کی عمر

ہامہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے ملامت سے معاف فرمائیے...... میں حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لایا اور ان کے دست پاک پر توبہ کی...... حضرت ہود علیہ السلام سے ملا اور ان پر ایمان لایا...... حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملا اور ان پر ایمان لایا...... جب وہ آگ میں ڈالے گئے تو میں ان کی خدمت میں حاضر تھا...... جب حضرت یوسف علیہ السلام کنوئیں میں ڈالے گئے تو میں ان کی خدمت میں پہنچا...... حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے میں نے ملاقات کی...... سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام سے ملا......

"فَقَالَ اِنْ لَقِیْتَ مُحَمَّدًا فَاقْرَءْ عَلَیْهِ السَّلَامُ"

"پس اگر تم ان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملو تو ان کو میرا اسلام عرض کرنا......"

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"عَلَیْهِ وَ عَلَیْكَ یَا هَامَةُ مَا حَاجَتُكَ"

"اے ہامہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور تجھ پر بھی سلام...... تجھے کوئی حاجت ہے......" تو اس نے عرض کیا:

"اِنَّ مُوْسٰی عَلَّمَنِی التَّوْرَاةَ وَاَنَّ عِیْسٰی عَلَّمَنِیَ الْاِنْجِیْلَ فَعَلِّمْنِیَ الْقُرْآنَ"

"بے شک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مجھے تورات سکھائی اور عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل سکھائی، آپ مجھے قرآن پاک سکھا دیں......"

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قرآن پاک کی سورتیں سکھائیں......

(حجۃ اللہ علی العالمین ۱۸۳ تا ۱۸۴ حیاۃ الحیوان ۱/۳۷۱)

Scanned with CamScanner

(۹۳)

علامہ شطنوفی علیہ الرحمتہ کا عقیدہ

زبدة العرفاء حضرت علامہ شطنوفی علیہ الرحمتہ المتوفی ۷۱۳ھ آپ کو حضرت علامہ جلال الدین سیوطی نے حسن المحاضرہ میں الامام الاوحد یعنی بے نظیر امام تحریر فرمایا ہے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے الدولۃ المکیۃ میں آپ کو عارف اجل، ولی اکمل اور زبدة العرفاء لکھا ہے۔ وہ اپنی کتاب بہجۃ الاسرار شریف میں تحریر فرماتے ہیں: ابوالعفاف موسیٰ بن عثمان نے ۶۶۳ھ میں ہم سے شہر قاہرہ میں بیان کیا کہ میرے والد ماجد ابوالمعانی عثمان نے ہمیں ۶۱۴ھ میں شہر دمشق میں خبر دی کہ ہمیں دو بزرگ حضرت ابوعمرو عثمان صریفینی اور حضرت ابومحمد عبدالحق حریمی نے ۵۵۹ھ میں بغداد شریف میں خبر دی کہ ہم ۳ صفر بروز یکشنبہ (اتوار) ۵۵۵ھ میں حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دربار میں حاضر تھے تو حضرت نے وضو کر کے کھڑاؤں پہنی اور دو رکعت نماز پڑھی۔ سلام کے بعد ایک عظیم نعرہ مارا اور ایک کھڑاؤں ہوا میں پھینکی۔

پھر دوسرا نعرہ مار کر دوسری کھڑاؤں پھینکی وہ دونوں ہماری نگاہوں سے غائب ہو گئیں پھر حضرت نے تشریف رکھی مگر ہیبت کے سبب کسی کو پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ۲۳ دن کے بعد عجم سے ایک قافلہ حاضر بارگاہ ہوا اور کہا ہمارے پاس حضرت کی ایک نذر ہے ہم نے حضرت سے اس نذر کے لینے میں اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا لے لو۔ انہوں نے ایک من ریشم، خز کے تھان، سونا اور حضرت کی کھڑاؤں جو اس روز ہوا میں پھینکی' پیش کی۔

ہم نے ان سے پوچھا یہ کھڑاؤں تمہارے پاس کہاں سے آئی؟ انہوں نے کہا ہم ۳ صفر یکشنبہ کو سفر میں تھے کہ بہت سے ڈاکو دو سرداروں کے ساتھ ہم پر ٹوٹ پڑے۔ ہمارے

مال لوٹ لئے اور کچھ آدمیوں کو قتل کر دیا۔ پھر ایک نالے میں مال تقسیم کرنے کے لئے اترے۔ نالے کے کنارے ہم تھے۔ فَقُلْنَا لَوْذَكَرْنَا الشَّيْخَ عَبْدَالْقَادِرِ فِيْ هٰذَا الْوَقْتِ وَنَذَرْنَا لَهٗ شَيْئًا مِّنْ اَمْوَالِنَا اِنْ سَلِمْنَا...... یعنی ہم نے کہا بہتر ہو کہ اس وقت ہم حضرت غوث اعظم کو یاد کریں اور نجات پانے پر کچھ مال حضرت کے لئے نذر پیش کریں۔

ڈاکوؤں سے نجات

ہم نے حضرت کو یاد ہی کیا تھا کہ دو عظیم نعرے سنے گئے جن سے جنگل گونج اٹھا اور ہم نے ڈاکوؤں کو دیکھا کہ ان پر خوف چھا گیا۔ ہم سمجھے کہ ان پر کوئی اور ڈاکو آپڑے۔ وہ بھاگ کر ہمارے پاس آئے اور بولے اپنا مال لے لو اور دیکھو ہم پر کیسی مصیبت آپڑی۔ ہمیں اپنے دونوں سرداروں کے پاس لے گئے ہم نے دیکھا وہ مرے پڑے ہیں اور ہر ایک کے پاس ایک کھڑاؤں پانی سے بھیگی ہوئی رکھی ہے۔ ڈاکوؤں نے ہمارے سب مال ہمیں واپس کر دیئے اور کہا کہ اس واقعہ کی کوئی عظیم الشان خبر ہے۔ (بہجۃ الاسرار ص ۶۷)

☆ اور حضرت علامہ شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: خبر دی ہم کو شیخ ابوالفتوح داؤد بن ابوالمعالی نصر بن شیخ ابوالحسن علی بن شیخ ابوالمجد مبارک بن احمد بغدادی حریمی حنبلی نے انہوں نے کہا: خبر دی مجھ کو میرے والد نے کہ میں نے اپنے دادا ابوالمجد سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں ایک دن حضرت شیخ مکارم علیہ الرحمتہ والرضوان کے پاس ان کے گھر نہر خالص پر تھا (جو حضرت شیخ علی بن ہیتی رضی اللہ عنہ کے جلیل القدر خلفاء میں سے ہیں)

میرے دل میں خیال گزرا کہ کاش میں حضرت کی کچھ کرامت دیکھتا آپ نے مسکراتے ہوئے میری طرف توجہ کی اور فرمایا: عنقریب پانچ آدمی ہمارے پاس آئیں گے۔ ان میں سے ایک گورا سرخ رنگ والا ہے۔ جس کے رخسار پر تل ہے۔ اس کی عمر کے صرف نو مہینے باقی ہیں۔ پھر اسے بطائح میں شیر پھاڑ ڈالے گا اور اللہ تعالیٰ اسے وہیں سے اٹھائے گا اور دوسرا عراق کا رہنے والا جو سرخ و سفید اور کانا لنگڑا ہے وہ ہمارے پاس ایک مہینہ بیمار رہ کر مر جائے گا اور ایک مصر کا رہنے والا گندمی رنگ کا ہے۔ اس کے بائیں ہاتھ

Scanned with CamScanner

میں چھ انگلیاں ہیں اور اس کی بائیں ران میں نیزے کے زخم کا نشان ہے جو اسے تیس برس پہلے لگا تھا۔ وہ ہندوستان میں تجارت کرتے ہوئے تیس برس بعد مرے گا۔

اور ایک شامی گندم گوں ہے جس کی انگلیوں پر گھٹا پڑا ہوا ہے۔ وہ زمین حریم میں تیرے گھر کے دروازہ پر سات برس تین مہینے سات دن کے بعد مرے گا اور ایک یمن کا رہنے والا جو گورے رنگ کا ہے وہ کافر ہے۔ اس کے لباس کے نیچے زنار (جنیو) ہے۔ تین برس ہوئے وہ اپنے ملک سے نکلا ہے اور اب تک اپنا کافر ہونا اس نے کسی سے نہیں بتایا تاکہ وہ مسلمانوں کو جانچے کہ کون اس کا حال ظاہر کرتا ہے۔

اور بیشک عجمی نے بھنا ہوا گوشت کھانا چاہا اور عراقی نے چاول کے ساتھ بطخ اور شامی نے سیب کھانا چاہا اور یمنی نے انڈا نیم برشت اور کسی نے اپنی خواہش دوسرے کو نہیں بتائی اور عنقریب ان کے کھانے ان کی خواہشات کے مطابق بہت زیادہ ہمارے پاس آئیں گے۔ وللہ الحمد۔

جیسے فرمایا ویسے ہی ہوا

ابوالمجد نے فرمایا خدا کی قسم ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ حضرت شیخ کے فرمانے کے مطابق پانچوں آ گئے اور ان کے حلیوں میں ذرا بھی فرق نہیں تھا۔ میں نے مصر والے سے اس کی ران کے زخم کا حال پوچھا تو اسے میرے دریافت کرنے پر بڑا تعجب ہوا اور کہا کہ یہ زخم مجھے تیس برس پہلے لگا تھا۔ پھر ایک شخص آیا اور اس کے ساتھ ان کی خواہش کے مطابق کھانے کی تمام قسمیں تھیں۔ اس نے سب کچھ حضرت شیخ کے سامنے رکھ دیا۔ پھر شیخ نے اسے حکم فرمایا جو تم چاہتے ہو وہ کھاؤ تو ان لوگوں پر غشی طاری ہو گئی۔

جب افاقہ ہوا تو یمنی نے حضرت شیخ سے عرض کیا: اے سردار! کیا تعریف ہے اس شخص کی جو مخلوق کے بھیدوں سے آگاہ ہے؟ فرمایا یہ ہے کہ اس نے جان لیا کہ تو کافر ہے اور تیرے کپڑوں کے نیچے زنار ہے۔ یہ سن کر وہ شخص چیخ پڑا اور شیخ کی خدمت میں کھڑے ہو کر اسلام لے آیا۔ آپ نے فرمایا بیٹا! ہر وہ شخص جس نے مشائخ میں سے تجھے دیکھا تو یقیناً تیرا حال جان لیا مگر وہ یہ بھی جانتے تھے کہ تیرا اسلام میرے ہاتھ پر ہے اس لئے وہ تیری

بات سے رک گئے۔

اور بلاشبہ ان کی وفات ویسی ہی ہوئی جیسی کہ حضرت شیخ نے خبر دی تھی اسی وقت مذکور پر اور بعینہ اسی جگہ بلا تقدیم وتاخیر کے اور عراقی شیخ کے اسی زاویہ میں مہینہ بھر بیمار رہنے کے بعد مرا اور میں اس کے جنازہ کے نمازیوں میں سے تھا اور شامی مرا ہمارے پاس حریم میں۔ میرے گھر کے دروازہ پر پڑا تھا۔ مجھے آواز دی گئی میں باہر آیا تو ناگاہ وہ ہمارا رفیق شامی تھا۔ اس کی موت میں اور اس وقت میں کہ شیخ نے فرمایا تھا بالکل ٹھیک سات برس تین مہینے سات دن تھے۔ (بہجۃ الاسرار ص ۲۰۰)

اولیاء اللہ اور غیب کی خبریں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان اس واقعہ کے کل غیبوں کی تفصیل یوں تحریر فرماتے ہیں عنقریب ہمارے پاس پانچ آدمی آئیں گے۔ ان میں کا ایک عجمی ہے، دوسرا عراقی، تیسرا مصری، چوتھا شامی اور پانچواں یمنی۔ یہ کل آٹھ غیب ہوئے پھر عجمی کے متعلق گیارہ غیبوں کی خبر دی کہ وہ گورا ہوگا، اس کی سفیدی میں سرخی ملی ہوئی ہوگی، اس کے تل ہوگا، تل رخسار پر ہوگا اور وہ رخسار داہنا ہوگا۔ گوشت کی خواہش کرے گا اور خواہش بھنے ہوئے گوشت کی ہوگی نہ کچے ہوئے کی ہوگی اور نہ سوکھے۔ وہ نو مہینہ بعد مر جائے گا اور اس کی موت شیر کے پھاڑنے سے ہوگی اور بطائح میں ہوگی اور وہیں دفن کیا جائے گا اور وہاں سے منتقل نہ ہوگا اور وہیں سے اس کا حشر ہوگا۔

اسی طرح عراقی کے متعلق گیارہ غیبوں کی خبر دی۔ وہ گورا ہے، اس میں سرخی جھلکتی ہے، اس کی آنکھ میں پھلی ہے، اس کے پاؤں میں لنگڑا پن ہے، وہ بطخ چاہے گا اور یہ کہ اسے چاولوں کے ساتھ کھائے گا اور یہ شخص بیمار ہوگا ایک مہینہ تک مرض میں مبتلا رہے گا اور اسی سے مر جائے گا، یہیں مرے گا اور ایک مہینہ بعد مرے گا۔

اور مصری کے متعلق پندرہ غیبوں کو بیان فرمایا۔ وہ گندم گوں ہوگا، چھانگر ہوگا، چھٹی انگلی بائیں ہاتھ میں ہوگی۔ اس کے نیزے کا زخم ہوگا، ران میں ہوگا، بائیں ران میں ہوگا اور یہ زخم اس کا پورانہ ہوگا اور تیس برس پہلے کا ہوگا اور وہ شہد کی خواہش کرے گا شہد خالص

Scanned with CamScanner

نہیں بلکہ گھی سے ملا ہوا وہ تاجر ہوگا، اس کی تجارت گاہ ہندوستان میں ہوگی، اپنی آخری عمر تک تجارت ہی کرتا رہے گا، وہ ہندوستان میں مرے گا اور اس کی موت تیس برس کے بعد ہوگی۔

اور شامی کے متعلق نوغیوں کی خبر دی۔ وہ گندمی رنگ کا ہوگا جس میں سفیدی غالب ہوگی، موٹے موٹے گھٹے پڑی ہوئی انگلیوں والا ہوگا، سیب کی خواہش کرے گا، شامی سیب چاہے گا، زمین حریم میں مرے گا، اس کی موت ابوالمجد کے گھر کے دروازے پر ہوگی۔ اس کی عمر میں سات برس مہینوں میں سے تین مہینے اور دنوں میں سے سات دن باقی رہ گئے ہیں۔ (الدولۃ المکیہ ص ۱۷۱)

پہلے واقعہ میں دور دراز مقام سے قافلہ والوں کے یاد کرنے کو حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا جان لینا، پھر ان کو کس طرح کی مدد چاہئے اس سے واقف ہونا اور ڈاکوؤں کے دو سردار ہیں اس سے آگاہ ہونا...... اور دوسرے واقعہ میں حضرت شیخ مکارم علیہ الرحمۃ والرضوان کا پانچ آدمیوں کے بارے میں گزشتہ اور آئندہ کی تمام خبریں دینا سب غیب کی باتیں ہیں......

ان واقعات کو لکھنے سے معلوم ہوا کہ بزرگانِ دین کو اللہ کی عطا سے علم غیب ہوتا ہے علامہ شطنوفی کا بھی یہی عقیدہ ہے اگر وہ ایسا اعتقاد نہ رکھتے تو ان واقعات کو اپنی کتاب بہجۃ الاسرار شریف میں ہرگز تحریر نہ فرماتے۔

(۹۴)

ایک صدقہ کی برکت

حضرت شیخ شبلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ایک روز دیہات کی جانب جا رہا تھا راستے میں ایک طرف ایک نوجوان پر نظر پڑی جو بہت کمزور نحیف و نزار تھا اس کا جسم گرد میں اٹا ہوا، بال الجھے ہوئے، لباس شکستہ تھا۔ دو قبروں کے درمیان بیٹھا مٹی اٹھا اٹھا کر اپنے چہرے پر ملتا اور بار بار آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھتا تھا۔ لب ہل رہے تھے، آنسو چہرے پر بہہ رہے تھے اور متواتر ذکر واستغفار اور دعا کئے جا رہا تھا میں نے دیکھا تو میرا دل اس کی طرف راغب ہوا اور مجھے ملاقات کرنے کی خواہش ہوئی چنانچہ گزرگاہ چھوڑ کر میں اس کی طرف چلا۔ مگر اس نے مجھے آتے دیکھا تو اٹھ کر بھاگ کھڑا ہوا میں نے بھی سبقت کی کہ شاید اسے پالوں۔ شیخ شبلی: اے اللہ کے دوست! مجھ پر مہربانی کرو۔ نوجوان: واللہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ شیخ شبلی: تمہیں اللہ کا واسطہ ٹھہر جاؤ۔ نوجوان: انگلی کا اشارہ کرتے ہوئے میں نہیں رکوں گا اور کہا: ''اللہ'' شیخ شبلی! اگر تم اس کے بارے میں سچے ہو تو اپنی صداقت ظاہر کرو یہ سن کر نوجوان نے باآواز درد اللہ، اللہ، اللہ کہا اور گر کر بے ہوش ہو گیا اور فوت ہو گیا یہ دیکھ کر میں فکر مند بھی ہوا اور اس کے حال اور صداقت پر حیرت زدہ بھی اور دل میں کہا: وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہے اپنی رحمت سے خاص کرے۔

بعد ازاں لاحول پڑھتے ہوئے اس کی تجہیز و تکفین کے خیال سے ایک قریبی عرب قبیلہ میں گیا، واپس آیا تو نوجوان کی لاش وہاں نہیں ملی اور نہ ہی کوئی سراغ ہاتھ آیا اتنے میں کسی کی آواز آئی۔

Scanned with CamScanner

حضرت شبلی اور ہاتف غیبی

اے شبلی! تو اس نوجوان کی فکر نہ کر ملائکہ نے اس کا کام پورا کر دیا، تم اپنے پروردگار کی عبادت پر توجہ دو اور زیادہ سے زیادہ صدقہ کرو یہ نوجوان ایک صدقہ کے ذریعہ ہی اس مقام پر پہنچا ہے جو صدقہ اس نے تمام زندگی میں ایک ہی مرتبہ کیا تھا۔ حضرت شیخ شبلی: بخدا بتاؤ کہ اس نے کیا صدقہ کیا تھا؟ ہاتف: شبلی! یہ شخص ابتدائی عمر میں نافرمان، فاسق اور زانی تھا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے ایک خواب دکھایا گیا جسے دیکھ کر وہ گھبرا گیا اور پریشان ہو گیا، خواب یہ تھا کہ اس کا عضو تناسل اژدھا بن گیا جو اس کے پورے جسم کو گھیر کر منہ کے سامنے منہ کر کے بیٹھ گیا۔ پھر اژدھے کے منہ سے آگ کے شعلے نکل کر نوجوان کے چہرے کو جھلسانے لگے اور وہ جل کر کوئلہ ہو گیا، یہ خواب دیکھ کر نوجوان ڈر گیا اور دنیا سے رشتہ منقطع کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگ گیا۔ بارہ سال اسی طرح گریہ وزاری اور آہ و نالہ میں گزارے۔ کل اس سے مانگنے والے نے ایک دن کی غذا مانگی۔ نوجوان نے اسے اپنے کپڑے اتار کر دیئے سائل بہت خوش ہوا اور اس نے نوجوان کے حق میں بخشش کی دعا مانگی۔ رب تعالیٰ نے فقیر کی دعا قبول فرمائی اور یہ اسی صدقہ کی برکت ہے جو فقیر کا دل اس نے خوش کر دیا تھا۔ حدیث شریف میں ہے اس وقت سائل کی دعا کو بہت غنیمت جانو جب صدقہ سے اس کا دل خوش ہو گیا ہو۔ رضی اللہ عنہما ونفعنا بہما ۔

(روض الریاحین)

(۹۵)

مومن کا زیور خوف خدا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر اس آیت کو نازل فرمایا:

(یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ) (التحریم:۶)

''اے ایمان والو! تم خود اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔''

اور آپ ﷺ نے اسے تلاوت فرمایا تو ایک نوجوان بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے دل پر ہاتھ رکھ کر دیکھا تو وہ بہت ہل رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے نوجوان لا الٰہ الا اللہ کہو۔'' اس نے کہا: تو آپ ﷺ نے اسے جنت کی بشارت دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ بشارت ہم سب کو نہیں صرف اسی کے لئے مخصوص ہے؟ فرمایا: تم نے اللہ کے اس فرمان کو نہیں سنا: (ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَخَافَ وَعِیْدِo)

''یہ اس کے لئے جو میرے سامنے کھڑا ہونے سے اور حشر کے عذاب سے ڈرتا ہے۔'' (مستدرک حاکم، التفسیر، باب وفاۃ فتی باستماع آیۃ: ۲/۳۵۱)

☆ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

(عِزَّتِیْ لَا اَجْمَعُ عَلٰی عَبْدِیْ خَوْفَیْنِ وَاَمْنَیْنِ اِذَا خَافَنِیْ فِی الدُّنْیَا اَمَنْتُهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَاِذَا اَمِنَنِیْ فِی الدُّنْیَا یَوْمَ الْاٰخِرَةِ) (صحیح ابن حبان: ۶۴۰)

"اپنی عزت کی قسم! میں اپنے بندوں پر دو خوف اور دو امن جمع نہیں کروں گا جب دنیا میں مجھ سے ڈرا، آخرت میں امن دوں گا اور جب دنیا میں نڈر رہا تو آخرت میں ڈراؤں گا۔"

سات بندے عرش کے سائے میں ہوں گے

سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سات بندے جن کو اللہ تعالیٰ روز قیامت اپنے عرش کا سایہ نصیب کرے گا، جس دن اس سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا:

(اِمَامٌ عَادِلٌ) "عادل حکمران"

(شَابٌ نَشَأَ فِیْ عِبَادَةِ اللهِ)

"وہ نوجوان جس نے جوانی اللہ کی عبادت میں گزار دی۔"

(رَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِی الْمَسَاجِدِ)

"وہ آدمی جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے۔"

(وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَ تَفَرَّقَا عَلَيْهِ)

"اور وہ دو آدمی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے دوستی رکھی اسی بنیاد پر ملے اور اسی پر جدا ہوئے۔"

(وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اَخَافُ اللهَ)

"اور وہ آدمی جس کو حسب و نسب والی اور خوبصورت عورت نے برائی کی دعوت دی لیکن اس نے کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔"

(وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهُ)

"اور وہ آدمی جو اس قدر پوشیدہ طور پر صدقہ کرتا ہے حتیٰ کہ بائیں ہاتھ کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ دائیں نے کیا خرچ کیا ہے۔"

(وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ)

"اور وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور اس کی آنکھیں رو دیں۔"

(بخاری، الزکاۃ، باب الصدقۃ بالیمین: ۱۴۲۳)

مجھے خاک میں ملا کر میری خاک بھی اُڑا دو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"پہلے زمانہ میں ایک شخص تھا جس نے گناہ کر کے اپنے نفس پر ظلم کر رکھا تھا۔ مرتے وقت اپنے بیٹوں سے کہا جب میں مر جاؤں تو مجھے جلا دینا اور میری راکھ کو پیس کر ہوا میں اڑا دینا۔ خدا کی قسم! اللہ نے مجھ پر گرفت کی تو سخت سزا دے گا کہ ایسی سزا کسی کو نہیں دے گا۔ جب وہ مر گیا تو اس کے بیٹوں نے اس کی وصیت کے مطابق کیا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ جو کچھ تجھ میں ہے جمع کر دے اس نے جمع کر دیا۔ وہ شخص زندہ تیار ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تجھے کس چیز نے ایسا کرنے پر آمادہ کیا۔ اس نے کہا تیرے خوف نے، اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔"

(بخاری، احادیث الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل: ۳۴۵۲)

فرمایا: (مَنْ ذَكَرَ اللهَ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ حَتّٰی اُصِيْبَ الْاَرْضَ مِنْ دُمُوْعِهِ لَمْ يُعَذَّبْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)

"جو اللہ کو یاد کرے، اللہ کے خوف سے اتنا روئے کہ اس کے آنسو زمین پر گریں تو قیامت کے دن اس پر عذاب نہیں ہوگا۔"

(مستدرک حاکم، التوبۃ والانابۃ، باب لا یلج النار احد بکی من خشیۃ اللہ: ۴/۲۶۰)

گناہ سے بچنے کے لیے منہ پر کیچڑ مل گیا

امام ابن سیرین رحمہ اللہ ایک خوبصورت نوجوان عالم تھے۔ شروع شروع میں آپ بزاز کا کام کیا کرتے تھے اور کپڑوں کی گٹھڑی کندھے پر ڈال کر گلی گلی گھوم کر فروخت کیا کرتے تھے۔ آپ کا گزر ایک ایسی گلی سے ہوا جہاں ایک بیوہ امیر زادی رہا کرتی تھی۔ اس کی باندیوں کو مالکہ کی نیت بد کا پتہ تھا۔ اس کے لئے وہ ایسے نوجوان تلاش کیا کرتی تھیں۔

Scanned with CamScanner

باندیوں نے مالکہ کو اطلاع دی کہ ایک بڑا خوبصورت نوجوان اس گلی میں کپڑا فروخت کرنے آیا ہے۔ اس نے ایک لونڈی کو بھیج کر امام صاحب کو ادھر بلوایا۔ امام صاحب کے حسن و جمال کو دیکھ وہ فریفتہ ہوگئی اور کپڑا خریدنے کی بجائے لگاوٹ و محبت کی باتیں کرنے لگی۔ امام صاحب نے زنا کی مذمت پر وعظ و تلقین فرمائی پھر بھی اس پر مطلق اثر نہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے امام موصوف کے دل میں ایک نئی ترکیب پیدا فرما دی۔ امام صاحب نے ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت اس سے کہا مجھے سخت حاجت ہے۔ مجھے رفع حاجت کی جگہ بتا دو۔ آپ جب قضائے حاجت کے لئے اس بالا خانے سے نیچے اترے تو باورچی خانے کی وہ نالی جو گھر سے باہر جاتی تھی اس کی سیاہ کیچڑ کو اپنے تمام لباس اور چہرے پر مل لیا اور اس ہیئت میں اس کے سامنے آگئے۔ اس نے یہ حرکت و کیفیت دیکھی تو اس کا دل آپ سے اچاٹ ہوگیا۔ امام موصوف اپنی گٹھڑی اٹھا کر باہر نکل گئے اور اللہ کا شکر ادا کیا۔

(ایمان و عمل، ص: ۳۵۴، از عبدالرؤف رحمانی)

(۹۶)

کعبۃ اللہ شریف پر پہلی نظر

حضرت سیدنا حامد اسود علیہ الرحمۃ، حضرت سیدنا ابراہیم خواص علیہ الرحمۃ کے عقیدت مندوں میں سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت سیدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ جب بھی سفر پر روانہ ہوتے تو کسی کو بھی اطلاع نہ دیتے اور نہ ہی کسی کو اپنے ساتھ سفر پر چلنے کے لئے کہتے۔ جب بھی سفر کا ارادہ ہوتا تو ایک برتن اپنے ساتھ لے جاتے جو وضو اور پانی پینے کے لئے استعمال فرماتے۔

ایک مرتبہ اسی طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا برتن اٹھایا اور ایک سمت چل دیئے۔ میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے ہولیا۔ ہمارا سفر جاری رہا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دورانِ سفر مجھ سے کوئی بات نہ کی یہاں تک کہ ہم کوفہ پہنچ گئے۔ وہاں ہم نے ایک دن اور ایک رات قیام کیا، پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ ''قادسیہ'' کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ہم قادسیہ پہنچے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ میری طرف متوجہ ہو کر پوچھنے لگے: ''اے حامد! تم یہاں کیسے آئے؟'' میں نے عرض کیا: ''حضور! میں آپ (رحمۃ اللہ علیہ) کے ساتھ ساتھ ہی سفر کرتا آرہا ہوں۔ میں سارے سفر میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہا ہوں۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''میرا ارادہ تو حج کرنے کا ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اب میں مکہ مکرمہ کی طرف جاؤں گا۔'' تو میں نے عرض کی: ''حضور! ان شاء اللہ میں بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مکہ شریف چلوں گا۔'' چنانچہ ہم سوئے حرم روانہ ہوئے اور مسلسل دن رات سفر کیا۔

عیسائی اور توکل

ہمارا سفر اسی طرح جاری و ساری تھا۔ مکہ مکرمہ قریب سے قریب تر ہوتا جا رہا تھا۔

Scanned with CamScanner

اچانک ہمیں راستے میں ایک نوجوان ملا۔ وہ بھی ہمارے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ وہ ہمارے ساتھ ایک دن اور ایک رات سفر کرتا رہا لیکن راستے میں اس نے ایک بھی نماز نہ پڑھی۔ یہ دیکھ کر حضرت سیّدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کہا: ''اے نوجوان! تو کل سے ہمارے ساتھ ہے لیکن تو نے ایک بھی نماز نہ پڑھی حالانکہ نماز حج سے بھی زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔'' اس نوجوان نے جواب دیا: ''اے شیخ! مجھ پر نماز فرض نہیں۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: ''کیا تو مسلمان نہیں؟'' اس نے جواب دیا: ''نہیں، بلکہ میں نصرانی ہوں اور میں اس جنگل بیابان میں یہ دیکھنے آیا ہوں کہ میں توکل میں کتنا کامل ہوں اور مجھے میرے پروردگار پر کتنا بھروسا ہے کیونکہ میرا نفس مجھ سے کہتا ہے کہ تو توکل میں بہت کامل ہے لیکن میں نے نفس کی بات پر یقین نہ کیا اور یہ تہیہ کرلیا کہ اپنے آپ کو آزماؤں گا اور کسی ایسی جگہ جاؤں گا جہاں میرے اور میرے رب کے سوا کوئی نہ ہو پھر وہاں دیکھوں گا کہ میرے اندر کتنا توکل ہے۔ چنانچہ میں اس جنگل بیابان میں آگیا ہوں اور اپنے آپ کو آزما رہا ہوں۔''

اس نوجوان کی یہ بات سن کر حضرت سیّدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے اٹھے اور چلتے ہوئے مجھ سے فرمایا: ''اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔'' نوجوان بھی ہمارے ساتھ ہی چلنے لگا۔ حرم شریف سے قریب ''وادی مُرّ'' میں پہنچ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پرانے کپڑے اتار کر دھوئے پھر وضو کرنے کے بعد اس نوجوان سے پوچھا: ''تمہارا نام کیا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''عبدالمسیح'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اے عبدالمسیح! اب حرم شریف کی حد شروع ہونے والی ہے اور کفار کا داخلہ حرم شریف میں حرام ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا (پ۱۰،توبہ:۲۸)

مشرک نرے ناپاک ہیں تو اس برس کے بعد وہ مسجد حرام کے پاس نہ آنے پائیں۔

لہٰذا تم اب یہیں رکو اور ہرگز ہرگز حرم شریف میں داخل نہ ہونا اگر تم داخل ہوئے تو ہم

حکام سے تمہاری شکایت کر دیں گے۔

اب میں عبدالمسیح نہیں بلکہ عبداللہ ہوں

اتنا کہنے کے بعد ہم نے اس نوجوان کو وہیں چھوڑا اور ہم مکہ مکرمہ کی نور بار مشکبار فضاؤں میں داخل ہو گئے۔ پھر ہم میدانِ عرفات کی جانب روانہ ہوئے۔ وہاں حاجیوں کا ہجوم تھا اچانک ہم نے اسی نوجوان کو میدانِ عرفات میں دیکھا اس نے حاجیوں کی طرح احرام باندھا ہوا تھا اور بے تابانہ نظروں سے کسی کو تلاش کر رہا تھا جونہی اس نے ہمیں دیکھا فوراً ہمارے پاس چلا آیا اور حضرت سیّدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی کو بوسہ دینے لگا۔ یہ صورتحال دیکھ کر حضرت سیّدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''اے عبدالمسیح! تم یہاں کیسے آگئے؟'' اس نوجوان نے عرض کی: ''حضور! اب میرا نام عبدالمسیح نہیں بلکہ عبداللہ ہے (یعنی اب وہ عیسائی مسلمان ہو چکا تھا)

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اپنا پورا واقعہ بیان کرو کہ تم کس طرح مسلمان ہوئے، تمہاری زندگی میں یہ انقلاب کیسے آیا؟'' اس نوجوان نے عرض کی: ''حضور! جب آپ رحمۃ اللہ علیہ مجھے چھوڑ کر آگئے تھے تو میں وہیں موجود رہا اور میرے دل میں یہ خواہش مچلنے لگی کہ آخر میں بھی تو دیکھوں کہ وہ مکہ مکرمہ کیسی جگہ ہے جس کی طرف مسلمان سفر و ہجر کی صعوبتیں برداشت کر کے ہر سال حج کے لئے آتے ہیں۔ آخر اس میں ایسی کیا عجیب بات ہے۔'' اسی خواہش کی بناء پر میں نے بھیس بدلا اور مسلمانوں جیسی حالت بنالی۔ میری خوش قسمتی کہ وہاں ایک قافلہ پہنچا جو ''حرمین شریفین'' آرہا تھا۔ میں نے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا اور اس قافلے میں شامل ہو گیا۔

جوں جوں ہمارا قافلہ مکہ مکرمہ سے قریب ہوتا جا رہا تھا میرے دل کی دنیا بدلتی جا رہی تھی۔ عجیب و غریب کیفیت کا عالم تھا پھر جونہی میری نظر ''خانہ کعبہ'' پر پڑی تو میرے دل سے تمام اَدیانِ باطلہ کی محبت نکل گئی اور ''دینِ اسلام'' کی محبت میرے دل میں گھر کر گئی۔ میں نے فوراً ''عیسائیت'' سے توبہ کر کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اختیار کر لی اور مسلمان ہو گیا۔ اس وقت میرا دل بہت خوشی محسوس کر رہا تھا۔ قبولِ اسلام کے بعد میں نے غسل کیا

Scanned with CamScanner

احرام باندھا اور دعا کی: ''اے اللہ! آج میری ملاقات حضرت سیّدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ سے ہو جائے۔'' بارگاہِ خداوندی میں میری دعا قبول ہوئی اور میں اب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوں۔''

حضرت سیّدنا ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ بہت خوش ہوئے۔ اسے خوب شفقتوں اور محبتوں سے نوازا۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے حامد! دیکھو سچائی میں کتنی برکت ہے۔ اس نوجوان کو حق کی تلاش تھی اور یہ اپنی طلب میں سچا تھا لہٰذا اسے حق مل گیا یعنی یہ اسلام کی دولت سے مالا مال ہوگیا۔'' پھر وہ نوجوان ہمارے ساتھ ہی رہنے لگا اور بہت بلند مرتبہ حاصل کیا۔ بالآخر وہ دارِ فنا سے دارِ بقاء کی طرف روانہ ہوگیا۔

(عیون الحکایات)

مرحوم کی طرف سے حج کرنا

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس نے عرض کی کہ میری ماں نے نذر مانی تھی کہ وہ حج کرے گی مگر حج نہ کر پائی اور مرگئی لہٰذا کیا میں اس کی طرف سے حج کرلوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (حُجِّيْ عَنْهَا) ''ہاں تم اس کی طرف سے حج کرلو۔''

پھر فرمایا: ''بتاؤ اگر تمہاری ماں پر کچھ قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتی کہ نہیں؟'' اس نے کہا ہاں، ضرور ادا کرتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (فَاللّٰهُ اَحَقُّ بِالْوَفَاءِ)

''اللہ تعالیٰ کا قرض ادا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات کا سب سے زیادہ حق دار ہے کہ اس کا قرض ادا کیا جائے۔''

(بخاری، الایمان، والنذر باب من مات وعلیہ نذر ۶۶۹۹)

(۹۷)

اللہ کا محبوب بننے کا عمل

(ابن ابی الدنیا) عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے محمد بن ادریس نے خبر دی انہیں عبدہ بن سلیمان نے انہیں آدم نے انہیں ابو عاصم نے جو عبادان میں ہمارے امام تھے۔ وہ سلم بن بشیر سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: حواریین نے عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی اے روح اللہ ہمیں کوئی ایسا عمل بتلا دیجئے جو ہمیں اللہ کا محبوب بندہ بنا دے؟ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: دنیا سے عداوت کرلو اللہ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا۔

(احیاء العلوم ۳/۲۲۰)

☆ فرماتے ہیں: مجھے محمد بن ادریس نے خبر دی انہیں ہریم بن عثمان نے وہ سلام بن مسکین سے روایت کرتے ہیں وہ مالک بن دینار سے وہ فرماتے ہیں: دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے، عورتیں شیطان کا جال ہیں اور شراب ہر شر کی جڑ ہے۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے علی بن ابی مریم نے خبر دی وہ ابی یزید رقی سے روایت کرتے ہیں وہ یوسف بن اسباط سے وہ فرماتے ہیں: جو مصائب پر صبر کرے گا اور شہوات کو ترک کرے گا اور حلال روزی کھائے گا اس نے زہد کی بنیاد کو پکڑ لیا۔

(الزہد الکبیر للبیہقی ۱۷۵)

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے علی نے خبر دی وہ فرماتے ہیں: کسی عقلمند سے زہد کے بارے میں سوال کیا گیا تو اس نے کہا: اگر اللہ کے لئے گھر میں بیٹھ سکتا ہے تو بیٹھ جائے اور یہ زہد کا ادنیٰ مرتبہ ہے، اور اگر اللہ کے لئے باہر نکل سکتا ہے تو نکل پڑے اور اگر اللہ کے لئے رجوع کرسکتا ہے تو رجوع کرے ورنہ سیاحت میں اللہ کے لئے خرچ کرسکتا ہے تو خرچ

Scanned with CamScanner

کرے اور اگر روکنا اللہ کے لئے ہو تو روک لے ورنہ اگر اللہ کے لئے بول سکتا ہے تو بولے، اور چپ رہنا بھی اللہ کے لئے ہے تو چپ رہے ورنہ بولے ان سے کہا گیا کہ یہ تو بہت مشکل ہے وہ فرمانے لگے اللہ کی طرف پہنچنے کا تو یہی راستہ ہے ورنہ اپنے آپ کو خواہ مخواہ مت تھکاؤ۔

آخرت کی یاد دلانے والا خط

عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے محمد بن عبیداللہ نے خبر دی انہیں یونس بن محمد نے انہیں معتمر بن سلیمان نے وہ فرماتے ہیں: لیث نے ایک خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا لیث بن ابی سلیم کی طرف سے سلیمان بن طرخان کے نام: تم پر سلامتی ہو! میں تیرے سامنے اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں جو بلند و بالا ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اما بعد: میں تجھے اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ متقین کو ان کا عمل نفع دیتا ہے کم ہو یا زیادہ۔ اللہ مجھے اور تمہیں اپنی رحمت سے متقین میں سے بنادے، میں نے تیری طرف خط لکھا ہے اور ہم اہل وعیال اور بھائی بند ہر طرح اللہ کی نعمت میں عافیت کے ساتھ ہیں اسی کے لئے تمام تعریف ہے۔ آپ کا خط ملا اس میں اس چیز کی یاد دہانی کروائی گئی جو کسی عقل مند پر مخفی نہیں اور طاقت تو اللہ ہی کی طرف سے ہے میں جانتا ہوں کہ انبیاء کرام و رسل عظام کی بعثت دنیا کو ویران اور آخرت کو آباد کرنے کے لئے ہوتی ہے اور اب لوگ دنیا میں پھنسے ہوئے ہیں۔

آپ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ کسی صحابی رسول ﷺ نے مجھے خبر دی کہ ہم مسلمان ہوتے ہی فوراً آخرت میں لگ جاتے تھے اور دنیا مشرکوں کے لئے چھوڑ دیتے، آج لوگ دنیا پر مرمٹ رہے ہیں اور آخرت کے امر کو چھوڑ رکھا ہے۔

(کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

(۹۸)

طاعت اور بندگی پر پختگی کے لئے نفس کو تیار کرنا

(ابن جوزی لکھتے ہیں) دو مزدور ایک بھاری شہتیر اٹھائے ہوئے میرے پاس سے گزرے اور وہ باری باری کچھ گیت کے بول اور خوش کن کلمات کہتے جاتے تھے ایک بولتا تھا تو دوسرا خاموشی سے سنتا تھا پھر دوسرا انہی کلمات کو دہراتا تھا یا اسی طرح کے اور کلمات بولتا تھا اور وہ چپ رہتا اور سنتا تھا میں نے اس سے یہ سمجھا کہ اگر یہ ایسا نہ کریں تو ان کی مشقت اور بوجھ بڑھ جائے گا اور ایسا کرنے سے ان کو یہ کام ہلکا اور آسان لگتا ہے میں نے اس کے سبب میں غور کیا تو معلوم ہوا کہ اس قصہ میں ہر ایک نے اپنی فکر اور دھیان کا تعلق دوسرے کی آواز اور قول کے ساتھ لگا رکھا ہے اور وہ اس میں نشاط بھی محسوس کرتا ہے اور پھر دوسرے کے جواب کے لئے اپنے ذہن کو گردش دیتا ہے اس سے ان کا راستہ قطع ہو رہا ہے اور اٹھائے ہوئے بوجھ کی طرف دھیان نہیں ہے...... مجھے اس سے ایک عجیب اشارہ ملا وہ یہ کہ انسان کو مشکل امور کا پابند بنایا گیا ہے اور سب سے گراں پابندی اپنے نفس کو تیار کرنا اور اس کی مرغوبات سے رکنے کا اور مکروہات پر جمنے کا پابند بنانا ہے میں نے دیکھا کہ اس میں صحیح طریق یہ ہے کہ نفس کو تسلی دے کر اور نرم انداز کے ساتھ صبر اور پابندی کی منزل طے کرانا ہے جیسا کہ شاعر کا قول ہے (ت) اگر وہ شکایت ظاہر کرے تو اس کو بہلاؤ، چلنے کے لئے صبح صادق کے وقت سے اور ضحیٰ کے وقت آرام کرنے کا وعدہ دو، اسی قسم کی یہ حکایت ہے کہ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سفر میں تھے ایک اور شخص بھی ساتھ ہو گیا اس ساتھی کو پیاس لگی تو کہنے لگا اس کنوئیں سے پانی پی لیں۔ بشر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگلے کنوئیں تک صبر کرو وہاں تک پہنچے تو پھر فرمایا اگلے کنوئیں تک اور ایسے ہی اسے بہلاتے رہے پھر متوجہ ہو کر فرمایا: دنیا کا سفر یوں

Scanned with CamScanner

طے ہوتا ہے بس جو شخص اس اصول کو سمجھ گیا وہ نفس کو بہلاتا ہے اور اس کے ساتھ نرمی کرتا ہے اور اچھے اچھے وعدے سناتا ہے تا کہ وہ ذمہ لگے ہوئے احکام پر پابندی کرتا رہے۔ جیسا کہ ایک بزرگ اپنے نفس سے کہا کرتے تھے بخدا میں جو تجھے تیری اس مرغوب ومحبوب چیز سے روکتا ہوں تو تیری بھلائی اور بہتری کے لئے ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے میں اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ کی طرف چلاتا رہا اور یہ رویا کرتا تھا حتیٰ کہ اب یہ ہنستا ہوا چلتا ہے لہٰذا جان رکھئے کہ نفس کے ساتھ خاطر مدارات رکھنا اور نرم والا معاملہ کرنا لازمی ہے اور یہ راہ اسی سے طے ہو گی بس یہ ایک اشارہ ہے جس کی شرح طویل ہے۔

(صید الخاطر)

(۹۹)

آمد مصطفیٰ مرحبا مرحبا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب طائف کے بادشاہ تبع نے مدینہ پر چڑھائی کی تھی...... اس نے اعلان کیا تھا کہ شہر مدینہ کو ویران کر دوں گا...... اور اس کے رہنے والوں پر اپنے اس لڑکے کے انتقام میں قتل ڈالوں گا...... جسے انہوں نے فریب اور دھوکے سے قتل کیا ہے...... اس وقت ساموی یہودی نے جو اس وقت یہودیوں کا سب سے بڑا عالم تھا کہا:

"اے بادشاہ! یہ وہ شہر ہے...... جس کی طرف بنی اسماعیل علیہ السلام سے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت ہوگی...... اس نبی کی جائے ولادت...... مکہ مکرمہ ہے...... اس کا اسم گرامی احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے...... یہ شہر اس کا دار ہجرت ہے...... اور اس کی قبر انور اس جگہ ہوگی...... تبع یوں ہی واپس ہو گیا......"

☆ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میرے بھائی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے:

"كَانَ وَجْهُهُ نُوْرٌ يَظْهَرُ كَنُوْرِ الشَّمْسِ"

"تو ان کے چہرے مبارک پر ایسا نور چمک رہا تھا...... جیسا کہ سورج کا نور چمکتا ہے......"

والدِ مصطفیٰ - سبحان اللہ

حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا:

......اس بچہ کی نرالی شان ہوگی......

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ناک مبارک سے ایک سفید پرندہ نکلا اور اس نے مشرق و مغرب میں پرواز کی...... پرواز کرنے کے بعد وہ بیت اللہ شریف پر آکر بیٹھ گیا...... سب قریش نے اس پرندہ کو سجدہ کیا...... پھر وہ زمین و آسمان کے درمیان اڑا ...... اس خواب کو میں نے ایک کاہنہ کے سامنے بیان کیا تو اس نے کہا:......

"لَئِنْ صَدَقَتْ رُؤْيَاكَ لَيَخْرُجَنَّ مِنْ صُلْبِهٖ وَلَدٌ يَسِيْرُ اَهْلُ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَهٗ تَبَعًا"

''اگر تیرا یہ خواب سچا ہے تو (حضرت عبداللہ) کی پشت اقدس سے ایسا فرزند ارجمند ظاہر ہوگا کہ تمام مشرق و مغرب والے اس کے تابع ہو جائیں گے......''

(خصائص کبریٰ للسیوطی ۱/۱۲۱، حجۃ اللہ علی العالمین ص ۲۰۱)

ذکر صل علیٰ مرحبا مرحبا

بچپن میں حضور ﷺ اپنے چچا حضرت ابو طالب کی معیت میں شام کے سفر پر روانہ ہوئے...... راستہ میں راہبوں کی خانقاہ کے پاس سے گزر ہوا...... وہاں ایک بڑا راہب رہتا تھا...... اس کا نام بحیرہ تھا...... وہ کسی کی ملاقات کے لئے اپنی خانقاہ سے باہر نہ نکلتا تھا...... لیکن جب اہل مکہ کا یہ قافلہ جس میں سرکار دو عالم بھی تھے...... اس نے اس خانقاہ کے پڑوس میں قیام کیا تو وہ خود ہی باہر آیا...... قافلے والوں کو بڑے غور سے دیکھتا رہا...... پھر اس نے رسول کریم ﷺ کا ہاتھ پکڑا اور سب کو کہا:

"هٰذَا سَيِّدُ الْعَالَمِيْنَ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ"

''یہ سارے جہانوں کے سردار ہیں انہیں اللہ تعالیٰ رحمت للعالمین بنا کر مبعوث فرمائے گا......''

کسی نے اس راہب سے پوچھا: اور بھی بہت سے خاندان قریش کے نوجوان موجود ہیں...... تم نے انہیں کیسے پہچانا؟

علاماتِ نبوت

اس نے جواب دیا: جب بھی آپ کا گزر درخت یا پتھر کے پاس سے ہوتا وہ ان کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے...... نبی کے بغیر شجر و حجر کسی کو سجدہ نہیں کرتے......

دوسری نشانی یہ دیکھی کہ جب ان کا قافلہ آرہا تھا...... تو بادل کا ایک ٹکڑا ان پر سایہ کئے ہوئے تھا...... آپ جدھر جاتے بادل کا ٹکڑا آپ کے ساتھ ساتھ جاتا......

تیسری یہ نشانی دیکھی کہ قافلہ والوں نے آگے بڑھ کر درخت کے سایہ میں اپنی اپنی جگہ پر قبضہ کرلیا...... جب یہ تشریف لائے تو درخت کے سایہ میں جگہ نہ تھی...... آپ بیٹھے درخت کا سایہ ادھر جھک گیا......

علامہ شہاب خفاجی شارح شفاء لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ اگر سنگ خارا پر قدم مبارک رکھتے تو اس کا نشان اس پتھر میں ظاہر ہو جاتا تھا...... لوگ ان پتھروں سے تبرک حاصل کرتے ہیں...... ان کی زیارت کے لئے جاتے ہیں اور ان کا احترام کرتے ہیں...... ایک پتھر مصر میں بھی تھا...... سلطان قاتیبائی نے بیس ہزار پونڈ میں اسے خریدا اور وصیت کی کہ یہ پتھر اس کی قبر کے نزدیک رکھا جائے اور وہ اب تک موجود ہے......

سبحان اللہ! سنگ خارا پر قدم رکھتے تو اس میں حضور ﷺ کے پاؤں کے نقش ثبت ہو جاتے...... ریت پر قدم رکھتے تو کچھ پتہ نہ چلتا

(علامہ زینی مصنف السیرۃ النبویہ ۳/۱۲۷ اور دلائل النبوۃ)

☆ جب حضور ﷺ صبح کو نیند سے بیدار ہوتے اور جناب ابو طالب کے بچوں کی مجلس کو اپنے جمال جہاں آرا سے آراستہ کرتے تو اس وقت ان کے سب بال بکھرے ہوئے ہوتے...... لیکن حضور ﷺ کے گیسوئے عنبرین بغیر کنگھی کئے آراستہ ہوتے اور بغیر سرمہ ڈالے چشم عالم بین سرگیں ہوتیں...... (شواہد النبوۃ ص ۷۴)

مہر نبوت کے متعلق جو مختلف روایتیں ہیں ان میں تطبیق اس طرح کی جائے کہ جس کسی نے اسے کسی چیز کے ساتھ تشبیہ دی ہے وہ اپنے ذہن کے مطابق دی ہے...... اور تشبیہ ہر شخص کی اس کے ذہن کے موافق ہوتی ہے......

Scanned with CamScanner

سرکار کے وسیلے سے دعاءِ باراں

☆ حضرت جہلمہ بن عرفطہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں مکہ میں آیا...... اس وقت ساکنان مکہ قحط کی سخت مصیبت میں گرفتار تھے...... قریش مل کر حضرت ابوطالب کے پاس آئے اور کہا: اے ابوطالب! لوگ سخت مصیبت میں مبتلا ہیں...... نکلو اور خدا سے مینہ مانگو......

"فَخَرَجَ اَبُوْ طَالِبٍ وَّ مَعَهٗ غُلَامٌ كَاَنَّهٗ شَمْسُ دَجْنٍ تَجَلَّتْ عَنْهُ سَحَابَةٌ قَتْمَآءُ وَحَوْلَهٗ اُغَيْلَمَةٌ فَاَخَذَهٗ اَبُوْ طَالِبٍ فَاَلْصَقَ ظَهْرَهٗ بِالْكَعْبَةِ وَلَاذَ الْغُلَامُ بِاِصْبَعِهٖ وَمَا فِى السَّمَآءِ قَزَعَةٌ فَاَقْبَلَ السَّحَابُ مِنْ هٰهُنَا وَهٰهُنَا وَاَغْدَقَ وَاَغْدَوْدَقَ وَانْفَجَرَ لَهُ الْوَادِىْ وَاَخْصَبَ النَّادِىْ وَالْبَادِىْ وَفِىْ هٰذَا يَقُوْلُ اَبُوْ طَالِبٍ"

"پس ابوطالب نکلے اور ان کے ساتھ ایک ایسا نورانی بچہ تھا کہ گویا وہ ایک آفتاب تھا جو کالے بادلوں سے نکلا ہوا اور اس کے گرد چند بچے اور بھی تھے...... (بیت اللہ شریف پہنچ کر) ابوطالب نے اس نورانی بچہ کی پشت دیوار کعبہ سے لگا دی...... اس نورانی بچہ نے انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا حالانکہ اس وقت آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا موجود نہ تھا...... مگر اس کے اشارہ سے چاروں طرف سے بادل آگیا اور اتنا برسا کہ جنگل بہہ نکلے اور اہل شہر اور دیہات خوب سیراب ہوگئے (اور قحط کی مصیبت دور ہوگئی)......" ابوطالب نے اپنے اشعار میں اسی طرف اشارہ کیا ہے

(زرقانی علی المواہب ۱/۱۹۰، خصائص کبریٰ ۱/۸۶)

وَاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ
ثِمَالَ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ

"وہ گورے رنگ والے...... کہ ان کے چہرۂ انور کے صدقے میں ابر کا پانی مانگا جاتا ہے...... یتیموں کی جائے پناہ اور بیواؤں کے نگہبان ہیں......"

يَلُوْذُ بِهِ الْهُلَّاكُ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ
فَهُمْ عِنْدَهٗ فِىْ نِعْمَةٍ وَّفَوَاضِلٍ

"بنی ہاشم جیسے غیور لوگ ہلاکت وتباہی کے وقت ان سے التجا وفریاد کرتے ہیں...... اور وہ آپ کے پاس آکر عظیم نعمتیں اور برکتیں پاتے ہیں......"

(خصائص کبریٰ ۱/۸۶)

راہب کی گواہی

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر اٹھارہ سال کی ہوئی تو آپ نے سیّد العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی...... اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ۲۰ سال تھی...... نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی میں بغرض تجارت ملک شام کا سفر کیا...... ایک منزل پر ٹھہرے...... وہاں ایک بیری کا درخت تھا......

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس بیری کے درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے...... قریب ہی ایک راہب رہتا تھا...... حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کے پاس چلے گئے...... راہب نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: یہ صاحب کون ہیں جو بیری کے نیچے جلوہ افروز ہیں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ محمد بن عبداللہ ہیں اور عبدالمطلب کے پوتے ہیں......

راہب نے کہا: خدا کی قسم! یہ نبی ہیں اس بیری کے سایہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سے آج تک کوئی نہیں بیٹھا...... یہی آخر الزمان پیغمبر ہیں...... جب تم پہاڑوں کے درمیان سے گزرے تو درختوں اور پتھروں نے سجدہ کیا...... پیغمبر کے سوا درخت اور پتھر کسی کو سجدہ نہیں کرتے...... راہب کی یہ بات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل میں اثر کر گئی اور نبوت کا یقین آپ کے دل میں جم گیا...... پھر سفر وحضر میں کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہ ہوتے......

جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف چالیس برس کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت کو ظاہر فرمایا...... مردوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اللہ کے پیارے اور سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے...... اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عمر اڑتیس سال تھی...... تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی جو مستجاب ہوئی...... جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے

Scanned with CamScanner

ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اسلام کی دولت عطا فرمائی......(شواہد النبوۃ)

تیرے بغیر ہو نہ سکی رونقِ چمن

ابن عدی بن ربیعہ سے جس کا نام محمد تھا لوگوں نے پوچھا: تیرے والد نے تیرا نام محمد کیسے رکھا؟ اس نے کہا میں نے اپنے والد سے پوچھا تھا......اس نے کہا:

چار آدمی مل کر ملک شام کے سفر پر روانہ ہوئے......جن میں سے ایک میں بھی تھا......ہم ایک صومعہ کے نزدیک ٹھہرے......اور ایک دوسرے سے باتیں کرنے لگے......راہب نے باہر دیکھا تو کہنے لگا: تمہاری زبان اس شہر کی نہیں......ہم نے کہا: ہاں ہم تو قوم عرب سے تعلق رکھتے ہیں......

کہنے لگا: بہت جلد تمہارے درمیان ایک پیغمبر ﷺ مبعوث ہوگا......تم بہت جلد اس کی طرف رجوع کرنا......اور اس سے اپنا بہرہ سعادت حاصل کرنا......تاکہ تم راہ راست پر آجاؤ...... وہ خاتم النبیین اور سیّد المرسلین ہے......ہم نے پوچھا اس کا نام کیا ہوگا؟ کہا: محمد ﷺ......جب ہم واپس آئے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں لڑکے عطا فرمائے......اور ہم سب نے ان کا نام محمد رکھا......(شواہد النبوۃ)

☆ بنی قریظہ کا ایک بزرگ کہتا ہے کہ سرزمین شام کا ایک یہودی جس کا نام ابن الہیبان تھا...... وہ اسلام کے ظہور سے دو سال قبل ہمارے پاس آیا...... وہ ہمارے ہاں اقامت گزیں ہوگیا......اللہ کی قسم! میں نے ابھی تک کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا......جو پانچ وقت کی نماز اتنی عاجزی اور انکساری سے پڑھتا ہو......جتنی عاجزی و انکساری سے وہ پڑھا کرتا تھا......

قوم یہود کو نصیحت

جب بارش رک جاتی تو ہم اس سے کہتے: اے ابن الہیبان ہمارے لئے بارش کی دعا کرو......وہ کہتا نہیں اللہ کی قسم! میں اس وقت تمہارے لئے بارش کی دعا نہیں کروں گا......جب تک تم میرے سامنے صدقہ نہ دو گے......ہم اس سے پوچھتے کتنا صدقہ دیں؟ وہ کہتا ایک صاع کھجور یا دو مد جو صدقہ کرو......ہم صدقہ کرتے...... پھر وہ ہمارے ساتھ ہماری

پتھروں والی سرزمین کی طرف نکلتا اور ہمارے لئے بارش کی دعا کرتا......

اللہ کی قسم! وہ ابھی تک اپنی جگہ ہی پر ہوتا کہ بادل آجاتے اور خوب بارش ہوتی...... یہ واقعہ کئی مرتبہ رونما ہوا......پھر اس کی وفات کا وقت قریب آگیا...... جب اس کو معلوم ہوا کہ اس کا وقت مرگ قریب ہے......اس نے کہا:

اے گروہ یہود! کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں سرسبز و شاداب درختوں والی زمین سے نکل کر بھوک اور تنگی کی زمین کی طرف کیوں آیا ہوں؟ ہم نے کہا: تو ہی اس کا سبب جانتا ہے......اس نے کہا: میں اس زمین پر اس لئے آیا ہوں کہ مجھے ایک نبی کریم ﷺ کے ظہور کی امید ہے ان کے ظہور کا زمانہ قریب ہے...... یہ شہر ان کی ہجرت گاہ ہوگا......میں امید کرتا تھا کہ میری زندگی ہی میں وہ مبعوث ہوں گے......اور میں ان کی اتباع کروں گا......اب تمہیں وہ زمانہ میسّر ہے......

اے قوم یہود! اس نبی مکرم کے آگے کبھی نہ بڑھنا...... بلاشبہ انہیں جہاد کرنے پر مفتوح قوم کے بچوں اور عورتوں کو قیدی بنانے کی اجازت ہوگی...... جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا......اور آپ ﷺ نے بنی قریظہ کا محاصرہ کیا......تو بنی قریظہ کے کچھ نوجوانوں نے کہا:

اے بنی قریظہ! اللہ کی قسم وہ نبی مکرم ﷺ ہیں......بلاشبہ یہ انہیں صفات سے متصف ہیں......پھر وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے اسلام قبول کرلیا......ان کے تمام اموال......اولاد اور خون محفوظ ہوگئے......

(حجۃ اللہ علی العالمین)

وقت آنے پر یہودی منکر ہوگئے

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کی بعثت سے قبل یہود آپ ﷺ کے وسیلے سے اوس وخزرج پر فتح مانگا کرتے تھے......مگر جب اللہ نے آپ ﷺ کو عرب سے ظاہر کیا تو وہ آپ ﷺ کے منکر ہوگئے......ایک مرتبہ بنوسلمہ کے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور بشر بن براء بن معرور نے انہیں کہا:......

"اے یہود! اللہ سے ڈرو...... اور اسلام لے آؤ...... جب ہم اہل شرک تھے
...... تو تم نام محمد ﷺ کے ساتھ ہم پر فتح مانگا کرتے تھے...... آپ کی بعثت اور
سیرت کو ہم پر پیش کیا کرتے تھے......"

یہ سن کر سلام بن مشکم نے کہا: یہ وہ نبی نہیں...... جس کا ہم ذکر کرتے تھے...... اور جو صفات ہم بیان کرتے تھے...... وہ اس میں نہیں ہیں...... تو اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ آیت اتاری:

"وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ......"

"اور اس سے پہلے وہی کفار پر فتح مانگا کرتے تھے...... پھر جب ان کے پاس ان کی پہچانی ہوئی چیز آ گئی...... تو اس کا انکار کرنے لگے تو کفار پر اللہ کی لعنت ہے......" (سورہ البقرہ: ۸۹)

تبع کا ایمان افروز واقعہ

محمد بن اسحاق کتاب مغازی میں نقل کرتے ہیں کہ...... تبع نے نبی آخر الزماں ﷺ کے لئے ایک عالی شان محل تعمیر کرایا...... تبع کے ہمراہ توریت کے چار سو علماء تھے...... جو اس کی صحبت چھوڑ کر مدینہ منورہ میں اس آرزو میں ٹھہر گئے...... کہ وہ نبی آخر الزماں کی صحبت کی سعادت حاصل کریں گے...... تبع نے ان چار سو عالموں سے ہر ایک کے لئے مکان بنوایا...... اور ایک ایک باندی بخشی...... اور ان کو مال کثیر دیا...... تبع نے ایک خط لکھا...... جس میں اپنے اسلام لانے کی شہادت دی اس خط میں چند شعر یہ تھے:۔

شَهِدْتُ عَلٰى اَحْمَدَ اَنَّهُ
رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ بَارِئِ النَّسَمِ
فَلَوْلَا عُمْرِیْ اِلٰى عُمْرِهٖ
لَكُنْتُ وَزِيْرًا لَّهُ وَابْنَ عَمِّ

"میں حضور احمد مجتبیٰ ﷺ کی گواہی دیتا ہوں...... کہ وہ بلاشبہ اللہ کی جانب

سے رسول ہیں...... جس نے مٹی سے انسان کو پیدا کیا...... اگر میں آپ کے ظہور مبارک تک زندہ رہا...... تو میں ان کا وزیر اور ابن عم ہوں گا......"

پھر تبع نے اپنے اس خط کو سر بمہر کر کے ان چار سو علماء میں سے سب سے بڑے عالم کے سپرد کر دیا اور وصیت کی کہ اگر وہ نبی آخر الزماں کو پائے...... تو یہ خط ان کی خدمت میں پیش کر دے ورنہ اپنی اولاد در اولاد تک اس وصیت کو پہنچاتے رہنا......

وہ مکان جو خاتم الانبیاء ﷺ کے لئے بنایا گیا تھا...... وہ حضور ﷺ کے قدم رنجہ فرمانے تک موجود رہا...... کہتے ہیں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا وہ مکان...... جس میں حضور ﷺ نے ہجرت کے بعد نزول اجلال فرمایا تھا...... وہی مکان تھا......

(مدارج النبوۃ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ

(۱۰۰)

نقش چناں بہ بند کہ گویند نقش بند

امام الاولیاء حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند بخاری علیہ الرحمۃ المتوفی ۷۹۱ھ۔

طریقہ عالیہ نقشبندیہ کے مرشد اعظم ہیں اور اکابرین ائمہ صوفیہ کے قائد ہیں۔ نقشبندی سلسلہ آپ ہی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ آپ کی ولادت ۷۱۷ھ میں ہوئی اور وفات ۷۹۱ھ میں آپ کا مزار مبارک بخارا سے چار کلومیٹر دور قصر عارفاں میں زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ علم غیب کے بارے میں حضرت کا عقیدہ جاننے کے لئے چند واقعات ملاحظہ ہوں۔

حضرت علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ والرضوان کے ایک خادم کا بیان ہے کہ میں شہر مرو میں حضرت کی خدمت میں تھا۔ مجھے اپنے گھر والوں کی ملاقات کا شوق ہوا جو بخارا میں تھے۔ اس لئے کہ مجھے اپنے بھائی شمس الدین کی موت کی خبر ملی تھی، میں حضرت سے اجازت لینے کی جرأت نہ کر سکا۔ میں نے امیر حسین سے التماس کی کہ مجھے حضرت والا سے بخارا جانے کی اجازت دلوا دیں۔ حضرت نماز جمعہ کے لئے نکلے اور جب مسجد سے واپس ہوئے تو امیر حسین نے میرے بھائی کی موت کا ذکر کیا۔ حضرت نے فرمایا یہ کیسی خبر ہے وہ تو زندہ ہے اور یہ دیکھو اس کی خوشبو مہک رہی ہے۔ میں تو اس کی خوشبو کو بالکل قریب پاتا ہوں۔ ابھی حضرت کا ارشاد گرامی پورا بھی نہیں ہوا تھا کہ میرا بھائی بخارا سے آ گیا۔ اس نے آ کر حضرت کی خدمت میں سلام عرض کیا۔ آپ نے فرمایا امیر حسین! یہ دیکھو شمس الدین ہیں۔ حاضرین پر اس واقعہ کا بڑا اثر ہوا۔

(جامع کرامات اولیاء ص ۶۳۲)

چوری کا حکم اور اس میں حکمت

اور حضرت علامہ نبہانی تحریر فرماتے ہیں: ایک دن حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ بخارا میں تھے۔ مغرب کی نماز کے بعد آپ نے مولیٰ نجم الدین سے فرمایا: اگر میں تمہیں چوری کا حکم دوں تو چوری کرو گے؟ وہ بولے نہیں حضور! آپ نے فرمایا کیوں؟ انہوں نے عرض کیا حقوق اللہ میں کوتاہی ہو تو اس کا تدارک توبہ سے ہو جاتا ہے لیکن چوری کا تعلق تو حقوق العباد سے ہے اس کی تلافی توبہ سے نہیں ہو سکتی۔ فرمایا اگر ہمارا حکم نہیں مان سکتے تو ہمارا ساتھ چھوڑ دو۔ مولیٰ نجم الدین بہت پریشان ہوئے توبہ کی اور عہد کیا کہ اب حضرت کے کسی حکم کی بھی نافرمانی نہیں ہوگی۔ لوگوں نے ان کی سفارش کی اور معافی کی التجا کی تو حضرت نے انہیں معاف کر دیا۔

معافی کے بعد مولیٰ نجم الدین اور کچھ غلاموں کو ساتھ لے کر حضرت چل پڑے۔ جب باب سمرقند کے محلہ میں پہنچے تو ایک گھر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: اس کی دیوار توڑ کر اندر گھس جاؤ اور فلاں جگہ ایک تھیلا سامان سے بھرا ہوا پڑا ہے اسے لے آؤ۔ سب لوگوں نے آپ کے حکم کے مطابق عمل کیا اور پھر ایک کونے میں جا کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد کتے بھونکنے لگے۔ آپ نے مولیٰ نجم الدین اور کچھ غلاموں کو اس گھر کی طرف بھیجا۔ انہوں نے جا کر دیکھا تو دوسری دیوار توڑ کر چور اندر گئے ہیں مگر کوئی چیز ان کو نہیں ملی۔ یہ چور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ہم سے پہلے دوسرے چور آئے ہیں اور سب کچھ لوٹ کر لے گئے ہیں۔ حضرت کے ساتھی یہ بات سن کر دنگ رہ گئے۔

گھر کا مالک ایک باغ میں ٹھہرا ہوا تھا۔ صبح سویرے حضرت نے سارا سامان اپنے ایک مرید کے ہاتھ اسے بھیج دیا اور مرید سے فرمایا: اسے بتا دینا کہ تیرے گھر چوری ہونے والی تھی۔ فقیروں کو اس بات کا علم پہلے ہو چکا تھا اس لئے چوروں کے آنے سے پہلے انہوں نے کپڑے اور سامان وہاں سے نکال لئے ہیں۔ یہ حکم دے کر حضرت نے مولیٰ نجم الدین کی طرف معنی خیز نگاہوں سے دیکھ کر فرمایا اگر شروع ہی میں ہمارے حکم کی تعمیل کرتے تو بہت زیادہ حکمتیں پاتے۔ (جامع کرامات اولیاء ص ۶۴۰)

Scanned with CamScanner

اولیاء کے لیے ساری زمین ناخن برابر ہے

اور حضرت علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: پیر شیخ قطب الدین جو حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ والرضوان کے مرید ہیں انہوں نے ہم سے یہ واقعہ بیان کیا کہ میں جب کہ لڑکا تھا اس وقت حضرت خواجہ نقشبند نے مجھ سے فرمایا فلاں کبوتر خانے میں جا اور وہاں سے چند کبوتر لے آ۔ جب میں کبوتر خانے میں گیا تو میں نے ایک کبوتر کا بچہ اپنے پاس رکھ لیا اور باقی کبوتر ذبح کر کے حضرت خواجہ کے پاس لے آیا۔ کبوتر پکائے گئے اور حاضرین پر پکا ہوا گوشت تقسیم ہوا تو مجھے نہیں دیا گیا اور فرمایا: تم نے اپنا حصہ زندہ لے لیا ہے۔

(نفحات الانس ص ۶۲۵)

شمس الدین کی موت کی خبر کو رد فرما کر یہ کہنا کہ وہ زندہ ہے، باب سمرقند محلہ کے ایک گھر میں چوری ہونے والی ہے اور قیمتی سامان کہاں رکھے ہوئے ہیں۔ ان باتوں کو جاننا اور کبوتر کا بچہ لینے سے واقف ہونا۔ یہ ساری باتیں غیب کی ہیں جنہیں ظاہر فرما کر حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا یہ عقیدہ ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے علم غیب عطا کیا ہے بلکہ آپ نے واضح لفظوں میں اپنا یہ عقیدہ بیان فرمایا ہے کہ زمین گروہ اولیاء کے نزدیک ایک ناخن کے برابر ہے ان کی نظر سے کوئی چیز غائب نہیں۔

(نفحات الانس ص ۶۲۴)

(۱۰۱)

برکاتِ صدقات

اپنے دور کے ابدال، حضرت ابو جعفر بن خطاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے دروازے پر ایک سائل نے صدا لگائی میں نے بیوی سے پوچھا تمہارے پاس کچھ ہے؟ جواب ملا چار انڈے ہیں، میں نے کہا منگتا کو دیدو، اس نے تعمیل کی جب سائل انڈے پا کر چلا گیا میرے پاس ایک دوست نے انڈوں سے بھری ہوئی ایک ٹوکری بھیجی میں نے بیوی سے پوچھا، اس میں کل کتنے انڈے ہیں؟ اس نے کہا: تیس۔ میں نے کہا: تم نے تو فقیر کو چار انڈے دیئے تھے یہ کس حساب سے تیس ہیں (چالیس ہونے چاہیے من جاء بالحسنة فله عشر امثالها)، بیوی نے کہا تیس انڈے سالم ہیں اور دس ٹوٹے ہوئے ہیں۔

بعض حضرات اس حکایت سے متعلق یہ بیان کرتے ہیں کہ سائل کو جو انڈے دیئے گئے تھے ان میں تین سالم تھے اور ایک پھوٹا ہوا تھا۔ رب تعالیٰ نے ہر ایک کے بدلے دس دس عطا فرمائے۔ سالم کے عوض سالم اور شکستہ کے بدلے شکستہ۔

☆ ایک عورت نے ایک روٹی سائل کو صدقہ کی اور اپنے شوہر کا کھانا لے کر کھیت کی طرف جا رہی تھی۔ اس کے ہمراہ ایک چھوٹا سا بچہ بھی تھا۔ ایک باغ سے گزرتے وقت اس کے بچے کو ایک درندے نے لقمہ بنا لیا۔ عورت بہت پریشان ہوگئی۔ ناگہاں ایک ہاتھ ظاہر ہوا جس نے بھیڑیئے کے منہ پر زور کا طمانچہ رسید کیا اور اس نے اپنے منہ سے بچے کو چھوڑ دیا۔ غیب سے آواز آئی۔ ''اپنے بچے کو لے جا ہم نے تجھے لقمے کے بدلے میں لقمہ عطا کیا (وہ روٹی کا لقمہ تھا، جو اس نے کسی مسکین کو کھلایا ہوگا' اور یہ بھیڑیئے کا لقمہ)

اللہ جس کو چاہے بغیر حساب دے

امام الطائفہ ابوالقاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں ایک جہاد میں نکلا۔ امیر لشکر نے میرے پاس خرچ کے لئے کچھ مال بھیجا۔ میں نے لینا پسند نہیں کیا اور حاجت مند غازیوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک روز نماز ظہر کے بعد میں اس مال کو قبول کرنے اور لوگوں میں تقسیم کرنے پر نادم و فکر مند بیٹھا ہوا تھا کہ میری آنکھیں لگ گئیں۔ خواب میں میں نے سجے سجائے محل دیکھے جو بے شمار نعمتوں سے بھرے ہوئے تھے۔ شیخ جنید بغدادی: یہ محل کس کے لئے ہے؟ ہاتف: یہ ان لوگوں کے محل ہیں، جن کا مال آپ نے قبول کر کے غریبوں میں تقسیم کیا ہے۔ شیخ جنید: کیا اس کے ساتھ میرا کوئی حصہ نہیں ہے؟ ہاتف: ہاں! آپ کا بھی حصہ ہے۔ ملاحظہ کیجئے آپ کا حصہ وہ محل ہے، اس طرح ہاتف نے اس عظیم الشان محل کی طرف اشارہ کیا۔ شیخ: مجھے ان سے زیادہ کیوں عطا کیا گیا؟ ہاتف: ان لوگوں نے ثواب کے لئے مال خرچ کئے جس کے وہ امیدوار ہیں اور آپ نے ایسی حالت میں تقسیم کیا ہے کہ اس کے قبول کرنے سے خائف بھی تھے، نفس کا محاسبہ بھی تھا اور شرمندگی بھی، اس لئے اللہ نے آپ کا ثواب زیادہ فرمایا۔

☆ ملک رے میں ایک مالدار قاضی رہتا تھا۔ عاشورا کے روز اس کے پاس ایک فقیر آیا اور کہا، میں ایک مسکین، عیال دار انسان ہوں۔ آپ کو آج کے مقدس دن کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں۔ میرے لئے دس سیر روٹی، پانچ سیر گوشت اور دس درہم کا انتظام کر دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عزت و اقبال میں اضافہ فرمائے۔ قاضی صاحب نے کہا جاؤ، ظہر کے بعد آنا، فقیر ظہر کے بعد آیا تو کہا، عصر کے بعد آنا، وہ عصر کے بعد پہنچا تو کچھ نہیں دیا، اور خالی ہاتھ لوٹا دیا۔

فقیر شکستہ خاطر ہو کر واپس جا رہا تھا۔ راستے میں ایک نصرانی کا مکان ملا، اور نصرانی اپنے دروازہ ہی پر بیٹھا تھا۔ فقیر نے اس سے کہا: ''آج کے دن کی برکت سے مجھے کچھ صدقہ کر۔'' نصرانی نے پوچھا۔ ''آخر آج کون سا دن ہے؟'' فقیر نے نصرانی کو عاشورا کے کچھ فضائل بتائے۔ اس نے سن کر کہا: ''تم نے تو بہت عظیم دن کا واسطہ دیا۔ بتا! تیری کیا

ضرورت ہے؟'' فقیر نے اس کے سامنے روٹی، گوشت اور درہم کا سوال کیا۔

اور نصرانی نمبر لے گیا

نصرانی نے اس کے لئے دس بورے گیہوں اور سو سیر گوشت اور بیس درہم مہیا کر دیئے، اور کہا: یہ تیرے اور تیرے اہل و عیال کے لئے تیری زندگی بھر اس دن کی فضیلت و حرمت کے صدقہ ہر مہینے مقرر ہے۔ رات کو قاضی صاحب نے خواب دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے نگاہ بلند کر، دیکھا تو ایک عالی شان محل چاندی اور سونے کی اینٹوں سے بنا ہوا نظر آیا اور ایک محل خالص سرخ یاقوت کا تھا۔ ایسا صاف اور خوبصورت کہ اندر سے باہر کی چیزیں اور باہر سے اندر کی چیزیں نظر آتی تھیں۔ قاضی نے اس محل کے بارے میں پوچھا تو جواب ملا۔ یہ دونوں محل تمہارے لئے تھے اگر تم فقیر کی ضرورت پوری کر دیتے مگر چونکہ تم نے اس کو رد کر دیا اس لئے اب یہ دونوں محل فلاں نصرانی کے لئے ہیں۔ قاضی صاحب بیدار ہوئے تو بہت پریشان تھے۔ صبح ہوئی تو نصرانی کے پاس گئے اور اس سے دریافت کیا کہ کل تم نے کون سی نیکی کی ہے؟ اس نے پوچھا آپ کو کیسے علم ہوا؟ قاضی صاحب نے اپنے خواب کا حال بتایا اور پیشکش کی کہ مجھ سے ایک لاکھ درہم لے لو اور کل کی نیکی مجھے فروخت کر دو۔ نصرانی نے کہا: میں روئے زمین کی ساری دولت لے کر بھی اسے فروخت نہیں کروں گا۔ اس کرم کرنے والے پروردگار کے ساتھ معاملہ بہت خوب ہے۔ یقیناً یہی دین حق ہے۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔

حضرت حبیب عجمی اور شانِ تصدق

حضرت شیخ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے چار بار، بعوض چالیس ہزار درہم خود کو خریدا۔ اس طور پر کہ دس ہزار صدقہ کئے اور عرض کیا: بارالہا! میں نے ان درہموں کے بدلے اپنے کو تجھ سے خریدا، اس کے بعد دس ہزار درہم نکالے اور عرض کیا: ''اے رب العالمین! اگر تو نے وہ بیع قبول فرمالی ہے تو یہ اس کا شکرانہ ہے۔'' پھر سہ بارہ دس ہزار درہم صدقہ کئے اور کہا۔'' مالک و مولیٰ! اگر تو نے پہلے اور

دوسرے درہم نہیں قبول کیے تو اب یہ قبول فرما۔'' اس کے بعد چوتھی بار دس ہزار نکال کر عرض گزار ہوئے۔ یا اللہ اگر تو نے تیسرے کو قبول فرمالیا ہے تو یہ اس کا شکرانہ ہے۔

جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے

ایام قحط میں حضرت شیخ حبیب رحمۃ اللہ علیہ نے اناج بطور قرض خریدا اور غرباء و مساکین میں تقسیم فرمادیا۔ پھر سلی ہوئی تھیلیاں سر کے نیچے رکھ کر دعا فرمائی اور سو گئے۔ غلوں کے تاجر مطالبہ کرنے آئے تو آپ نے ان تھیلیوں کو اٹھایا۔ وہ اب درہموں سے بھری ہوئی تھیں اور وہ اتنی ہی تھیں جتنی قرض خواہوں کا مطالبہ تھا۔ سب انہیں دے دیں۔

☆ ایک سائل نے آپ کے دروازے پر صدا لگائی۔ آپ کی بیوی صاحبہ گندھا ہوا آٹا رکھ کر پڑوس سے آگ لینے گئی تھیں تا کہ روٹی پکائیں۔ آپ نے خمیرا اٹھا کر سائل کو دے دیا۔ وہ آگ لے کر آئیں تو آٹا ندارد۔ آپ نے فرمایا۔ ''اسے روٹی پکانے کے لئے لے گئے ہیں۔'' بہت پوچھا تو آپ نے اصل واقعہ بتایا۔ بیوی صاحبہ بولیں۔ سبحان اللہ یہ تو اچھی بات ہے مگر ہمیں بھی تو کچھ کھانے کے لئے درکار ہے۔ اتنے میں ایک شخص ایک بڑی لگن بھر کر گوشت اور روٹی لے آیا۔ آپ نے فرمایا۔ ''دیکھو تمہیں کس قدر جلد لوٹا دیا گیا، روٹی بھی پکادی اور گوشت کا سالن مزید بھیج دیا۔''

(روض الریاحین)

(۱۰۲)

پرانی محبت کو چھوڑ دیا

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ ایک شخص جس کا نام مرثد بن ابی مرثد تھا وہ قیدیوں کو مکہ سے مدینہ پہنچایا کرتا تھا۔ مکہ میں ایک زانیہ عورت تھی، جس کا نام عناق تھا وہ اس کی دوست تھی۔ مرثد نے مکہ کے قیدیوں میں سے ایک سے وعدہ کیا ہوا تھا کہ وہ اسے مدینہ پہنچائے گا۔ مرثد کہتے ہیں کہ میں (مکہ) آیا اور ایک دیوار کی اوٹ میں ہو گیا۔ چاندنی رات تھی کہ اتنے میں عناق آئی اور دیوار کے ساتھ میرے سائے کی سیاہی کو دیکھ لیا۔ جب میرے قریب پہنچی تو پہچان گئی اور کہنے لگی کہ تم مرثد ہو؟ میں نے کہا ہاں مرثد ہوں۔ کہنے لگی اھلاً و مرحباً (خوش آمدید) آج کی رات ہمارے یہاں قیام کرو۔ مرثد فرماتے ہیں: میں نے کہا عناق، اللہ تعالیٰ نے زنا کو حرام قرار دیا ہے۔ اس نے زور سے کہا: خیمے والو! یہ آدمی تمہارے قیدیوں کو لے جاتا ہے۔ چنانچہ آٹھ آدمی میرے پیچھے دوڑے۔ میں خندمہ (ایک پہاڑ) کی طرف بھاگا اور وہاں پہنچ کر ایک غار دیکھا اور اس میں گھس گیا۔ وہ لوگ آئے اور میرے سر پر کھڑے ہو گئے اور وہاں پیشاب بھی کیا جو میرے سر پر گرنے لگا لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں مجھے دیکھنے سے اندھا کر دیا اور وہ واپس چلے گئے۔ پھر میں اپنے قیدی ساتھی کے پاس گیا اور اسے اٹھایا، وہ کافی بھاری تھا، میں اسے لے کر اذخر کے مقام تک پہنچا۔ پھر اس کی زنجیریں توڑیں اور اسے پیٹھ پر لاد لیا، وہ بھاری ہونے کی وجہ سے مجھے تھکا دیتا تھا۔ یہاں تک کہ میں مدینہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

Scanned with CamScanner

اور مرثد کامیاب ہوگئے

"يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْكِحُ عَنَاقًا فَاَمْسَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ شَيْئًا حَتّٰى نَزَلَتْ (اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (يَا مَرْثَدُ الزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّ الزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ فَلَا تَنْكِحْهَا)

(ترمذی، التفسیر، باب: ومن سورۃ النور قال الالبانی حسن الاسناد)

"یارسول اللہ میں عناق سے نکاح کروں گا۔ آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی (اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ ...... الآية) بدکار مرد نہیں نکاح کرتا مگر بدکار عورت سے یا مشرکہ سے اور بدکار عورت سے نکاح نہیں کرتا مگر بدکار مرد یا مشرک اور یہ حرام ہوا ہے ایمان والوں پر۔"

عناق نامی عورت مرثد کی پرانی محبت تھی، مرثد کو اس سے شناسائی اور الفت تھی اور عورت خود اسے اپنی طرف بلا رہی تھی، ایسے موقع پر ایمان کا امتحان ہوتا ہے جس میں مرثد کامیاب ٹھہرے۔

(۱۰۳)

وسعت دنیا دھوکہ دینے کے لئے ہے

(ابن ابی الدنیا) عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے محمد بن عمارہ نے خبر دی انہیں قبیصہ نے انہیں سفیان نے وہ صلت بن بہرام سے روایت کرتے ہیں وہ حسن سے وہ فرماتے ہیں: دنیا جس کے لئے بھی وسیع کی گئی ہے اسے دھوکہ دینے کے لئے وسیع کی گئی ہے۔

(حلیۃ الاولیاء ۷/۶۸)

عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے حسین بن عبدالرحمٰن نے یہ اشعار سنائے۔

دنیا کا طالب اتنی طویل پریشانی میں پھنسا ہوا ہے جو کبھی منقطع نہ ہوگی۔

اور بغیر عزت کے ایسی ذلت و فقر میں پڑا ہوا ہے جو بڑھتا ہی جارہا ہے۔

اور ایسی مشغولی ہے جس سے چھٹکارا ہی نہیں ملتا اور ہر محنت ور اپنی محنت میں منہمک ہے اور ایسی طمع جس کا وہ قیدی بنا ہوا ہے حرص کا قیدی کبھی بلند رتبہ نہیں ہوتا۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے حسین بن عبدالرحمٰن نے خبر دی، وہ فرماتے ہیں: ایک قریشی سے پوچھا گیا کہ زہد کیا ہے؟ فرمانے لگے: اللہ کی قسم! میلے کچیلے رہنے اور موٹا چھوٹا پہننے کا نام زہد نہیں بلکہ نفس کو اس کی مرغوب خواہشات سے روکنے کا نام زہد ہے۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے حسن بن عبدالعزیز نے خبر دی، انہیں موسیٰ بن ابوعمران نے وہ فرماتے ہیں: ایک عالم نے بتایا: ایک دیہاتی مدینہ منورہ آیا اور نماز جمعہ ادا کی، اس نے خطبہ سنا تو اسے بڑا پسند آیا۔ نماز کے بعد جب اپنے گاؤں پہنچا اور گھر گیا تو کھانا پیش کیا گیا تو رنگ برنگے کھانے دیکھے۔ جبکہ وہ خطبے میں مرغوبات سے بچنے کی نصیحت سن کر آیا تھا تو کہنے لگا: شعر:

ترجمہ: اہل یثرب نے مجھے شک میں ڈال دیا، وہ ہماری اصلاح چاہتے ہیں

Scanned with CamScanner

جبکہ وہ خود کج رو ہیں ہمارے سامنے تو دنیا کی مذمت کرتے ہیں مگر وہ تو اس کا
سارا ہی دودھ دوھ لیتے ہیں تا کہ کوئی اور بچا ہوا دودھ نہ نکال لے جب ممبر پر
چڑھتے ہیں تو احسان کا حکم سناتے ہیں۔

لوگوں کی تین قسمیں ہیں

عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے حسین بن عبدالرحمٰن نے خبر دی انہیں ابراہیم بن رجاء نے وہ فرماتے ہیں: میں نے ابن سماک سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ لوگ تین قسم کے ہیں زاہد صابر اور راغب۔ زاہد کے قلب و سینے سے اس دنیا کی غمی اور خوشی جاتی رہی وہ نہ تو دنیا کی کسی چیز کے آنے پر خوش ہوتا ہے اور نہ ہی کسی چیز کے جانے پر پریشاں ہوتا ہے۔ اسے کوئی پروا نہیں ہوتی کہ خوشحالی میں صبح ہوگی یا تنگی میں یہ شخص میدان زہد کا پہلوان ہے۔ صابر وہ شخص ہے جو دل سے دنیا چاہتا ہے اس کا نفس دنیا کی تمنا کرتا ہے، مگر اسے جب کچھ دنیا مل جاتی ہے تو اپنے آپ کو اس سے روکتا ہے اسے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں وہ آپ کے حالات کو متفرق نہ کر دے، اور انجام برا نہ ہو اگر تجھے اس کے دل کی بات کا علم ہو جائے تو اس کی عفت اور پاک دامنی پر تعجب کرنے لگے، راغب وہ ہے جسے کوئی پرواہ نہ ہو کہ دنیا کہاں سے آتی ہے نہ اسے اس بات کی فکر ہے کہ اس سے اس کی عزت و آبرو جاتی رہے گی، یا اس کے حسب نسب پر زد پڑے گی، یا اس کی دین داری مجروح ہوگی۔ یہ لوگ پریشانیوں میں لوٹ پوٹ ہیں اور یہ لوگ تذکرے کے بھی قابل نہیں۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے حسین بن عبدالرحمٰن نے یہ اشعار سنائے:

دنیا کے طالب کی ضرورت مختلف ہے اور لوگوں کے ساتھ دنیا کا رویہ مختلف ہے۔ کوئی طالب تو نفس کو راحت پہنچانے کے ارادے سے اسے ہلاک کر ڈالتا ہے اور کوئی اسے مشقت میں ڈال دیتا ہے۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے محمد بن عمارہ اسدی نے خبر دی، انہیں محمد بن طفیل نے انہیں حماد بن زید نے وہ ہشام سے روایت کرتے ہیں وہ حسن سے وہ فرماتے ہیں: تیرا خوشحال لوگوں کے پاس جانا اللہ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ (کتاب الزہد لا بن ابی الدنیا)

(۱۰۴)

جاہل واعظوں کی حرکات

ابن جوزی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں میں نے وعظ کی مجالس میں کئی چیزیں دیکھی ہیں جنہیں عام لوگ اور جاہل قسم کے علماء نیکی اور قربت شمار کرتے ہیں حالانکہ وہ کام ناجائز اور گناہ ہیں مثلاً ایک پڑھنے والا گانے کی طرح سے آواز نکالتا ہے اور ایک واعظ لیلیٰ مجنون کے اشعار گیت کے انداز پر گاتا ہے اور مجلس میں ایک تالی بجانے لگتا ہے تو دوسرا اپنے کپڑے پھاڑنے لگتا ہے اور اسے اچھائی اور نیکی شمار کرتے ہیں اور کون نہیں جانتا کہ یہ سریلی آوازیں نفوس میں نشہ اور نشاط پیدا کرتی ہیں اور فساد پیدا کرنے والی چیزوں کے پیچھے لگنا عظیم غلطی ہے اور واعظوں کا اس سلسلہ میں محاسب ہونا چاہیے اور یہی حال کچھ مجاور قسم کے نوحہ خوانوں کا ہے کہ وہ اشعار پڑھ کر غم تازہ اور تیز کرتے ہیں جس پر عورتیں خوب روتی ہیں اور اس پر انہیں اجرت ملتی ہے اور اگر یہ لوگ صبر کی تلقین کریں تو عورتیں یوں ان کے پاس نہ آئیں اور یہ سب باتیں شریعت کے خلاف ہیں ابن عقیل فرماتے ہیں، ہم ایک شخص کے پاس تعزیت کے لئے گئے اس کا بیٹا فوت ہو گیا تھا وہاں پر قاری نے آیت یہ پڑھی: ”یَا اَسَفٰی عَلٰی یُوْسُفَ“ (ہائے افسوس یوسف پر) تو میں نے کہا اس نے نوحہ کے لئے قرآن کو استعمال کیا ہے اور کچھ واعظ ایسے ہیں جن کا کلام معرفت اور محبت کے انداز کا ہوتا ہے اور اس پر بافندے اور بازاری قسم کے لوگ جو نماز کے فرائض سے واقف نہیں ہیں اللہ تعالیٰ کی محبت کے دعویٰ میں اپنے کپڑے پھاڑنے لگتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو اپنے خیال میں وہمی طور پر ایک شخص کو خالق مانتے ہیں پھر اس کے اشتیاق میں روتے ہیں اس کی رحمت عظمت اور جمال کی باتیں سن سن کر، حالانکہ وہ خیالی شخص معبود اور خالق نہیں ہے کیونکہ

معبود کسی کے خیال میں نہیں آسکتا، اس کے باوجود عوام کو یہ حقائق سمجھانا بہت مشکل ہے اور نہ ہی انہیں اس کا صحیح نفع حاصل ہوسکتا ہے۔

واعظ پہ کیا لازم ہے؟

البتہ واعظ کو لازم ہے کہ وہ صحیح حد سے آگے نہ بڑھے اور عوام میں مفاسد پیدا کرنے والی باتوں سے اجتناب کرے بلکہ لطیف تدابیر کے ذریعہ انہیں ایسی باتوں پر لائے جو ان کی اصلاح اور درستگی کے لئے مفید ہوں اور اس کام کے لئے فہم و فراست کی ضرورت ہے کیونکہ عوام مختلف قسم کے واقع ہوئے ہیں۔ بعض کو اچھے الفاظ پسند آتے ہیں اور بعض اشارات کی زبان کے شائق ہیں اور بعض بیت اور شعر پر سر جھکا دیتے ہیں اور واعظ سب سے زیادہ بلاغت کا محتاج ہے تا کہ ہر قسم کے مزاج کو قابو میں لا سکے لیکن پھر بھی اسے چاہئے کہ لازم اور واجب کو پیش نظر رکھے اور الفاظ و تعبیر کے لحاظ سے جو کچھ جائز ہے اس میں سے عوام کو اتنا چکھائے جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے پھر انہیں عزائم اور لازمی امور کی طرف لائے اور طریق حق کا ان کو واقف بنائے۔ امام احمد بن حنبل ایک مجلس میں تشریف لائے حارث المحاسبی کا کلام سنا اور رونے لگے پھر فرمایا اس مجلس کی حاضری مجھے چنداں پسند نہیں اور رونا اس لئے تھا کہ حال ہی رونے کا تھا۔ اسلاف کی ایک جماعت نے جب واعظوں کو دیکھا کہ وہ خلط ملط کرنے لگے ہیں تو وہ ان کی مجالس سے روکنے لگے مگر آج کل کلیتہً روکنا مناسب نہیں کیونکہ ان کے دور میں لوگ علمی مشغلہ رکھتے تھے تو انہوں نے دیکھا کہ قصہ کہانیوں کی مجلس ان کے علمی مشغلہ میں رکاوٹ ہے اور آج کل علم سے اعراض عام ہو چکا ہے لہٰذا عام آدمی کو فائدہ اٹھانے کے لئے اب یہی مجلس وعظ ہی رہ گئی ہے جو اسے گناہ سے روکتی ہے توبہ کی طرف توجہ دلاتی ہے۔ اب خلل اگر ہے تو واعظ کی وجہ سے ہے لہٰذا اسے خدا تعالیٰ کا خوف کھانا چاہئے۔

(صید الخاطر)

(۱۰۵)

حسن ہے بے مثل صورت بے مثال

حبیب خدا سیّد الانبیاء ﷺ تشریف لاتے تو سارا گھر منور و روشن ہو جاتا...... ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:...... میں سحری کے وقت گھر میں کپڑا سی رہی تھی کہ اچانک سوئی گر گئی اور چراغ گل ہو گیا...... اتنے میں رسول اکرم رحمت کائنات ﷺ تشریف لے آئے:......

"فَتَبَيَّنَتِ الْإِبْرَةُ بِشُعَاعِ نُوْرِ وَجْهِهٖ"

یعنی سارا گھر سرکار کے چہرۂ انور کے نور سے روشن ہو گیا...... اور سوئی مل گئی......

☆ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:...... جب حضور ﷺ پر مسرت و خوشی کے آثار ظاہر ہوتے تو چہرۂ اقدس ایسا چمک دار ہو جاتا:......

"كَاَنَّهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ" "گویا چاند کا ٹکڑا ہے......" (بخاری، مسلم، خصائص کبریٰ ۱/۲۷)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:...... میں چرخہ کات رہی تھی اور حضور اکرم ﷺ میرے سامنے بیٹھے ہوئے اپنے جوتے کو پیوند لگا رہے تھے...... آپ کی پیشانی مبارک پر پسینے کے قطرے تھے...... جن سے نور کی شعاعیں نکل رہی تھیں...... اس حسین منظر نے مجھ کو چرخہ کاتنے سے روک دیا...... بس میں آپ کو دیکھ رہی تھی کہ آپ نے فرمایا:...... تجھے کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا:...... آپ کی پیشانی مبارک پر پسینے کے قطرے ہیں جو نور کے ستارے معلوم ہوتے ہیں......

رخساروں کی چمک مثل ہلال

عرب شاعر حضور ﷺ کے بارے میں کہتا ہے:

"وَاِذَا نَظَرْتُ اِلٰی اُسْرَ ةِ وَجْهِهٖ بَرَقَتْ بُرُوْقَ الْعَارِضِ الْمُتَهَلِّلِ......" (ابن عساکر، ابونعیم، دیلمی، خطیب، زرقانی علی المواہب ۴/۲۲۵)

"کہ جب میں اس کے روئے مبارک کو دیکھتا ہوں......تو اس کے رخساروں کی چمک مثل ہلال نظر آتی ہے......"

جواہر البحار میں علامہ نبہانی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے:......

"کَانَ اِذَا تَبَسَّمَ فِی اللَّیْلِ اَضَاءَ الْبَیْتُ......"

آپ جب مسکراتے تو گھر روشن اور منور ہو جاتا......(جواہر البحار ص ۴۴۴)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:......

"اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا ضَحِکَ یَتَلَا لَوُ فِی الْجُدَرِ......"

"کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خندہ فرماتے (تو دانتوں سے نور کی شعاعیں نکلتیں) جن سے دیواریں روشن ہو جاتیں......"

(خصائص الکبریٰ ۱/۸۴، دارمی شریف ۱/۳۲، مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۸، المعجم الاوسط ۱/۴۳۰)

میں فدا تم آپ ہو اپنا جواب

امام بیہقی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں:......آپ فرماتی ہیں:......

"ایک روز آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرے میں تشریف لائے......حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک ڈھال تھی جس پر عقاب کی تمثال بنی ہوئی تھی......حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ہاتھ رکھ کر رگڑا......اللہ تعالیٰ نے اس کے نام ونشان مٹا دیئے......"

☆ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوتے تھے تو ام سلیم رضی اللہ عنہا آپ کا پسینہ عطر کی شیشی میں جمع کر لیتیں......ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرتے دیکھا تو فرمایا:......اے ام سلیم یہ کیا کرتی ہو؟......

"قَالَتْ هٰذَا عَرَقُكَ نَجْعَلُهٗ فِیْ طِیْبِنَا وَهُوَ مِنْ اَطْیَبِ الطِّیْبِ......" (بخاری ومسلم ومشکوٰۃ ص ۵۱۷)

عرض کیا: یہ حضور کا پسینہ ہے ہم اسے عطر میں ملا لیں گے اور یہ تو سب عطروں اور خوشبوؤں سے بڑھ کر خوشبودار ہے......"

☆ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں:......میں نے عرض کیا:......یا رسول اللہ! آپ بیت الخلاء میں جاتے ہیں مگر وہاں کوئی فضلہ نظر نہیں آتا؟......

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:......اے عائشہ! تم نہیں جانتی کہ زمین انبیاء کے وجود سے نکلنے والی ہر چیز کو نگل لیتی ہے......اور وہاں کچھ نظر نہیں آتا؟......

(خصائص کبریٰ ۱/۷۱، دلائل النبوت ابونعیم ۲/۴۴۴، المواہب اللدنیہ ۲/۳۱۴، زرقانی علی المواہب ۴/۲۶۸ کنز العمال، کشف الشفا ۱/۲۶ امدارج النبوۃ ۱/۳۷)

جس راہ سے وہ گزرے

حضرت جابر وحضرت انس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں......

"کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرَّ فِیْ طَرِیْقٍ مِّنْ طُرُقِ الْمَدِیْنَةِ وَجَدُوْا مِنْهُ رَآئِحَةَ الطِّیْبِ وَقَالُوْا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ هٰذَا الطَّرِیْقِ......"

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ کی کسی گلی میں سے گزرتے......تو لوگ اس گلی سے خوشبو پا کر کہتے......کہ اس گلی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا ہے......"

(دارمی، بیہقی، ابونعیم، بزار، ابویعلی، دلائل النبوت ۲۸۰، خصائص ۱/۶۷، زرقانی ۴/۲۲۴)

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی:......یا رسول اللہ! مجھے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا ہے اور میرے پاس خوشبو نہیں ہے......آپ کچھ خوشبو عنایت فرما دیں......فرمایا:......کل ایک کھلے منہ والی شیشی لے آنا......دوسرے روز وہ شخص شیشی لے آیا......حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں بازوؤں سے اس میں پسینہ ڈالنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ بھر گئی......پھر فرمایا:......اسے لے جا اور

بیٹی سے کہہ دینا کہ اس میں سے لگالیا کرے......

"فَکَانَتْ اِذَا تَطَیَّبَتْ بِهٖ یَشُمُّ اَهْلُ الْمَدِیْنَةِ رَآئِحَةَ ذٰلِكَ الطِّیْبِ فَسَمُّوْا بَیْتَ الْمُطَیَّبِیْنَ......"

"پس جب وہ آپ کے پسینہ مبارک کو لگاتی تو تمام اہل مدینہ کو اس کی خوشبو پہنچتی یہاں تک کہ ان کے گھر کا نام بیت المطیبین (خوشبو والوں کا گھر) مشہور ہوگیا......" (ابویعلی، طبرانی، ابن عساکر، زرقانی ۲۶۴/۴، خصائص کبریٰ ۶۷/۱)

واں خنک شہرے کہ آنجا دلبر است

امام اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

"خاک مدینہ میں ایک عجیب مہک ہے جو کسی خوشبو میں نہیں ہے......"

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶۷، زرقانی علی المواہب ج ۴ ص ۲۲۴، مدارج النبوۃ)

☆ ام ایمن رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں:...... کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کے کسی پہر میں اٹھے اور گھر میں پڑے ہوئے ایک برتن میں پیشاب کیا...... اس کے بعد میری آنکھ کھلی مجھے پیاس لگ رہی تھی...... میں نے وہی برتن اٹھا کر پی لیا اور مجھے کچھ معلوم نہ تھا......

صبح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:...... ام ایمن! اٹھو اس برتن میں جو کچھ ہے اسے بہا دو...... میں نے کہا:...... قسم بخدا! وہ تو میں پی چکی ہوں...... کہتی ہیں اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا پڑے یہاں تک کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہوگئیں...... پھر آپ نے فرمایا:...... رہیں تم...... تو تمہیں کبھی پیٹ کی مرض لاحق نہ ہوگی...... (دلائل النبوت:)

استنجے کے ڈھیلے کستوری بن گئے

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا قول مبارک تحریر کیا ہے کہ ایک دن میں نے دیکھا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجت کے لئے دور تشریف لے گئے...... اور جب واپس تشریف لائے تو میں اس جگہ پہنچا اور دیکھا کہ وہاں سوائے تین پتھروں (ڈھیلوں) کے اور کچھ بھی نہیں ہے......

"فَاَخَذْتُهُنَّ فَاِذَا بِهِنَّ یَفُوْحُ مِنْهُنَّ رَوَائِحُ وَالْمِسْكُ فَكُنْتُ اِذَا

جِئْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ الْمَسْجِدَ اَخَذْتُهُنَّ فِیْ كُمِّیْ فَتَغْلِبُ رَائِحَتُهُنَّ رَوَائِحَ مَنْ تَطَیَّبَ وَ تَعَطَّرَ......"

"میں نے ان تینوں ڈھیلوں کو اٹھالیا تو ان سے کستوری جیسی خوشبو مہک رہی تھی...... میں ان کو گھر لے آیا اور جب جمعہ کا دن آتا میں ان کو آستین میں رکھ کر مسجد میں آتا اور ایسی پیاری خوشبو مہکتی کہ وہ خوشبو ہر کسی کی خوشبو اور عطر پر غالب آجاتی......" (شرح شفاء ۳۶۰/۱ و برہان)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے جو خون نکلا وہ ایک قریشی غلام نے پی لیا......

"فَقَالَ اذْهَبْ فَقَدْ اَحْذَرْتَ نَفْسَكَ مِنَ النَّارِ......"

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:...... جا تو نے اپنے نفس کو دوزخ سے بچا لیا......" (خصائص کبریٰ، زرقانی علی المواہب ۲۲۹/۴)

اسی طرح حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خون پی گئے تھے...... جب کہ پچھنے لگوا کر خون ان کو دیا تھا...... کہ جاؤ باہر کہیں ایسی جگہ چھپا دو جہاں کوئی نہ دیکھے...... وہ باہر نکل کر پی گئے...... جب واپس آئے تو فرمایا:...... کیا کر آئے؟ عرض کیا:...... ایسی جگہ چھپا آیا ہوں جہاں کوئی نہ دیکھے گا......

فرمایا:...... شاید تو پی آیا ہے؟ عرض کیا:...... ہاں! کیونکہ میں جانتا ہوں کہ جس میں آپ کا خون ہوگا اس کو دوزخ کی آگ نہ لگے گی...... فرمایا:...... جا تو بھی دوزخ کی آگ سے بچ گیا...... پھر فرمایا:...... افسوس! ان لوگوں پر جو تجھے قتل کریں گے اور افسوس کہ تو ان سے نہ بچے گا......

(مستدرک، کنز العمال، شفاء شریف، بزار، ابویعلی، بیہقی، خصائص کبریٰ ۶۸/۱، زرقانی ۲۳۰/۴)

ذائقہ شہد کا، خوشبو کستوری کی

حضرت عبداللہ بن زبیر سے کسی نے پوچھا: خونِ اقدس کا ذائقہ کیا تھا؟ تو فرمایا:...... ذائقہ شہد کی طرح اور خوشبو کستوری جیسی...... (شرح شفاء ملا علی قاری)

☆ حضرت عتبہ بن فرقد جنہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں موصل کو فتح کیا تھا...... ان کی بیوی ام عاصم بیان کرتی ہیں کہ عتبہ کے ہاں ہم چار عورتیں تھیں...... ہم میں سے ہر ایک عتبہ کی خاطر ایک دوسری سے زیادہ خوشبودار رہنے کی کوشش کرتی۔

پھر بھی جو خوشبو عتبہ کے وجود سے آتی...... وہ بہت زیادہ ہوتی اور جب وہ لوگوں میں جا بیٹھتا تو لوگ کہا کرتے کہ عتبہ نا معلوم کہاں سے ایسی خوشبو لاتا ہے؟ جس سے کوئی خوشبو نہیں ملتی...... ایک دن ہم نے اس سے پوچھا...... ہم خوشبو لگانے میں مبالغہ کرتی ہیں اور تو باوجود خوشبو نہ لگانے کے ہم سے زیادہ خوشبودار رہتا ہے...... اس کا سبب کیا ہے؟

"قَالَ اَخَذَنِي الشَّرٰى عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ اِلَيْهِ فَاَمَرَنِيْ اَنْ تَجَرَّدَ فَتَجَرَّدْتُّ وَقَعَدْتُّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَلْقَيْتُ عَلٰى فَرْجِيْ فَنَفَثَ فِيْ يَدِهٖ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى ظَهْرِيْ وَ بَطْنِيْ فَبَصَقَ بِيْ ذٰلِكَ الطِّيْبَ مِنْ يَوْمَئِذٍ......"

"تو عتبہ نے کہا...... رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں میرے بدن پر آبلہ ریز تھے (پھنسیاں نمودار ہوئیں) میں حضور ﷺ کے حضور حاضر ہوا اور بیماری کی شکایت کی...... آپ نے مجھے ارشاد فرمایا: کپڑے اتار دے...... میں نے کپڑے اتار دیئے اور اپنا ستر چھپا کر آپ کے آگے بیٹھ گیا...... آپ نے اپنا لعاب دہن شریف اپنے دست مبارک پر ڈال کر میری پشت اور میرے پیٹ پر مل دیا...... اس دن سے مجھ میں یہ خوشبو پیدا ہوگئی اور میری بیماری دور ہو گئی......" (خصائص کبریٰ ۲/۸۴)

قصہ طور و معراج سمجھے کوئی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں کے لئے اندھیرا حجاب نہ بنا...... اور آپ نے اندھیرے میں چیونٹی کو دیکھ لیا...... تو محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے اندھیرا کیسے حجاب بن سکتا تھا...... انہوں نے تجلی دیکھی تھی...... اور حضور ﷺ نے ذات حق کا مشاہدہ فرمایا تھا......

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں......

"کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یری باللیل فی الظلمة کما یری فی النہار بالضوء"

حضور ﷺ رات کے اندھیرے میں بھی ایسا ہی دیکھتے تھے...... جیسا کہ دن کی روشنی میں......

(خصائص کبریٰ ص ۱/۶۱، حجۃ اللہ ص ۶۷۹، شفاء شریف ۱/۶۸، زرقانی علی المواہب ۴/۸۳)

☆ علاوہ ازیں حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کی پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی تو لعاب دہن لگایا تو ہڈی جڑ گئی اور شفاء ہوگئی......

لعاب دہن کھاری پانی والے کنوئیں میں ڈالا تو وہ میٹھا بابرکت ہوگیا......

اور حدیبیہ کے خشک کنوئیں میں ڈالا تو پانی کا فوارہ پھوٹ پڑا...... اور پانی ایسا جاری ہوا کہ تھمتا نہ تھا......

اور غار ثور میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سانپ نے ڈس لیا...... تو عرض کیا:......

"لدغت بابی انت و امی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم"

میرے ماں باپ آپ پہ قربان ہوں مجھے تو سانپ نے ڈس لیا ہے۔

تو آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن لگایا تو اسی وقت شفاء ہوگئی......

☆ ابن سعد ابو عامر سے روایت کرتے ہیں کہ جب مدینہ منورہ میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع پہنچی تو رحمت عالم ﷺ تھوڑی دیر غمگین رہے اور پھر مسکرانے لگے...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سبب مسکراہٹ دریافت کیا...... تو آپ ﷺ نے فرمایا:...... مجھے میرے اصحاب کی شہادت کا رنج ہوا...... لیکن ابھی میں نے ایک عجیب منظر دیکھا:

"احزنتنی قتل اصحابی حتی رایتھم فی الجنة اخوانا علی سرر متقابلین"

"وہ بہشت میں ایک دوسرے کے مقابل تخت پر بیٹھے ہیں...... یہ دیکھ کر میں مسکرا دیا......" (خصائل کبریٰ ۲)

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

Scanned with CamScanner

(۱۰۶)

کاروانِ عشق و مستی را امیر

حضرت مولانا جلال الدین محمد رومی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۶۷۲ ھ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ واقف اسرار شریعت اور دانائے رموز طریقت ہیں۔ نام آپ کا جلال الدین محمد ہے لیکن عام طور پر مولانا روم کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ پیدائشی ولی تھے۔ کمسنی ہی میں تین چار روز کے بعد صرف ایک مرتبہ کچھ کھاتے تھے اور کراماً کاتبین وغیرہ کو پانچ ہی سال کی عمر میں دیکھ لیا کرتے تھے۔ آپ کی تصنیف مثنوی معنوی ساری دنیا میں مشہور ہے۔ آپ کی پیدائش ۶۱۳ھ اور وفات ۶۷۲ھ میں ہوئی۔ قونیہ (ترکی) میں آپ کا مزار مبارک زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ علم غیب کے بارے میں آپ کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔

آپ تحریر فرماتے ہیں: حضور سیّد عالم ﷺ نے وضو فرمایا اور جب موزہ کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ اس کو پہنیں تو ایک چیل موزہ کو لے کر ہوا میں اڑ گئی اور اوپر جانے کے بعد اس کا منہ نیچے کر دیا تو اس میں سے ایک سانپ گرا

پس عقاب آں موزہ را آورد باز
گفت ہیں بستاں و رو سوئے نماز

اس کے بعد چیل نے اس موزہ کو واپس لا کر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا اور عرض کر دیا کہ اب آپ اسے پہن کر نماز کے لئے تشریف لے جائیے۔

ایک شبہ کا ازالہ

یہاں پر ایک شبہ پیدا ہوا کہ جب حضور ﷺ غیب داں ہیں اور ہر ظاہر و پوشیدہ چیز کو

جانتے ہیں تو انہوں نے موزہ میں سانپ کے ہونے کو کیوں نہیں جان لیا؟ اس شبہ کا جواب اللہ کے محبوب دانائے غیوب ﷺ نے جو دیا اسے مولانا روم علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے الفاظ میں یوں بیان فرماتے ہیں:

گرچہ ہر غیبے خدا مارا نمود
دل دراں لحظہ بحق مشغول بود

یعنی حضور ﷺ نے فرمایا: اگرچہ اللہ تعالیٰ نے ہر غیب کو مجھ پر ظاہر فرمایا ہے لیکن میرا دل اس وقت اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول تھا۔ اس لئے میں سانپ کو نہیں دیکھ سکا۔

رہی یہ بات کہ چیل کو کیسے معلوم ہو گیا کہ موزہ میں سانپ ہے؟ تو اس شبہ کا جواب دیتے ہوئے چیل نے حضور سیّد عالم ﷺ سے عرض کیا:

ماردر موزہ بہ بینم از ہوا
نیست از من عکس تست اے مصطفیٰ

سانپ کو موزہ کے اندر ہوا میں اڑتے ہوئے دیکھنا۔ یہ خوبی میری ذات میں نہیں ہے بلکہ اے پیارے مصطفیٰ ﷺ یہ آپ کے عکس اور پرتو کی برکت ہے کہ میرے لئے ہر چیز روشن ہو گئی۔ (مثنوی شریف جلد سوم)

جب غلام کی نظر عرش معلیٰ پر ہے تو......

اور حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: ایک دن حضور سید عالم ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا: اے میرے پیارے صحابی تم نے کس حال میں صبح کی؟ عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے اس حال میں صبح کی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور مومن ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے ایمان کی کچھ نشانیاں بیان کرو۔

گفت خلقاں چوں بہ بیند آسماں
من بہ بینم عرش را با عرشیاں

عرض کیا یا رسول اللہ! جس طرح مخلوق آسمان کو دیکھتی ہے اسی طرح میں عرش کو

Scanned with CamScanner

عرشیوں یعنی فرشتوں کے ساتھ دیکھتا ہوں

ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من
ہست پیدا ہمچوبت پیش شمن

آٹھوں جنتیں اور ساتوں دوزخیں میرے سامنے اس طرح ہیں جیسے کہ پجاری کے سامنے بت ہوتا ہے

کہ بہشتی کہ و بیگانہ کی ست
پیش من پیدا چو مور و ماہی ست

جنتی اور دوزخی مجھ پر ایسے ہیں جیسے آنکھ والے کے سامنے چیونٹی اور مچھلی

ہیں بگویم یا فروبندم نفس
لب گزیدش مصطفیٰ یعنی کہ بس

سردار کا عالم کیا ہوگا؟

حضور مجھے اجازت دیں تو میں کچھ اور بیان کروں یا حکم ہو تو خاموش ہو جاؤں پیارے مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا بس کرو۔ (مثنوی شریف جلد اول)

ان واقعات کو مولانا روم علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی مثنوی شریف میں لکھ کر اپنا یہ عقیدہ واضح کر دیا کہ حضور سیّد عالم ﷺ کو علم غیب حاصل ہے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ بھی غیب کی باتیں جانتے تھے...... اور پہلے واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اگر کبھی کسی چیز کو نہیں جانا تو اس لئے کہ اس طرف حضور کی توجہ نہیں تھی جیسے کہ آپ کا قلب مبارک یاد الٰہی میں مشغول تھا تو موزہ میں چھپے ہوئے سانپ کو آپ نے نہیں جانا۔

اس کی مثال یوں ہے کہ استاد شاگردوں کے سامنے تقریر کرتا ہے لیکن ان میں جس طالب علم کا دل کسی دوسرے خیال میں لگا ہوا ہے وہ بہرا نہ ہونے کے باوجود کچھ نہیں سنتا ہے۔ اس لئے کہ استاد کی تقریر کی جانب اس کی توجہ نہیں ہے۔ یہاں تک کہ جلسہ میں لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ تقریر کرنے والا خوب بلند آواز سے بیان کرتا ہے مگر جلسہ گاہ میں اسٹیج کے

قریب بیٹھ کر سننے والوں میں بھی جو شخص کسی دوسرے خیال میں ڈوبا ہوا ہے تقریر کی طرف توجہ نہ ہونے کے سبب وہ کچھ نہیں سنتا ہے۔

ایک نکتے کی بات

اسی طرح کبھی کوئی چیز نگاہ کے سامنے ہوتی ہے مگر توجہ نہ ہونے کے سبب نظر نہیں آتی۔ مثلاً اسٹیشن پر ٹرین کی آمد و رفت کا چارٹ نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے مگر جس ٹرین کا وقت آپ جاننا چاہتے ہیں جب تک اس پر توجہ نہیں ہوگی آپ اسے نہیں دیکھ پائیں گے اور جیسے الماری میں کتابیں لگی ہوئی ہیں جن کی پیٹھ پر ان کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ یا دواؤں کی شیشیاں رکھی ہوئی ہیں جن پر ان کے نام درج ہیں۔ آپ کسی کتاب یا دوا کی شیشی کو الماری سے نکالنے کے لئے اس کے سامنے کھڑے ہوئے۔ ساری کتابیں اور دواؤں کی شیشیاں آپ کی نظر کے سامنے ہیں یہاں تک کہ آپ کی آنکھ میں سب کا عکس بھی آ گیا مگر اوپر سے نیچے تک بار بار آپ دیکھتے ہیں تو جس کتاب یا شیشی کی آپ کو تلاش ہے جب تک آپ کی اس پر توجہ نہیں ہوگی نگاہ کے سامنے ہونے کے باوجود نظر نہیں آئے گی۔

اسی طرح غیب کی ساری چیزیں اللہ کے محبوب دانائے غیوب ﷺ کی نگاہوں کے سامنے ہیں لیکن جب کبھی کسی چیز پر آپ کی توجہ نہیں ہوتی تو وہ آپ کو نظر نہیں آتی۔

علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: حضرت جبرائیل علیہ السلام نے شق صدر یعنی حضور سیّد عالم ﷺ کے سینہ اقدس کو چاک کرنے کے بعد جب آپ کے دل کو آب زم زم سے دھویا تو اس کے بعد فرمایا: قَلْبٌ سَدِيْدٌ فِيْهِ عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ وَاُذُنَانِ تَسْمَعَانِ یعنی قلب ہر قسم کی کجی سے پاک ہے اور بے عیب ہے اس میں دو آنکھیں ہیں جو دیکھتی ہیں اور دو کان ہیں جو سنتے ہیں۔

(فتح الباری جلد ۱۳ ص ۴۱۰)

حضور ﷺ کے دل کی آنکھیں اور کان غیب کی باتیں دیکھنے اور سننے کے لئے ہیں جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود فرمایا: اِنِّیْ اَرٰی مَالَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ ۔ وہ

Scanned with CamScanner

چیزیں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ باتیں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔

(احمد، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوۃ ص ۴۵۷)

لہٰذا جس طرح ظاہری آنکھ اور کان ہمیشہ دیکھتے اور سنتے ہیں مگر جب کبھی توجہ نہیں ہوتی تو کان نہیں سن پاتے اور نہ آنکھیں دیکھ پاتی ہیں اسی طرح اللہ کے محبوب دانائے غیوب ﷺ کے دل کی آنکھیں اور کان ہمیشہ غیب کی باتیں دیکھتے اور سنتے ہیں لیکن جب وہ یادِ الٰہی میں غرق ہو جاتا ہے یا توجہ دوسری طرف ہوتی ہے تو اس وقت غیب کی باتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں معلوم ہو پاتی ہیں۔

پیر رومی مرشد روشن ضمیر

اور حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

لوح محفوظ ست پیش اولیاء
از چہ محفوظ ست محفوظ از خطا

لوح محفوظ اولیاء اللہ کی نگاہوں کے سامنے ہے اور وہ لوح محفوظ ایسا ہے جو ہر قسم کی غلطی سے محفوظ ہے۔ اور تحریر فرماتے ہیں:

کاملاں از دور نامت بشنوند
تابقعر تار وپودت درروند

اے مخاطب! اولیائے کرام دور سے تیرا نام سنتے ہیں یہاں تک کہ تیرے تانا بانا کی گہرائی میں چلتے ہیں یعنی تیرے رگ وریشہ تک سے آگاہ ہیں۔

بلکہ پیش از زادن تو سالہا
دیدہ باشندت ترابا حالہا

بلکہ تمہارے پیدا ہونے سے سالوں پہلے تمہارے حالات کو ملاحظہ فرماتے رہتے ہیں۔

حال تو دانند یک یک موبمو
زانکہ پرہستند از اسرارِ ہو

تمہارے ہر حال سے ذرہ ذرہ آگاہ ہیں۔ اس لئے کہ ان کے اندر اسرارِ ربانی بھرے ہوئے ہیں۔

ان اشعار سے حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ والرضوان کا یہ عقیدہ معلوم ہوا کہ اولیائے کرام کو بھی علم غیب حاصل ہے۔ اس لئے کہ ان کی نظروں کے سامنے لوح محفوظ ہے۔ جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور اولیائے کاملین لوگوں کے ایک ایک حال سے آگاہ ہیں بلکہ لوگوں کے پیدا ہونے سے بہت پہلے ان کے حالات کو جانتے ہیں۔

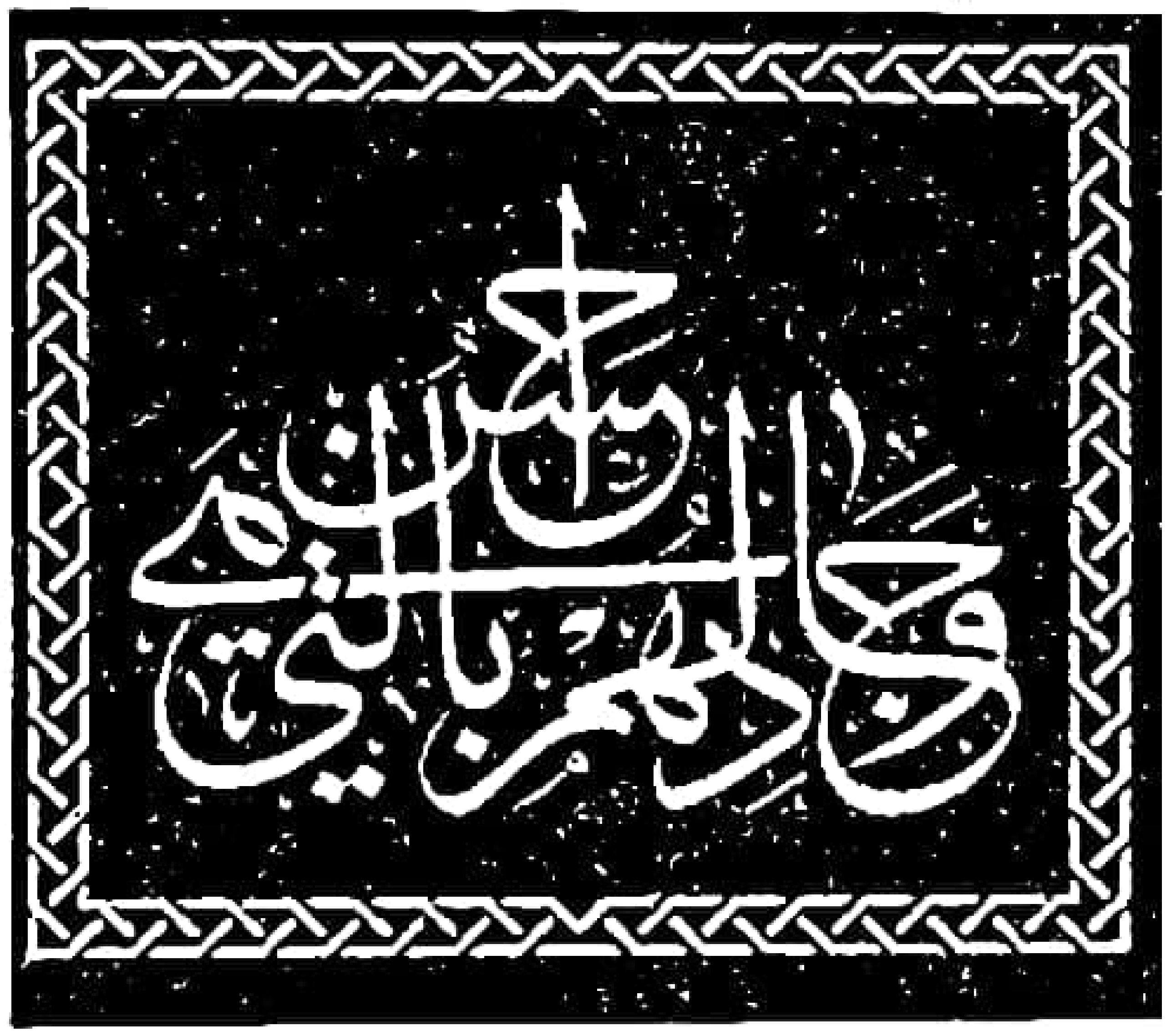

Scanned with CamScanner

(۱۰۷)

شانِ رزّاقی

حضرت شیخ علامہ یافعی یمنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''ہم کئی لوگ اتفاقاً سفر میں ساتھ ہو گئے تھے۔ ایک روز ایک گاؤں میں پہنچے۔ ایک شخص گاؤں والوں سے مانگ کر ایک دیگچی لایا، اور اس میں حلوہ پکا کر سب نے کھایا۔ ہم میں سے ایک آدمی کہیں چلا گیا تھا اس لئے وہ نہ کھا سکا۔ اس کے پاس تھوڑا سا آٹا تھا، مگر اسے پکانے والا کوئی نہیں ملا۔ آٹا لے کر وہ پورے گاؤں میں پھرا۔ اسی دوران راستے میں اسے ایک نابینا ضعیف ملا۔ اس نے آٹا اسے دے دیا۔ (اس حالت کو لطف خفی پر محمول کرنا چاہئے اور گویا حکمت الٰہی نے اسے زبان حال سے مخاطب کیا کہ یہ آٹا اس مرد ضعیف کا رزق ہے اور تیرا رزق ہم دیں گے) اور ساتھیوں میں آ کر بیٹھ رہا۔ اگرچہ وہ غیب کے حال سے بے خبر تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ایک شخص کو متعین فرما دیا تھا۔ چنانچہ ایک شخص آیا اور اس نے تمام ساتھیوں میں سے اسی شخص کو بلایا اور اپنے گھر لے جا کر ثرید سے اس کی دعوت کی اور لذیذ گوشت کھلایا۔ جس کے بعد اس میں قوت آ گئی اور تیزی سے چلنے لگا۔''

بے شک اللہ تعالیٰ لطیف، خبیر اور کریم و خبردار ہے۔ اے بے صبر نفس! اے ضعیف الیقین! کیا اس کے واضح اور سچے وعدے کی تو تصدیق نہیں کرتا۔ تجھ پر افسوس ہے کہ تجھے ایسے معتبر ضامن کی ضمانت پر اعتماد نہیں، اس اصدق الصادقین کا ارشاد ہے: اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ...... وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِى الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا بیشک اللہ ہی رازق اور مضبوط طاقت والا ہے۔ جتنے جاندار زمین پر ہیں سب کا رزق اللہ ہی کے ذمہ ہے۔

لطیف وخبیر کا لطف خفی

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ○ وَفِى السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کا بدل عطا فرماتا ہے اور وہ سب سے اچھا رازق ہے اور آسمان میں ہے تمہارا رزق اور وہ جس کا تمہیں وعدہ کیا گیا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ایک بڑی قسم ارشاد فرمائی ہے۔ حالانکہ اس کا فرمان حق اور اس کا وعدہ سچا ہے، جس کو قسم کی ضرورت نہیں، چنانچہ فرماتا ہے: ''فَوَرَبِّ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَآ اَنَّكُمْ تَنْطِقُوْنَ'' پس قسم ہے آسمان و زمین کے پروردگار کی یہ سچ ہے جیسا کہ تم بات چیت کرتے ہو۔

اے نفس! تجھے نہیں معلوم کہ اس کا لطف خفی بندوں کے اوپر شامیانہ کرم بن کر دراز ہے اور اس کے خزانہ رحمت سے رزق دیئے جاتے ہیں۔ اے انسان! اس کی قدرت نے لطف وعنایت کی مہمیز سے تجھے کھینچا تو تو عدم سے وجود میں آ گیا۔ پھر عالم وجود میں اس کی نوازش سے تغیر پذیر ہوتے ہوئے اہل تقرب کے درجات تک پہنچا اور مقام برکت میں قیام کیا۔ اس نے تیرے لئے اپنی مہربانی سے توفیق کے تحائف ارسال فرمائے۔ پھر اس توفیق سے جو عبادتیں ہوئیں، قدرت کے منتظمین نے انہیں بارگاہ رب العالمین میں پہنچایا اور اسی وجہ سے تو عظیم درجات اور معارف عالیہ کا مظہر بنا اور ان نعمتوں سے رب تعالیٰ جسے چاہتا ہے وہی سرفراز ہوتا ہے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۔

(روح الریاحین)

(۱۰۸)

زنا سے توبہ پر دنیا میں آسانی

سیّدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''تم سے پہلے لوگوں میں سے تین آدمی (ایک ساتھ کام کے لئے) چلے حتیٰ کہ وہ رات کے وقت ایک غار کے پاس پہنچے اور وہ تینوں اس میں داخل ہو گئے۔ (اتفاقاً) ایک پتھر پہاڑ سے لڑھکا اور اس نے غار کا منہ بند کر دیا۔ انہوں نے کہا: اس پتھر سے ہمیں کوئی چیز نجات نہیں دے سکتی، نجات کی صرف یہ ایک صورت ہے کہ تم اپنے نیک اعمال کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ چنانچہ ان میں سے ایک شخص کہنے لگا: اے اللہ! میرے ماں باپ بوڑھے تھے اور میں ان سے پہلے نہ تو اپنے بچوں کو دودھ پلاتا تھا اور نہ لونڈی غلاموں کو۔ ایک دن اتفاق سے کسی کام میں مجھ کو دیر ہو گئی حتیٰ کہ جب میں ان کے پاس آیا تو وہ سو چکے تھے لہٰذا میں نے ان کے لئے شام کا دودھ دوہا اور برتن ہاتھ میں اٹھا کر ان کے پاس آیا تو میں نے ان کو سوتا ہوا پایا تو مجھے یہ بات گوارا نہ ہوئی کہ میں ان سے پہلے اپنے گھر والوں کو اور لونڈی غلاموں کو دودھ پلاؤں۔ اس لئے میں ٹھہر گیا اور (دودھ کا بھرا ہوا) پیالہ میرے ہاتھ میں تھا اور میں ان کے بیدار ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ حتیٰ کہ صبح ہو گئی تب وہ دونوں بیدار ہوئے اور انہوں نے اپنا شام کا دودھ صبح کے وقت پیا۔

(فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا)

اے اللہ! اگر میں نے یہ کام محض تیری رضامندی حاصل کرنے کے لئے کیا تھا تو اس پتھر کی وجہ سے ہم پریشانی میں ہیں۔ اس سے ہمیں نجات دے۔ چنانچہ وہ پتھر ہٹ گیا۔ مگر وہ ابھی اس سے نہیں نکل سکتے تھے۔

نیک اعمال کا وسیلہ

دوسرے شخص نے کہا اے اللہ! میرے چچا کی ایک بیٹی تھی جو تمام لوگوں سے مجھے زیادہ محبوب تھی، میں نے اس سے برے کام کی خواہش کی مگر وہ نہ مانی حتیٰ کہ ایک سال جب قحط پڑا تو اس کو کچھ ضرورت پیش آئی تو وہ میرے پاس آئی اور میں نے اس کو ایک سو بیس اشرفیاں اس شرط پر دیں کہ وہ مجھے اپنی ذات پر برائی کا موقع دے گی۔ اس نے اس (شرط کو مجبوراً مان لیا) حتیٰ کہ جب مجھے اس پر کنٹرول حاصل ہو گیا تو وہ کہنے لگی کہ میں تیرے لئے اس بات کو جائز نہیں سمجھتی کہ تو مہر (پردہ بکارت) کو ناحق توڑے اے اللہ پاک! میں نے یہ سن کر اس کے ساتھ ہم بستری کرنے کو گناہ سمجھا اور اس سے علیحدہ ہو گیا، حالانکہ وہ تمام لوگوں سے مجھے زیادہ محبوب تھی اور میں نے جس قدر اشرفیاں اس کو دی تھیں وہ بھی واپس نہ لیں اگر میں نے یہ کام محض تیری رضا حاصل کرنے کے لئے کیا ہو تو جس مصیبت میں ہم ہیں اس کو ہم سے دور کر دے۔ وہ پتھر مزید ہٹ گیا۔ مگر اب بھی وہ اس سے نہیں نکل سکتے تھے۔

اب تیسرے شخص نے کہا: اے اللہ! میں نے کچھ لوگوں کو مزدوری پر لگایا تھا اور انہیں ان کی مزدوری دے دی تھی۔ سوائے ایک شخص کے کہ اس نے اپنی مزدوری نہ لی اور (ناراض ہو کر) چلا گیا تو میں نے اس کی مزدوری کو کاروبار میں لگا دیا۔ حتیٰ کہ بہت مال اس سے حاصل ہو گیا۔ وہ کافی عرصے کے بعد میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے بندے! مجھے میری مزدوری دے دے۔ میں نے اس سے کہا کہ جس قدر اونٹ اور گائیں، بکریاں اور غلام تو دیکھ رہا ہے یہ سب تیری مزدوری کے ہیں۔ اس نے کہا: اے اللہ کے بندے! کیا تو میرے ساتھ مذاق کرتا ہے؟ میں نے کہا: میں تیرے ساتھ مذاق نہیں کرتا تو اس نے وہ تمام چیزیں لے لیں اور ان کو ہانک کر لے گیا، ایک چیز بھی ان میں سے نہ چھوڑی۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ کام محض تیری رضا حاصل کرنے کے لئے کیا تھا تو جس مصیبت میں ہم ہیں اس کو ہم سے دور کر دے۔ چنانچہ وہ پتھر بالکل ہٹ گیا اور وہ اس طرح سے باہر نکل کر اپنے کام کو چل دیئے۔'' (بخاری، احادیث الانبیاء، باب حدیث الغار: ۳۴۶۵)

(۱۰۹)

دنیا کے بارے میں حضور ﷺ کے طویل فرمودات

(ابن ابی الدنیا) عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے محمد بن جعفر ورکانی نے خبر دی انہیں معمر بن سلیمان نے وہ سعید بن عوسج سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداء ؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کچھ مجھے معلوم ہے اگر وہ تمہیں بھی معلوم ہو جائے تو تم بہت زیادہ رونے لگو اور ہنسنا کم کر دو! اور دنیا تمہاری نگاہوں میں ذلیل ترین بن جائے اور آخرت کو ترجیح دینے لگو۔ اس کے بعد حضرت ابوالدرداء ؓ نے اپنی طرف سے فرمایا: جو کچھ مجھے معلوم ہے اگر تم کو معلوم ہو جائے تو تم روتے ہوئے اور چلاتے ہوئے جنگلوں کو نکل جاؤ اور تم اپنے مالوں کو بغیر محافظ کے چھوڑ جاؤ اور دوبارہ انہیں مڑ کر بھی نہ دیکھو سوائے اس مال کے جس کی انتہائی شدید ضرورت ہو لیکن تمہارے دلوں سے آخرت کا ذکر غائب ہے اور دنیا کی امیدیں تمہارے سامنے ہیں۔ اس لئے دنیا تمہارے اعمال کی مالک بن رہی ہے اور تم ایسے بن گئے گویا کچھ جانتے ہی نہیں۔ اس لئے تم میں سے بعض تو ان جانوروں سے بھی بدتر ہو گئے ہیں جو انجام کے خوف سے بھی اپنی شہوتوں کو نہیں چھوڑتے، تمہیں کیا ہو گیا تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہیں رکھتے، نہ ہی ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہو حالانکہ تم آپس میں دینی بھائی ہو، تمہاری خواہشات میں تمہاری باطنی خباثت نے تفریق کر رکھی ہے، اگر تم دینی امور پر مجتمع ہو جاؤ تو آپس میں محبتیں بھی قائم ہو جائیں آخر تمہیں کیا ہو گیا تم دنیا کے کاموں میں تو ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہو لیکن آخرت کے کاموں میں ایک دوسرے کو نصیحت نہیں کرتے۔ تمہیں جس سے محبت ہے اس سے بھی آخرت کے امور پر نصیحت کرنے کی قدرت نہیں رکھتے، یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ تمہارے دلوں میں ایمان

کی کمی ہے اگر تمہیں آخرت کی بھلائی و برائی پر ایسا ہوتا جیسا تم دنیا کی بھلائی و برائی پر رکھتے ہو، تو ضرور آخرت کو دنیا پر ترجیح دیتے اس لئے کہ آخرت تمہارے کاموں کی دنیا سے زیادہ مالک ہے اگر تم یہ کہو کہ دنیا کی ضرورت فوری ہے یہ اس وقت درپیش ہے اور آخرت کی ضرورت بعد میں ہوگی۔

تدبر و تفکر سے کام لو!

تم خود سوچو کہ دنیا کے اندر ہی بعد کے آنے اور حاصل ہونے والے امور کے لئے تم کتنی مشقت اٹھاتے ہو تم اپنے آپ کو ایسے کاموں کی مشقت میں پھنساتے ہو کہ شاید انہیں تم پا بھی نہ سکو۔ تم کتنی بری قوم ہو کہ اپنے ایمان کی جانچ ان اعمال کے ساتھ نہیں کرتے جن سے تمہارے ایمان کی صحیح مقدار تمہیں معلوم ہو جائے کہ تم میں کس درجے کا ایمان ہے اگر تمہیں ان اعمال میں شک ہے جو حضرت محمد ﷺ لے کر آئے تو آؤ ہم تمہیں واضح طور پر بتلائیں اور تمہیں وہ نور دکھلائیں جس سے تمہارے قلوب مطمئن ہو جائیں کہ جو کچھ حضور ﷺ نے فرمایا بالکل حق و سچ ہے اللہ کی قسم تم لوگ بے وقوف نہیں ہو کہ ہم تمہیں مغرور سمجھ لیں، دنیوی امور میں تو تم بڑی عمدہ اور صائب رائے رکھتے ہو اور بڑی احتیاط پر عمل کرتے ہو آیہ تمہیں کیا ہو گیا کہ دنیا کے معمولی فائدہ پر بڑے خوش ہو جاتے ہو اور ذرا سے نقصان سے رنجیدہ ہونے لگتے ہو جس کا اثر تمہارے چہروں پر بھی معلوم ہونے لگتا ہے اور زبان پر بھی آنے لگتا ہے جنہیں تم مصائب کا نام دیتے ہو اور ماتم برپا کرنے لگتے ہو، لیکن دین کی اگر بڑی سے بڑی بات بھی چھوٹ جائے تو نہ اس کا رنج ہے نہ چہرے پر کوئی تغیر ہے، میں تمہاری یہ حالت دیکھ کر اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی تم سے بیزار ہو گیا ہے۔ تم آپس میں ایک دوسرے سے خوشی خوشی ملتے ہو اور ہر ایک کی یہ چاہت ہے کہ دوسرے کے سامنے کوئی ایسی حق بات نہ کہہ دے جو اسے ناگوار ہو تاکہ وہ بھی تمہیں کوئی ناپسندیدہ بات نہ کہہ دے، تم دل کے اندر ایسی باتیں رکھتے ہو، ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہو مگر باطن کی خباثت پر تمہارے ظاہری چمن کھل رہے ہیں موت کی یاد کو خیر باد کہنے پر سب کے سب متفق ہو گئے ہو، کاش کہ اللہ تعالیٰ مجھے موت دے کر تم سے راحت بخشے اور مجھے ان سے ملا دے

Scanned with CamScanner

جن کی زیارت کا میں مشتاق ہوں (یعنی محمد ﷺ اور ان کے صحابہ) اگر یہ حضرات زندہ ہوتے تو تمہارے ساتھ ذرا بھی رہنا پسند نہ کرتے، اگر تمہارے اندر ذرا بھی خیر باقی ہے تو میں تمہیں صاف صاف کہہ چکا ہوں اور حق بات سنا چکا ہوں اگر تم اس چیز کے طالب ہو جو اللہ کے پاس ہے یعنی آخرت تو اسے بڑی آسانی سے پا سکتے ہو۔ میں تمہارے حق میں بھی اور اپنے حق میں بھی اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں۔

(احیاء العلوم ۳ر۲۴۰ کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

(۱۱۰)

عوام کے لئے عقیدہ کی وضاحت

عوام کے حق میں سب سے زیادہ مضر تاویل پرستوں کا کلام ہے جو ذات باری تعالیٰ کی صفات اور ان کے تعلق ونسبت کی نفی کرتے ہیں اور حضرات انبیاء علیہم السلام نے اس بات پر خوب زور دیا ہے تاکہ عوام کے نفوس میں اللہ تعالیٰ کے وجود کا یقین پختہ ہو جائے اس لئے کہ نفوس مثبت بات کے ساتھ مانوس ہوتے ہیں اور جب عام آدمی منفی بات کو سنتا ہے تو اس کے قلب سے مثبت بات نکل جاتی ہے اور یہ اس کا بہت بڑا نقصان اور ضرر ہے اور اس قسم کے نام نہاد علماء جو اپنے خیال میں ذات باری کی تنزیہہ (پاکیزگی) بیان کرتے ہیں انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں اس چیز کو مٹا رہے ہیں' جسے وہ ثابت کرتے ہیں اور ان کی بتائی ہوئی بات کو باطل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اس کی تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش پر اپنے استواء کا ذکر فرمایا ہے جس سے نفوس ذات باری کے ثبوت اور وجود سے مانوس ہوئے اللہ کا ارشاد ہے۔ و یبقیٰ وجہ ربک (باقی رہے گی ذات تیرے رب کی) نیز فرمایا: بل یداہ مبسوطتان (بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں) اور فرمایا: غضب اللہ علیہم (اللہ تعالیٰ کا غضب ان پر ہوا) اور فرمایا رضی اللہ عنہم (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا) اور پھر رسول اللہ ﷺ نے خبر سنائی۔ ''کہ اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے'' اور یہ کہ ''بندوں کے قلوب رحمٰن کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں'' اور یہ کہ ''اس نے تورات اپنے ہاتھ سے لکھی'' اور یہ کہ ''اس نے ایک تحریر لکھی جو عرش کے اوپر اس کے پاس ہے وغیرہ وغیرہ بس جب ایک عام آدمی یا بچہ ان باتوں کے ثبوت پر قائم ہو گیا اور قریب تھا کہ وہ ان اوصاف سے مانوس ہو جائے اور یقین کر بیٹھے جو بذریعہ وعظ سمجھی جاتی

ہیں تو انہیں سنایا گیا "لیس کمثلہ شیء " کہ اس جیسی کوئی چیز نہیں اس طرح کے خیال نے جو نقشہ باندھا تھا ان کے قلوب سے مٹا دیا گیا اور صفات کے ثبوت والے الفاظ بدستور ذہنوں میں قائم رہے اور بہت سے لوگ ثبوت کا معنی وہی کچھ جانتے ہیں جس کا مشاہدہ کرتے ہیں وہ اسی پر قائم ہیں اور تنزیہ کے قائل ہو گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے متعلق راہنمائی

البتہ اہل علم حضرات قابل اطمینان ہیں کیونکہ ایک عالم جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت میں تجدد ماننا محال ہے اور یہ کہ استویٰ کا وہ معنی مراد لینا جائز نہیں جو معروف ہے اور نہ ہی ذات باری تعالیٰ کا محمول ہونا جائز ہے اور نہ ہی وہ مس اور التصاق کے ساتھ موصوف ہوتا ہے اور نہ ہی انتقال کرتا ہے اور عالم یہ بھی جانتا ہے کہ قلوب کے بدلنے کا معنی ہے قلوب میں تصرف کرنا کہ انسان جو تدبیر کرتا ہے وہ اس کی دو انگلیوں کے درمیان ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس میں تصرف کرتا ہے اور قادر ہے بعض نے کہا: الاصبع سے مراد اچھا اثر ہے تو معنی یہ ہوا کر قلوب آثار ربوبیت میں سے دو اثروں کے درمیان ہیں اور وہ ہیں: اقامتہ (سیدھا رکھنا) ازاغتہ (ٹیڑھا کر دینا) اس تاویل کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی اس تاویل کی جو کسی نے کہا: یداہ سے مراد نعمتاہ (اس کی دو نعمتیں) ہے اس لئے کہ جب سمجھ لیا گیا کہ مقصود کسی صفت کو ثابت کرنا ہے اور اس کے موافق حدیث بھی وارد ہے اور مثالیں مذکورہ ہیں اور ہمارے نزدیک ایک پختہ اصول کے ذریعہ یہ بھی ثابت ہے کہ ذات باری کے لئے بھی ان چیزوں کا ثبوت جائز نہیں جو ظاہر حس سے معروف وثابت ہیں ان سب کی روشنی میں ہم یقین کر سکتے ہیں کہ ان (صفات) کا مقصد کیا ہے اور سب سے بڑا جاہل وہ شخص ہے جو آتا ہے اور جس چیز کی عظمت بٹھانے کا پیغمبر ﷺ نے ارادہ فرمایا ہے یہ شخص اسے کمزور کرنے اور مٹانے کے درپے ہے، پیغمبر ﷺ نے ارشاد فرمایا: قرآن کا نسخہ ساتھ لے کر دشمن کے علاقہ میں مت جاؤ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اسی مصحف کی تعظیم کے طور پر فرماتے ہیں: بے وضو آدمی کو جائز نہیں کہ مصحف پر بندھی پٹی سے اسے اٹھائے اور ایک عقل وفہم کا مدعی آ کر بولنے لگتا ہے: کلام ایک صفت ہے جو ذات متکلم کے ساتھ قائم ہوتی ہے اس بولنے کا مقصد یہ ہے کہ

یہاں احترام کی کوئی چیز نہیں ہے اس شخص نے یہ حرکت شرعی مقصد کے خلاف کی ہے ضروری ہے کہ شرعی قدروں کو پہچانا جائے اور انبیاء علیہم السلام کے مقاصد کو سمجھا جائے ایسے لوگوں کو ان باتوں کے کھولنے سے منع کیا گیا ہے جن پر شریعت نے پردہ ڈالا ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ نے تقدیر میں کلام کرنے سے منع فرمایا ہے اور اس میں اختلاف کرنے سے بھی منع فرمایا کیونکہ اس قسم کی اشیاء میں بحث مباحثہ بھی حد مضرت کو پہنچ جاتا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ تقدیر میں بحث کرنے والا اپنی فہم کی جب اس حد پر پہنچے گا اور کہے گا کہ خود ہی فیصلہ اور حکم دیا اور پھر خود ہی سزا دے دی تو اس کا اللہ تعالیٰ کے عدل پر ایمان قائم نہ رہا اور اگر یوں کہے کہ اس نے تو کچھ بھی نہ لکھا نہ فیصلہ کیا تو تقدیر پر ایمان نہ رہا لہٰذا بہتر یہی ہے کہ ان باتوں میں انہماک واشتغال چھوڑ دیا جائے۔ ممکن ہے کوئی یوں کہنے لگے کہ یہ تو حقائق کے علم سے روکنے والی بات ہے کہ بس تقلید پر جمے رہو۔

حضور علیہ السلام کی بعثت کا ایک مقصد

میں کہتا ہوں کہ ایسا نہیں ہے بلکہ یہ بتانا ہے کہ تم لوگوں سے شریعت کو اجمالی ایمان مطلوب ہے تمہیں حقائق کی معرفت کے لئے کھود کرید کا حکم نہیں دیا گیا جبکہ یہ بھی واقع ہے کہ تیری قوی فہم بھی حقائق کے ادراک سے عاجز ہے..... حضرت خلیل علیہ السلام نے جب "ارنی کیف تحی الموتی" کہا تھا کہ ذرا مردوں کو زندہ کرنے کی کیفیت دکھا دے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک مردہ دکھا دیا جو زندہ ہوا تھا مگر احیاء کی کیفیت نہیں دکھائی کیونکہ آپ کے قویٰ اس کے متحمل نہ تھے اور آنحضرت ﷺ کا مقصد بعثت ہی یہ تھا کہ لوگوں کو کھول کر بتائیں جو ان کی طرف نازل کیا گیا مگر آپ لوگوں کی طرف سے فقط اقرار اور اجمالی اعتقاد پر کفایت فرماتے تھے اور یہی کچھ صحابہ کا عمل تھا کہیں نہیں آتا کہ انہوں نے تلاوت اور متلو کی یا قرات اور مقرو کی بحث چلائی تھی اور نہ ہی یہ کہ انہوں نے استویٰ کا معنی غلبہ کا لیا تھا اور ینتزل کا معنی یرحم کیا تھا بلکہ انہوں نے اس اجمالی ثبوت پر قناعت کی جس سے نفوس میں تعظیم پیدا ہو اور خیال کو "لیس کمثلہ شیء" کے ذریعہ آگے چلنے سے روک دیا اور پھر منکر اور نکیر بھی قبر میں اجمالی اصولوں کے بارے سوال کریں گے کہ من ربک، ما دینک، من نبیک کہ تیرا رب کون

Scanned with CamScanner

ہے، تیرا دین کیا ہے، تیرا نبی کون ہے بس اس تفصیل کو سمجھنے کے بعد مجسمہ کی تشبیہات سے نجات مل جائے گی اور اہل تعطل کی تعطیل سے جو اللہ تعالیٰ کو صفات سے معاذ اللہ خالی مانتے ہیں اور ایسا شخص سلف کے طریق پر قائم ہو جائے گا اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔

(صید الخاطر لابن جوزی)

(یاد رہے!) ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد اس بحث سے علم توحید یا تاویل کی مذمت نہیں ہے کیونکہ ان کا شمار اکابر متکلمین میں ہوتا ہے انہیں حنابلہ کا اشعری کہا جاتا تھا یعنی ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ کا سا انداز کلام تھا ان کی اپنی ایک کتاب تاویل کے متعلق ہے جس کا نام الباز الاشہب ہے اس میں سلف کے طریق پر آیات کی تاویل ہے اور مجسمہ پر ردّ بھی ان کا مقصد اس بحث سے یہ ہے کہ ہمیں عوام سے وہ خطاب نہ کرنا چاہئے جو علماء سے کیا جاتا ہے ان سے ایسا کلام نہ ہونا چاہئے جو ان کی عقل میں نہ آ سکے بلکہ ان کے ساتھ سلف والا طریق استعمال کیا جائے مثلاً نصوص پڑھ کر عمومی طور پر تنزیہہ بتائی جائے جیسے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ اور جس نص کے ظاہر سے جسمیۃ کا وہم پڑے مذکورہ آیت سے رد کر دے بس ہر کجی کی آفت سے سلامتی ملے گی۔

(۱۱۱)

خوف خدا اور تعلیم مصطفیٰ و اولیاء

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَّا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ فَقَالَ: (لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا) فَغَطّٰى اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُجُوْهَهُمْ وَلَهُمْ خَنِيْنٌ“

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (ایک مرتبہ) ایسا خطبہ ارشاد فرمایا: اس جیسا خطبہ میں نے کبھی نہیں سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر تم وہ باتیں جان لو جن کا مجھے علم ہے تو تم ہنسو تھوڑا اور روؤ زیادہ۔“ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے اپنے چہرے ڈھانپ لئے اور ان کی آہ وزاری کی آوازیں آنے لگیں۔“

(صحیح بخاری، الرقاق، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا)

☆ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ انہیں جہنم کی آگ یاد آئی تو وہ رو پڑیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ”عائشہ! کیوں رو رہی ہو؟“ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! جہنم کی آگ یاد آنے پر رو رہی ہوں، کیا قیامت کے روز آپ اپنے اہل وعیال کو بھی یاد رکھیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(اَمَّا فِيْ ثَلٰثَةِ مَوَاطِنَ فَلَا يَذْكُرُ اَحَدٌ اَحَدًا: عِنْدَ الْمِيْزَانِ حَتّٰى يَعْلَمَ اَيَخِفُّ مِيْزَانُهٗ اَمْ يَثْقُلُ، وَ عِنْدَ الْكِتَابِ حِيْنَ يُقَالُ (هَاؤُمُ اقْرَءُوْا كِتَابِيَهْ) حَتّٰى يَعْلَمَ اَيْنَ يَقَعُ كِتَابُهٗ فِيْ يَمِيْنِهٖ اَمْ فِيْ شِمَالِهٖ مِنْ

وَّرَآءِ ظَهْرِهٖ . وَعِنْدَ الصِّرَاطِ اِذَا وُضِعَ بَيْنَ ظَهْرَیْ جَهَنَّمَ)

"تین جگہوں پر کوئی آدمی کسی آدمی کو یاد نہیں کرے گا۔ میزان کے پاس یہاں تک کہ اسے پتہ چل جائے کہ اس کے اعمال کا وزن ہلکا رہا ہے یا بوجھل۔ نامۂ اعمال ملنے کے وقت جب پکارا جائے گا کہ آؤ اپنا نامہ اعمال پڑھو حتیٰ کہ اسے پتہ چل جائے اس کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جاتا ہے یا بائیں ہاتھ میں یا پشت کے پیچھے سے۔ پل صراط سے گزرتے وقت جب وہ جہنم کے اوپر رکھا جائے گا۔"

(ابوداؤد، السنۃ، باب فی ذکر المیزان: ۴۷۵۵)

قطرے جو تھے میرے عرقِ انفعال کے

خوفِ الٰہی میں گرنے والے آنسو قیمتی موتیوں سے کم نہیں، درحقیقت یہ اپنے اعمال پر ندامت کے آنسو ہوتے ہیں، یہ آنسو رب تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں، بقول اقبال

موتی سمجھ کر شانِ کریمی نے چن لئے
قطرے جو تھے میرے عرقِ انفعال کے

☆ حضرت ابومیسرہ علیہ الرحمۃ نے ایک دفعہ جہنم کا ذکر کیا تو دیر تک روتے رہے اور نرم بستر دیکھ کر ان کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے، چنانچہ ان کے بارے میں منقول ہے:

"كَانَ اَبُوْ مَيْسَرَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اِذَا اَوٰى اِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ: يَالَيْتَ اُمِّىْ لَمْ تَلِدْنِىْ ثُمَّ يَبْكِىْ فَقِيْلَ لَهٗ مَا يُبْكِيْكَ يَا اَبَا مَيْسَرَةَ؟ قَالَ: اُخْبِرْنَا اَنَّا وَارِدُهَا وَلَمْ نُخْبَرْ اَنَّا صَادِرُوْنَ عَنْهَا" (ابن کثیر ۳/۱۷۹)

"حضرت ابومیسرہ جب اپنے بستر پر جاتے تو کہتے اے کاش! میری ماں مجھے نہ جنتی اور رونے لگتے، ان سے کہا گیا: اے ابومیسرہ! کیوں روتے ہو؟ حضرت ابومیسرہ فرماتے ہیں ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ ہم نے جہنم کے اوپر سے گزرنا ہے لیکن یہ علم نہیں کہ نجات ہوگی یا نہیں۔"

☆ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں منقول ہے:

"قَالَ مَالِكُ بْنُ دِيْنَارٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَوِ اسْتَطَعْتُ اَنْ لَّا اَنَامَ لَمْ اَنَمْ مُخَافَةَ اَنْ يَّنْزِلَ الْعَذَابُ وَاَنَا نَائِمٌ وَلَوْ وَجَدْتُ اَعْوَانًا لَفَرَّقْتُهُمْ يُنَادُوْنَ فِیْ سَائِرِ الدُّنْيَا كُلِّهَا اَيُّهَا النَّاسُ اَلنَّارُ اَلنَّارُ"

"حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر میرے بس میں ہوتا کہ میں نیند نہ لوں تو میں کبھی نہ سوتا اس ڈر سے کہ سونے میں کہیں مجھ پر اللہ کا عذاب نازل نہ ہو جائے اور اگر میرے پاس مددگار ہوتے تو میں انہیں ساری دنیا میں منادی کرنے کے لئے بھیج دیتا (جو کہتے) لوگو! آگ سے خبردار ہو جاؤ، لوگو! آگ سے خبردار ہو جاؤ۔" (الحلیۃ ۲/۳۶۹)

خوفِ خدا سے کیفیت یہ ہوگی......

حضرت ابووائل رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ باہر نکلے ہمارے ساتھ ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ تھے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دریائے فرات کے کنارے ایک تنور کے پاس سے گزرے، جب اس کے اندر بھڑکتی ہوئی آگ دیکھی تو یہ آیت تلاوت کی:

(اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ سَمِعُوْا لَهَا تَغَيُّظًا وَّزَفِيْرًا ۝) فَصَعِقَ يَعْنِى الرَّبِيْعَ وَحَمَلُوْهُ اِلٰى اَهْلِ بَيْتِهٖ فَرَابَطَهٗ عَبْدُاللّٰهِ اِلَى الظُّهْرِ فَلَمْ يُفِقْ (ابن کثیر ۳/۳۱۵)

"جب جہنم کافروں کو دور سے دیکھے گی تو کافر جہنم کا چیخنا چنگھاڑنا سن لیں گے۔" یہ سن کر ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہو کر گر پڑے، لوگ انہیں چارپائی پر ڈال کر گھر لے گئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے پاس (صبح سے لے کر) ظہر تک بیٹھ کر ہوش میں لانے کی کوشش کرتے رہے لیکن حضرت ربیع رحمۃ اللہ علیہ کو ہوش نہ آیا۔

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:

"مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ اَنْ يَّبْكِىَ فَلْيَبْكِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَتَبَاكَ"

"تم میں سے جو رونے کی استطاعت رکھتا ہے پس اسے (خشیت الٰہی سے)

Scanned with CamScanner

رونا چاہئے اور جو رونے کی طاقت نہیں رکھتا تو کم از کم رونے جیسا منہ ہی بنا لے۔'' (کتاب الزہد لابن المبارک ۴۲)

☆ سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، کہتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کفل بے تحاشا گناہ کیے جا رہا تھا۔ اس کے پاس ایک عورت آئی کہ یہ اسے ساٹھ دینار دے کر اس سے روسیاہی کرے گا۔ جب اس نے اس عورت پر مکمل دسترس حاصل کر لی تو وہ کپکپانے اور رونے لگی۔ کفل نے دریافت کیا: کیوں رو رہی ہے' کیا میں نے تجھ سے کوئی زبردستی کی ہے؟ تو خود بخود آئی ہے۔

کہنے لگی: نہیں مجھ پر کوئی جبر نہیں ہوا۔ بات یہ ہے کہ یہ روسیاہی میں نے آج تک نہیں کی، میری فاقہ مستی نے مجھے مجبور کیا ہے۔ کہنے لگا: آج تو وہ جرم کر رہی ہے جو تو نے کبھی نہیں کیا اور میں نے کبھی جرم سے گریز نہیں کیا۔ پھر کہا: چلی جاؤ اور ساٹھ دینار بھی لے جاؤ۔ وہ بھی تمہارے ہیں۔ پھر عزم بالجزم کرتے ہوئے کہنے لگا: اللہ کی قسم! ذوالکفل آج کے بعد کبھی اللہ کی معصیت کا کام نہیں کرے گا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ وہ اسی رات مر گیا۔ صبح اس کے دروازے پر لکھا تھا: (قَدْ غَفَرَ اللّٰہُ لِذِی الْکِفْلِ)

''اللہ تعالیٰ نے ذوالکفل کو بخش دیا۔''

(مسند احمد: ۲/۲۳، ترمذی، صفۃ القیامۃ، باب: ۴۸، ح: ۲۴۹۶)

دو قطرے اور دو نشان

سیّدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کے نزدیک دو قطروں اور دو نشانوں سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہے۔''

(قَطْرَۃُ دُمُوْعٍ مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ)

''آنسوؤں کا وہ قطرہ جو خوف الٰہی میں گرے۔''

(وَقَطْرَۃُ دَمٍ تُھْرَاقُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ)

''اور خون کا وہ قطرہ جو راہ الٰہی (جہاد) میں گرے۔''

اور دو نشان یہ ہیں:

(فَأَثَرٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ)

''وہ نشان جو میدان جہاد میں لگے۔''

(وَأَثَرٌ فِیْ فَرِیْضَۃٍ مِّنْ فَرَائِضِ اللّٰہِ)

''اور وہ نشان جو فرائض الٰہی ادا کرتے وقت پڑے۔''

(ترمذی، فضائل الجہاد، باب ما جاء فی فضل المرابط: ۱۶۶۹)

(۱۱۲)

عرب کے دولت مند مصعب بن عمیر کا حال

(ابن ابی الدنیا) عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے ہارون بن امام ابراہیم نے خبر دی انہیں زیاد بن حباب نے انہیں موسیٰ بن عبیدہ نے اور انہیں ان کے بھائی عبداللہ بن عبیدہ نے وہ عروہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت مصعب بن عمیر ایک اونی جبہ پہنے تشریف لائے جو پوری طرح ستر کو بھی نہ ڈھانپتا تھا۔

آپ ﷺ صحابہ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف فرما تھے، جب انہوں نے اسے اس حال میں آتے دیکھا تو سب نے سر جھکا لیا کہ ان کے پاس اتنا بھی کپڑا نہ تھا کہ انہیں دیدیں اور وہ پوری طرح ستر چھپالیں۔ آپ ﷺ نے ان کی تعریف فرمائی انہوں نے قریب آکر سلام کیا (اور بیٹھ گئے) آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اسے اس کے والدین کے پاس بھی دیکھا ہے (اور آج اس حالت میں بھی دیکھ رہا ہوں) کوئی قریشی جوان ان کا ہمسر نہیں تھا، وہ ان کا بہت خیال رکھتے تھے اور ناز و نعمت میں پرورش کرتے تھے۔ اللہ کی رضا مندی اور اس کے رسول ﷺ کی نصرت کے لئے، اس ناز و نعمت والی زندگی کو چھوڑا اور خبردار! دنیا کے بارے میں جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم بھی جاننے لگو تو تمہیں کبھی دنیا میں چین نصیب نہ ہو۔ خبردار! تم پر ایک ایسا دن ضرور آئے گا۔ حتیٰ کہ تم روم و فارس کو فتح کرو گے، صبح کے وقت تمہارا اور لباس ہوگا اور شام کو اور صبح کو ایک قسم کا کھانا پیش کیا جائے گا اور شام کو دوسرا۔

(کتاب الزہد لابن ابی الدنیا مترجم ص ۲۶۴)

(۱۱۳)

اپنے مولیٰ کا پیارا ہمارا نبی ﷺ

حضرت امام شافعی کا بیان ہے کہ حضرت امام مالک نے مجھ کو چند گھوڑے عنایت فرمائے...... میں نے عرض کیا: ایک گھوڑا آپ اپنی سواری کے لئے رکھ لیجئے...... آپ نے فرمایا: مجھ کو بڑی شرم آتی ہے کہ جس شہر کی زمین میں حضور اکرم ﷺ آرام فرما رہے ہیں...... اس شہر کی زمین کو میں اپنی سواری کے جانوروں کے کھروں سے روندواؤں......

چنانچہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ زندگی بھر مدینہ ہی میں رہے...... مگر کبھی کسی سواری پر مدینہ منورہ میں سوار نہیں ہوئے...... (شفاء ۲/۴۴)

☆ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کسی نے یہ کہہ دیا: مدینہ کی مٹی خراب ہے...... یہ سن کر حضرت موصوف نے یہ فتویٰ دیا کہ اس گستاخ کو تیس دُرّے لگائے جائیں اور اس کو قید میں ڈال دیا جائے...... اور یہ بھی فرمایا: اس شخص کو قتل کر دینے کی ضرورت ہے جو یہ کہے کہ مدینہ کی مٹی اچھی نہیں ہے...... (شفاء شریف ۲/۴۴)

☆ ایک صحابیہ حضرت کبشہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کے گھر حضور ﷺ تشریف لے گئے اور ان کی مشک کے منہ سے آپ نے اپنا منہ لگا کر پانی نوش فرما لیا...... تو حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا نے اس مشک کا منہ کاٹ کر تبرکاً اپنے پاس رکھ لیا...... (ابن ماجہ ص ۲۵۳ باب الشرب قائما)

☆ امام شعرانی نے فرمایا مجھے شیخ احمد سروی نے بتایا: انہوں نے ملائکہ کرام کو قلم کے ساتھ دیکھا ہے...... کہ درود پاک پڑھنے والے جو کلمہ منہ سے نکالتے ہیں اس کو فرشتے صحیفوں میں لکھ لیتے ہیں...... (سعادۃ الدارین ص ۱۳۸)

Scanned with CamScanner

بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

سلیمان بن سحیم کا بیان ہے کہ میں خواب میں سیّد دو عالم ﷺ کے دیدار سے مشرف ہوا تو میں نے دربار رسالت میں عرض کیا: یارسول اللہ! جو لوگ حاضر ہوتے ہیں اور سلام عرض کرتے ہیں آپ ان کا سلام سمجھ لیتے ہیں؟ فرمایا: ہاں! اور میں ان کے سلام کا جواب بھی دیتا ہوں...... (سعادۃ الدارین ص ۱۴۱)

☆ مشکوٰۃ شریف میں روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں: اصحاب رسول میں سے کچھ صحابہ بیٹھے ہوئے تھے کہ نبی اکرم ﷺ باہر تشریف لائے...... یہاں تک کہ آپ ﷺ ان کے قریب ہوئے اور سنا کہ ان میں سے ایک نے کہا:

"ان اللہ اتخذ ابراھیم خلیلا وقال آخر موسی کلمه اللہ تکلیما و قال آخر فعیسی کلمة اللہ وروحه وقال آخر آدم اصطفاه اللہ"

"بے شک اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا...... دوسرے نے کہا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو شرف کلام سے نوازا...... کچھ نے کہا عیسیٰ علیہ السلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں......"

حضور ﷺ نے جب صحابہ کرام کی یہ گفتگو سنی تو حبیب خدا ﷺ نے ان سے فرمایا: "اے لوگو! میں نے تمہاری گفتگو سنی...... آج میں تمہیں بتاتا ہوں کہ بے شک ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہیں اور آدم علیہ السلام بلاشبہ صفی اللہ ہیں مگر غور سے سنو!

شانِ مصطفیٰ ... مصطفیٰ ﷺ

"انا حبیب اللہ ولا فخر وانا حامل لواء الحمد یوم القیامة تحته آدم فمن دونه ولا فخر وانا اوّل شافع و اوّل مشفع یوم القیامة ولا فخر وانا اوّل من یحرك حلق الجنة فیفتح اللہ لی فیدخلنیها ومعی فقراء المومنین ولا فخر وانا اکرم الاولین والآخرین علی اللہ ولا فخر"

"میں حبیب اللہ ہوں اور یہ بات بغیر کسی فخر و مباہات کے کہہ رہا ہوں...... روز

قیامت حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا...... آدم علیہ السلام اور دیگر مخلوق خدا اس جھنڈے کے نیچے ہوں گے...... میں سب سے پہلے جنت کے حلقوں کو حرکت دوں گا تو اللہ تعالیٰ اس کو میرے لئے کھول دے گا اور مجھے اس میں داخل فرمائے گا اور فقراء و مومنین میرے ساتھ ہوں گے...... میں یہ باتیں از روئے فخر نہیں کہہ رہا بلکہ حقیقت کا اظہار کر رہا ہوں...... اللہ تعالیٰ کے نزدیک اولین و آخرین میں سب سے زیادہ شان میری ہوگی......" (مشکوٰۃ شریف)

☆ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں:

"فَاَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَوْمَا اِصْبَعَهُ اِلٰى فِيْهِ فَقَالَ اكْتُبْ فَوَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ اِلَّا حَقٌّ" (ابوداود، کتاب العلم ص ۱۲۵)

"پس میں (احادیث) لکھنے سے رک گیا اور اس بات کو حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا...... حضور ﷺ نے فرمایا: بے شک لکھو...... اور انگلی سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: خدا کی قسم اس منہ سے ہر حالت میں سوائے حق کے اور کچھ نہیں نکلتا......"

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا — چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

سلام اس پر کہ اسرار محبت جس نے سمجھائے
سلام اس پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے
سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا
سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا
سلام اس پر کہ جس کا نام لے کر اس کے شیدائی
الٹ دیتے تھے تخت قیصریت اور دارائی

بے جان اشیاء میں جان آ گئی

بخاری میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول

اللہ ﷺ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے اور کھانے کی تسبیح کو سن رہے تھے......

حضرت امام جعفر بن محمد باقر بن علی زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے تو جبرائیل امین ایک طباق انگور و انار کا لائے...... جب حضور ﷺ تناول فرمانے لگے تو وہ آپ کے دست مبارک میں تسبیح کرنے لگے......

(خصائص کبریٰ یا حجۃ اللہ)

☆ ایک شخص دربار رسالت میں حاضر ہوا اور دوسرے شخص کے خلاف دعویٰ کر دیا کہ اس نے میرا اونٹ چوری کر لیا ہے......اور دو گواہ بھی لے آیا...... ان دونوں نے گواہی بھی دے دی......

نبی اکرم ﷺ نے اس کے ہاتھ کاٹنے کا ارادہ فرمایا...... تو مدعی علیہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ آپ اونٹ کو حاضر کرنے کا حکم دیجئے...... پھر اونٹ سے پوچھ لیجئے کہ اصل حقیقت کیا ہے؟ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید کرتا ہوں کہ وہ اونٹ کو بولنے کی قوت عطا فرمائے گا...... چنانچہ حضور ﷺ نے اونٹ کو پیش کرنے کا حکم دیا...... اونٹ آیا حضور ﷺ نے فرمایا: اے اونٹ! میں کون ہوں؟ اور یہ ماجرا کیا ہے؟

اونٹ فصیح عربی بولنے لگا

اونٹ فصیح زبان میں بولا: آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں حقًا حقًا یا رسول اللہ! اس میرے مالک کا ہاتھ نہ کاٹیں کیونکہ مدعی منافق ہے اور دونوں گواہ بھی منافق ہیں...... انہوں نے حضور ﷺ کی عداوت اور دشمنی کی بناء پر میرے مالک کا ہاتھ کاٹنے کا منصوبہ بنایا ہے۔

حضور ﷺ نے اونٹ کے مالک سے پوچھا وہ کون سا عمل ہے جس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تجھے اس مصیبت سے بچالیا ہے؟...... عرض کیا: حضور میرے پاس کوئی بڑا عمل نہیں...... لیکن ایک عمل ہے وہ یہ کہ اٹھتا بیٹھتا آپ کی ذات گرامی پر درود پاک پڑھتا رہتا ہوں...... حضور ﷺ نے فرمایا: اس عمل پر قائم رہ...... اللہ تعالیٰ تجھے دوزخ سے یوں ہی بری کر دے گا جیسے تجھے ہاتھ کٹ جانے سے بری کیا ہے...... (سعادۃ الدارین ص ۱۳۷)

(۱۱۴)

خواجہ ھند الولی علیہ الرحمتہ

سلطان الہند، غریب نواز، عطائے رسول، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری المتوفی ۶۳۳ھ تحریر فرماتے ہیں: جب مسلمانوں کے دعا گو فقیر حقیر اضعف العباد معین الدین حسن سنجری کو خاص شہر بغداد خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں حضرت خواجہ عثمان ہرونی نور اللہ مرقدہ (متوفی ۶۱۷ھ) کی پابوسی کی سعادت حاصل ہوئی تو اور مشائخ کبار بھی خدمت میں حاضر تھے تو جیسے ہی اس فقیر نے پابوسی کے لئے سر جھکایا تو ارشاد ہوا کہ جا دو رکعت نفل شکرانہ ادا کر۔ حضور کے ارشاد کے مطابق میں دو رکعت پڑھ کر حاضر ہوا تو پھر فرمایا قبلہ رو بیٹھ۔ میں قبلہ رو بیٹھا۔ پھر فرمایا سورۂ بقرہ پڑھ۔ جب میں پڑھ چکا تو حکم ہوا کہ اکیس بار درود شریف اور اکیس بار سبحان اللہ پڑھ۔ میں اس سے فارغ ہوا تو اس وقت حضور نے کھڑے ہو کر منہ آسمان کی طرف کیا اور اس فقیر کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: آ تجھ کو خدا تک پہنچا دوں اور خدا رسیدہ کر دوں اس کے بعد ہی حضور نے دست مبارک میں مقراض (قینچی) لے کر اس دعا گو کے سر پر چلائی اور اپنی غلامی میں لے لیا۔ پھر کلاہ چہار گوشہ اس عقیدت کیش کے سر پر رکھی اور اعزاز بخشا اور گلیم خاص عطا فرمائی اور فرمایا بیٹھ جا۔ میں بیٹھ گیا۔ ارشاد ہوا کہ ہمارے خانوادہ میں ایک رات دن کا مجاہدہ آیا ہے۔ جا آج کے دن اور آج کی رات ذکر میں مشغول ہو۔

چنانچہ یہ درویش حضور کے حکم و ارشاد کے مطابق کامل ایک شبانہ روز اطاعت اور عبادت میں مشغول رہا۔ دوسرے روز جب خواجہ نور اللہ مرقدہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا تو فرمایا: بیٹھ جا اور ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ۔ جب میں پڑھ چکا

Scanned with CamScanner

نظر عرش معلیٰ تک پہنچ گئی

فرمایا: اوپر آسمان کی طرف دیکھ۔ میں نے دیکھا فرمایا اب تو کہاں تک دیکھتا ہے؟ میں نے عرض کیا عرش اعظم تک پھر فرمایا: زمین کی طرف دیکھ۔ جب میں نے زمین کی طرف دیکھا تو پوچھا کہ اب تو کہاں تک دیکھتا ہے؟ میں نے عرض کیا تحت الثریٰ تک پھر فرمایا ایک ہزار بار سورۂ اخلاص اور پڑھ جب میں پڑھ چکا فرمایا: اب پھر آسمان کی طرف دیکھ۔ جب میں نے دیکھا فرمایا: اب کہاں تک دیکھتا ہے؟ میں نے کہا حجاب عظمت تک پھر فرمایا: آنکھ بند کر۔ میں نے آنکھ بند کر لی۔ پھر فرمایا آنکھ کھول دے۔ میں نے آنکھ کھول دی تو مجھ کو دو انگلیاں دست مبارک کی دکھلائی دیں۔ فرمایا: اس میں کیا دکھلائی دیتا ہے؟ میں نے کہا اٹھارہ ہزار عالم معلوم ہوتے ہیں۔ جب میں نے یہ عرض کیا تو ارشاد فرمایا: اب تیرا کام پورا ہو گیا۔ (انیس الارواح ص ۵)

حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی اس تحریر سے ثابت ہوا کہ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو علم غیب عطا فرمایا ہے کہ پیرومرشد کے پوچھنے پر انہوں نے کہا: میں اوپر عرش اعظم تک اور نیچے تحت الثریٰ تک دیکھتا ہوں اور پھر کہا حجاب عظمت تک دیکھتا ہوں اور دو انگلیوں میں اٹھارہ ہزار عالم معلوم ہوتے ہیں۔

(۱۱۵)

بہشت کی ضمانت، روٹی اور کباب

ایک مرد صالح روایت کرتے ہیں میں ایک مسجد میں نماز ادا کرنے گیا۔ وہاں ایک عابد اور ایک تاجر پہلے سے موجود تھے۔ عابد دعا کر رہا تھا ''بارالٰہا! آج میں ایسا ایسا کھانا اور اس قسم کا حلوہ کھانا چاہتا ہوں۔'' تاجر نے سنا تو کہا: ''اگر یہ مجھ سے کہتا تو میں اسے ضرور کھلاتا۔ مگر یہ تو بہانہ سازی کر رہا ہے۔ مجھے سنا کر اللہ سے دعا کر رہا ہے تاکہ میں سن کر اسے کھلاؤں، بخدا میں تو اسے نہیں کھلاؤں گا۔'' عابد دعا سے فارغ ہو کر مسجد کے ایک گوشہ میں سو رہے۔ کچھ دیر بعد ایک شخص ہاتھ میں سرپوش سے ڈھکا ہوا ایک خوان لئے آیا، چاروں طرف نگاہ دوڑا کر عابد کے پاس گیا اور اسے جگایا اور دسترخوان عابد کے روبرو رکھ کر دور ہٹ گیا۔ تاجر نے دیکھا تو اس میں وہ تمام کھانے موجود تھے عابد جن کے لئے دعا کر چکے تھے۔ عابد صاحب نے خواہش کے مطابق تناول فرمایا اور بقیہ واپس کر دیا۔ تاجر نے کھانا لانے والے شخص سے خدا کا واسطہ دے کر پوچھا کیا تم انہیں پہلے سے جانتے ہو۔ جواب: ''بخدا ہرگز نہیں میں ایک مزدور ہوں میری بیوی اور بیٹی سال بھر سے ان کھانوں کی خواہش رکھتی تھیں مگر مہیا نہیں ہو پاتے تھے۔ آج مین نے ایک شخص کی مزدوری کی تو اس نے مجھے ایک مثقال سونا دیا، میں نے اس سے گوشت وغیرہ خریدا اور میری بیوی کھانا پکانے لگی اتنے میں میری آنکھ جو لگی تو میں نے حضور سرور عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا فرمایا آج تمہارے علاقہ میں اللہ کا ایک ولی آیا ہوا ہے اس کا قیام مسجد میں ہے جو کھانے تم نے اپنے بال بچوں کے لئے تیار کرائے ہیں ان کھانوں کا اسے بھی شوق ہے اس کے پاس لے جا۔ وہ اپنی اشتہا کے مطابق کھا کر واپس کر دے۔ بقیہ میں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے گا اور میں تیرے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں، خواب سے اٹھ کر میں نے حکم کی تعمیل کی۔''

Scanned with CamScanner

متاعِ بے بہا ہے دردو سوزِ آرزومندی

تاجر: میں نے اس شخص کو اللہ تعالیٰ سے انہی کھانوں کے لئے دعا کرتے سنا تھا تو نے ان کھانوں پر کتنا پیسہ لگایا؟ مزدور: "مثقال بھر سونا" تاجر: "کیا یہ ہو سکتا ہے کہ تو مجھ سے دس مثقال سونا قبول کر کے اپنے اس عمل خیر میں سے مجھے ایک قیراط کا حصہ دار بنا لے۔" مزدور: یہ ناممکن ہے۔ تاجر: اچھا میں اتنے کے لئے تجھے بیس مثقال سونا دیتا ہوں۔

مزدور نے پھر بھی انکار کیا، تاجر نے سونے کی مقدار بیس سے بڑھا کر پچاس اور سو مثقال تک پہنچائی تو مزدور نے اس سے کہا "واللہ جس شئے کی ضمانت رسول اکرم ﷺ نے دی ہے اگر تو اس کے بدلے ساری دنیا کی دولت بھی دے دے پھر بھی میں اسے فروخت نہیں کروں گا۔" تاجر اپنی اس غفلت پر نہایت نادم ہو کر حیران و پریشان مسجد سے نکل گیا۔ گویا اس نے اپنی کوئی متاعِ گراں بہا گم کر دی ہو۔

☆ حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک فقیر کو میں نے مسجد میں دیکھا۔ وہ تین دن تک ٹھہرا رہا کچھ کھایا نہ پیا اور نہ ہی حرکت کی، میں اس پر نظر لگائے ہوئے تھا اسی کی تاک میں اپنے تمام معمولات چھوڑ کر لگا رہا۔ بالآخر میں نے اس سے پوچھا کیا کھاؤ گے؟ اس نے کہا گرم روٹی اور کباب، میں کباب اور روٹی کی تلاش میں دن بھر سرگرداں رہا مگر مجھے نہ مل سکا تھک ہار کر مسجد میں آ بیٹھا اور مسجد کا دروازہ بند کر لیا کچھ رات گئے کسی نے مسجد کا دروازہ کھٹکھٹایا میں نے دروازہ کھولا تو دیکھا ایک شخص کباب اور گرم روٹی لئے کھڑا ہے، میں نے اس شخص سے وجہ دریافت کی تو اس نے کہا: "میرے بچوں نے مجھ سے ان روٹیوں اور کباب کے لئے جھگڑا کیا تو ہم نے قسم کھالی کہ ہم لوگوں میں سے کوئی اس کھانے کو نہیں کھائے گا بلکہ مسجد کے لوگ آ کے کھائیں گے۔" میں نے کہا: "بار الہا! تو جب فقیر کو بھی کھلانے کا فیصلہ فرما چکا تھا تو مجھے دن بھر سرگرداں کیوں کیا؟"

(روض الریاحین)

(۱۱۶)

جو بڑا متقی وہ بڑی شان والا

قرآن حکیم سورۃ حجرات میں ارشاد ہوتا ہے: اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ
اللہ کے ہاں تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔

ایک مجلس لگی ہوئی تھی دربار رسالت سجا ہوا تھا کسی نے اٹھ کر سوال کر دیا۔
اے اللہ کے رسول ﷺ! لوگوں میں سے زیادہ معزز کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (اَتْقَاهُمْ)
"جو ان میں سے سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہے۔"

لوگوں نے کہا ہم یہ عام بات نہیں پوچھتے، فرمایا: "پھر سب سے زیادہ معزز، بزرگ حضرت یوسف ہیں جو خود نبی تھے نبی زادے تھے، دادا بھی نبی تھے پردادا تو خلیل اللہ تھے۔" انہوں نے کہا ہم یہ بھی نہیں پوچھتے، فرمایا: "پھر عرب کے بارے میں پوچھتے ہو؟ سنو! ان کے جو لوگ جاہلیت کے زمانے میں ممتاز تھے وہی اب اسلام میں بھی معزز ہیں جبکہ وہ علم دین کی سمجھ حاصل کر لیں۔" (صحیح بخاری، التفسیر، تفسیر سورۃ یوسف: ۱۹، مسلم: ۲۲۷۸)

☆ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ملک اردن سے دو ٹوکریاں پکی ہوئی تازہ کھجور آئی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟

لوگوں نے بتایا: یہ رطب (تازہ کھجور) ہے جو اردن کے گورنر نے آپ کے لئے بھیجی ہے۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ کس چیز پر رکھ کر لائی گئی ہے؟

بتایا گیا: ڈاک کے لئے استعمال کی جانے والی سواریوں پر۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ڈاک کی سواریوں کو استعمال کرنے میں دیگر مسلمانوں سے زیادہ حق دار نہیں۔ تم کھجور کی ان دونوں ٹوکریوں کو لے جا کر بیچ ڈالو اور ان کی قیمت ڈاک کے لئے استعمال کئے جانے والے جانوروں کے چارے پر خرچ کرو۔

اب میرے لیے یہ کھجوریں کھانا جائز ہے

اس وقت عمر بن عبدالعزیز کا بھتیجا حاضر تھا، اس نے نزدیک کھڑے ایک آدمی کو اشارہ کیا اور اس سے کہا جاؤ جب دونوں ٹوکریاں بازار بیچنے کے لئے لے جائی گئیں تو ان کی قیمت چودہ درہم متعین ہوئی۔ اس آدمی نے چودہ درہم میں کھجور کی یہ دونوں ٹوکریاں خرید لیں اور انہیں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے کی خدمت میں حاضر کیا۔

بھتیجے نے کہا: ایک ٹوکری امیر المومنین کی خدمت میں لے جاؤ اور ایک میرے لئے چھوڑ جاؤ۔ چنانچہ اس آدمی نے کھجور کی ایک ٹوکری حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خدمت میں پیش کی۔ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟

جواب دیا: کھجور کی دونوں ٹوکریاں آپ کے بھتیجے نے خرید لیں پھر ایک ٹوکری آپ کی خدمت میں بھیجی اور دوسری اپنے لئے رکھ لی۔

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"اَلْآنَ طَابَ لِیْ اَکْلُهٗ"

"اب میرے لئے اس کا کھانا جائز ہوا۔" (باقیات الورود النضرہ ۵)

☆ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا، جو روزانہ انہیں کچھ کمائی دیا کرتا تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسے اپنی ضروریات میں استعمال کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دن وہ غلام کوئی چیز لے کر آیا اور آپ نے اس سے تناول فرما لیا۔ پھر آپ کے غلام نے آپ سے سوال کیا، کیا آپ کو پتا ہے کہ یہ کیسی کمائی سے ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیسی ہے؟

غلام نے بتایا: میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک آدمی کے لئے کہانت کی تھی، حالانکہ مجھے کہانت نہیں آتی تھی، میں نے صرف اسے دھوکہ ہی دیا تھا، اب جب کہ اس سے میری

ملاقات ہوئی تو اس نے مجھے یہ چیز دی جو آپ نے تناول فرمائی ہے۔

یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ منہ میں داخل کیا اور پیٹ میں جو کچھ تھا اسے قے کر کے باہر نکال دیا۔

(صحیح البخاری، مناقب الانصار، باب ایام الجاھلیۃ: ۳۸۴۲)

امام ابن سیرین کا تقویٰ

امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ رب العزت نے زہد وتقویٰ کے اس مقام پر فائز کیا تھا کہ اگر کوئی شخص آپ کو جعلی کرنسی دے دیتا تو آپ اسے آگے منتقل نہیں کرتے تھے، بلکہ اٹھا کر ایک طرف پھینک دیتے تھے۔ عبداللہ بن عون رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۵۰ھ) فرماتے ہیں:

اگر امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس (کہیں سے) کھوٹا سکہ یا چاندی سے ملمع کیا ہوا کھوٹا درہم آ جاتا تو آپ اسے کسی دوسرے شخص کو نہیں دیتے تھے بلکہ اس کو ایک طرف پھینک دیا کرتے تھے۔ چنانچہ جب آپ فوت ہوئے تو آپ کے پاس (گھر میں) پانچ سو کھوٹے درہم پڑے ہوئے تھے۔

(طبقات ابن سعد: ۷/۲۰۱، سندہ صحیح، بحوالہ مقالات، جلد: ۲، از زبیر علی زئی)

☆ حضرت آدم علیہ السلام جو مٹی سے پیدا ہوئے ان کی طرف نسبت میں تو کل جہاں کے آدمی ہم مرتبہ ہیں کسی کو کسی پر فضیلت حاصل نہیں نہ کسی عربی کو عجمی پر، نہ عجمی کو عربی پر، کالے کو گورے پر نہ گورے کو کالے پر اور نہ ہی کسی ذات پات اور حسب ونسب کی وجہ سے بلکہ اللہ کے ہاں تو فضیلت تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے ہے، جیسا کہ بیان ہو چکا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: (اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ) (الحجرات: ۱۳)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی وصیت کی تھی:

"اے ابوذر رضی اللہ عنہ! خیال رکھ کہ تو کسی سرخ وسیاہ پر کوئی فضیلت نہیں رکھتا۔ ہاں تقویٰ میں بڑھ جائے تو تو معزز اور فضیلت والا ہے۔"

(مسند احمد: ۵/۱۵۸، یہ روایت سنداً کمزور ہے مگر شواہد کی وجہ سے صحیح ہے، مسند بزار: ۲۰۴۴)

☆ معنی ابن المعتز کا قول ہے:

خَلِّ الذُّنُوْبَ صَغِيْرَهَا وَكَبِيْرَهَا ذَاكَ التُّقٰى
وَاصْنَعْ كَمَاشٍ فَوْقَ أَرْضِ الشَّوْكِ يَحْذَرُ مَا يَرٰى
لَا تَحْقِرَنَّ صَغِيْرَةً إِنَّ الْجِبَالَ مِنَ الْحَصٰى

''چھوٹے بڑے گناہوں کو چھوڑ دو، یہ تقویٰ ہے، کانٹوں والی زمین پر چلنے والے کی طرح کرو، جو کہ ان کانٹوں سے بچتا ہے، صغیرہ (گناہ) کو معمولی نہ سمجھو، بے شک پہاڑ کنکریوں سے بنتے ہیں۔''

(جامع العلوم والحکم لابن رجب: ۱/۴۰۲)

جنت کا وارث کیسے بنا جا سکتا ہے؟

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حجۃ الوداع والا خطبہ آپ کا سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ چیزوں کی وصیت فرمائی کہ ان پر عمل کی وجہ سے تم اپنے رب کی جنت کے وارث بن سکتے ہو: (وہ یہ ہیں)

(اِتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ) ''اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے''
(وَصَلُّوْا خَمْسَكُمْ) ''پانچ نمازیں ادا کرو''
(وَصُوْمُوْا شَهْرَكُمْ) ''ماہِ رمضان کے روزے رکھو''
(وَأَدُّوْا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ) ''اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو''
(وَأَطِيْعُوْا ذَا أَمْرِكُمْ) ''اور اپنے امیر کی اطاعت کرو''

(ترمذی، الطلاق، باب منہ: ۶۱۶، الصحیحہ: ۸۶۷)

تقویٰ کیا ہے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے تقویٰ کے متعلق سوال کے جواب میں فرمایا تھا: کیا آپ کبھی خاردار راستے سے گزرے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا، ہاں۔ انہوں نے پوچھا: آپ نے کیا طریقہ اختیار کیا؟

انہوں نے جواب دیا جب میں کانٹوں کو دیکھتا ہوں تو ان سے ہٹ کر یا ان سے سمٹ کر نکل جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: یہی تقویٰ ہے۔ (فتح القدیر: ۱/۵۳)

☆ حضرت ثعلبہ بن ابو مالک فرماتے ہیں: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی عورتوں میں کچھ چادریں تقسیم کی تھیں۔ ایک نہایت عمدہ چادر بچ گئی۔ کسی نے کہا اے امیر المؤمنین! یہ چادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نواسی یعنی ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب کو جو آپ کے نکاح میں ہے دے دیجئے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''أُمُّ سُلَيْطٍ أَحَقُّ وَأُمُّ سُلَيْطٍ مِنْ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ''

''ام سلیط رضی اللہ عنہا اس کی زیادہ مستحق ہے کیونکہ وہ انصاری عورت ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔''

پھر فرمایا: ''فَإِنَّهَا كَانَتْ تَزْفِرُ لَنَا الْقِرَبَ يَوْمَ أُحُدٍ''

''وہ احد کے دن ہمارے لئے مشکیں بھر بھر کر لایا کرتی تھیں۔''

(بخاری، الجہاد، باب حمل النساء القرب...... الخ: ۲۸۸۱)

(۱۱۷)

ترکِ دنیا اور فکرِ آخرت کے متعلق ایک تحریر

حضرت سیّدنا شریح رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: ''میں نے دو سو دینار کا ایک گھر خریدا اور ایک تحریر لکھ دی، اور عادل لوگوں کو (اس پر) گواہ بنایا، اس بات کی خبر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو پہنچی تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: ''اے شریح! مجھے خبر پہنچی ہے کہ تو نے ایک گھر خریدا ہے اور ایک تحریر لکھی ہے اور اس پر عادل لوگوں کو گواہ بھی بنایا ہے؟'' میں نے عرض کی: ''اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! یہ خبر حقیقت (پر مبنی) ہے۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے شریح! جلد ہی تیرے پاس ایسا شخص آئے گا جو نہ تو تیری تحریر دیکھے گا اور نہ ہی تجھ سے تیرے گھر کے بارے میں سوال کرے گا۔ وہ تجھے اس گھر سے نکال کر تیری قبر کے حوالے کر دے گا اگر تو میرے پاس آتا تو میں تیرے لئے یہ مضمون لکھتا:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

یہ وہ گھر ہے جسے حقیر بندے نے اس شخص سے خریدا ہے جسے کوچ کرنے (کے حکم) کی وجہ سے پریشان کیا گیا ہے اور مرنے والا ہے۔ اس نے ایسا گھر لیا ہے جو دھوکے کا گھر ہے اور اس پر چادر حدود مشتمل ہیں۔

ان میں سے پہلی حد مختلف امور کی طرف دعوت دینے والی چیزوں پر ختم ہوتی ہے، دوسری حد مصائب و تکالیف کی طرف دعوت والی باتوں پر، تیسری حد نفسانی خواہشات اور فضول کاموں پر اور چوتھی حد دھوکے باز شیطان پر ختم ہوتی ہے اور اس میں اس گھر کا دروازہ شروع ہوتا ہے۔

قاضی شریح نے مکان خریدا تو مولیٰ علیہ نے اسٹام لکھا

اس دھوکا میں پڑے شخص نے ایک امید کے ساتھ اس شخص سے سارا گھر خرید لیا جو پیغامِ اجل کی وجہ سے پریشان ہے۔ اب یہ قناعت کی عزت سے نکل کر لالچ کے گھر میں داخل ہو گیا ہے لیکن گھر خریدنے والے نے کون سی بہت بڑی حاجت پوری کر لی ہے جبکہ بادشاہوں کے اجسام کا مالک، جابر لوگوں کی جانوں کو سلب کرنے والا، فرعونوں جیسے کسریٰ، تبع، حمیر اور وہ جس نے محل بنایا پھر اسے پختہ و مزین کیا اور لوگوں کو اکٹھا کر کے انہیں غلام بنا لیا اور جو اپنے بیٹے کے لئے بھی اس ملکیت کا گمان رکھتا تھا اور ان کی بادشاہت کو ختم کرنے والا ان سب کو میدانِ حشر میں جمع فرمائے گا اور جب فیصلہ سنانے کے لئے کرسی رکھی جائے گی اس وقت باطل کام کرنے والے خسارے میں ہوں گے اور منادی اس طرح ندا کرے گا: ''دو آنکھوں والے کے لئے حق کتنا واضح اور روشن ہے۔ بے شک سفر دو دن کا ہے۔ نیک اعمال کر کے زادِ راہ تیار کر لو کیونکہ انتقال اور زوال کا وقت قریب آن پہنچا ہے۔''

(عیون الحکایات)

(۱۱۸)

اس دنیا نے کتنا بگاڑ پیدا کر دیا؟

(ابن ابی الدنیا) عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے صالح بن مالک نے خبر دی انہیں ابوعبیدہ ناجی نے وہ فرماتے ہیں: حسن بصری نے فرمایا: دو طلب کرنے والے اپنی اپنی طلب میں لگے ہوئے ہیں ایک آخرت کا طالب ہے جو اپنے مطلوب کو پا کر رہے گا، اس کا مطلوب فوت نہیں ہو سکتا اور دوسرا دنیا کا طالب ہے شاید وہ تھوڑی سی دنیا پالے مگر اکثر اس سے فوت ہی ہو جائے گا۔ جب لوگوں پر دنیوی فتوحات ہو جائیں گی تو وہ انہیں انتہائی بے وقوف بنا دیں گی۔ حتیٰ کہ دنیا کے لئے تم آپس میں ایک دوسرے پر تلواریں چلانے لگو گے اور بعض بعض کی حرمت کو حلال سمجھنے لگو گے ہائے اس دنیا نے کتنا بگاڑ پیدا کر دیا۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے محمد بن حسین نے خبر دی انہیں ابوعمر عیسیٰ بن میمون نے وہ فرماتے ہیں: صالح مری سے سنا وہ اپنے کلام میں فرما رہے تھے۔ جو شخص دنیا کو جانتا ہے وہ کس طرح اس میں سکون حاصل کر سکتا ہے۔ یہ فرما کر رونے لگے اور فرمایا۔ پہلوں کے خلیفہ اور باقی ماندہ تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے کوچ سے پہلے اپنے آپ کو جانے والوں میں شمار کیا، گویا قیامت کا معاملہ عنقریب پیش آنے والا ہے۔ یہ فرما کر رونے لگے۔

(حلیۃ الاولیاء ۱۷۶/۶)

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے احمد بن محمد بن سلیمان نے خبر دی وہ حلیسی ضبعی سے روایت کرتے ہیں وہ سعید بن ابی عروبہ سے وہ قتادہ سے وہ فرماتے ہیں: مجھے عمران بن حطان نے کہا: میں تیرے خلاف جانتا ہوں مگر وہ مجھے خوب یاد ہے اس کے بعد میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: زمانے کے حوادثات انسانوں کو موت کا پیالہ پلا رہے ہیں اور تو کب تک اس

طرح لہو ولعب میں پڑا رہے گا۔ یہ تو نیند کے پراگندہ خیالات یا ڈھلتا سایہ ہے، عقلمند ایسی چیز سے دھوکہ نہیں کھاتا ہے۔ اس دن سے پہلے پہلے توشہ جمع کر لے تیرا ناس ہو کیا تو دوسروں کے لئے جمع کر رہا ہے۔ (تاریخ اسلام الذہبی ۲۸۵/۱ سیر اعلام النبلاء)

آنکھیں کھول دینے والے اشعار

عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے ابوجعفر قریشی نے یہ اشعار سنائے:

ترجمہ: ہم اس جہان سے کوچ کرنے والے ہیں صبح وشام ہمیں یہاں سے ہانکا جا رہا ہے، ہم رو رہے ہیں اور جانے والوں کے نشانات قدم تلاش کر رہے ہیں عنقریب نشانات نشانات سے ملنے والے ہیں دنیا نے ہمیں دھوکے کی عمارت بڑی لمبی کر دکھائی، ہمیں یقین ہے کہ ہم اسے آباد نہیں کر سکتے، اے وہ شخص جو عجلت کے ساتھ کوچ کرنے والا ہے یا تو جنت کا رخ ہو گا یا جہنم کا موت سے پہلے مہلت ہے اپنے لئے انتخاب کر لے کل قیامت میں ہر مختار مکلّف کامیاب ہو گا یا بدبخت ہو گا، دنیا کا فخر اور زیب وزینت چھوڑ دے، کیونکہ فخر یا شرمندگی کا دن تو قیامت کا دن ہے۔

☆ ابوجعفر قریشی نے ہی یہ اشعار بھی سنائے۔ ترجمہ

اگر تو دنیا کو حاصل بھی کر لے۔ پھر بھی اس کی انتہا لحد اور قبر کی مٹی ہے۔

تجھے جس کی امید ہے اس کے لئے اور باقی رہنے والی آخرت کے لئے عمل کر لے کہ مہلت کی رسی کھینچنے والی ہے۔

☆ عبداللہ فرماتے ہیں: مجھے ابوعبداللہ نخعی نے خبر دی، انہیں ابن کلبی نے (یعنی محمد بن زیاد بن زبار کلبی، تاریخ بغداد ۲۷۹/۹) انہیں شرقی بن قطامی نے وہ فرماتے ہیں: ہمارے مشائخ نے حرقہ بنت نعمان کو یہ اشعار پڑھتے سنا۔ (المحاسن والاضداد ص ۹۹)

ہم لوگوں کے امور کے مالک تھے، مگر ہماری حالت یہ ہے کہ رعایا بن کر انصاف طلب کر رہے ہیں۔

افسوس اس دنیا پر جس کی نعمتیں دائمی نہیں ہیں بلکہ ہمارے درمیان ادھر ادھر گھومتی رہتی ہیں۔

Scanned with CamScanner

عالم کو کن چیزوں سے بچنا چاہیے

عبداللہ فرماتے ہیں: مرو کے ایک شخص نے مجھے ایک خط دیا جس میں تھا: حضرت عبداللہ بن مبارک سے پوچھا گیا کہ عالم کو کس چیز سے بچنا چاہئے، فرمایا عالم کو ان چیزوں سے بچنا چاہئے جو اللہ نے اس پر حرام کی ہیں اور اسے چاہئے کہ دنیا سے اپنے آپ کو دور رکھے تاکہ دنیا کا وبال اس پر نہ پڑے۔ (حلیۃ الاولیاء ۸/۱۶۷)

☆ فرماتے ہیں: عبداللہ بن مبارک سے ہی پوچھا گیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کا بڑے سے بڑا شکر کس طرح ادا کریں؟ فرمایا: اپنی آخرت کو بڑھالو اور دنیا کو کم کردو! اور یہ بات تو یقینی ہے کہ آخرت کی زیادتی دنیا کے نقصان کے بغیر نہیں ہوسکتی اور دنیا کی زیادتی آخرت کے نقصان کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ (ایضاً)

☆ ابوعبداللہ محمد بن احمد مروزی فرماتے ہیں: عبدان بن عثمان نے فرمایا: وہ سفیان بن عبدالملک سے روایت کرتے ہیں وہ عبداللہ بن مبارک سے کہ انہوں نے فرمایا: دل دنیا کی محبت سے لبریز ہے گناہوں نے اسے متوحش بنا رکھا ہے اس میں خیر کہاں سے آئے گی؟

(ایضاً واحیاء العلوم ۳/۲۲۴)

(۱۱۹)

تو لاجواب ہے تیرا کوئی جواب نہیں

مہمان نوازی سے متعلق مولانا روم علیہ الرحمۃ نے مثنوی میں حضور ﷺ کی ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک روز حضور ﷺ کے پاس مسجد میں چند کافر مہمان آگئے...... حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: ہر شخص ان میں سے ایک ایک مہمان اپنے گھر لے جائے...... چنانچہ صحابہ کرام ایک ایک مہمان کو لے گئے...... ان مہمانوں میں ایک بہت بڑا پیٹو بھی تھا...... اسے کوئی بھی ساتھ نہ لے گیا......

حضور ﷺ نے اسے دیکھ کر فرمایا: تجھے کوئی نہیں لے گیا؟ بولا: نہیں...... فرمایا جس کا کوئی نہیں اس کا میں ہوں...... تو میرے ساتھ چل...... حضور ﷺ اسے گھر لے آئے اور اس کے آگے روٹیاں اور بکری کا دودھ رکھا تو وہ سب کچھ کھا گیا حتیٰ کہ اہل بیت کے حصے کا کھانا بھی کھا گیا...... حضور ﷺ نے رات کو اسے ایک حجرہ میں سلا دیا......

اہل بیت کی ایک لونڈی نے اس حجرہ کا دروازہ بند کر کے باہر سے کنڈی لگا دی...... آدھی رات کا وقت ہوا تو اس کے پیٹ میں درد اٹھا اور اسے حاجت ہوئی...... اس نے باہر نکلنا چاہا تو دیکھا کہ دروازہ بند ہے...... رفع حاجت کا زور اور دروازہ بند...... اتفاقاً اس کی آنکھ لگ گئی...... خواب میں دیکھا کہ ایک ویرانہ جنگل ہے...... جنگل دیکھ کر وہاں بیٹھ کر اس نے پاخانہ کر دیا...... جب جاگا تو بستر پاخانہ سے گندہ ہو چکا تھا...... بڑا گھبرایا...... اور صبح کا انتظار کرنے لگا......

وہ نظر آئے ہمیں مہماں نواز

صبح حضور ﷺ تشریف لائے تو آپ نے دروازہ کھولا اور خود دروازے کی اوٹ

Scanned with CamScanner

میں چھپ گئے تا کہ وہ شرمندہ نہ ہو...... چنانچہ کافر دروازہ کھلتے ہی وہاں سے بھاگا...... اس کا گندہ بستر دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا: لاؤ اس کا بستر میں خود دھوؤں گا...... غلاموں نے عرض کیا: حضور ﷺ ہمیں دھونے دیجئے...... فرمایا: میرے دھونے میں کوئی حکمت ہے...... صحابہ منتظر رہے کہ دیکھیں اس میں کیا حکمت ہے......

چنانچہ کافر دور نکل گیا تو اسے یاد آیا کہ اس کا ایک ہیکل ونقش حجرے ہی میں رہ گیا...... وہ اپنے نقش کے لئے واپس آیا تو یہ عجب نظارہ دیکھا کہ حضور ﷺ اپنے مبارک ہاتھوں سے اس کی ناپاکی دھو رہے ہیں...... یہ دیکھ کر وہ نقش بھول گیا اور ایک نعرہ مار کر بولا: یارسول اللہ! پہلے مجھے کلمہ پڑھا کر میرا دل دھوئیے اور وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا......

صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اب ہم سمجھے کہ آپ اس کا بستر نہیں بلکہ اس کا دل دھو رہے تھے معلوم ہوا کہ مہمان نوازی حضور ﷺ کی سنت ہے اور اسلام کی ایک پسندیدہ چیز ہے...... لہٰذا ہمیں اسے اپنانا چاہئے

جو مسلمان نیک ہیں اور پاکباز
وہ نظر آئے ہمیں مہمان نواز

☆ ایک دن حضور ﷺ اسلامی لشکر کے ساتھ جہاد کے لئے تشریف لے جا رہے تھے راستے میں ایک جگہ پڑاؤ کیا اور حکم دیا کہ یہیں پر جو کچھ کھانا ہے کھا لو......

جب کھانا کھانے لگے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! روٹی کے ساتھ نان خورش (سالن) نہیں ہے...... پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دیکھا کہ ایک مکھی ہے اور بڑے زور زور سے بھنبھناتی ہے...... عرض کیا: یارسول اللہ! یہ مکھی کیوں شور مچاتی ہے؟ فرمایا: یہ کہہ رہی ہے کہ مکھیاں بے قرار ہیں اس وجہ سے کہ صحابہ کرام کے پاس سالن نہیں ہے...... حالانکہ یہاں قریب ہی غار میں ہم نے شہد کا چھتہ لگایا ہوا ہے...... وہ کون لائے گا؟ ہم اسے اٹھا کر لا نہیں سکتیں......

شہد کی مکھی درود پڑھتی ہے

فرمایا: پیارے علی رضی اللہ عنہ! اس مکھی کے پیچھے پیچھے جاؤ اور شہد لے آؤ...... چنانچہ حضرت

علی رضی اللہ عنہ ایک چوبی پیالہ پکڑ کر اس کے پیچھے ہو لئے...... وہ مکھی آگے آگے اس غار میں پہنچ گئی اور آپ نے وہاں جا کر شہد مصفا نچوڑ لیا...... اور دربار رسالت میں حاضر ہو گئے...... سرکار دو عالم ﷺ نے وہ شہد تقسیم فرما دیا...... اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھانا کھانے لگے تو مکھی پھر آ گئی اور بھنبھنانا شروع کر دیا......

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! مکھی پھر اسی طرح شور کر رہی ہے...... فرمایا: میں نے اس سے ایک سوال کیا ہے اور یہ اس کا جواب دے رہی ہے...... میں نے اس سے پوچھا ہے کہ تمہاری خوراک کیا ہے؟...... مکھی کہتی ہے کہ پہاڑوں اور بیابانوں میں جو پھول ہوتے ہیں وہ ہماری خوراک ہے......

میں نے پوچھا پھول تو کڑوے بھی ہوتے ہیں...... پھیکے بھی اور بدمزہ بھی...... تو تیرے منہ میں جا کر نہایت شیریں اور صاف شہد کیسے بن جاتا ہے؟ مکھی نے جواب دیا: یارسول اللہ ﷺ! ہمارا ایک امیر اور سردار ہے...... ہم اس کے تابع ہیں...... جب ہم پھولوں کا رس چوستی ہیں تو ہمارا امیر آپ کی ذات اقدس پر درود پاک پڑھنا شروع کر دیتا ہے...... اور ہم بھی اس کے ساتھ مل کر درود پاک پڑھتی ہیں...... تو وہ بدمزہ اور کڑوے پھولوں کا رس درود پاک کی برکت سے میٹھا ہو جاتا ہے اور اسی کی برکت ورحمت کی وجہ سے وہ شہد شفاء بن جاتا ہے......

گفت چوں خوانیم بر احمد درود
میشود شیریں و تلخی را ربود

اگر درود پاک کی برکت سے کڑوے اور بدمزہ پھولوں کا رس نہایت میٹھا شہد بن سکتا ہے...... تلخی شیریں میں بدل سکتی ہے تو درود پاک کی برکت سے گناہ بھی نیکیوں میں تبدیل ہو سکتے ہیں...... (مقاصد السالکین ص ۵۳)

ہمارے نبی معجزہ بن کر آئے ﷺ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے مرغی کے انڈے کے برابر سونا عطا فرمایا تھا...... اور فرمایا: اس سے اپنا قرض ادا کرو...... ان پر یہودیوں کا چالیس اوقیہ سونا قرض

تھا...... حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی اس تھوڑے سے سونے سے ان کا قرض کیسے ادا ہو گا......

حضور ﷺ نے اس سونے کو لیا اور اپنی زبان پر رکھ کر اسے الٹ پلٹ کیا اور فرمایا: اب اسے لے لو اور اللہ تعالیٰ اسی کے ذریعہ تمہارا قرض اتار دے گا...... حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اس سونے سے چالیس اوقیہ قرض ادا کیا...... لیکن ابھی تک میرے اتنا ہی سونا باقی تھا...... (حجۃ اللہ علی العالمین)

امام بیہقی اور ابن اثیر نے ''اسد الغابہ'' میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں: ہم نے رسول مکرم ﷺ کی معیت میں عمرہ کی سعادت حاصل کی...... آپ ﷺ نے اپنے سر اقدس سے اپنے بال مبارک اتروائے...... لوگ آپ ﷺ کے بال مبارک حاصل کرنے کے لئے ٹوٹ پڑے...... میں نے حضور ﷺ کی پیشانی مبارک کے بال حاصل کر لئے...... اور انہیں اپنی ٹوپی میں رکھ لیا...... ان بالوں کی برکت تھی کہ میں جہاں بھی جاتا اللہ تعالیٰ مجھے فتح عطا فرماتا......

امام بیہقی نے روایت کیا ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی میں کچھ بال مبارک تھے...... وہ جس جنگ میں شرکت کرتے اللہ تعالیٰ انہیں کامیاب فرماتا......

(حجۃ اللہ)

جب نواسے کی شان یہ ہے تو نانے کی کیا ہوگی؟

شرح الصدور ص ۳۷ میں علامہ سیوطی نے ابن عساکر کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ منہال بن عمرو کہتے ہیں کہ میں اس وقت دمشق میں تھا...... جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک اٹھا کر لے جایا جا رہا تھا...... قسم ہے اللہ تعالیٰ کی! میں نے دیکھا کہ ایک شخص قرآن پاک کی سورۂ کہف کی تلاوت کر رہا ہے...... جب وہ اس مقام پر پہنچا: ''ام حسبت ان اصحاب الکهف والرقیم کانوا من ایاتنا عجبا''

''کیا تمہیں معلوم ہے پہاڑ کی غار اور جنگل والے ہماری ایک عجیب نشانی ہیں......'' راوی کہتے ہیں:

''فانطلق الله الراس بلسان ذرب ای فصیح فقال اعجب من اصحاب الکهف قتلی و حملی''

''اللہ تعالیٰ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کو فصیح زبان بولنے کی طاقت عطا فرمائی...... تو آپ کے سر مبارک نے کہا: مجھے شہید کرنا اور مجھے اٹھا کر لے جانا...... اصحاب کہف سے بھی زیادہ عجیب ہے......''

(شرح الصدور)

جب زندگی ثابت ہے حسین ابن علی کی
ہم موت نہ مانیں گے نبیوں کے نبی کی
(صلی اللہ علیہ وسلم، رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

(۱۲۰)

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمتہ

آپ کا سن وفات ۶۳۴ھ ہے۔

آپ سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رضی اللہ عنہ کے مرید وخلیفہ اور حضرت فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمتہ والرضوان کے پیرومرشد ہیں۔ آپ اکابر اولیاء اور جلیل القدر اصفیاء میں سے ہیں۔ آپ کا مزار مبارک دہلی میں مہرولی شریف زیارت گاہ خاص وعام ہے۔

حضرت خواجہ امیر خورد کرمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: جب شیخ شیوخ العالم فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمتہ والرضوان نے چاہا کہ مجاہدہ اختیار کریں تو آپ نے اس کے متعلق حضرت شیخ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا: حضرت شیخ نے فرمایا: ''طے'' کرو چنانچہ آپ نے تین روز تک کچھ نہ کھایا۔ تیسرے دن افطار کے وقت ایک شخص چند روٹیاں لایا۔ آپ نے یہ سمجھ کر کہ یہ غیب سے آئی ہیں انہیں تناول فرمالیا۔ کھانے کے بعد آپ نے دیکھا کہ ایک کوا درخت پر بیٹھا ہوا مردار کی آنتوں کے ٹکڑے کھا رہا ہے۔ جیسے ہی آپ کی نظر اس کوے پر پڑی اس منظر کو دیکھ کر آپ کا جی متلایا اور جو کچھ کھایا تھا وہ قے کے راستے باہر نکل گیا اور آپ کا پاک معدہ اس کھانے سے خالی ہوگیا۔

سنگریزے شکر بن گئے

جب آپ نے یہ بات اپنے پیر سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا مسعود تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ تم نے تین روز کے بعد جو افطار کیا تھا وہ ایک شرابی کے کھانے سے افطار کیا تھا۔ یہ تم پر اللہ تعالیٰ کی عنایت ہوئی کہ تمہارے معدے نے وہ کھانا قبول نہیں کیا۔ اب جاؤ اور پھر

''طے'' کرو۔ تین روز کے بعد جو چیز تمہیں غیب سے ملے اس سے افطار کرنا۔ چنانچہ پھر آپ نے تین روز کا ''طے'' کیا۔ لیکن چھ روز گزر گئے اور کوئی کھانا آپ کو نہ پہنچا۔ انتہا درجہ کا ضعف پیدا ہوا۔ یہاں تک کہ ایک پہر رات گزر گئی ضعف اور بڑھ گیا اور بھوک کی حرارت سے نفس جلنے لگا۔ آپ نے مبارک ہاتھ زمین کی طرف بڑھایا اور زمین سے چند سنگریزے (پتھر کے ٹکڑے) اٹھا کر اپنے منہ میں ڈال لئے۔ آپ کے دہن مبارک کی برکت سے وہ سنگریزے شکر ہوگئے۔ حکیم سنائی نے کیا اچھا کہا ہے

سنگ در دست تو گہر گردد
زہر در کام تو شکر گردد

(سیر الاولیاء ص ۱۴۱)

جن کی نگاہ تحت الثریٰ سے عرش معلیٰ تک ہے

اور حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ماہ رمضان المبارک ۵۸۴ھ کو جب اس دعا گو نے دولت پابوسی حاصل کی تو حضور قطب الاسلام بختیار کاکی نے اسی وقت کلاہ چہار تر کی میرے سر پر رکھی اور بہت شفقت فرمائی۔ اس دن میں قاضی حمید الدین ناگوری، مولانا علاء الدین کرمانی، سید نور الدین غزنوی، شیخ نظام الدین ابوالمؤید، مولانا شمس الدین ترک خواجہ محمود موزہ دوز اور دیگر عزیز بھی حاضر خدمت تھے کہ اولیاء اللہ کی کشف وکرامات کا ذکر چھڑ گیا۔ حضرت خواجہ قطب الاسلام ادام اللہ تعالیٰ بقائہ یہ الفاظ مبارک زبان پر لائے کہ...... مجھ کو اس قدر روشنی حاصل ہے کہ اگر آسمان پر نظر بھر کر دیکھتا ہوں تو عرش تک صاف نظر آتا ہے اور کوئی حجاب حائل نہیں ہوتا اور جب زمین پر نظر ڈالتا ہوں تو تحت الثریٰ تک سب معلوم ہو جاتا ہے۔ ملخصا

(ملفوظات خواجگان چشت حصہ اول۔ فوائد السالکین ص ۱۱۳)

ایک دن میں ہزار قرآن پاک

اور حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ فوائد السالکین کی مجلس دوم میں تحریر فرماتے ہیں: حضرت قطب الاقطاب بختیار کاکی علیہ الرحمتہ نے فرمایا: ایک دفعہ میں اور قاضی حمید

Scanned with CamScanner

الدین ناگوری دونوں کعبہ شریف کا طواف کر رہے تھے کہ ہم نے ایک بزرگ کو دیکھا کہ اس کو بھی شیخ عثمان کہتے تھے اور وہ خواجہ ابو بکر شبلی علیہ الرحمۃ کے مریدوں میں سے تھا۔ اس کا کمال و بزرگی دریافت کرکے ہم اس کے پیچھے ہو لئے۔ جس جگہ وہ بزرگ جاتا اور جس طرف کو قدم اٹھاتا میں اور قاضی حمید الدین ناگوری اس کے قدم پر قدم رکھتے۔ چوں کہ وہ پیر روشن ضمیر تھا ہماری مطابعت سے مطلع ہوا اور پلٹ کر ہم سے کہا کہ اس ظاہری متابعت سے کیا ہوتا ہے جو کچھ میں کرتا ہوں تم بھی کرو۔ ہم دونوں نے پوچھا: حضرت آپ کیا کرتے ہیں؟ فرمایا میں ہر روز ہزار قرآن ختم کرتا ہوں۔ ہم یہ بات سن کر حیران رہ گئے اور اپنے دل میں یہ سوچنے لگے کہ شاید ہر سورت کا شروع پڑھ پڑھ کر ہزار پورے کر لیتے ہوں گے۔ یہ خیال ہمارے دل میں گزرا ہی تھا کہ اس بزرگ نے سر اونچا کرکے فرمایا حرفاً بعد حرف می خوانیم۔ یعنی ایک ایک حرف کرکے پڑھتے ہیں (مطلب یہ ہے کہ ایک حرف بھی نہیں چھوڑتے پورا قرآن مجید پڑھتے ہیں)۔

(ملفوظات خواجگان چشت حصہ اول ص ۱۲۰)

حضرت قطب الاقطاب بختیار کاکی علیہ الرحمۃ والرضوان کے اس فرمان سے کہ تم نے تین روز کے بعد جو افطار کیا تھا وہ ایک شرابی کے کھانے سے افطار کیا تھا اور اس فرمان سے کہ اوپر عرش تک اور نیچے تحت الثریٰ تک میرے لئے کوئی حجاب نہیں۔ ان کا یہ عقیدہ صاف ظاہر کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے علم غیب حاصل ہے اور خواجہ ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید والے واقعہ سے ان کا یہ عقیدہ ثابت ہوا کہ اللہ والے دلوں کے خیالات سے بھی واقف ہو جاتے ہیں۔

(۱۲۱)

اللہ کے متوکل بندے

ایک عابد نے مسجد میں اعتکاف کیا مگر ان کا کوئی ذریعہ معاش نہیں تھا۔ امام مسجد نے کہا تم اگر جا کر روزی کماتے تو اچھا ہوتا انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ امام مسجد نے اپنی بات تین بار دہرائی، چوتھی بار امام کو جواب دیتے ہوئے عابد نے کہا: مسجد کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا ہے جس نے میرے لئے روزانہ دو روٹیاں دینے کا ذمہ لیا ہے امام نے کہا "اگر وہ ذمہ لینے میں سچا ہے تو مسجد میں تمہارا بیٹھ رہنا اچھا ہے۔" عابد نے امام سے کہا "اگر تو توحید میں ناقص ہونے کے باوجود امام نہ بنتا تو بہتر تھا تجھے اللہ کے آگے لوگوں کا مقتداء بننا تیرے لائق نہیں کیونکہ تو ایک یہودی کی ضمانت کو اللہ کی ضمانت پر فوقیت دیتا ہے اس سلسلہ میں سیّدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے اشعار ہیں۔"

الطلب رزق الله من عند غيره
وتصبح من خوف العواقب امنا

کیا تو اللہ کے رزق کو غیر سے مانگتا ہے اور غیر کے بھروسے پر انجام اور عواقب سے بے خوف رہتا ہے۔

و ترضى بصراف وان كان مشركا
ضمينا ولا ترضى بربك ضامنا

تو مشرک صراف کی ضمانت پہ راضی ہو جاتا ہے اور اپنے رب کی ضمانت پہ رضا مند نہیں ہے۔

وہ جنہوں نے اپنے رب کو پسند کیا

اولیاء اللہ میں سے ایک کا فرمان ہے اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کیا تو ہر ایک کے لئے کام اور پیشہ بھی ظاہر فرمایا چنانچہ سب نے کسی نہ کسی صنعت کو پسند کیا پھر جب وہ دنیا میں آئے تو ان کی زبان پر وہی جاری ہو گیا جو انہوں نے پسند کیا تھا البتہ ایک گروہ ان سے جدا ہو گیا جس نے کوئی پیشہ پسند نہیں کیا جب انہیں کچھ پسند کرنے کو کہا گیا تو انہوں نے عرض کیا: ''ہمیں ان چیزوں میں سے کچھ پسند نہیں۔'' اس کے بعد انہیں عبادت کے مقامات دکھائے گئے۔ انہوں نے عرض کیا: ''اے رب العالمین! ہم نے تیری خدمت پسند کی۔'' ارشاد ہوا: ''میری عزت و جلال کی قسم ان تمام کو تمہارا تابعدار بناؤں گا اور میری عزت و جلال کی قسم روز قیامت تم لوگوں کو تمہارے اہل محبت وعقیدت اور خدمت گاروں کا شفیع بناؤں گا۔''

طلب رزق کا فارمولا

منقول ہے کہ ایک گروہ سیدہ الطائفہ امام جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا اور روزی طلب کرنے کی اجازت مانگی، فرمایا: ''اگر پتہ ہو کہ تم لوگوں کی روزی کہاں ہے تو ضرور طلب کرو۔'' عرض: ''پھر ہم رب تعالیٰ سے مانگیں؟'' فرمایا: ''اگر تم سمجھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں فراموش کر دے گا تو ضرور یاد دلاؤ۔'' عرض: ''اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اپنے گھروں کے اندر بیٹھ کر اس پر توکل کرنا چاہئے۔'' فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے معاملہ کا تجربہ کرنا اس کی قدرت میں شک کرنے کے مترادف ہے۔'' عرض: ''پھر کیا ذریعہ کریں۔'' فرمایا: ''ذریعہ یہی ہے کہ ذریعہ کو ترک کر دیا جائے۔'' (نزہۃ)

تحریر توکل اور ایک متوکل

اہل ارادت میں سے ایک شخص کا قصہ ہے کہ طلب رزق کے لئے چلے اور تھک ہار کر ایک ویران علاقہ میں آرام کرنے کی نیت سے جا بیٹھے وہاں شکستہ دیواروں میں انہیں ایک سبز سنگ مرمر کی تختی نظر آئی جس پر سفید خط میں یہ اشعار لکھے ہوئے تھے۔

لما رائیتك جالسا مستقبلا
ایقنت انك للهموم قرین

جب میں نے تجھ کو اپنی طرف متوجہ بیٹھا ہوا دیکھا تو یقین ہو گیا کہ تو رنج و غم کا ہمدم ہے۔

مالا یکون فلا یکون بحیلته
ابدا وما هو کائن سیکون

جو کچھ نہیں ہونے والا ہے وہ کسی ترکیب سے کبھی نہیں ہوگا اور جو ہونے والا ہے وہ عنقریب ہو جائے گا۔

سیکون ماهو کائن فی وقته
واخو الجهالة متعب مخزون

جو چیز ہونے والی ہے اپنے وقت پر ہو جائے گی اور نادان بلا وجہ تھکتا اور غم کھاتا ہے۔

فلعل ما تخشاه لیس بکائن
ولعل ماترجوه سوف یکون

ہو سکتا ہے جس سے تو ڈرتا ہے وہ کبھی نہ ہو اور ممکن ہے جس کی تجھے امید ہے وہی ہو جائے۔

یسعی الحریص فلا ینال بحرصه
حظا و یحظی عاجز و مهین

لالچی کوشش کرتا ہے اور اسے حرص سے کچھ نہیں ملتا اور عاجز و کمزور حصہ پا لیتا ہے۔

فارفض لها و تعر من اثوابها
ان کان عندك للقضاء یقین

فکر مندی چھوڑ اور اس کے لباس سے عاری ہو جا اگر تجھے تقدیر کا یقین ہے۔

هون علیك وکن بربك واثقا
فاخو التوکل شانه التهوین

بے فکر بن اور اپنے ربّ پر اعتماد رکھ کیونکہ متوکل کی شان بے فکر رہنا ہے۔

طرح الاذی عن نفسه فی رزقه

لما تیقن انه مضمون

توکل والا روزی کی مشقت ترک کر دیتا ہے کیونکہ اسے یقین ہے کہ رزق کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔

اس تختی کو پڑھ کر وہ اپنے گھر لوٹ آئے اور پھر روزی کی فکر میں سرگردانی ختم کر دی۔

☆ حضرت شیخ ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ ایک مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے، نماز پوری ہونے کے بعد امام مسجد نے پوچھا: ''اے ابو یزید! کھاتے کہاں سے ہو؟'' فرمایا: ''ذرا رکو! پہلے اس نماز کو دہرالوں جو تمہارے پیچھے پڑی ہے، تجھے جب مخلوق کو روزی دینے والے ہی کے بارے میں شک ہے تو تیرے پیچھے نماز کہاں جائز ہے؟'' رضی اللہ عنہ

(روض الریاحین)

(۱۲۲)

ارادت ہو تو دیکھ ان کو

سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

گزرے ہوئے زمانے کی بات ہے، دو میاں بیوی تھے، ان کے پاس کچھ نہ تھا۔ ایک دن آدمی سفر سے آیا، سخت بھوکا تھا، بیوی سے کہنے لگا: کوئی چیز کھانے کو ہے؟

کچھ بھی نہ تھا ویسے دل بہلاوے کے لئے کہنے لگی:

خوش ہو جاؤ اللہ تعالیٰ رزق دے گا۔

وہ کہنے لگا: افسوس ہے! طفل تسلی مت دو، کچھ ہے تو تلاش کر کے لے آؤ۔

کہنے لگی: ہاں! آنے ہی والا ہے بس ذرا انتظار کیجئے۔ ہمیں اللہ کی رحمت سے بہت امید ہے۔ جب اس کا ٹال مٹول حد سے بڑھ گیا تو کہنے لگا:

اللہ کی بندی! بہت افسوس کی بات! اگر کچھ ہے تو کھڑی ہو جا اور جلدی لے آ، اتنی تکلیف ہے کہ میرا پیمانہ صبر لبریز ہو رہا ہے۔

بیوی کہنے لگی: ہاں ابھی تنور ٹھنڈا ہوتا ہے تو لے آتی ہوں، ذرا صبر کریں۔

جب اس نے کچھ دیر خاموشی اختیار کی اور بیوی بھی انتظار میں تھی کہ اچانک بیوی کے دل میں خیال آیا کہ میں بھلا تنور میں جا کر دیکھوں تو سہی، جب وہ گئی تو تنور دیکھا کہ وہ بکری کے بھنے ہوئے شانوں سے بھرا پڑا ہے اور چکی جو ہے وہ آٹا پیس رہی ہے۔ بیوی چکی کی جانب گئی اسے جھاڑا اور روٹیاں تیار کیں اور تنور میں جو بکری کے بھنے ہوئے شانے تھے ان کو باہر نکالا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم! محمد ﷺ کی جان جس کے ہاتھ میں ہے اگر وہ بی بی چکی کے پاٹے میں جو تھا وہی لیتی جاتی اسے جھاڑتی نہ تو وہ قیامت تک

Scanned with CamScanner

پیستی جاتی۔'' (مسند احمد: ۲/۴۲۱)

غائب سے روزی

ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک آدمی اپنے گھر داخل ہوا، جب دیکھا کہ گھر میں بہت ہی فاقہ ہے تو صحرا کی جانب نکل گیا۔ بعد میں جب اس کی بیوی نے دیکھا کہ میرے خاوند کو سخت دھچکا لگا ہے تو وہ چکی کی جانب گئی، اسے اس کی جگہ پر لگا دیا اور تنور کی جانب متوجہ ہوئی اسے آگ لگائی۔ پھر کہنے لگی: ''اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا''

''اے اللہ! ہمیں رزق کی فراوانی عطا فرما۔''

پھر جب اس نے ٹپ دیکھا کہ وہ سالن سے بھر گیا ہے اور تنور کی طرف گئی تو اسے روٹیوں سے بھرا ہوا پایا۔ آدمی واپس آیا کہنے لگا: میرے بعد کچھ کھانے کو ملا ہے یا کہ نہیں؟ بیوی نے جواب دیا: ''نَعَمْ مِنْ رَّبِّنَا''

ہاں! کسی نے تو نہیں دیا بلکہ صرف ہمارے رب کی جانب سے ملا ہے۔

بعد ازاں اس عورت نے وہ چکی اٹھا دی۔ آدمی نے اس واقعہ کو نبی ﷺ کے سامنے ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ اس چکی کو نہ اٹھاتی تو یہ روز قیامت تک رواں رہتی۔'' (مسند احمد: ۲/۵۱۳)

(۱۲۳)

یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں

حضرت سیّدنا ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت سیّدنا ہقل بن زیاد اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ نے دورانِ وعظ ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! تم اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا بہت شکر ادا کرو جن کی وجہ سے تم اللہ تعالیٰ کی بھڑکائی ہوئی اس آگ سے دور کر دیئے گئے جو دلوں تک چڑھ جاتی ہے۔ تم ایسے گھر میں ہو جس میں تھوڑی ہی دیر ٹھہرنا ہے اور تم بہت ہی قلیل عرصہ کے لئے ان لوگوں کے نائب بن کر آئے ہو جن کی عمریں تم سے زیادہ تھیں، ان کے جسم تم سے زیادہ لمبے تھے، انہوں نے پہاڑوں کو کھود کر پھاڑ ڈالا اور چٹانیں توڑ ڈالیں۔ وہ ایسے جنگجو اور بہادر تھے کہ شہروں میں پہنچ کر شدید حملہ کرتے، ان کے اجسام ستونوں کی مانند تھے۔ انہوں نے اس فانی دنیا میں بہت کم وقت گزارا۔ گردشِ ایام نے ان کی طویل عمریں گھٹا دیں، ان کے نشانات مٹا دیئے، ان کے گھروں کو ویران کر دیا اور ان کے ذکر کو بھلا دیا۔ ان میں سے کوئی بھی باقی نہ رہا، جو لوگ بہت گرج دار آواز میں باتیں کرتے تھے مرنے کے بعد کبھی ان کی دھیمی سی آواز بھی سنائی نہ دی۔

وہ فضول امیدوں میں پڑے عیش و عشرت سے زندگی بسر کر رہے تھے۔ انہوں نے لوگوں کے انجام سے عبرت حاصل نہ کی اور غفلت کی وادیوں میں بھٹکتے رہے۔ پھر اچانک رات کے وقت ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوا تو ان میں سے اکثر اپنے گھروں میں سوئے ہی رہ گئے (یعنی موت کے منہ میں اُتر گئے) اور جو باقی رہ گئے تھے وہ عذاب کے آثار و نشانات، زوالِ نعمت، اور تباہ و برباد گھروں کو دیکھنے لگے۔ ان باتوں میں ان لوگوں کے لئے عبرت و نشانیاں ہیں جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

ان کے بعد تمہاری عمریں کم ہوگئی ہیں۔ دنیا فنا کی طرف بڑی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ اب ہر طرف برائیوں کا دور دورہ ہے۔ عفو و درگزر پیٹھ پھیر گیا، خیر خواہی اور نرمی رخصت ہوگئی۔ اب عبرتناک ہولناکیاں، مختلف قسم کی سزائیں، فتنہ وفساد، لغزشوں کی بھرمار اور گزرے ہوئے ان لوگوں کی بری باتیں باقی رہ گئیں جن کی وجہ سے خشکی اور سمندر میں فساد برپا ہوا۔ اے لوگو! تم ان غافلوں کی طرح نہ ہو جانا جنہیں طویل عمری کی جھوٹی امیدوں نے دھوکے میں ڈالے رکھا۔"

(عیون الحکایات)

(۱۲۴)

دنیا کا اپنے اہل کے ساتھ سلوک

(ابن ابی الدنیا روایت کرتے ہیں کہ) حسن بن سعید قواریری فرماتے ہیں: ایک شخص کھجور کی گٹھلیاں جمع کیا کرتا تھا اور یہ شعر پڑھتا تھا۔ (دیوان ابی عتاھیہ ص ۳۱۰)

میں دیکھ رہا ہوں کہ دنیا جس کے پاس کثرت سے آرہی ہے یہ اس کے لئے عذاب بنتی جارہی ہے جو اس کا اکرام کرتے ہیں ان کی ذلت آمیز توہین کرتی ہے اور جو اسے ذلیل کرتے ہیں ان کا اکرام کرتی ہے جب تو کسی چیز سے مستغنی ہے تو اسے چھوڑ دے، اور جس چیز کی ضرورت ہے اسے لے لے۔

☆ محمد بن حسین فرماتے ہیں: مجھے ابوعبداللہ محمد بن معاویہ نے خبر دی وہ اپنے کسی شیخ سے روایت کرتے ہیں کہ انہیں یہ خبر پہنچی کہ دنیا کی طرف یہ حکم بھیجا گیا کہ اب جو تیری خدمت کرے اسے تھکا دے اور جو میری خدمت کرے تو اس کی خادمہ بن جا۔

(حلیۃ الاولیاء ۳/۱۹۴)

☆ ابوعبداللہ اصفہانی فرماتے ہیں: میں نے محمد بن نعمان بن عبدالسلام کو یہ اشعار پڑھتے ہوئے سنا!

اگر وہ (قیامت کا) عظیم دن تیرے سامنے ہوتا تو دنیا تجھے قید خانہ نظر آتی۔

اور تو دنیوی زندگی پر مطمئن نہ ہوتا۔ اے کمزور حال انسان: کیا تجھے معلوم نہیں کہ ہمیں ایک روز اپنے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا اگر ہمیں دوبارہ اٹھا کر زندہ کرلیا گیا اور اعمال کا محاسبہ کرلیا گیا پھر سابقہ اعمال کا دبدبہ دیئے بغیر نہیں چھوڑا جائے گا کتنی عظیم بات ہوگی جب ہمیں ٹھہرالیا جائے گا۔

بھلا پانی کو مٹھی میں پکڑا جا سکتا ہے؟

حسین بن عبداللہ نے یہ اشعار سنائے: ترجمہ: جب میرے اعضاء نے ہی مجھے کوئی نفع نہیں پہنچایا تو کوئی اور چیز مجھے نفع نہیں دے سکتی، میں دنیا کی آرزوئیں رکھے ہوئے ہوں اور اس کے مال ومتاع سے باطنی زہر حاصل کر رہا ہوں جو سراسر موت کا سبب ہے۔ دنیا کو حاصل کرنے والا پانی کو مٹھی میں پکڑنے والے کی طرح ہے جو انگلیوں کے درمیان سے بہہ جاتا ہے یا اس خواب دیکھنے والے کی طرح جو اپنے خواب سے خوش ہو رہا ہے اور نیند میں چند پراگندہ خیالات سے لطف اندوز ہو رہا ہے۔ چنانچہ جب رات جاتی ہے تو اس کی خوشی بھی چلی جاتی ہے اور مشقتوں کے حملے پھر شروع ہو جاتے ہیں۔

☆ ابن ابوالحواری سے سننے والے نے بتایا: میں نے مکہ میں ابوصفوان رعینی سے پوچھا: وہ دنیا کون سی ہے جس کی اللہ نے قرآن میں مذمت فرمائی ہے اور عقلمند کو جس سے بچنا چاہئے۔ فرمانے لگے تو دنیا کی جو چیز دنیا ہونے کی حیثیت سے حاصل کرے تو یہ مذموم ہے اور دنیا کی جس چیز سے آخرت مقصود ہو وہ مذموم نہیں۔ (حلیۃ الاولیاء ۱۰/۸)

☆ ابن ابی الحواری سے سننے والے نے بتایا: انہیں ابوعبدالرحمٰن موصلی نے خبر دی، انہیں ابومسلم قائد اعمش نے، وہ اعمش سے روایت کرتے ہیں وہ ابراہیم سے کہ لوگ دنیا کے طالب رہا کرتے تھے۔ مگر جب ان کی عمر چالیس سال ہو جاتی تو آخرت کے طالب بن جاتے تھے۔ میں نے یہ بات معافی بن عمران سے ذکر کی تو انہیں بات پسند آئی میں نے پوچھا اے ابوعبدالرحمٰن! چالیس سال کے بعد کس چیز سے آخرت طلب کی جاتی تھی؟ فرمایا: یومیہ خوراک کے بدلے۔

☆ عون بن ابراہیم فرماتے ہیں: مجھے احمد بن ابی الحواری نے خبر دی انہوں نے اہل بصرہ کے ایک مؤدب سے سنا جس کا نام ابوغسان تھا، ایک نوجوان نے ان سے کہا: اے ابوغسان! اس نے کہا: جی میرے پیارے! اس نے پوچھا: دنیا دل سے کب نکلتی ہے؟ انہوں نے فرمایا: جب مشروعات کی اصل اور پختہ عزم آ جاتا ہے تو دنیا دل سے نکل جاتی ہے اور دل آسمانوں کی پرواز کرنے لگتا ہے مگر جب عزیمت نہ پائی جائے تو دل مضطرب و پریشان ہو کر دوبارہ دنیا کی طرف لوٹ آتا ہے۔ (کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

(۱۲۵)

حقیقت سمع وصبر

ابن جوزی لکھتے ہیں: میں نے یہ آیت پڑھی: قُلْ اَرَاَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَ خَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ بھلا بتاؤ تو اگر اللہ تعالیٰ تمہارے کان اور آنکھیں لے لے اور تمہارے دلوں پر مہر کر دے تو اللہ کے سوا کون ہے جو تمہیں لا دے گا۔ اس آیت میں مجھے ایسا اشارہ ملا کہ میرے حواس بمشکل قائم رہ سکے قریب تھا کہ میں بے ہوش ہو جاتا وہ یہ کہ آیت میں یا تو نفس سمع اور بصر مراد ہوگی کہ یہ آلہ اور ذریعہ ہیں مسموعات اور مبصرات کے ادراک کا اور یہ دونوں یعنی کان اور آنکھ سننے اور دیکھنے کی چیزوں کو قلب پر پیش کرتے ہیں اور وہ ان میں تدبر کرتا اور تصرف کرتا ہے تو جب مخلوقات کو سمع (کان) پر اور بصر (آنکھ) پر پیش کیا گیا اور ان دونوں نے ان کے حالات قلب تک پہنچائے کہ یہ وجود خالق پر دلالت کرتے ہیں اس کی طاعت پر تیار کرتے ہیں اور مخالفت پر اس کی پکڑ سے ڈراتے بھی ہیں تو یہ ان اعضاء کے فائدہ کا اظہار واثبات ہے ورنہ تو مقصد کے برعکس ہو جائے گا اور اگر سمع بصر سے عضو کے بجائے معنی مراد ہے یعنی سننا اور دیکھنا تو پھر ان کو لینے کا مطلب یہ ہوگا کہ جو سنیں اس کی حقیقت کا ذہول ہو جائے اور جو دیکھیں اس کی حقیقت کا ذہول ہو جائے محفوظ نہ رہے اپنی خواہشات میں مشغول ہونے کی وجہ سے تو انسان کو ان آلات کے حقیقی فائدہ کے سلب ہونے کا عذاب دیا جائے گا چنانچہ وہ دیکھتا ہے اور گویا اس نے کچھ نہیں دیکھا اور سن رہا ہے اور گویا کہ کچھ نہیں سنا اور قلب ان کے ذریعہ سے جو کچھ حاصل کرتا تھا اس سے فارغ ہے گویا انسان مجسم خطا بن کے رہ گیا ہے۔ جسے کچھ پتہ نہیں کہ اس سے کیا مطالبہ ہے یہ بات اس پر کچھ اثر نہیں رکھتی کہ وہ ہر لمحہ ختم ہو رہا

ہے کوئی کھلی اور واضح نصیحت اسے کچھ نفع نہیں دیتی۔ اسے کچھ پتہ نہیں میں کہاں ہوں اور میں کیوں ہوں اور میں کدھر جا رہا ہوں طبعی طور پر وقتی نفع اور مصلحت کو پہچان لیتا ہے مگر آخرت کے خسارہ کی فکر نہیں رکھتا، کسی ساتھی سے عبرت پکڑتا ہے نہ کسی دوست سے نصیحت لیتا ہے اور نہ ہی اپنے سفر کے لئے سامان مہیا کرتا ہے جیسا کہ کسی شاعر کا قول ہے (ترجمہ)

لوگ غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں اور موت انہیں بیدار کر رہی ہے، عمر کے ختم ہونے تک یہ ہوش میں آنے کے نہیں ہیں اپنے اعزہ و اہل کو مجمع کی شکل میں رخصت کرتے ہیں اور ان حالات کو بھی دیکھ رہے ہیں۔

جن میں مبتلا ہو کر وہ قبروں میں گئے اور پھر اپنی غفلت کی نیند میں یوں لوٹ آتے ہیں گویا انہوں نے کچھ نہیں دیکھا اور نہ کچھ جانا اور اکثر لوگوں کی حالت یہی ہے پس ہم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتے ہیں آلات و اعضاء کے فوائد کے سلب ہو جانے سے کہ یہ حالات میں سے بدترین حالت ہے۔

(صید الخاطر)

(۱۲۶)

ہمارے آقا پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم

ابن ابی الدنیا نے حضرت عبداللہ بن عمرو کا بیان نقل کیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ کی طرف سے حضرت آدم علیہ السلام کے ٹھہرنے کا ایک خاص مقام ہوگا...... دو سبز کپڑے پہنے وہ ایسے معلوم ہوں گے جیسے کوئی کھجور کا لمبا درخت...... اپنی جگہ کھڑے کھڑے دوزخ کی طرف جانے والوں کو دیکھتے ہوں گے......

اسی اثناء میں امت محمدیہ کے ایک شخص کو دوزخ کی طرف لے جاتا دیکھ کر پکاریں گے: احمد! میں جواب دوں گا: ابوالبشر میں حاضر ہوں...... حضرت آدم علیہ السلام کہیں گے: تمہاری اُمت کے اس آدمی کو دوزخ کی طرف لے جایا جا رہا ہے...... میں یہ سنتے ہی فوراً جلد جلد تیاری کر کے فرشتوں کے پیچھے جاؤں گا...... اور کہوں گا: اے اللہ کے قاصد ٹھہر جاؤ...... فرشتے کہیں گے، ہم سخت خو اور طاقتور ہیں اللہ جو حکم دیتا ہے اس کے خلاف نہیں کر سکتے...... جیسا حکم ملتا ہے ویسا ہی کرتے ہیں......

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناامید ہو جائیں گے تو بائیں ہاتھ کی مٹھی میں ریش مبارک پکڑ کر عرش کی طرف رخ کر کے عرض کریں گے۔ میرے مالک تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ مجھے میری امت کے بارے میں رسوا نہ کرے گا...... فوراً عرش سے ندا آئے گی: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کہنا مانو اور مقام (میزان) کی طرف اس بندہ کو واپس لے آؤ......

(حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا: پھر میں پورے برابر ایک سفید پرچہ اپنی گود سے نکال کر بسم اللہ کہہ کر ترازو کے دائیں پلڑے میں ڈالوں گا...... جس سے نیکیوں کا پلڑہ جھک جائے گا...... فوراً ندا ہوگی کامیاب ہو گیا...... اس کی کوشش کامیاب ہو گئی (اس کی نیکیوں کا وزن)

بھاری نکلا اس کو جنت کی طرف لے جاؤ...... وہ شخص (فرشتوں سے) کہے گا اے میرے رب کے کارندو ذرا ٹھہر جاؤ میں اس معزز بندہ سے کچھ دریافت کرلوں جس کی بارگاہ الٰہی میں اتنی عزت ہے......

پھر (رسول اللہ ﷺ کی طرف رخ کر کے) کہے گا: آپ پر میرے ماں باپ قربان آپ کون ہیں؟ آپ کا چہرہ اتنا حسین اور آپ کی اخلاق کتنے اعلیٰ ہیں...... آپ نے مجھے لوٹا دیا اور میری آبرو پر رحم فرمایا...... میں جواب دوں گا: میں تیرا وہی نبی محمد (ﷺ) ہوں اور یہ تیری وہ درودیں تھیں جو تو مجھ پر پڑھتا تھا...... آڑے وقت میں تیرے کام آئیں......

(تفسیر مظہری)

گھر بار کی حفاظت کا عمل

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ آیت چوری کے لئے امان ہے:

"قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى"

"آپ فرمایئے یا اللہ کہہ کر پکارو یا یا رحمٰن کہہ کر پکارو جس نام سے اسے پکارو اس کے سارے نام ہی اچھے ہیں......"

ایک صحابی جب سونے لگے اور چارپائی پر لیٹے تو انہوں نے یہ آیت پڑھی...... رات کو چور ان کے گھر میں داخل ہو گیا...... گھر میں جو سامان تھا وہ اس نے گٹھڑی میں باندھا اور اسے سر پر اٹھا لیا...... گھر کا مالک جاگ رہا تھا اور دیکھ رہا تھا...... جب چور اس کا سامان اٹھا کر دروازے پر پہنچا تو دروازے کو بند پایا...... گٹھڑی کو اس نے اتار کر نیچے رکھا تو دروازہ کھل گیا......

پھر اس نے اسے اٹھایا...... مالک مکان یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا...... جب چور دروازے تک پہنچا تو کواڑوں کو بند پایا...... پھر اس نے وہ گٹھڑی نیچے رکھ دی فوراً دروازہ کھل گیا...... اس نے تین مرتبہ کیا، ہر مرتبہ ایسا ہوتا رہا: مالک مکان اب ہنس پڑا...... اس کو کہا:

اے شخص میں اپنے گھر کی اور جو سامان ہے اس کی حفاظت کا انتظام کر کے سویا تھا...... (حجۃ اللہ علی العالمین ۲/۲۰۰)

حضور جانتے ہیں

ابن جلاء کہتے ہیں کہ میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا...... مجھ پر فاقہ تھا...... میں قبر شریف کے قریب حاضر ہوا اور عرض کیا: حضور ﷺ: میں آپ کا مہمان ہوں...... مجھے کچھ غنودگی سی آ گئی...... تو میں نے حضور ﷺ کی زیارت کی...... حضور ﷺ نے مجھے ایک روٹی مرحمت فرمائی...... میں نے آدھی کھائی...... اور جب میں جاگا تو آدھی میرے ہاتھ میں تھی......

(فضائل حج ص ۱۸۸ از وفاء شریف)

☆ میرے بھائیو! ایک وقت ایسا بھی چشم فلک نے دیکھا کہ میرے پیغمبر ﷺ کو خدا نے کتنی عظمت دی کہ ابوجہل مٹھی میں کوئی چیز لے کر کہتا تھا کہ:...... اے محمد ﷺ! بتاؤ میری مٹھی میں کیا ہے؟ یہ وقت بھی آیا کہ حضور علیہ السلام کے معجزات کو دیکھ کر زمانہ دنگ رہ گیا۔ میں اس پیغمبر کی عظمت کو سلام پیش کرتا ہوں...... میں اس پیغمبر کی پاؤں کی خاک کو آنکھوں میں لگانا عظمت سمجھتا ہوں......

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اور بڑے بڑے سیرت نگار لوگوں نے اپنی کتابوں میں یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ ابوجہل نے حضور علیہ السلام کے سامنے آ کر اس طرح مٹھی کو بند کیا اور مٹھی کو بند کر کے کہتا ہے:...... اے محمد ﷺ! بتاؤ میری مٹھی میں کیا ہے؟...... تو حضور علیہ السلام نے جواب میں فرمایا:...... میں بتاؤں تیری مٹھی میں کیا ہے یا تیری مٹھی والی چیز بتائے کہ میں کون ہوں؟...... اس نے کہا:...... چلو یہ مٹھی والی چیز بتائے...... بس یہ کہنے کی دیر تھی کہ اس مٹھی میں کنکریاں تھیں ان کنکریوں سے آواز آئی،......

"اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ"

یہ میرے نبی ﷺ کی شان ہے...... (مثنوی مولائے روم علیہ الرحمۃ)

حیات انبیاء کرام علیہم السلام پہ ایک دلیل

علامہ امام قسطلانی شارح صحیح بخاری فرماتے ہیں:

Scanned with CamScanner

"وَمِنْهَا اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ فِيْ قَبْرِهٖ يُصَلِّيْ فِيْهِ بِاَذَانٍ وَّ اِقَامَةٍ وَّ كَذٰلِكَ الْاَنْبِيَآءُ وَلِهٰذَا قِيْلَ لَاعِدَّةَ عَلٰى اَزْوَاجِهٖ وَقَدْ ثَبَتَ اَنَّ الْاَنْبِيَآءَ يَحُجُّوْنَ وَيُلَبُّوْنَ فَاِنْ قُلْتَ كَيْفَ يُصَلُّوْنَ وَيَحُجُّوْنَ وَيُلَبُّوْنَ وَهُمْ اَمْوَاتٌ فِي الدَّارِ الْاٰخِرَةِ وَلَيْسَتْ دَارُ عَمَلٍ فَالْجَوَابُ اَنَّهُمْ كَالشُّهَدَآءِ بَلْ اَفْضَلُ مِنْهُمْ وَالشُّهَدَآءُ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَلَا يَبْعُدُ اَنْ يَّحُجُّوْا وَ يُصَلُّوْا"

(زرقانی علی المواہب ۵/۳۳۲)

"اور حضور ﷺ کے خصائص میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں......اور اذان واقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں......اور یہی حال تمام انبیاء کرام کا ہے......اسی لئے کہا گیا ہے کہ ان کی ازواج مطہرات پر عدت نہیں (کیونکہ وہ زندہ ہیں) اور بے شک یہ ثابت ہو چکا ہے کہ انبیاء کرام حج کرتے اور تلبیہ کہتے ہیں......پس اگر تو کہے کہ وہ کس طرح نماز پڑھتے......حج کرتے اور تلبیہ کہتے ہیں اور وہ گھر دار عمل نہیں ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ ان کا حال شہداء کی طرح بلکہ ان سے افضل ہے اور شہداء زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں تو اگر وہ حج کریں اور نماز پڑھیں تو کیا بعید ہے......"

سمندر نے راستہ دے دیا

بلکہ سیّد الانبیاء حبیب کبریا محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلاموں کے لئے سمندر سڑک بن گیا......اور آپ کے صحابی علاء الحضرمی نے سمندر کو عبور کیا اور اس شان سے سمندر عبور کیا کہ ان کے پاؤں تک نہ بھیگے......

ابو نعیم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے حضرت علاء الحضرمی کو بحرین کی طرف بھیجا اور راستہ میں سمندر آیا:

"فَعَبَرْنَا وَمَا بَلَّ الْمَاءُ اَسْفَلَ خِفَافِ......"

"تو ہم نے سمندر کو عبور کر لیا اور ہمارے اونٹوں کے سم تک نہ بھیگے......"

دیکھئے اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر سڑک بنا تھا' تو محمد رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کے لئے بھی سمندر پھٹ گیا......اور صحابہ کرام نے سمندر کو عبور کر لیا اور ان کے پاؤں تک نہ بھیگے......(دلائل النبوۃ ۳)

بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے؟

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی جب وفات ہوئی تو آپ کی نماز جنازہ ادا کر دی گئی اور آپ کو قبر میں رکھ دیا گیا......یعنی دفن کے لئے قبر میں اتارتے ہی:

"فاح من تراب قبره رائحه طيبته كالمسك"

آپ کی قبر کی مٹی سے کستوری کی طرح خوشبو آنے لگی اور لوگ ایک مدت تک آپ کی قبر پر آتے رہے......اور وہ مٹی لے کر اس کی خوشبو سے تعجب کرتے رہے......

اس وقت ایک شخص نے بتایا: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا اور آپ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی ایک جماعت ہے......آپ یہاں (قبر کی جگہ) ہی کھڑے ہیں......میں نے آپ کی خدمت میں سلام پیش کیا......آپ نے مجھے سلام کا جواب دیا......میں نے عرض کیا:

"ما وقوفك هذا يارسول الله صلى الله عليه وسلم قال: انتظر محمد بن اسماعيل"

"یارسول اللہ! آپ کے یہاں تشریف فرما ہونے کی وجہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: محمد بن اسماعیل (بخاری) کا انتظار کر رہا ہوں......"

وہ شخص بیان کرتے ہیں کہ چند دنوں بعد ہی مجھے خبر مل گئی کہ امام بخاری کا انتقال ہو گیا ہے......تو پتہ چلا کہ آپ کی وفات کا وہی وقت ہے جس وقت میں نے نبی کریم ﷺ کی (خواب میں) زیارت کی تھی......(مرقاۃ المفاتیح ج ۱ ص ۱۶/۱۵)

☆ حضرت معیقیب یمامی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حجۃ الوداع میں تھا......میں اپنے گھر گیا تو وہاں رسول اللہ ﷺ کو جلوہ افروز دیکھا اور عجیب بات مشاہدہ میں آئی کہ

ایک یمامی شخص ایک دن کے بچے کو لایا جو اسی وقت پیدا ہوا تھا...... رسول اللہ ﷺ نے اس بچے سے فرمایا:...... میں کون ہوں؟ اس بچے نے کہا،...... "اَنْتَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ"

"آپ اللہ کے رسول محمد ﷺ ہیں......"

اس پر حضور ﷺ نے فرمایا:...... "صَدَقْتَ بَارَکَ اللّٰہُ فِیْکَ"

"تو نے سچ کہا! اللہ تیری عمر میں برکت دے......"

اس کے بعد وہ بچہ نہ بولا...... یہاں تک کہ وہ جوان ہو گیا...... ہم نے اس بچے کا نام "مبارک الیمامہ" رکھا......

(از مدارج النبوت ج ا و شواہد النبوت، دلائل النبوت و مواہب لدنیہ)

(۱۲۷)

شیخ شیوخ العالم علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۶۷۰ھ میں ہوا۔

آپ حضرت قطب الاقطاب خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ اور سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء قدس سرہ العزیز کے پیر و مرشد ہیں۔ آپ ہی کی نگاہ فیض نے حضرت نظام الدین اولیاء کو سلطان المشائخ اور محبوب الٰہی بنا دیا۔ آپ کا مزار مبارک اجودھن شریف (پاکپتن) میں ہے۔ علم غیب کے بارے میں آپ کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔

حضرت خواجہ امیر خورد کرمانی تحریر فرماتے ہیں: سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس سرہ العزیز فجر کی نماز ادا کر کے ذکر حق میں مشغول تھے اور سر زمین پر رکھے ہوئے مستغرق تھے۔ اسی حالت میں بہت دیر گزر گئی۔ سردی کا موسم تھا۔ سرد ہوائیں چل رہی تھیں۔ اس لئے آپ کی پوستین لائی گئی اور آپ کے جسم مبارک پر ڈالی گئی کوئی خادم اس جگہ نہ تھا صرف میں تھا۔ اسی درمیان میں ایک شخص آیا اور بلند آواز سے سلام کیا۔ شیخ اس وقت بھی سر زمین پر رکھے ہوئے تھے اور پوستین اوڑھے ہوئے تھے۔ اس وقت شیخ نے پوچھا یہاں کوئی ہے؟ میں نے عرض کیا: میں ہوں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: اس وقت جو شخص آیا ہے وہ بڑ پیٹو، کوتاہ گردن، تنگ دہن اور زرد گوں ہے۔ میں نے دیکھا تو ایسا ہی تھا میں نے عرض کیا: جی ہاں وہ ایسا ہی ہے فرمایا زنجیر لپیٹے ہوئے ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ زنجیر لپیٹے ہوئے تھا۔ پھر فرمایا: کان میں کوئی چیز ڈالے ہوئے ہے میں نے دیکھا تو واقعی اس کے کان میں کوئی چیز

پڑی ہوئی ہے۔ میں نے عرض کیا: اس کے کان میں ایک بالا ہے۔ فرمایا جاؤ اس سے کہو کہ یہاں سے چلا جائے قبل اس کے کہ رسوائی ہو۔ اب جب میں نے مڑ کر اس کی جانب دیکھا تو وہ خود جا چکا تھا۔ (سیر الاولیاء ص ۱۵۹)

☆ اور خواجہ امیر خرد کرمانی نظامی تحریر فرماتے ہیں: سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہم اجودھن جارہے تھے کہ سرسی کے جنگل میں مجھے سانپ نے کاٹ لیا۔ وہ آدمی جو ہمارے ساتھ جارہا تھا اس نے سانپ کاٹنے کی جگہ کو باندھ دیا۔ زہر کا اثر جاتا رہا اور میں اچھا ہوگیا۔ جب ہم اجودھن (پاکپتن) پہنچے تو بے وقت ہو چکا تھا اور شہر کے تمام دروازے بند ہو چکے تھے۔ ساتھیوں نے مشورہ کیا کہ ہم حصار کی دیوار کود کر داخل ہو جائیں۔ ہم نے دیکھا کہ حصار (چہار دیواری) میں ہر طرف سوراخ پیدا ہو گئے۔ الغرض تمام ساتھی اوپر چڑھ گئے اور میں ڈر رہا تھا۔ ساتھیوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور اوپر چڑھا لیا۔ جب صبح ہوئی تو ہم شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے سب کی خیریت دریافت کی اور مجھ سے کچھ نہیں پوچھا۔ کچھ دیر کے بعد فرمایا سانپ کا کاٹنا ایک بات ہے لیکن دیوار کا چڑھنا کہاں آیا ہے۔ (سیر الاولیاء ص ۱۶۰)

عرفاء کے دل کی آنکھیں

اور حضرت خواجہ امیر خرد کرمانی تحریر فرماتے ہیں: میں نے اپنے چچا بزرگوار سیّد السادات سیّد حسین سے سنا ہے کہ ایک دفعہ شیخ شیوخ العالم فرید الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز نے شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھنا چاہا۔ کاغذ لے کر سوچنے لگے کہ خط میں ان کے القاب کیا لکھوں؟ پھر آپ کے دل میں آیا کہ خطاب ان کا لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے وہی لکھو چنانچہ اس مقصد کے لئے آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا تو لوح محفوظ میں ان کا لقب شیخ الاسلام لکھا ہوا دیکھا تو آپ نے بھی خط میں یہی القاب لکھا کسی اللہ کے ولی نے کہا ہے

قُلُوْبُ الْعَارِفِیْنَ لَهَا عُیُوْنٌ
تَرٰی مَالَا یَرَاهُ النَّاظِرُوْنَا

(یعنی عارفوں کے دلوں کو وہ آنکھیں نصیب ہیں جن سے وہ ایسی چیزیں دیکھتے ہیں کہ جنہیں عام دیکھنے والے نہیں دیکھتے۔) (سیر الاولیاء ص ۱۶۱)

غائب سے تھپڑ

اور خواجہ امیر خرد کرمانی تحریر فرماتے ہیں: سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک شخص دہلی سے اس لئے روانہ ہوا کہ اجودھن (پاک پٹن) پہنچ کر شیخ شیوخ العالم کے ہاتھ پر توبہ کرے۔ راستہ میں ایک گانے والی اس کے ساتھ ہو گئی۔ اس مطربہ نے بہت چاہا کہ وہ مرد اس کی محبت میں گرفتار ہو اور اس سے تعلق پیدا کرے لیکن چونکہ وہ مرد سچی نیت رکھتا تھا اس لئے اس فاحشہ کی طرف ذرا بھی متوجہ نہ ہوا۔ یہاں تک کہ ایک جگہ وہ دونوں ایک بہلی میں سوار ہوئے۔ وہ عورت اس کے نزدیک آکر بیٹھ گئی چونکہ اب ان دونوں کے درمیان کوئی چیز حائل نہ تھی اس حالت میں مرد کے دل میں کچھ معمولی سی اس کی خواہش ہوئی کہ وہ اس سے کچھ باتیں کرے یا دست درازی کرے لیکن عین اسی وقت میں ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ آیا اور ایک طمانچہ اس شخص کے منہ پر مار کر کہا کہ افسوس ہے کہ تم فلاں بزرگ کے پاس توبہ کی نیت سے جارہے ہو اور تمہاری یہ حرکتیں ہیں۔ وہ شخص فوراً متنبہ ہوا۔ الغرض! جب وہ شیخ شیوخ العالم حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے سب سے پہلے اس سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس روز تمہاری بڑی حفاظت کی۔ (سیر الاولیاء ص ۱۶۵)

اور لکھتے ہیں کہ حضرت سلطان المشائخ قدس سرہ فرماتے ہیں: حضرت شیخ فرید الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے ایک مرید محمد شاہ غوری تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ آپ کا نہایت راست العقیدہ معتقد اور سچا مرید تھا۔ ایک روز وہ نہایت پریشان و مضطرب آپ کی خدمت میں آیا۔ آپ نے اس کو پریشان دیکھ کر پوچھا۔ بتاؤ کیا بات ہے؟ اس نے کہا میرا ایک بھائی نہایت سخت بیمار ہے۔ میں نے اسے اس حالت میں چھوڑا ہے کہ اس میں کچھ رمق جان باقی تھی۔ شاید کہ اب اس کا انتقال بھی ہو چکا ہو۔ اس وجہ سے میں سخت مضطرب اور پریشان ہوں۔ آپ نے فرمایا جیسا تم اس گھڑی پریشان ہو میں تمام عمر اسی طرح

Scanned with CamScanner

پریشان رہا ہوں لیکن میں کسی سے کچھ نہیں کہتا۔ پھر اس سے فرمایا جاؤ۔ تمہارا بھائی صحت یاب (ٹھیک) ہو چکا ہے۔ محمد شاہ صاحب گھر واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کا بھائی تندرست ہو چکا تھا اور بیٹھا ہوا کھانا کھا رہا تھا۔ (سیر الاولیاء ص ١٦٥)

دل مضطر تجھے ہوا کیا ہے؟

اور خواجہ امیر خرد کرمانی نظامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: حضرت فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ والرضوان کے تمام صاحبزادوں کا اس بات پر اتفاق تھا کہ آپ کو اجودھن کی فصیل کے باہر اس مقام پر دفن کیا جائے کہ جہاں شہداء مدفون ہیں۔ اسی نیت سے آپ کے جنازے کو فصیل سے باہر لے کر آئے۔ عین اس موقع پر میاں خواجہ نظام الدین جو آپ کے محبوب ترین صاحبزادے تھے اور وہ سلطان غیاث الدین بلبن کے ملازم تھے اور قصبہ پٹیالی میں متعین تھے، پہنچے۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ شیخ شیوخ العالم انہیں بلا رہے ہیں۔ خواجہ نظام الدین فوراً ہی اجازت لے کر اجودھن (پاک پٹن) کے لئے روانہ ہو گئے وہ اس رات میں اجودھن پہنچے جس رات میں شیخ شیوخ العالم نے وفات پائی لیکن شہر میں داخل نہ ہو سکے کہ شہر کی فصیل کے تمام دروازے بند ہو چکے تھے اس لئے انہوں نے مجبوراً فصیل کے باہر رات گزار دی۔ وفات کی رات میں آپ بار بار فرماتے تھے کہ نظام الدین تو آ گیا ہے لیکن کیا فائدہ جب اس سے ملاقات نہ ہو سکی)۔ جب صبح ہوئی اور خواجہ نظام الدین شہر میں داخل ہونے کے ارادے سے روانہ ہو کر فصیل کے دروازے تک پہنچے ہی تھے کہ سامنے سے آپ کا جنازہ آتا ہوا نظر آیا۔

(سیر الاولیاء ص ١٧١)

☆ اور لکھتے ہیں کہ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ شیخ عارف کو شیخ شیوخ العالم نے سیوستان کی طرف بھیجا تھا اور ان کو بیعت کی اجازت دی تھی۔ ان کا واقعہ یوں ہوا کہ اچ اور ملتان کا ایک بادشاہ تھا اور یہ بزرگ اس کے امام تھے یا کوئی اور تعلق تھا اس بادشاہ نے سو روپے دے کر انہیں شیخ شیوخ العالم کی خدمت میں بھیجا۔ انہوں نے پچاس روپے خود رکھ لئے اور پچاس روپے حضرت کی خدمت میں پیش کئے۔ جب انہوں نے صرف پچاس

روپے آپ کی خدمت میں پیش کئے تو شیخ نے مسکرا کر فرمایا: عارف! تم نے خوب برادرانہ حصہ تقسیم کیا ہے۔ یہ سن کر شیخ عارف نہایت شرمندہ ہوئے اور فوراً دوسرے پچاس روپے بھی آپ کی خدمت میں پیش کئے بلکہ کچھ اپنے پاس سے مزید اضافہ کر کے دیئے اور نہایت معذرت کی اور بیعت کے لئے التجا کی۔ شیخ شیوخ العالم نے انہیں بیعت کر لیا۔

(سیر الاولیاء ص ٣٠١)

یہ غیب نہیں تو کیا ہے؟

سر سجدہ میں رکھے ہوئے آنے والے کا پورا حلیہ جاننا، سانپ کاٹنے اور دیوار پر چڑھنے کا علم ہونا، حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے لقب کو لوح محفوظ میں دیکھنا، فاحشہ عورت کے متعلق مرد کی نیت کو جاننا، محمد شاہ غوری کے بھائی کی تندرستی سے آگاہ ہونا، اپنے صاحبزادے خواجہ نظام الدین کی آمد کو جان لینا اور نذر میں بھیجے ہوئے روپوں کی تعداد سے واقف ہونا۔ یہ ساری باتیں غیب کی ہیں۔ شیخ شیوخ العالم حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے ان تمام باتوں کو بیان فرما کر اپنا یہ عقیدہ ثابت کر دیا کہ اللہ نے ہمیں علم غیب عطا فرمایا ہے اگر حضرت کا یہ عقیدہ نہ ہوتا تو ان باتوں کو وہ زبان پر ہرگز نہ لاتے۔

Scanned with CamScanner

(۱۲۸)

مقام سرّی رحمۃ اللہ علیہ

سیّد الطائفہ امام ابوالقاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''ایک شب میں حضرت الشیخ سرّی سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر سویا کچھ رات گزری تو آپ نے فرمایا جنید! کیا سو گئے؟ میں نے عرض کیا نہیں، فرمایا: اللہ جل شانہ نے اس وقت مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا پھر ارشاد فرمایا میں نے جب مخلوق کو پیدا کیا تو سب میری محبت کے دعویدار ہوئے پھر جب میں نے دنیا پیدا کی تو ہر دس ہزار میں سے نو ہزار دنیا میں گرفتار ہو گئے اور میری محبت چھوڑ بیٹھے، اب صرف ہزار باقی رہے پھر میں نے بہشت کو پیدا کیا تو نو سو اس کی محبت کے اسیر ہو گئے میری الفت ترک کر دی، باقی ایک سو رہ گئے ان لوگوں پر میں نے بلاؤ مصیبت ڈالی تو سو میں سے نوے مجھے چھوڑ کر بلاء میں مشغول ہو گئے، صرف دس باقی رہے میں نے ان لوگوں سے کہا تم نے نہ دنیا لی نہ آخرت اور نہ ہی بلا سے گریز کیا، بتاؤ کیا چاہتے ہو؟

عرض کیا: ربّ العالمین ہم جو کچھ چاہتے ہیں تو جانتا ہے۔ ارشاد فرمایا، میں تم پر تمہاری طاقت سے زیادہ مصیبت نازل کروں گا، ایسی مصیبت جسے مضبوط پہاڑ بھی نہ برداشت کر سکے۔ کیا اس پر ثابت قدم رہ جاؤ گے؟ عرض کیا: الٰہی! جب تو خود ہمیں مصیبت میں ڈالے گا تو تیری رضا میں تیری ہی مدد سے، تیرے لئے ہم ساری مصیبتیں اور آفات برداشت کر لیں گے، جن مصائب کے برداشت کی تاب پہاڑوں کو بھی نہیں۔ ارشاد ہوا، تم ہی میرے سچے بندے ہو۔ (رضی اللہ عنہم و نفعنابھم آمین)

جب طبیب ہی مصیبت بھیجے تو شکوہ کس سے؟

امام الطائفہ جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ایک روز حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کو میں نے

دیکھا تو ان کا جسم مبارک بیماروں کی طرح کمزور اور نحیف تھا۔ آپ نے فرمایا، اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ میری یہ حالت اس کی محبت کے باعث ہے۔ یہ کہہ کر بے ہوش ہو گئے۔ اس کے بعد فوراً آپ کا زرد چہرہ چاند کی طرح روشن و منور ہو گیا۔ اس کے بعد جب آپ دوبارہ علیل ہوئے تو میں بیمار پرسی کے لئے حاضر ہوا اور دریافت کیا۔ آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا۔

کیف اشکو الی طبیی مابی
والذی بی اصابنی من طبیبی

میں اپنی مصیبت کا شکوہ طبیب سے کیا کروں کہ جو مصیبت مجھے پہنچی ہے وہ طبیب ہی کی بدولت ہے۔

میں نے حضرت کو پنکھا جھلنا شروع کیا تو فرمانے لگے، اس انسان کو پنکھے کی ہوا کیسی لگے گی جس کا دل اندر سے جل رہا ہو اور یہ اشعار پڑھے۔

القلب محترق والدمع مستبق
والکرب مجتمع والصبر مفترق

دل جل رہا ہے اور اشک تیزی سے رواں ہیں، اور رنج اکٹھے ہیں اور صبر دور ہے۔

کیف القرار علی من لا قرار لہ
مما جناہ الھوی والشوق والقلق

جسے قرار ہی نہیں اس پر کیسے قرار ہو کیونکہ محبت شوق اور بے چینی نے اس پر مصیبت ڈال رکھی ہے۔

یا رب ان کان لی شیء بہ فرج
فامنن علی بہ مادام بی رمق

اے ربّ اگر مجھے کسی چیز میں قرار ہو تو جب تک مجھ میں رمق باقی ہے وہ چیز عطا فرما۔

جنازے کے شرکاء جنتی

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد ایک شخص نے انہیں

Scanned with CamScanner

خواب میں دیکھا، پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ جواب دیا: مجھے بخش دیا، اور جنہوں نے میرے جنازہ میں شرکت کی، اور جنہوں نے نماز جنازہ پڑھی سب کی مغفرت فرمادی۔ سائل: آپ کی نماز جنازہ میں میں بھی حاضر تھا۔ آپ نے لپٹا ہوا ایک کاغذ نکال کر دیکھا، اس میں میرا نام نہیں تھا۔ سائل: میں واقعی آپ کے جنازہ میں حاضر تھا اور میں نے نماز بھی پڑھی تھی، آپ نے اس کاغذ کو دوبارہ دیکھا تو ایک گوشہ میں میرا نام بھی تحریر تھا۔

(روض الریاحین)

(۱۲۹)

اولیاء اللہ سے دعا کروانا

صحیح مسلم میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

(إِنَّ خَيْرَ التَّابِعِينَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ وَلَهُ وَالِدَةٌ وَكَانَ بِهِ بَيَاضٌ فَمُرُوْهُ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ)

"تابعین میں سے ایک بہترین شخص اویس نام کا ہوگا جس کی والدہ بقید حیات ہوگی۔ اس کے بدن پر برص کا ایک سفید نشان ہوگا۔ تم لوگ اس سے تقاضا کرنا کہ وہ تمہارے لئے بخشش ومغفرت کی دعا کرے۔"

چنانچہ جب باشندگان یمن کی امدادی فوج امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا: کیا تم میں کوئی اویس بن عامر ہے؟ جب اویس بن عامر کی آمد کی خبر ہوئی تو حضرت عمر خود چل کر ان کے پاس پہنچے اور پوچھا: آپ اویس بن عامر ہیں؟ اویس بن عامر: ہاں!

عمر بن خطاب: آپ کا تعلق قبیلہ مراد سے اور پھر قرن سے ہے؟

اویس بن عامر: جی ہاں!

عمر بن خطاب: آپ کو برص تھا جو ٹھیک ہو گیا مگر درہم برابر باقی ہے؟

اویس بن عامر: ہاں!

عمر بن خطاب: آپ کی والدہ زندہ ہیں؟

اویس بن عامر: جی ہاں!

دور تھے اُویس مگر ہو گئے قریب

حضرت عمر بن خطاب نے بتایا: میں نے رسول اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

(یَاْتِیْ عَلَیْکُمْ اُوَیْسُ بْنُ عَامِرٍ مَعَ اَمْدَادِ اَھْلِ الْیَمَنِ مِنْ مُّرَادٍ ثُمَّ مِنْ قَرَنٍ کَانَ بِهٖ بَرَصٌ فَبَرِیَٔ مِنْهُ اِلَّا مَوْضِعَ دِرْھَمٍ لَهٗ وَالِدَۃٌ ھُوَ بِھَا بَرٌّ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ یَّسْتَغْفِرَ لَكَ فَافْعَلْ)

"تمہارے پاس یمن کی امدادی فوج کے ساتھ اویس بن عامر آئے گا۔ اس کا تعلق قبیلہ مراد سے ہوگا اور پھر قرن سے (جو مراد کی ایک شاخ ہے۔) اس کو برص تھا وہ اچھا ہوگیا مگر درہم برابر باقی ہے۔ اس کی ماں ہے جس کے ساتھ وہ حسن سلوک کے ساتھ پیش آتا ہے۔ وہ اگر اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم پوری کر دے گا۔ لہٰذا اگر تم سے ہو سکے کہ وہ تمہارے لئے بخشش کی دعا کرے تو اس سے دعا کرانا۔"

اس لئے آپ میرے لئے بخشش کی دعا کر دیں۔ چنانچہ اویس نے ان کی بخشش کے لئے دعا کر دی۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کہاں جانے کا ارادہ ہے؟

اویس بن عامر نے جواب دیا: کوفہ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں کوفہ کے حاکم کے نام ایک خط نہ لکھ دوں؟

اویس بن عامر:

"اَکُوْنُ فِیْ غَبْرَآءِ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیَّ"

"مجھے خاکساروں میں ہی رہنا زیادہ پسند ہے۔"

جی ہاں! یہ ہیں حضرت اویس قرنی

صحیح مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے کہ کوفہ کے لوگ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی

خدمت میں حاضر ہوئے اور ان میں ایک شخص تھا جو اویس سے ٹھٹھا کیا کرتا تھا۔

(صحیح مسلم، فضائل الصحابۃ، باب من فضل اویس القرنی: ۲۵۴۲)

جی ہاں! یہ اویس قرنی ہیں جن کی زندگی کے ایام انتہائی فقر و فاقہ کے عالم میں گزر رہے ہیں۔ وہ ایک گمنام شخصیت کے مالک ہیں حتیٰ کہ لوگ ان کی حالت زار کو دیکھ کر ان سے ٹھٹھا مذاق کرتے ہیں؟ لیکن دنیا کی سب سے محبوب ہستی اپنے صحابہ کو خبر دے رہی ہے کہ اگر تم سے ہو سکے تو اس گمنام شخصیت سے دعا کرا لینا کیونکہ اس کا حال یہ ہے کہ اگر وہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم پوری کرے گا۔

امام نووی کہتے ہیں کہ لوگوں کا اویس بن عامر رحمہ اللہ کی حالت زار کو دیکھ کر ان سے ٹھٹھا مذاق کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اپنی حالت کو چھپاتے تھے اور اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان راز افشا نہیں کرتے تھے اور ان کے کسی عمل سے یہ عیاں نہیں ہوتا تھا کہ وہ کوئی بڑے بزرگ اور اللہ کے ولی ہیں۔ درحقیقت ہر دور میں اللہ کے مخلص بندوں کا طریقہ یہی رہا ہے کہ وہ زیادہ شہرت اور ناموری کو پسند نہیں کرتے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی: ۳۱۱/۱۵، دار المعرفۃ بیروت)

کسی نے کیا خوب کہا ہے:

دُور تھے اویس مگر ہو گئے قریب
بوجہل تھا قریب مگر دور ہو گیا

(۱۳۰)

ٹوٹی ہوئی صراحی اور خون کے آنسو

حضرت سیّدنا جنید بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں حضرت سیّدنا سری سقطی علیہ الرحمۃ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے، آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات ہو رہی تھی، بڑے دردمندانہ انداز میں رو رہے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایک صراحی ٹوٹی ہوئی تھی۔ میں نے جا کر سلام عرض کیا اور بیٹھ گیا۔ مجھے دیکھ کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رونا بند کر دیا۔ میں نے عرض کی: ''حضور! آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کس چیز نے رُلایا ہے؟ آخر آپ کو ایسا کون سا غم لاحق ہو گیا ہے جس کی وجہ سے آپ اتنی گریہ وزاری کر رہے ہیں؟''

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا: ''آج میں روزے سے تھا، میری بیٹی یہ صراحی لے کر آئی، اس میں پانی بھرا ہوا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا: اے میرے والد گرامی! آج گرمی بہت زیادہ ہے، میں یہ صراحی لے کر آئی ہوں تاکہ اس میں پانی ٹھنڈا ہو جائے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ ٹھنڈے پانی سے روزہ افطار کریں۔''

یہ کہنے کے بعد میری بیٹی نے وہ صراحی ٹھنڈی جگہ رکھ دی، ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے خواب میں ایک حسین و جمیل عورت دیکھی، اس نے چاندی کی قمیص پہنی ہوئی تھی، اس کے پاؤں میں ایسی خوبصورت جوتیاں تھیں کہ میں نے آج تک ایسی جوتیاں کہیں نہیں دیکھیں اور نہ ہی ایسے خوبصورت پاؤں کبھی دیکھے۔ وہ میرے پاس اسی دروازے سے اس کمرے میں آئی۔

میں نے اس سے کہا: ''تو کس کے لئے ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''میں اس کے

لئے ہوں جو ٹھنڈے پانی کی خواہش نہ کرے اور صراحی کا ٹھنڈا پانی نہ پئے۔'' اتنا کہنے کے بعد اس نے صراحی کو اپنی ہتھیلیوں سے گھمانا شروع کیا۔ میں نے وہ صراحی اس سے لی اور زمین پر دے ماری پھر میری آنکھ کھل گئی۔ یہ جو تم سامنے ٹوٹی ہوئی صراحی دیکھ رہے ہو یہ وہی صراحی ہے۔''

حضرت سیّدنا جنید بغدادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ''اس کے بعد حضرت سیّدنا سری سقطی علیہ الرحمۃ نے کبھی بھی ٹھنڈا پانی نہ پیا۔ میں جب بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر جاتا تو دیکھتا کہ وہ صراحی اسی طرح ٹوٹی ہوئی پڑی ہے اور اس پر گرد و غبار کی تہہ جم چکی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس خواب کے بعد صراحی کو ہاتھ تک نہ لگایا۔''

حضرت سیّدنا اسماعیل بن ہشام علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: مجھے حضرت سیّدنا فتح موصلی علیہ الرحمۃ کے ایک مرید نے بتایا: ''ایک مرتبہ میں حضرت سیّدنا فتح موصلی علیہ الرحمۃ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھائے ہوئے تھے، آنکھوں سے سیل اشک رواں تھا، ہتھیلیاں آنسوؤں سے تربتر تھیں۔ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قریب ہوا اور غور سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دیکھا تو میں ٹھٹھک کر رہ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آنسوؤں میں خون کی آمیزش تھی جس کی وجہ سے آنسو سرخی مائل ہو گئے تھے۔''

میں یہ دیکھ کر بہت پریشان ہوا اور عرض کی: ''حضور! آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ کی قسم! سچ سچ بتائیں؟ کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آنسوؤں میں خون کی آمیزش ہے؟'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''اگر تو نے مجھے قسم نہ دی ہوتی تو میں ہرگز نہ بتاتا لیکن اب مجبوراً بتا رہا ہوں کہ واقعی میری آنکھوں سے آنسوؤں کے ساتھ خون بھی بہتا ہے اسی وجہ سے آنسوؤں کی رنگت تبدیل ہو گئی ہے۔''

میں نے عرض کی: ''حضور! آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کس چیز نے رونے پر مجبور کیا ہے اور آخر ایسا کون سا غم آپ کو لاحق ہے کہ آپ خون کے آنسو روتے ہیں؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا: ''میں روتا تو اس لئے ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل نہ کر سکا، اس کی عبادت میں کوتاہی کرتا رہا، میں اپنے مالک حقیقی کی کماحقہٗ فرمانبرداری نہ کر سکا اور آنسوؤں میں خون اس لئے آتا ہے کہ مجھے یہ خوف ہمیشہ دامن گیر رہتا ہے کہ میرا یہ رونا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں

Scanned with CamScanner

مقبول بھی ہے یا نہیں۔ میرے اعمال میرے مولیٰ کی بارگاہ میں قبول بھی ہوئے یا نہیں؟'' بس یہی خوف مجھے خون کے آنسو رلاتا ہے۔'' اتنا کہنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ دوبارہ رونے لگے۔ پوری زندگی آپ کی یہی کیفیت رہی اور اسی حالت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا۔

ان آنسوؤں کے سوا میرے پاس کچھ بھی نہیں

وصال کے بعد میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیکھا تو عرض کی: ''ما فعل اللہ بک یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' آپ نے جواب دیا: ''میرے رحیم وکریم پروردگار نے مجھے بخش دیا۔'' پھر میں نے پوچھا: ''آپ رحمۃ اللہ علیہ کے آنسوؤں کا آپ کو کیا صلہ دیا گیا؟'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''میرے پاک پروردگار نے مجھے اپنا قُربِ خاص عطا فرمایا اور پوچھا: ''اے فتح موصلی! تم دنیا میں آنسو کیوں بہایا کرتے تھے؟'' میں نے عرض کی: ''میرے رحیم وکریم پروردگار! میں اس خوف سے آنسو بہاتا تھا کہ میں نے تیری عبادت کا حق ادا نہ کیا، تیری اطاعت نہ کرسکا، تیرے احکامات پر عمل پیرا نہ ہوسکا۔'' پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پوچھا: ''تمہارے آنسوؤں میں خون کیوں آتا تھا؟'' میں نے عرض کی: ''اے میرے پاک پروردگار! مجھے ہر وقت یہ خوف دامن گیر رہتا کہ نہ جانے میرے اعمال تیری بارگاہ میں مقبول بھی ہیں یا نہیں؟ ایسا نہ ہو کہ میرے اعمال اکارت ہوگئے ہوں، بس یہی خوف مجھے خون کے آنسو رلاتا تھا۔''

یہ سن کر میرے پاک پروردگار نے ارشاد فرمایا: ''اے فتح موصلی! یہ تیرا گمان تھا کہ تیرے اعمال مقبول ہیں یا نہیں، مجھے میری عزت وجلال کی قسم! چالیس سال سے تمہارے نامہ اعمال میں تم پر نگہبان فرشتوں (یعنی کراماً کاتبین) نے ایک گناہ بھی نہیں لکھا۔''

(عیون الحکایات)

(۱۳۱)

جہاں تک ممکن ہو دنیا سے علیحدہ رہو

محمد بن عبدالعزیز بن ابورزمہ نے خبر دی وہ فرماتے ہیں: میں نے علی بن حسن سے سنا وہ فرماتے ہیں: میں نے عبداللہ سے عرض کیا: مجھے کوئی نصیحت کردیجئے! انہوں نے فرمایا: جہاں تک ہوسکے دنیا سے علیحدہ رہو۔

حسین بن عبدالرحمٰن نے فزارہ کے ایک شیخ سے نقل کرکے خبر دی کہ یوں کہا جاتا تھا کہ دنیا تو ہے ہی پریشانیوں کا گھر اگر تم میں سے کسی کو اس میں خوشحالی دکھائی دے تو اسے پسند نہ کرے۔

☆ حسین بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں: کسی عالم سے پوچھا گیا کہ فاقہ کو سب سے زیادہ ختم کرنے والی کون سی چیز ہے؟ انہوں نے فرمایا: زہد، ان سے پوچھا گیا کہ زہد کیا ہے؟ فرمایا: علم فرمایا: اس کے بعد دنیا وآخرت کا فرق ظاہر ہونے لگتا ہے پھر بلند چیز کو گھٹیا کے بدلہ طلب کیا جاتا ہے پوچھا گیا کہ اس معاملے میں کون سی چیز زیادہ سودمند ہے؟ فرمایا اپنی فکر کو دنیا کی چیزوں سے ہٹالینا۔

☆ حسین بن عبدالرحمٰن نے یہ اشعار سنائے۔ انہیں ابراہیم بن داؤد نے سنائے:

ترجمہ:

دوغلا، غیبت کرنے والا کبھی بھی بادشاہ کی نگاہوں میں صاحب مرتبہ نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح ضرورت سے زیادہ دنیا کو طلب کرنے والا اور اس کی لذات میں لگنے والا فقیہ نہیں بن سکتا، زاہدین نے تمام نعمتوں کو حاصل کرلیا اور دنیا سے بقدر ضرورت فائدہ اٹھایا۔

حریص آدمی اس کا قیدی بن گیا۔ اب ساری دنیا بھی اسے مستغنی نہیں کر سکتی۔

یہ ایسا گھر ہے کہ جو اس کی طرف مائل ہوتا ہے اس کی اتنی ہی اس کے ساتھ محبت بڑھتی ہے اور جو اس کی تعریف کرتا ہے وہ ذلیل ہوتا ہے۔

فرمانِ عیسیٰ علیہ السلام

☆ حسین بن عبدالرحمٰن نے خبر دی وہ زکریا بن عدی سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ اے جماعت حواریین! دین کو سلامت رکھ کر معمولی دنیا پر راضی ہو جاؤ۔ جس طرح دنیا دار اپنی دنیا بچا کر معمولی سے دین پر راضی ہیں۔

زکریا فرماتے ہیں: اسی بارے میں شاعر کہتا ہے: ترجمہ

میں ایسے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جو معمولی سے دین پر قانع ہیں مگر معمولی عیش دنیا پر راضی نہیں ہیں دین کے ذریعے بادشاہوں کی دنیا سے اس طرح مستغنی ہو جا جس طرح بادشاہ اپنی دنیا کی وجہ سے دین سے مستغنی ہیں۔

☆ حسین بن عبدالرحمٰن نے فرمایا: کسی عقلمند نے فرمایا: کیا تم نے دنیا کو آزمایا؟

یہ ہمیشہ تم پر ظلم وستم ڈھاتی رہی اور تمہیں نیست نابود کرتی رہی، روزانہ اس میں تمہارے لئے نئی مشغولی اور مسلسل پریشانی ہے تم تمناؤں کی تصدیق کرتے ہو وہ تمہیں جھٹلاتی ہیں۔ تم خواہشات نفس کی اتباع کرتے ہو وہ تمہیں ہلاک کر دیتی ہیں۔ تم اس موت سے کس طرح بھاگو گے جس کے متعلق تمہیں معلوم نہیں کہ اس کے اندر جو سختیاں ہیں وہ تم پر آنے والی ہیں وہ تمہیں خوفزدہ کر رہی ہے۔ اس سے قبل اس کے اچانک حملہ آور ہونے کا اندیشہ ہے کہ نہ معلوم کن حالات میں تم پر آن پڑے۔ اس کے جو اسباب تمہیں نظر آرہے ہیں وہ تمہارے اندر قوت کے بعد ضعف اور جدت کے بعد بوسیدگی جوانی کے بعد بڑھاپا اور صحت کے بعد بیماری نہیں پیدا کر سکتے روزانہ تم میں سے کوئی مرتا ہے اور تمہارے لئے موت کا پیغام چھوڑ جاتا ہے۔ جو تمہیں تمہاری فنائیت کی خبر دیتا ہے حتیٰ کہ تم پر اس کی موت کا زہریلا پیالہ اور اس کی بدمزگی اچانک آن پڑتی ہے اور تم موت کے آغوش میں چلے جاتے ہو اور ایک وقت مقررہ تک مٹی کے گڑھے میں بطور

امانت رکھ دیئے جاتے ہو۔

(کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

☆ محمد بن عمارہ اسدی فرماتے ہیں: حسن بن حسین عرنی نے ہمیں بتایا انہیں علی بن بکر، وہ ابراہیم بن اسحاق سے روایت کرتے ہیں وہ وہب بن منبہ سے وہ فرماتے ہیں: جو دنیا کی چیزوں پر خوش ہوگا وہ کچھ حکمت نہیں پا سکتا اور جو خواہشات قدموں تلے رکھے گا شیطان اس کے ساتھ سے بھی بھاگے گا اور جو خواہشات کو غالب رکھے گا اس پر شیطان بھی غالب رہے گا۔

(احیاء العلوم ۳/۲۲۱)

Scanned with CamScanner

(۱۳۲)

عشق کے متعلق خیالات

علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں۔

میں نے اس گفتگو میں غور کیا جو حکماء نے عشق کے بارے میں اس کے اسباب اور علاج کے بارے میں کی ہے اور میں نے اس سلسلہ میں ایک کتاب بھی لکھی جس کا نام ”ذم الہوی“ ہے۔ میں نے اس کتاب میں بعض حکماء کا قول نقل کیا ہے کہ عشق کا سبب بے کار نفس کی حرکت ہے اور پھر ان کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ یہ ہوشیار لوگوں کا عارضہ ہے اور بعض کا کہنا ہے کہ جو لوگ حقائق میں غور وفکر سے غافل اور فارغ ہیں وہ اس میں مبتلا ہوتے ہیں مگر اس کے بعد مجھے ایک عجیب بات سمجھ آئی ہے جسے میں ذرا تفصیل سے لکھوں گا وہ یہ کہ عشق اپنی جڑیں ایسے شخص میں مضبوط کرتا ہے جو جامد طبیعت رکھتا ہے اس میں ٹھہراؤ ہے ملنے کا نام نہیں لیتا ہاں جو لوگ بلند ہمت ہیں بڑھتے ہوئے عزائم رکھتے ہیں۔ ان کے خیال میں جب بھی محبت کوئی نقشہ لاتی ہے اور ان پر اس کے عیوب کھلنے لگتے ہیں۔ محبوب میں غور وفکر کر کے یا اس کے ساتھ میل جول کرنے سے تو ان کو ادھر سے سکون ہو جاتا ہے اور وہ کسی اور کی طلب میں لگ جاتے ہیں لہذا عشق کے اس درجہ پر جس میں ایک ہی صورت کے ساتھ تعلق کا انحصار ہو اور اس کے عیوب سے یکسر چشم پوشی ہو وہی شخص قائم رہتا ہے جو طبیعت میں جمود رکھتا ہے اور آگے بڑھنے کا قائل نہیں البتہ نقائص سے نفرت رکھنے والے ہمیشہ ترقی کرتے رہتے ہیں کوئی رکاوٹ ان کے لئے مانع نہیں ہوتی اور جب طبیعت میں کسی کی محبت کا تعلق قائم ہوتا ہے تو وہ عشق کے درجہ انتہاء کو نہیں پہنچ جاتے اور کبھی کبھی وہ شدید میلان محسوس کرتے ہیں یا تو اس لئے کہ ابتداء میں فکر وتدبر نہ ہو سکا یا اختلاط کم رہا یا

عیوب ونقائص پر اطلاع نہ ہو سکی اور یا بعض خوبیوں میں باہم اشتراک اور مناسبت کی وجہ سے جیسے ایک عاقل دوسرے عاقل کے ساتھ ایک دانا دوسرے دانا کے ساتھ اور اس سے محبت پیدا ہوتی ہے تاہم عشق ان کی زندگی میں ناپید ہوتا ہے بلکہ طبیعت کا اونٹ فہم کے حدی خوہ کے پیچھے لگایا جاتا ہے کیونکہ بعض ہمتوں کے ہدف ایسے ہوتے ہیں جو دنیا میں نایاب ہیں اس لئے کہ ان کا مطلوب وہ کمال ہے جو اشخاص میں پایا ہی نہیں جا سکتا پس جب وہ عیوب کو دیکھتے ہیں تو نفرت کرنے لگتے ہیں۔

رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کا فرمان

اور باری تعالیٰ کی محبت کا تعلق جو قلوب میں ہوتا ہے تو وہ اپنے ماسوا کے پاس پھٹکنے نہیں دیتا گو یہ محبت مخلوق کی محبت کی ہم جنس نہیں ہے۔ جی ہاں ارباب معرفت بے خود ہوتے ہیں خالق کی محبت انہیں مخلوق کی محبت سے مشغول ومصروف رکھتی ہے معرفت قلوب کی قوت اور محبت کی وجہ سے طبیعت ہمہ وقت مستغرق رہتی ہے جیسا کہ رابعہ رحمۃ اللہ علیہا کا قول ہے۔ (ترجمہ) مجھے ایسے محبوب سے محبت ہے جس کی محبت پر مجھے طعن نہیں کیا جاتا بلکہ اس کی محبت میں تو طعن کرنے والا بھی مجھے محبوب ہے۔ کسی زاہد فقیر کا واقعہ ہے کہ چلتے ہوئے راستہ میں ایک عورت پر نظر پڑ گئی اس کے باپ کے پاس نکاح کا پیغام پہنچایا باپ نے منظور کر لیا اسے گھر بلایا اور گودڑی اتروا کر اچھا لباس پہنایا نکاح ہو گیا۔ رات آئی تو فقیر نے چیخنا چلانا شروع کر دیا ہائے میری گودڑی ہائے میرا لباس میرے تو احوال ومقامات سب گم ہو گئے فقیر کے لئے راستہ کی یہ ایک لغزش تھی جس نے بتایا: وہ اپنی منزل سے ہٹ گیا ہے اور اس قسم کے حالات اہل معرفت کو ہی پیش آتے ہیں اور انہیں جو رذائل سے نفرت رکھتے ہیں، اور اس حالت کی مثال کچھ یوں ہے کہ مرغوب ولذیذ کھانوں کی لذت میں عقل کو یہ دھیان کبھی نہیں آتا کہ یہ چبایا کیسے جا رہا ہے منہ میں ادھر ادھر کیونکر منتقل ہو رہا ہے اور پھر حلق سے نیچے کیسے اتر رہا ہے اسی طرح جماع کے لمحات میں کئی ایک مکروہات سے غلبہ شہوت کی وجہ سے ذہول ہو جاتا ہے لعاب دہن کو نگلتے وقت یہ احساس نہیں ہوتا کہ وہ غذائی تحلیل کا کام دیتا ہے اور اس قسم کی باتیں پردہ ہی میں رہیں تو بہتر ہے۔

بیدار مغز لوگ

ہاں مگر بیدار مغز لوگوں کا یہ احساس غیر شعوری طور پر لذت عیش میں بھی اکثر و بیشتر باقی رہتا ہے اور خواہشات ومحبت کے نقائص سے نفرت کا باعث بنتا ہے بس انجام پر نظر کے حساب سے قلب عاشق میں عشق کمزور ہوتا چلا جاتا ہے اور ذہنی جمود کے بقدر اس کا قلق و اضطراب بڑھتا رہتا ہے بقول متنبی (ترجمہ) اگر عاشق اس حسن کے انجام کو سوچ لیتا جس نے اسے قید کر رکھا ہے تو یہ کبھی قید نہ ہوتا میری پوری تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ بیدار مغز لوگوں کی طبائع ترقی پسند ہوتی ہیں کسی ایک پسندیدہ شخص پر رکتی نہیں ہیں اور اس کی ترقی کا سبب اس شخص کے عیوب ونقائص میں غور وفکر کرنا ہے یا پھر اس سے بھی بڑھ کر کسی اور کی تلاش اور عارفین کے قلوب اپنے معروف کی طرف بڑھتے رہتے ہیں اور اعتبار وامتحان کے میدان میں چلتے رہتے ہیں اور رہ گئے اہل غفلت تو ان کا دونوں حالتوں کا جمود اور ہر دو مقام کی غفلت و بے حسی ان کو اسیر و پابند اور حیران وسرگردان کر چھوڑتی ہے۔

(صید الخاطر)

(۱۳۳)

بے مثال نبی کے مثالی واقعات

ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہتے ہیں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے کچھ ساتھی حج کے لئے روانہ ہوئے ......ایک جگہ راستے میں انہیں شاہراہ پر پڑا ہوا سانپ ملا جو گول مول پڑا تھا اور اس سے کستوری کی سی مہک اٹھ رہی تھی......

کہتے ہیں میں نے کہا: میں تو اس سانپ کی حقیقت سمجھے بغیر آگے نہیں بڑھوں گا......

کہتے ہیں میں ابھی کچھ دیر ہی وہاں رکا تھا کہ وہ سانپ مر گیا...... میں نے ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر اسے راستے سے ہٹا دیا......اور ایک جگہ دفن کر دیا......اور دن ڈھلنے پر اپنے قافلے سے جا ملا......

کہتے ہیں اہل قافلہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے تھے...... کہ اتنے میں مغرب کی طرف سے چار عورتیں آگئیں......

ان میں سے ایک نے کہا: تم میں سے عمر کو کس نے دفن کیا ہے؟

ہم نے پوچھا: کون عمر؟

وہ کہنے لگی: تم میں سے سانپ کو کس نے دفن کیا ہے؟

میں نے کہا: میں نے......

تو اس عورت نے کہا: خدا کی قسم تم نے ایک روزہ دار اور شب زندہ دار ہستی کو سپرد خاک کیا ہے...... جو اللہ کے نازل کردہ کلام کے مطابق حکم کرتا تھا......اور تمہارے نبی ﷺ پر اس وقت سے ایمان لایا تھا جب اس نے آپ کی بعثت سے چار سو سال قبل آسمانوں میں ان کی تعریف سنی تھی...... (دلائل النبوۃ)

Scanned with CamScanner

قبر انور سے اذان کی آواز

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں محصور ہو گئے تھے...... جب یزیدی دور کے مدینہ طیبہ میں مظالم ہو رہے تھے...... باہر سے کسی کو مسجد نبوی میں داخل نہیں ہونے دیا گیا...... اور اندر صرف حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ تھے انہیں باہر نہیں نکلنے دیا گیا...... اس وقت کے متعلق وہ فرماتے ہیں:

"وما فی مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم غیری وما یاتی وقت صلوة الا سمعت الاذان من القبر"

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں سوائے میرے اور کوئی بھی نہیں تھا...... جب بھی نماز کا وقت ہوتا تو مزار انور سے اذان کی آواز سنتا......"

(الوفاء ۱/۹۴۴، ابونعیم دلائل النبوۃ، الحاوی للفتاوی ۲/۱۴۸)

☆ بشر بن سعد رضی اللہ عنہ کی بیٹی فرماتی ہیں: ...... میری والدہ نے مجھے کچھ کھجوریں دیں...... تاکہ میں اپنے والد اور ماموں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو دوں...... میں کھجوریں لے کر جا رہی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک جگہ بیٹھے دیکھا...... آپ نے مجھے اپنے پاس بلایا اور پوچھا: ...... تمہارے پاس کیا ہے؟ میں نے جواب دیا: ...... تھوڑی سی کھجوریں ہیں......

پھر میں نے وہ کھجوریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی پر رکھ دیں...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے کی جھولی میں ڈال لیں اور کسی کو کہا کہ خندق والوں کو بلاؤ کہ سب آئیں...... جب سب آ گئے...... سب نے کھجوریں کھائیں اور واپس ہوئے ...... یہ تین ہزار افراد تھے...... مگر ہنوز کھجوریں جھولی میں موجود تھیں...... (شواہد النبوت)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایک شخص ضماد نامی (یمن کے قبیلہ ازدشنوہ سے مکہ میں آیا تو اس نے بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ محمد کو جن ہے یا جنون...... تو اس نے کہا میں ایسے بیماروں کا علاج اور منتر جانتا ہوں...... میرے ہاتھ سے بہت لوگ شفایاب ہوئے ہیں...... مجھے دکھاؤ وہ کہاں ہیں......

علاج کرنے والے کا اپنا علاج ہو گیا

لوگ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے...... جب وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آ کر بیٹھا...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت یہ پڑھا:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نُؤْمِنُ بِهٖ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ"

"ہم اللہ ہی کی تعریف کرتے ہیں اور اسی سے مدد مانگتے ہیں اور اسی پر ایمان لاتے ہیں اور اسی پر توکل کرتے ہیں...... نفس کی شرارتوں اور برے اعمال سے اسی کی پناہ مانگتے ہیں جس کو وہ ہدایت دے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو وہ گمراہ کر دے اس کا کوئی ہادی نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں اس کا رسول برحق ہوں......"

ضماد نے سن کر کہا: پھر پڑھیے...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ پڑھا...... ضماد نے کہا:

"وَاللّٰهِ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْلَ الْكَهَنَةِ وَ قَوْلَ السَّحَرَةِ وَ قَوْلَ الشُّعَرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ وَلَقَدْ بَلَغْنَ قَامُوْسَ الْبَحْرِ فَهَلُمَّ يَدَكَ اُبَايِعْكَ عَلَى الْاِسْلَامِ فَبَايَعَهٗ"

"خدا کی قسم میں بہت سے کاہنوں ساحروں اور شاعروں کا کلام سن چکا ہوں...... لیکن ان کلمات کی مثل میں نے نہیں سنا...... یہ تو معنی ایک بحر زخار اور دریائے بے کنار ہیں...... اپنا ہاتھ بڑھائیے میں دین اسلام کو قبول کرتے ہوئے آپ کی بیعت کرتا ہوں...... یہ کہہ کر وہ مسلمان ہو گیا (اور جو اس کو لائے تھے وہ حیران و نادم ہو کر پھر گئے)......"

(خصائص کبریٰ ۱/۱۴۲ اور دلائل النبوۃ)

Scanned with CamScanner

غریبوں کا والی غلاموں کا مولیٰ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک پرندہ آیا جس کے منہ میں سبز رنگ کا موتی تھا...... اس نے وہ نیچے ڈالا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اٹھالیا...... اس موتی میں سبز رنگ کا ایک کیڑا تھا جس پر زرد رنگ سے تحریر تھا "لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" (حجۃ اللہ علی العالمین)

☆ مکہ مکرمہ میں ایک بزرگ جن کو ابن ثابت کہا جاتا تھا...... ساٹھ سال تک ہر سال حضور ﷺ کی زیارت کے لئے بھی حاضر ہوا کرتے تھے اور زیارت کر کے واپس آجاتے ...... ایک سال کسی عارضہ کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے...... کچھ غنودگی کی حالت میں اپنے حجرے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور اقدس ﷺ خود ان کے پاس تشریف لے گئے...... حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابن ثابت تم ہماری ملاقات کو نہ آئے اس لئے ہم تم سے ملنے آئے ہیں......

(فضائل حج ص ۱۸۶، الحاوی للفتاویٰ ص ۲۶۲)

☆ مکہ مکرمہ میں بیت اللہ شریف سے مشرق کی طرف چھ میل کے فاصلہ پر منیٰ کا میدان ہے...... یہاں منیٰ میں مسجد خیف سے نزدیک اور پر گھاٹی پر مسجد صعب واقع ہے...... اس میں ایک غار ہے جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ جب اس غار میں حضور ﷺ جلوہ افروز ہوئے تو آپ کا سر مبارک اور پشت مبارک پیچھے غار کے پتھر سے مس ہوا تو پتھر موم ہو گیا...... پشت اور سر کا نشان اس پتھر پر لگ گیا......

اس غار کو غار مرسلات کہتے ہیں...... کیونکہ سورۂ مرسلات پارہ ۲۹ اسی غار میں نازل ہوئی تھی...... (رہنمائے سفر حجاز ص ۹۱)

کلی مبارک کے پانی سے شفا

امام احمد وابن ابی شیبہ اور بیہقی وطبرانی وابونعیم رحمہم اللہ نے بطریق سلیمان بن عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ ام جندب رضی اللہ عنہا سے روایت کی...... انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو جمرۃ العقبہ کے پاس کنکریاں مارتے ہوئے دیکھا ہے اور لوگ بھی کنکریاں مار

رہے تھے...... جب واپس تشریف لائے تو ایک عورت آئی اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا جسے آسیب تھا...... اس نے کہا: یارسول اللہ! میرے اس بیٹے پر بلا ہے...... یہ بات نہیں کرتا......

حضور ﷺ نے پانی لانے کا حکم فرمایا...... تو وہ عورت پتھر کے برتن میں پانی لائی...... حضور ﷺ نے اپنے دست مبارک میں لے کر اس میں سے پانی لیا دہن اقدس میں کلی کی پھر اسے دیکھ کر فرمایا: اس پانی کو پلاؤ اور اس سے اس کا منہ دھلاؤ......

ام جندب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اس عورت کے پیچھے گئی اور میں نے کہا: اس پانی میں سے تھوڑا سا پانی مجھے دو...... اس نے کہا: اس میں سے لے لو...... تو میں نے اس میں سے ایک چلو پانی لے کر اپنے بیٹے عبداللہ کو پلایا...... ماشاءاللہ وہ زندہ رہا اور اس کی زندگی حضور ﷺ کے کرم واحسان سے ہوئی...... ام جندب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے اس عورت سے ملاقات کر کے بچے کا حال پوچھا...... اس نے کہا: وہ لڑکا ایسا تندرست ہے کہ کوئی بچہ اس جیسا اچھا نہیں ہے......

ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ وہ تندرست ہوگیا اور ایسا عقل مند ہوا کہ لوگوں میں کوئی اس جیسا عقل مند نہ تھا...... (خصائص کبریٰ ودلائل النبوۃ)

صدقے اس بازو پہ قوت کیجئے

علامہ ابن منیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: زمین وآسمان کے درمیان ایک سمندر ہے جس کا نام بحر مکفوف ہے...... اس سمندر کے مقابلہ میں دنیا کے سمندر ایک قطرہ کی حیثیت رکھتے ہیں...... جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے دنیا کا سمندر پھٹ گیا...... اسی طرح شب معراج میں حضور اکرم ﷺ کے لئے بحر مکفوف فرش بن گیا...... اور حضور ﷺ اس عظیم الشان سمندر کو عبور فرما گئے...... لہٰذا حضور ﷺ کے لئے جو انفلاق ہوا وہ کلیم اللہ کے انفلاق سے کہیں افضل ہے......

عرش پر جس کی کمانیں چڑھ گئیں
صدقے اس بازو پہ قوت کیجئے

Scanned with CamScanner

پتھر نے گواہی دی

حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی نے زبردست طوفان عبور کیا...... لیکن سیّد عالم ﷺ کا اعجاز دیکھئے کہ آپ نے پتھر کو پانی پہ ٹھہرادیا......

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک دفعہ پانی کے کنارے تشریف فرما تھے کہ عکرمہ بن ابوجہل وہاں آنکلا......اور کہنے لگا: اگر آپ سچے ہیں تو اس پتھر کو بلائیے جو پانی کے دوسرے کنارے پر پڑا ہوا ہے کہ وہ پانی پر تیرتا ہوا آجائے اور ڈوبے نہیں......

"فَاَشَارَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَانْقَلَحَ الْحَجَرُ عَنْ مَکَانِہٖ وَسَبَّحَ حَتّٰی صَارَبَیْنَ یَدَیِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَہِدَ لَہٗ بِالرِّسَالَۃِ فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَکْفِیْکَ ہٰذَا؟ فَقَالَ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلٰی مَکَانِہٖ......"

(تفسیر کبیر، حجۃ اللہ ص ۱۵، زرقانی علی المواہب ص ۱۹۱/۵)

"پس حضور علیہ السلام نے اس پتھر کو اشارہ فرمایا......تو وہ اپنے مقام سے اکھڑا اور پانی کے اوپر تیرتا ہوا آپ کے آگے آگیا اور بزبان فصیح اللہ کے ایک ہونے اور آپ ﷺ کے رسول برحق ہونے کی شہادت دی...... حضور ﷺ نے عکرمہ سے فرمایا: کیا یہ تیرے لئے کافی ہے؟ بولا: ہاں! بشرطیکہ یہ اسی طرح وہیں چلا جائے...... جہاں سے آیا ہے......تو وہ پتھر وہیں چلا گیا......"

(۱۳۴)

میں بندۂ پُرعیب وہ محبوب الٰہی

سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کا وصال ۷۲۵ھ میں ہوا۔ حضرت خواجہ امیر خرد رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ایک دفعہ ایک شخص سلطان المشائخ کی خدمت میں کھانا لایا۔ کھانا لاتے وقت راستے میں اس کے دل میں خیال آیا کہ اگر سلطان المشائخ اپنے دست مبارک سے میرے منہ میں نوالہ رکھیں تو یہ میری کتنی خوش نصیبی ہوگی۔ جب وہ شخص سلطان المشائخ کی خدمت میں پہنچا تو دسترخوان بڑھایا جاچکا تھا اور سلطان المشائخ اس وقت پان کھا رہے تھے۔ سلطان المشائخ نے تھوڑا پان اپنے منہ سے نکال کر اس کے......منہ میں رکھا اور فرمایا لو یہ اس نوالے سے بہتر ہے۔ (سیر الاولیاء ص ۲۴۲)

☆ اور تحریر فرماتے ہیں: ایک روز مرید سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے وضو میں ایک نے احتیاط نہیں کی تھی۔ جب وہ سلطان المشائخ کی خدمت میں پہنچے تو سب سے پہلے جو بات آپ نے ان سے کی وہ یہ تھی کہ وضو میں احتیاط کرنی چاہئے کہ وضو خدا کے رازوں میں سے ایک راز ہے۔ (سیر الاولیاء ص ۲۴۳)

محبوب الٰہی کو غیب سے آگاہی

اور تحریر فرماتے ہیں: ایک دفعہ مولانا وجیہ الدین حضرت سلطان المشائخ کی خدمت میں حاضر ہو رہے تھے۔ جب وہ کرہ کے باغات میں پہنچے تو انہوں نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا جو زاہدوں کی صورت بنائے ہوئے عبا پہنے اور مصلّٰی کاندھے پر ڈالے ہوئے سامنے آیا اور مولانا کو سلام کیا۔ پھر اس طرح گفتگو شروع کی کہ میں بہت دور سے آیا ہوں۔ مختلف

Scanned with CamScanner

علوم میں میری کچھ علمی مشکلات ہیں جنہیں میں آپ سے حل کرانا چاہتا ہوں۔ مولانا نے فرمایا اچھا۔ اس شخص نے نہایت دانشمندانہ طریقے پر اپنے سوالات شروع کیے۔ مولانا نے اس کے سوالات کے نہایت معقول جوابات دیئے لیکن مولانا اس کی تقریر سن کر حیران تھے کہ وہ آدمی اس شہر کا رہنے والا نہیں۔ پھر اس نے اتنے علوم کہاں سے حاصل کئے۔ جب وہ ان علمی مباحث سے فارغ ہو چکا تو اس نے مولانا سے پوچھا: آپ کہاں جا رہے ہیں؟ مولانا نے فرمایا: میں سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء کی خدمت میں جا رہا ہوں۔ اس شخص نے کہا میں سلطان المشائخ سے بارہا ملا ہوں۔ وہ اتنے بڑے عالم نہیں جتنے بڑے عالم آپ ہیں۔ پھر اس کے باوجود آپ ان کے پاس جا رہے ہیں۔ مولانا وجیہ الدین نے فرمایا ہرگز نہیں۔ یہ تم کیا کہتے ہو؟ سلطان المشائخ علم کے سمندر ہیں اور ان کا باطن علم لدنی سے آراستہ ہے۔ پھر اس آدمی نے کہا میں نے متعدد مرتبہ شیخ نظام الدین سے ملاقات کی ہے وہ اتنا علم نہیں رکھتے۔ آپ ان کے پاس کہاں جا رہے ہیں؟ مولانا وجیہ الدین نے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ یہ تم کیا فضول باتیں کرتے ہو۔ وہ شخص جو قریب ہو کر مولانا سے باتیں کر رہا تھا اچانک مولانا سے ذرا دور ہو کر کھڑا ہو گیا۔ مولانا وجیہ الدین نے دوسری مرتبہ لاحول پڑھی۔ وہ مردود لاحول سنتے ہی اور بھی دور جا کھڑا ہوا۔ اب مولانا نے بار بار لاحول پڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ شخص غائب ہو گیا۔

جب مولانا وجیہ الدین حضرت سلطان المشائخ کی خدمت پہنچے تو قبل اس کے کہ وہ سلطان المشائخ سے ماجرا بیان کرتے سلطان المشائخ نے نور باطن سے معلوم کر کے کہ مولانا تم نے اس شخص کو خوب پہچانا۔ اگر اس کے پہچاننے میں ذرا بھی غلطی ہوتی تو وہ تمہاری راہ زنی کر ہی چکا تھا۔ (سیر الاولیاء ص ۲۴۷)

کھانا لانے والے یک دلی تمنا سے واقف ہو جانا' وضو کرنے والے کی بے احتیاطی سے آگاہ ہو جانا اور مولانا وجیہ الدین کو راستہ میں پیش آنے والے واقعہ کا جان لینا سب غیب کی باتیں ہیں جن کو سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے ظاہر فرما کر واضح کر دیا کہ اللہ کے فضل و کرم سے ہم غیب کی باتیں جان لیتے ہیں۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے۔

میں غلام ہوں بابا فرید کا

اور خواجہ امیر خرد کرمانی لکھتے ہیں کہ سلطان المشائخ فرماتے تھے کہ غیاث پور کیق یام سے پہلے میں کیلوکھری کی مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے جایا کرتا تھا۔ گرم ہوائیں چلتی تھیں اور مسجد کا فاصلہ ایک کوس (تین کلومیٹر) تھا اور میں راستے میں تھا کہ مجھے چکر آنے لگے اور میں ایک دکان پر بیٹھ گیا۔ میرے دل میں خیال گزرا کہ اگر میرے پاس سواری ہوتی تو میں اُس پر سوار ہو کر جاتا۔ بعد میں شیخ سعدی کا یہ شعر میری زبان پر آیا۔

ما قدم از سر کنیم در طلب دوستاں
راہ بجائے برد ہر کہ با قدام رفت

میں نے اس خیال سے توبہ کی...... اس واقعہ کو تین روز گزرے تھے کہ خلیفہ ملک یار پراں میرے لئے ایک گھوڑی لے کر آیا اور مجھ سے کہا: اسے قبول کیجئے۔ میں نے اس سے کہا: تم خود ایک درویش ہو میں تم سے یہ کیسے قبول کر سکتا ہوں۔ انہوں نے کہا: تین راتوں سے میں خواب میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے شیخ مجھ سے برابر فرما رہے ہیں کہ فلاں شخص کے پاس گھوڑی لے کر جاؤ۔ میں نے کہا: بے شک تمہارے شیخ نے تم سے کہا ہے لیکن اگر میرے شیخ بھی مجھ سے کہیں گے تو میں یہ گھوڑی تم سے لے لوں گا۔ اسی رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ شیخ شیوخ العالم حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ مجھ سے فرماتے ہیں کہ ملک یار پراں کی دل جوئی کے لئے وہ گھوڑی قبول کر لو۔ دوسرے روز وہ گھوڑی لے کر آیا تو میں نے اُسے فرستادہ حق سمجھ کر قبول کر لیا۔ (سیر الاولیاء ص ۲۴۶)

زبان سے جو نکلا تقدیر بن گیا

اور حضرت خواجہ امیر خرد رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ناگور میں ایک ہندو تھا۔ جب بھی اس پر حضرت شیخ حمید الدین کی نظر پڑتی تو آپ فرماتے کہ یہ ولی خدا پرست ہو گا مرنے کے وقت با ایمان جائے گا اور اس کا خاتمہ بالخیر ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ آپ فرماتے تھے۔

(سیر الاولیاء ص ۲۶۵)

☆ اور تحریر فرماتے ہیں: شیخ جمال الدین ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ شیوخ العالم حضرت فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ والرضوان کے خلیفہ تھے اور آپ کی مریدی کی بدولت اکابر شیوخ کے مرتبہ پر پہنچے۔ سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جس زمانے میں شیخ شیوخ العالم نے مجھے خلافت عطا فرمائی تو ارشاد فرمایا: یہ خلافت نامہ ہانسی میں مولانا جمال الدین ہانسوی کو دکھلا لینا۔ میں خلافت سے پہلے جب شیخ جمال الدین کی خدمت میں جاتا تھا تو وہ میری تعظیم فرماتے اور کھڑے ہو کر ملاقات کرتے۔ جب میں خلافت کے بعد ایک روز ان سے ملنے گیا تو وہ خلاف عادت بیٹھے رہے۔ میرے دل میں یہ خیال گزرا کہ یہ بات ان کی خلاف عادت ہے۔ ابھی یہ خیال دل میں گزر رہا تھا کہ انہوں نے بغیر میرے کچھ کہے فوراً فرمایا۔ مولانا نظام الدین! تمہارے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں تمہارے لئے کھڑا نہیں ہوا لیکن اس کی وجہ دوسری ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب میرے اور تمہارے درمیان (شیخ کے خلافت عطا فرمانے کے بعد) محبت کا رشتہ قائم ہو چکا ہے تو میں اور تم ایک ہو گئے۔ اب میرا خود اپنے لئے کھڑا ہونا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

(سیر الاولیاء ص ۲۹۴)

ان دونوں واقعات کے بیان سے حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عقیدہ ثابت ہوا کہ حضرت شیخ حمید الدین ناگوری اور حضرت شیخ جمال الدین ہانسوی رحمہما اللہ بھی باذن الٰہی غیب کے جاننے والے ہیں کہ ہندو خدا پرست ولی ہو جائے گا۔ حضرت شیخ ناگوری واقف تھے اور حضرت ہانسوی دل کے خیال سے آگاہ ہو گئے۔

(۱۳۵)

اس سے بہتر کوئی راستہ نہیں

سیدنا یونس علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ وہ روئے زمین کے سب سے بڑے عابد کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام انہیں ایک ایسے شخص کے پاس لے گئے جس کے ہاتھ پاؤں جذام کی وجہ سے کٹ کر جدا ہو چکے تھے اور وہ شخص زبان سے کہہ رہا تھا تو نے جب تک چاہا ان اعضاء سے مجھے فائدہ بخشا، اور جب چاہا لے لیا اور میری امید صرف اپنی ذات میں باقی رکھی۔ اے میرے پیدا کرنے والے میرا مقصود تو تو ہے۔

حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا اے جبرائیل میں نے آپ سے صوم وصلوٰۃ والے شخص کو دیکھنے کا سوال کیا تھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا اس مصیبت میں مبتلا ہونے سے قبل یہ ایسا ہی تھا، اب مجھے یہ حکم ملا ہے کہ اس کی آنکھیں بھی لے لوں۔ چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اشارہ کیا اور اس کی آنکھیں بھی نکل پڑیں۔ مگر عابد نے زبان سے وہی بات کہی: جب تک تو نے چاہا ان آنکھوں سے مجھے فائدہ بخشا اور جب چاہا انہیں چھین لیا اور اے خالق! میری امید گاہ صرف اپنی ذات کو رکھا، میرا مقصود تو تو ہی ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عابد سے کہا آؤ ہم تم باہم دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ تم کو پھر تمہاری آنکھیں اور تمہارے ہاتھ پاؤں لوٹا دے اور تم پہلے ہی کی طرح عبادت کرنے لگو۔ عابد: ہرگز نہیں۔ حضرت جبرئیل کیوں نہیں؟ عابد اس کی رضا جب اس میں ہے تو مجھے اس کی رضا زیادہ محبوب ہے۔

حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا: واقعی میں نے کسی کو اس سے بڑھ کر عابد نہیں دیکھا۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ وہ راستہ ہے کہ رضائے الٰہی تک رسائی کے لئے اس سے بہتر کوئی راہ نہیں۔

Scanned with CamScanner

پانچ نعمتیں اور مجلس کی بخشش

☆ شفیق بلخی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے طلب کیا تو پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں میں پایا۔

☆ ...... برکت رزق چاشت میں ملی۔

☆ ...... قبر کا اجالا نماز تہجد میں ملا۔

☆ ...... نکیرین کے سوالات کا جواب قرأت قرآن میں پایا۔

☆ ...... پل صراط سے گزرنے کی سہولت روزہ اور صدقہ میں ملی۔

☆ ...... (قیامت کے دن) عرش کا سایہ خلوت نشینی میں نظر آیا۔

☆ ایک عالم ربانی فرماتے ہیں، مجلس وعظ کے اختتام پر لوگوں کے سامنے میں نے یہ دعا مانگی۔ الہ العالمین! ہم لوگوں میں جس کا دل سب سے زیادہ سخت ہو، جس کی آنکھیں سب سے زیادہ خشک ہوں (اللہ کی یاد میں رونے سے غافل) اور جو معصیت سے سب سے قریبی تعلق والا ہو اسے بخش دے۔ ہمارے قریب ایک ہجڑا بیٹھا ہوا تھا وہ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا یہ دعا پھر مانگئے کیونکہ آپ لوگوں میں، میں ہی ایک ایسا ہوں جس کا دل سب سے سخت ہے، جس کی آنکھیں سب سے خشک اور جو گناہوں سے سب سے زیادہ قریب ہے۔ میرے حق میں دعا کیجئے کہ ربّ تعالیٰ میری توبہ قبول فرمائے۔

عالم ربانی فرماتے ہیں دوسری رات مجھے خواب میں ربّ کائنات کے حضور کھڑا کیا گیا۔ ارشاد عالی ہوا، مجھے یہ بات پسند آئی کہ تو نے میرے اور میرے بندے کے درمیان صلح کرادی۔ جا میں نے تجھے اسے اور تمام حاضرین مجلس کو بخش دیا۔

☆ ایک بزرگ کو کسی نے ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا، پوچھا کہ ربّ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ انہوں نے جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ نے میرا اعمال نامہ داہنے ہاتھ میں دیا، اور پڑھنے کو فرمایا، مجھے اس میں اپنی ایک برائی نظر آئی۔ میں جسے پڑھنے سے شرم میں پڑ گیا اور عرض کیا مالک و مولیٰ مجھے رسوائی سے بچا۔ فرمایا جب یہ گناہ تو نے کیا تھا اور اس وقت شرم نہیں آئی تھی۔ اس وقت میں نے تجھے رسوا نہیں کیا تو آج میں تجھے کیوں رسوا کروں گا۔ جب کہ تو مجھ سے نادم ہے۔ جا میں نے تیری غلطی معاف کی اور تجھے داخل جنت کیا۔ **سبحان اللہ الحلیم الکریم** ۔(روض الریاحین)

(۱۳۶)

فضیلت وشوق جہاد

حضرت ابن خصاصیہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تا کہ آپ ﷺ سے اسلام کی بیعت کروں تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر شرط لگائی کہ ”تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور بیت اللہ کا حج کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرے۔“ تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان میں سے دو کی میں طاقت نہیں رکھتا۔ ایک زکوٰۃ کی اس لئے کہ میرے پاس دس اونٹ ہیں اور ان پر میں اپنے گھر والوں کا انتظام کرتا ہوں اور دوسرا جہاد کی کیونکہ میں نے لوگوں سے سنا ہے کہ جو میدان جہاد میں دشمن کو پیٹھ دکھا کر بھاگ جائے تو بے شک وہ اللہ کا غضب لے کر لوٹتا ہے۔ لہٰذا مجھے خطرہ ہے کہ میدان قتال میں مجھے موت سے کراہت ہو جائے اور میں ڈر کے مارے بھاگ جاؤں۔

”قَالَ فَقَبَضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَہٗ ثُمَّ حَرَّکَھَا ثُمَّ قَالَ: (لَا صَدَقَةَ وَلَا جِھَادَ فَبِمَ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ؟“

صحابی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ بند کر کے ہلایا اور فرمایا: ”نہ صدقہ کرو گے اور نہ ہی جہاد تو پھر جنت میں کیسے داخل ہو گے؟“ یہ سن کر میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کی بیعت کرتا ہوں چنانچہ آپ نے تمام چیزوں پر مجھ سے بیعت لی۔

(مستدرک حاکم، الجہاد: ۸۰/۲، سنن الکبریٰ للبیہقی، السیر، باب اصل فرض الجہاد: ۲۰/۹)

Scanned with CamScanner

جنت کی خوشبو

حضرت ربیع بن زیاد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کے ساتھ درمیانی رفتار سے چلے جا رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ایک قریشی جوان پر پڑی جو راستے سے ہٹ کر چلا جا رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''کیا یہ منذب نہیں ہے؟'' لوگوں نے عرض کیا جی ہاں! یہ وہی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کو بلاؤ'' وہ حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم راستے سے ہٹ کر کیوں چل رہے ہو؟ اس نے کہا، غبار اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''راستے سے ہٹ کر مت چلو اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے بیشک یہ بھی ایک قسم کی جنت کی خوشبو ہے۔'' (مصنف ابن ابی شیبہ ۳۰۵/۵)

☆ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے مکہ میں ایک آواز شیطان سے سنی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو گرفتار کرلیا گیا ہے۔ یہ اس وقت کا قصہ ہے جب کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اسلام لا چکے تھے۔ آواز سن کر انہوں نے اپنی تلوار میان سے نکالی اور تیزی کے ساتھ گلیوں میں پھرے اور دوڑے یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے۔ آپ نے دریافت فرمایا: ''کیا حال ہے؟'' حضرت زبیر نے کہا: میں نے سنا تھا کہ آپ گرفتار کر لئے گئے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''تو تم کیا کرتے؟'' انہوں نے عرض کیا: میں اپنی تلوار سے اس آدمی کو مارتا جس نے آپ کو پکڑا ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اور ان کی تلوار کو دعا دی اور فرمایا واپس چلے جاؤ۔

''دَعَا لِیْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلِوَ لَدِیْ وَوَلَدِ وَلَدِیْ''

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے، میری اولاد کے لئے اور میری اولاد کی اولاد کے لئے دعا فرمائی۔''

یہ پہلی تلوار تھی جو اسلام میں اللہ کے راستہ میں کھینچی گئی۔

(الزوائد: ۱۵۰/۹، الاوائل للطبرانی: ۵۴، حیاۃ الصحابۃ: ۱۶۲/۳، المنتخب: ۷۰/۵، مجمع الزوائد: ۱۵۰:۹)

کون ہے جو اس تلوار کا حق ادا کرے؟

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے دن (میدان احد میں مجاہدین کے سامنے) تلوار لہرائی اور فرمایا:

(فَمَنْ یَّاْخُذُهٗ بِحَقِّهٖ؟)

''کون ہے جو مجھ سے یہ تلوار لے کر اس کا حق ادا کرے گا؟''۔

یہاں موجود تمام صحابہ میں سے ہر ایک نے اپنا ہاتھ پھیلایا اور کہنے لگا: میں! (اس کا حق ادا کروں گا) مجاہدین کا جمگھٹا لگ گیا تو حضرت ابودجانہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگے: میں اس کا حق ادا کروں گا۔ چنانچہ ابودجانہ رضی اللہ عنہ نے تلوار لے لی اور مشرکوں کی کھوپڑیوں کے پرخچے اڑا دیے۔ (مسلم، فضائل الصحابۃ، باب من فضائل ابی دجانۃ: ۲۴۷۰)

☆ حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ (ہم لوگ) غزوۂ حنین کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے اور بہت لمبی مسافت طے کی حتیٰ کہ پچھلا پہر ہوگیا، سو میں نماز کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حاضر تھا کہ ایک گھوڑ سوار آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں آپ کے آگے آگے چلتا رہا حتیٰ کہ فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھ گیا تو دیکھا کہ قبیلہ ہوازن کے سب لوگ اپنی عورتوں، چوپاؤں اور بکریوں سمیت حنین کی طرف جمع ہو رہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''کل ان شاء اللہ یہ سب مسلمانوں کی غنیمت ہوگا۔'' پھر فرمایا: ''آج رات کون ہمارا پہرہ دے گا؟'' حضرت انس بن ابی مرثد غنوی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں، اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو سوار ہو جا۔'' چنانچہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ نے اس سے فرمایا: ''اس گھاٹی کی طرف چلے جاؤ، حتیٰ کہ اس کے اوپر چڑھ جاؤ اور ایسا نہ ہو کہ رات میں ہم تمہاری طرف سے دھوکہ کھا جائیں۔

اور جنت لازم ہوگئی

جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مصلیٰ پر تشریف لائے اور دو رکعتیں پڑھیں، پھر

دریافت فرمایا: ''کیا تم نے اپنے سوار کو دیکھا ہے؟'' صحابہ نے کہا: نہیں، اے اللہ کے رسول! ہم نے اسے نہیں دیکھا ہے۔

پھر نماز کے لئے تکبیر کہی گئی اور رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے لگے اور اس دوران آپ ﷺ گھاٹی کی طرف بھی دیکھتے رہے حتیٰ کہ جب نماز مکمل کر لی اور سلام پھیر لیا تو فرمایا: ''خوشخبری ہو تمہارا سوار آ گیا ہے۔''

چنانچہ ہم بھی درختوں میں سے گھاٹی کی طرف دیکھنے لگے تو وہ سامنے آ گیا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اس نے سلام کیا اور کہا: میں (آپ کے ہاں سے) روانہ ہوا حتیٰ کہ اس گھاٹی کے اوپر چڑھ گیا جہاں اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے حکم فرمایا تھا، جب صبح ہوئی تو میں نے دونوں گھاٹیوں میں دیکھا تو مجھے کوئی شخص نظر نہیں آیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تم رات کو (گھوڑے سے) اترے بھی تھے؟'' اس نے کہا: نہیں، صرف نماز پڑھنے یا قضائے حاجت کے لئے ہی اترا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا:

''تم نے اپنے لئے (جنت) لازم کر لی، تم اس کے بعد اور کوئی عمل نہ بھی کرو تو کوئی مواخذہ نہیں۔''

(سنن ابی داؤد، الجهاد، باب فی فضل الحرس فی سبیل اللہ تعالیٰ: ۲۵۰۱)

منبر رسول کے پاس اپنی آوازیں بلند نہ کرو

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

میں جمعہ کے دن مسجد نبوی میں رسول اللہ ﷺ کے منبر کے پاس بیٹھا تھا کہ چند لوگوں کے درمیان سب سے افضل عمل کی بحث چھڑ گئی۔ ایک شخص نے کہا: میرے نزدیک قبول اسلام کے بعد حجاج کرام کو پانی پلانا سب سے افضل ہے اور اگر میں حاجیوں کو پانی پلانے لگ جاؤں تو اپنی نجات کے بارے میں قطعی بے فکر ہو جاؤں۔

دوسرے نے کہا: میرے نزدیک مسجد حرام کو آباد کرنا افضل الاعمال ہے اور یہ آبادکاری کا عمل مجھے اپنی نجات کے متعلق بے پروا کر دے گا۔ تیسرے شخص نے کہا:

''اَلْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَفْضَلُ مِمَّا قُلْتُمْ''

''جہاد فی سبیل اللہ تمہاری ذکر کردہ تمام چیزوں سے افضل ہے۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس اختلاف نے شور کا سامان پیدا کر دیا۔ چنانچہ بڑھتے ہوئے اسی جھگڑے کو دیکھ کر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ درمیان میں آ گئے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ کے منبر کے پاس بیٹھ کر اپنی آوازیں بلند مت کرو۔ رہا مسئلہ کا حل تو نماز جمعہ کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے استفسار کر لیں گے۔ چنانچہ جمعہ کی نماز ادا کرنے کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پورا قصہ رسول اکرم ﷺ کے گوش گزار کر دیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اختلاف سے آگاہ کیا۔ آپ اسی جگہ تشریف فرما تھے کہ جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر پہنچے:

(اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَ عِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ۝ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝)

(التوبہ: ۱۹۔۲۲)

سب سے افضل عمل

''کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانا اور مسجد حرام (یعنی خانہ کعبہ) کو آباد کرنا اس شخص کے اعمال جیسا خیال کیا ہے جو اللہ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے؟ یہ لوگ اللہ کے نزدیک برابر نہیں اور اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ جو لوگ ایمان لائے اور وطن چھوڑ گئے اور اللہ کی راہ میں مال اور جان سے جہاد کرتے رہے، اللہ کے ہاں ان کے درجے بہت بڑے ہیں اور وہی مراد کو پہنچنے والے ہیں۔ ان کا رب ان کو اپنی رحمت کی اور خوشنودی کی اور جنتوں کی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کے لئے نعمت ہائے

جاودانی ہے۔ (اور وہ) ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، کچھ شک نہیں کہ اللہ کے ہاں بڑا صلہ (تیار) ہے۔“

(صحیح مسلم، الامارۃ، باب فضل الشہادۃ فی سبیل اللہ، ۱۸۷۹، تفسیر ابن کثیر: ۲/۳۷۷)

لمحہ بھر کا جہاد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

صحابہ میں سے ایک آدمی کا گزر ایک گھاٹی سے ہوا جہاں ٹھنڈے پانی کا ایک چشمہ تھا۔ اس نے کہا اگر میں لوگوں سے الگ تھلگ یہاں ٹھہر جاؤں اور اللہ کی عبادت کروں لیکن یہ کام اس وقت تک نہ کروں گا جب تک رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہ لے لوں۔ لہٰذا اس نے سارا ماجرا رسول اللہ ﷺ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا:

(لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ مَقَامَ أَحَدِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ سَبْعِيْنَ عَامًا أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَغْفِرَ اللهُ لَكُمْ وَ يُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ اغْزُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)

”ایسا نہ کرنا بے شک تم میں سے کسی کا جہاد فی سبیل اللہ میں کھڑے ہو جانا گھر کی ستر سال کی نمازوں سے بہتر ہے۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے اور جنت میں داخل کر دے۔ اللہ کے راستہ میں جہاد کرو جو آدمی اونٹنی کے دودھ دوہنے کے درمیانی وقفہ جتنا اللہ کے راستہ میں لڑا اس پر اللہ کی جنت واجب ہوگئی۔

(ترمذی، ابواب فضائل الجہاد، ما جاء فی الغدو والرواح فی سبیل اللہ ۱۶۵۵)

جہاد فی سبیل اللہ کا ثواب

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا، تو آپ کے پاس ایک عورت آئی اور کہا یا رسول اللہ! آپ نے لشکر روانہ کیا ہے اور میرا خاوند جہاد پر چلا گیا ہے۔ جب وہ یہاں تھا تو میں اس کی

نماز، روزہ کی اقتدا کرتی اور اس کے ساتھ ہر نیکی کا کام کیا کرتی تھی۔ اب مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو میں کرتی رہوں اور مجھے اس کے جہادی عمل کے برابر ثواب ملے حتیٰ کہ وہ واپس پلٹ آئے۔ آپ نے فرمایا: کیا تو طاقت رکھتی ہے:

(تُصَلِّيْنَ فَلَا تَقْعُدِيْنَ وَ تَصُوْمِيْنَ فَلَا تُفْطِرِيْنَ وَ تَذْكُرِيْنَ فَلَا تَفْتُرِيْنَ) قَالَتْ مَا أُطِيْقُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ (وَلَوْ طُقْتِ ذٰلِكَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا بَلَغْتِ الْعُشَيْرَ مِنْ عَمَلِهٖ)

”مسلسل قیام کرے اور بیٹھی نہ رہے اور روزے رکھے اور کبھی افطار نہ کرے اور مسلسل اللہ کا ذکر کرے اور کبھی غافل نہ ہو۔“ حتیٰ کہ وہ واپس آ جائے؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں یہ طاقت نہیں رکھتی۔ فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تجھ میں اتنی طاقت ہو بھی تو پھر بھی تو اپنے خاوند کے جہادی اجر کے دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔“

(مستدرک للحاکم: ۲/۷۳)

حساب کس بات کا؟

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”کیا تو جانتا ہے کہ سب سے پہلا گروہ میری اُمت کا کون سا جنت میں داخل ہوگا؟“

میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: ”اللہ کے راستہ میں ہجرت کرنے والے قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آئیں گے اور اس کو کھٹکھٹائیں گے تو جنت کا دربان ان سے پوچھے گا کیا تمہارا حساب و کتاب ہو چکا ہے؟ وہ جواب دیں گے:

(بِأَيِّ شَيْءٍ نُحَاسِبُ وَإِنَّمَا كَانَتْ أَسْيَافُنَا عَلٰى عَوَاتِقِنَا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ حَتّٰى مِتْنَا عَلٰى ذٰلِكَ)

”ہمارا حساب کس چیز کا؟ ہمارا حال تو یہ تھا کہ تلواریں مسلسل ہمارے شانوں

پر رہیں حتیٰ کہ ہمیں موت آگئی۔"

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "ان کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور وہ لوگوں کے جنت میں داخل ہونے سے چالیس سال پہلے داخل ہو کر اس میں آرام کریں گے۔" (ایضاً الجہاد: ۲/۶۷)

درندے بھاگ گئے

حضرت عقبہ بن نافع بڑے مجاہد تھے، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب انہیں دس ہزار کا لشکر دے کر افریقہ روانہ کیا تو انہوں نے اس کو فتح کر لیا اور مشہور علاقے قیروان تک جا پہنچے۔ یہ جگہ نہایت خطرناک جنگل اور درندوں، سانپوں اور موذی قسم کے کیڑے مکوڑوں کا مرکز تھی۔ حضرت عقبہ نے اللہ سے دعا کی تو موذی جانور اور درندے اپنے بچوں کو اٹھا کر لے گئے۔ حتیٰ کہ کیڑے مکوڑوں نے اپنے بل اور گھونسلے خالی کر دیئے۔ یہ دیکھ کر مقامی لوگ جو بربر کہلاتے تھے۔ ان کی ایک کثیر تعداد مسلمان ہوگئی۔

(الکامل ابن اثیر: ۳/۲۳۰)

(۱۳۷)

رزق کی برکت سے محروم کون......؟

حضرت ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، ایک مرتبہ میں اسکندریہ کے ایک شخص سے ملا جسے اسلم بن زید الجہنی کہا جاتا تھا۔ وہ مجھ سے کہنے لگا: "اے نوجوان! تم کون ہو؟" میں نے کہا: "میں خراسان کا رہنے والا ہوں۔" اس نے پوچھا: "تجھے دنیا سے بے رغبتی پر کس چیز نے ابھارا؟" میں نے جواب دیا: "دنیوی خواہشات کو ترک کرنے اور ان کے ترک پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے ثواب کی امید نے۔" وہ کہنے لگا: "بندے کی اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی امید اس وقت تک پوری نہیں ہو سکتی جب تک وہ اپنے نفس کو صبر کرنے کا عادی نہ بنا لے۔ یہ سن کر اس کے پاس کھڑے ایک شخص نے پوچھا: "صبر کیا ہے؟" اس نے جواب دیا: "صبر کی سب سے پہلی منزل یہ ہے کہ انسان ان باتوں کو بھی (خوشی سے) برداشت کر لے جو اس کے دل کو اچھی نہ لگیں۔" میں نے کہا: "اگر وہ ایسا کر لے تو پھر کیا ہوگا؟"

اس نے کہا: "جب وہ ناپسندیدہ باتوں کو برداشت کر لے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو نور سے بھر دے گا۔ پھر میں نے اس سے پوچھا: "نور کیا ہے؟" اس نے مجھے بتایا: "یہ اس شخص کے دل میں موجود ایسا چراغ ہوتا ہے جو حق و باطل اور متشابہ میں فرق کرتا ہے۔ اے نوجوان! جب تو اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی صحبت اختیار کرے یا صالحین سے گفتگو کرے تو ان کی ناراضگی سے ہمیشہ بچتے رہنا کیونکہ ان کی ناراضگی میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور ان کی خوشی میں اللہ تعالیٰ کی خوشی پوشیدہ ہے۔ اے نوجوان! میری یہ باتیں یاد کر لے، اپنے اندر برداشت کا مادہ پیدا کر اور سمجھدار ہو جا۔"

بخل کیا ہے؟

یہ نصیحت آموز باتیں سن کر میری آنکھوں سے سیل اشک رواں ہو گیا۔ میں نے کہا: ''اللہ کی قسم! میں نے اللہ تعالیٰ کی محبت، اس کی رضا کے حصول اور دنیوی خواہشات کو ترک کرنے کی خاطر اپنے والدین اور مال و دولت کو چھوڑا ہے۔'' اس نے کہا: ''بخل سے کوسوں دور بھاگنا۔'' میں نے پوچھا: ''بخل کیا ہے؟'' اس نے کہا: ''دنیا والوں کے نزدیک تو بخل یہ ہے کہ کوئی آدمی اپنے مال میں کنجوسی کرے جبکہ آخرت کے طلب گاروں کے نزدیک بخل یہ ہے کہ کوئی اپنے نفس کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے کنجوسی کرے۔ یاد رکھ! جب انسان اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے دل سے سخاوت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو ہدایت اور تقویٰ سے بھر دیتا ہے اور اسے سکون، وقار، اچھا عمل اور عقل سلیم جیسی نعمتیں ملتی ہیں۔ اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور وہ مسرور و شاداں ان دروازوں کے کھلنے کی کیفیت کو دیکھتا ہے۔''

یہ سن کر اس کے رفقاء میں سے ایک شخص نے کہا: ''حضور! اس کی آتش عشق کو مزید بھڑکائیے۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس نوجوان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ولایت کی توفیق عطا کی گئی ہے۔''

وہ شخص اپنے رفیق کی اس بات سے بہت متعجب ہوا کہ ''اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ولایت کی توفیق عطا کی گئی ہے۔'' پھر میری طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا: ''اے عزیز! عنقریب تو اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرے گا۔ جب تجھے یہ سعادت نصیب ہو تو ان کے لئے ایسی زمین کی مانند ہو جا کہ اگر وہ چاہیں تو تجھے پاؤں کے نیچے روند ڈالیں اور اگر وہ تجھے ماریں، جھڑکیں یا دھتکار دیں تو تو اپنے دل میں سوچنا کہ تو آیا کہاں سے ہے؟ اگر تو غور و فکر کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی نصرت تیری مؤید ہو گی اور اللہ تعالیٰ تجھے دین کی سمجھ بوجھ عطا فرمائے گا، پھر لوگ دل و جان سے تجھے مان لیں گے۔

جب انسان کو اچھے لوگ چھوڑ دیں

اے نوجوان! یاد رکھ، جب کسی انسان کو اچھے لوگ چھوڑ دیں، پرہیزگار اس کی صحبت

سے بچنے لگیں اور نیک لوگ اس سے ناراض ہو جائیں تو یہ اس کے لئے نقصان دہ بات ہے۔ اب اسے جان لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے ناراض ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو گمراہی و تاریکی سے بھر دے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ رزق (کی برکت) سے محروم ہو جائے گا اور خاندان والوں کی جفا اور صاحب اقتدار لوگوں کا بغض اس کا مقدر بن جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ جہاں چاہے اسے ہلاک کر دے۔''

میں نے کہا: ''ایک مرتبہ میں نے ایک نیک شخص کی ہمراہی میں کوفہ سے مکہ مکرمہ تک سفر کیا۔ جب شام ہوتی تو وہ دو رکعت نماز ادا کرتا۔ پھر آہستہ آہستہ کلام کرتا۔ میں دیکھتا کہ ثرید سے بھرا ہوا پیالہ اور پانی سے بھرا ہوا ایک کوزہ اس کے دائیں جانب رکھا ہوتا۔ وہ اس کھانے میں سے خود بھی کھاتا اور مجھے بھی کھلاتا۔ میری یہ بات سن کر وہ شخص اور اس کے رفقاء رونے لگے۔''

اسم اعظم کی برکت

پھر اس نے مجھے بتایا: ''اے میرے بیٹے! وہ میرے بھائی داؤد تھے اور ان کی رہائش بلخ سے پیچھے ایک گاؤں میں تھی۔ داؤد کے وہاں سکونت اختیار فرمانے کی وجہ سے وہ گاؤں دوسری جگہوں پر فخر کرتا ہے۔ اے عزیز! انہوں نے تجھے کیا کہا تھا، اور کیا سکھایا تھا؟'' میں نے کہا: ''انہوں نے مجھے اسم اعظم سکھایا۔'' اس شخص نے پوچھا: ''وہ کیا ہے؟'' میں نے کہا: ''اس کا بولنا میرے لئے بہت بڑا معاملہ ہے۔ ایک بار میں نے اسم اعظم پڑھا تو فوراً ایک آدمی ظاہر ہوا اور میرا دامن پکڑ کر کہنے لگا: ''سوال کر، عطا کیا جائے گا۔'' مجھ پر گھبراہٹ طاری ہو گئی۔ میری یہ حالت دیکھ کر وہ بولا: ''گھبرانے کی کوئی بات نہیں، میں خضر ہوں اور میرے بھائی داؤد نے تمہیں اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم سکھایا ہے۔ اس اسم اعظم کے ذریعے کسی ایسے شخص کے لئے کبھی بھی بددعا نہ کرنا جس سے تمہارا ذاتی جھگڑا اور اختلاف ہو، اگر ایسا کرو گے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اسے دنیا و آخرت کی ہلاکت میں مبتلا کر دو اور پھر تم بھی نقصان اٹھاؤ۔ بلکہ اس اسم اعظم کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ وہ تمہارے دل کو دین اسلام پر

Scanned with CamScanner

ثابت رکھے۔ تمہارے پہلو کو شجاعت و بہادری عطا فرمائے، تمہاری کمزوری کو قوت سے بدل دے۔ تمہاری وحشت کو انسیت سے اور تمہارے خوف کو امن سے بدل دے۔''

ایں خیال است ومحال است وجنون

پھر مجھ سے کہا: ''اے نوجوان! نفس کی خواہشات کو ترک کرنے کی غرض سے دنیا کو چھوڑنے والوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا کو (اپنا) لباس، اس کی محبت کو اپنی چادر اور اس کی عظمت و بزرگی کو اپنا شعار بنالیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایسا فضل وانعام فرمایا: ایسا کسی پر نہ فرمایا۔ اتنا کہنے کے بعد وہ چلا گیا۔ وہ شخص میری اس بات سے بہت متعجب ہوا۔ پھر کہنے لگا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ ایسے ہدایت یافتہ لوگوں سے (دین اسلام کی) تبلیغ کا کام لیتا ہے۔ اے عزیز! ہم نے تجھے (ان باتوں سے) نفع پہنچایا اور جو ہم نے سیکھا تھا وہ تجھے سکھا دیا۔ پھر ان میں سے بعض نے بعض سے کہا: ''خوب سیر ہو کر کھانے کے بعد رات جاگ کر گزارنے کی طمع نہیں کی جاسکتی۔ دنیا کی محبت کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے محبت کی طمع نہیں کی جاسکتی، تقویٰ اور پرہیزگاری کو ترک کرنے کے باوجود حکمت کا الہام ہونا محض خام خیالی ہے۔

ظلمت و تاریکی کی راہوں میں گم ہونے کے باوجود تیرے سب کام صحیح ہو جائیں یہ نہیں ہوسکتا اور جب تجھے مال سے محبت ہو تو پھر تو اللہ تعالیٰ سے محبت کی طمع نہ کر۔ لوگوں پر ظلم و جفا کرنے کے باوجود تمہارے دل کے نرم ہونے کا گمان نہیں کیا جاسکتا۔ فضول کلام کرنے کے باوجود رقت قلبی، مخلوق پر رحم نہ کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی رحمت اور علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی مجالس میں نہ بیٹھنے کے باوجود رشد و ہدایت کی طمع محض خام خیالی ہی ہے۔''

(عیون الحکایات)

(۱۳۸)

ایک چچا کی اپنے بھتیجے کو نصیحت

محمد بن ادریس علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: انہیں عبداللہ بن عبدالغفار سے یہ خبر پہنچی کہ زہیر بن نعیم نے ابوسعید عبداللہ بن عبدالغفار کو لکھا: سلام علیک میں آپ کی طرف اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور تمہیں اور اپنے آپ کو اللہ سے ڈرنے اور اس کی فرمانبرداری سے بچنے کی وصیت کرتا ہوں اور ہر حال میں اس کے حکم کو پورا کرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ نیک انجام تو ہے ہی متقین کے لئے، تمام لوگوں کو ان کے اعمال ہی کا بدلہ ملے گا، امابعد۔ بھتیجے میں تمہاری طرف یہ خط لکھ رہا ہوں۔ میں عافیت سے ہوں اور ہر حال میں موت کی طرف بڑھ رہا ہوں۔ یونہی ہمارے کیے ہوئے تمام اعمال بھی محفوظ ہیں اپنے بارے میں اللہ سے ڈر، اپنے بارے میں اللہ سے ڈر۔

بھتیجے! اپنے والدین کے فنا ہونے کو اکثر سوچا کر، اور ضرورت سے زائد دنیا سے بچتے رہو۔ معمولی دنیا پر راضی رہ، عموماً غفلت اور نسیان ضرورت سے زائد دنیا طلبی سے ہوتی ہے اللہ مجھے اور تمہیں معمولی دنیا پر راضی کردے اور آخرت کے لئے زیادہ سے زیادہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہاں تک کہ ہمیں دنیا سے لے جاتے وقت ناراض نہ ہو۔ اپنا فضل اور احسان فرمائے کیونکہ یہ احسان تو وہی کرسکتا ہے، بھتیجے اگر ہو سکے تو اللہ کے اس فرمان کو نہ بھولنا۔

اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ؕ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ○ (الزخرف ۴۳:۸۰)

ترجمہ: کیا ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہم ان کی چھپ کر کی ہوئی باتوں اور ان کے مشوروں کو نہیں سنتے ہیں ہم ضرور سنتے ہیں اور ہمارے فرشتے ان کے پاس ہیں وہ بھی لکھتے ہیں۔ (کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

(۱۳۹)

کوتاہی کے اعتراف کی حقیقت

(ابن جوزی لکھتے ہیں) مجھے ایک ضرورت پیش آئی جس میں اللہ تعالیٰ سے سوال اور دعاء کا تقاضا ہوا چنانچہ میں دعا مانگنے لگا اور ایک مرد صالح میرے ساتھ دعا میں شریک ہو گیا اور میں نے قبولیت کے کچھ آثار بھی محسوس کئے تو میرا نفس مجھے کہنے لگا کہ یہ اس مرد صالح کی برکت ہے تیری دعا کی وجہ سے نہیں میں نے کہا جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو میں اپنے گناہوں سے خوب واقف ہوں جو اجابت دعا کے لئے مانع ہو سکتے ہیں مگر پھر بھی ممکن ہے کہ یہ اجابت میری ہی دعا کی ہو کیونکہ اس دعا مانگنے والے نیک ساتھی کو وہ کیفیت حاصل نہیں جو میں اپنے میں خیال کرتا ہوں کیونکہ میں اپنے گناہوں کی وجہ سے عاجزی اور انکساری محسوس کرتا ہوں اور وہ اپنے اس معاملہ پر خوش ہے اور بسا اوقات اپنی کوتاہی اور گناہ کا اعتراف بوقت حاجت کام آجاتا ہے علاوہ ازیں ہم دونوں اللہ تعالیٰ کا فضل ہی تو مانگتے ہیں نہ کہ اپنے اعمال کا معاوضہ اور جب کہ میں عجز و انکسار کی حالت میں گناہوں کا اعتراف کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ مجھے اپنے فضل سے عطا فرما تو میرے پاس تو کچھ بھی نہیں جس پر میں قبولیت کے لئے اعتماد کر سکوں البتہ اس ساتھی کی نگاہ اپنے حسن عمل کی طرف جا سکتی اور وہ قبولیت کے لئے رکاوٹ بھی بن سکتی ہے لہٰذا اے نفس مجھے اتنا مایوس اور نکمانہ بنا کیونکہ اپنی بداعمالیوں کے علم سے جو انکسار و عجز مجھے حاصل ہوا ہے وہی میرے لئے کافی ہے اور پھر میرے پاس علم ہے جو آداب سکھاتا ہے اور اپنی خطاؤں کا اعتراف ہے اور اپنی مطلوبہ چیز کی مجھے شدید احتیاج بھی ہے اور جس سے مانگ رہا ہوں اس کے فضل پر یقین بھی ہے اور یہ وہ چیزیں ہیں جو اس عابد کے پاس نہیں ہیں پس اللہ تعالیٰ اس کی عبادت میں برکت عطا فرما دے اور میرے لئے اپنے گناہوں اور تقصیر کا اعتراف بھی بہت بڑا سرمایہ ہے۔ (صید الخاطر)

(۱۴۰)

محمد کی نسبت بڑی چیز ہے، ﷺ

امام بیہقی وابونعیم...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں...... وہ فرماتے ہیں: مجھ پر تین مصیبتیں سخت پڑی ہیں......

(1) ایک تو حضور علیہ السلام کی وفات......

(2) دوسرے حضرت عثمان کی شہادت......

(3) تیسرے میرے توشہ دان کا گم ہو جانا......

لوگوں نے پوچھا: کیسا توشہ دان؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم ایک غزوہ میں حضور ﷺ کے ہمراہ تھے...... حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا: ابوہریرہ! تمہارے پاس کچھ ہے؟ میں نے عرض کی کچھ کھجوریں ہیں...... ارشاد ہوا: وہ لے آؤ...... میں لایا...... آپ ﷺ نے ان کو دسترخوان پر پھیلا دیا......

"فَإِذَا هُوَ إِحْدٰى وَ عِشْرُوْنَ تَمْرًا" "تو وہ اکیس کھجوریں تھیں......"

آپ ﷺ ایک ایک کھجور کو خدا کا نام پڑھ کر رکھتے جاتے تھے...... پھر آپ نے سب کو ملا دیا...... پھر آپ ﷺ نے حکم دیا کہ دس دس آدمی کھائیں اور اس طرح ساری فوج سیر ہو گئی...... اور کچھ کھجوریں بچ گئیں...... وہ میں نے توشہ دان میں ڈال لیں...... اور ان کے متعلق حضور علیہ السلام نے فرمایا:

"يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اِذَا اَرَدْتَ اَنْ تَاْخُذَ شَيْئًا فَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْهِ"

"ابوہریرہ! جب تمہیں کھجوروں کی ضرورت ہو تو اس توشہ دان میں ہاتھ ڈال کر نکال لیا کرو......"

Scanned with CamScanner

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا توشہ دان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب مجھے ضرورت ہوتی تو میں توشہ دان میں ہاتھ ڈالتا اور کھجوریں نکل آتیں...... اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ و عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت تک میں اس میں سے کھجوریں کھاتا رہا......

"وَاَخَذْتُ مِنْهُ خَمْسِيْنَ وَسَقًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ"

اور ۵۰ وسق تو میں نے اسی میں سے راہ خدا میں خیرات کر دیں......

مگر کھجوریں ختم نہ ہوئیں...... پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہنگامہ شہادت میں میرا گھر لوٹا گیا اور اس کے ساتھ ہی میرا توشہ دان بھی جاتا رہا......

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو تمام عمر اس کا رنج و غم رہا اور نہایت دردناک لہجے میں یہ شعر پڑھتے تھے

للناس ہم ولی ہمان

فقد جراب و قتل الشیخ عثمان

یعنی سب کو آج ایک ہی غم ہے...... مگر مجھے دو غم ہیں...... ایک توشہ دان کے گم ہونے کا اور دوسرا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا......

(خصائص کبریٰ ۲/۵۹)

☆ حضرت عباد بن عبدالصمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم ایک روز حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر گئے...... انہوں نے اپنی لونڈی سے فرمایا: دسترخوان لاؤ...... ہم کھانا کھائیں گے...... اس نے لا کر بچھا دیا...... فرمایا: رومال بھی لاؤ...... وہ ایک رومال لے آئی...... جو کہ میلا تھا...... فرمایا: اس کو تنور میں ڈال دے...... اس نے تنور میں ڈال دیا...... جس میں آگ بھڑک رہی تھی...... تھوڑی دیر کے بعد جب اسے نکالا گیا تو......

ہم اس رومال کو آگ سے دھوتے ہیں

"اَبْيَضُ كَاَنَّهُ اللَّبَنُ فَقُلْنَا مَا هٰذَا؟ قَالَ هٰذَا مِنْدِيْلٌ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ بِهٖ وَجْهَهٗ فَاِذَا اتَّسَخَ صَنَعْنَا بِهٖ هٰكَذَا......"

"وہ ایسا سفید تھا جیسا کہ دودھ...... ہم نے حیران ہو کر کہا کہ یہ کیا راز ہے؟ حضرت انس نے فرمایا: یہ وہ رومال ہے جس سے حضور علیہ السلام اپنے منہ مبارک کو صاف کیا کرتے تھے...... جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم اس کو اسی طرح آگ میں دھو لیتے ہیں...... جس سے میل اور چکناہٹ جل جاتی ہے...... مگر کپڑا نہیں جلتا...... نہ خراب ہوتا ہے......"

"لِاَنَّ النَّارَ لَا تَاْكُلُ شَيْئًا مَرَّ عَلٰى وُجُوْهِ الْاَنْبِيَاءِ......"

کیونکہ جو چیز انبیاء کرام کے چہروں پر سے گزرے...... آگ اسے نہیں جلاتی......" (خصائص کبریٰ ص ۲/۸۰، شواہد النبوت ص ۲۳۵)

حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ مثنوی شریف میں اس مبارک واقعہ کو لکھنے کے بعد فرماتے ہیں:

اے دل ترسندہ از نار و عذاب
باچناں دست و لبے کن اقتراب
چوں جمادے راچناں تشریف داد
جان عاشق را چہا خواہد کشاد

یعنی: اے وہ دل...... جس کو نار جہنم اور عذاب دوزخ کا ڈر ہے...... ان پیارے پیارے ہونٹوں اور مقدس ہاتھوں سے نزدیکی کیوں نہیں حاصل کر لیتا...... جبکہ بے جان چیز دسترخوان کو ایسی فضیلت و بزرگی عطا فرمائی کہ وہ آگ میں نہ جلے...... تو جوان کے عاشق صادق اور بندہ بارگاہ بے کس پناہ ہیں...... ان پر جہنم کیوں نہ حرام ہو؟......

حضور کا ہاتھ لگا تو بکریاں موٹی تازی ہو گئیں

ابونعیم نے ابو قرصافہ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں میرا باپ مر گیا میری ماں اور خالہ زندہ تھیں...... ہمارے پاس چند ایک بکریاں تھیں جنہیں میں چرایا کرتا تھا...... میری خالہ اکثر اوقات مجھے تاکید کیا کرتی تھی کہ کبھی اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس نہ جانا بلکہ اس

کے قریب سے بھی نہ گزرنا کیونکہ اگر تو اس کے قابو میں آ گیا تو وہ تجھے گمراہ کر دے گا......

لیکن میں جب بکریاں لے کر چراگاہ میں پہنچتا تو بکریوں کو وہیں چھوڑ کر جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا اور دن بھر حضور ﷺ کے کلام معجز نظام کو سنا کرتا...... مجھے اس قدر لذت آتی کہ اور کچھ یاد نہ رہتا......شام کو بھوکی بکریاں گھر لے آتا ......

میری خالہ پوچھا کرتی کہ تمہیں کیا ہوا اور تو انہیں لے جا کر کیا کرتا ہے؟ یہ خالی پیٹ رہتی ہیں اور دن بدن لاغر ہوتی جاتی ہیں...... میں کہتا مجھے کچھ معلوم نہیں کیا ہوا...... اسی طرح دو روز اس نے بکریوں کو دیکھا اور مجھے خوب ڈانٹا کہ تو کہاں رہتا ہے یہ کیوں بھوکی رہتی ہیں؟......معلوم ہوتا ہے کہ تو چراتا نہیں......

تیسرے دن حسب معمول حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسلمان ہو گیا اور ساتھ ہی یہ شکایت کر دی کہ میری خالہ مجھے آپ کے پاس آنے سے منع کرتی ہے...... کیونکہ میں تمام دن حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتا ہوں اور بکریاں کہیں بیٹھی رہتی ہیں...... خالہ یہ دیکھ کر بہت خفا ہوتی ہے...... یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا:...... جا اپنی بکریاں میرے پاس لے آ...... میں ہانک کر انہیں حضور ﷺ کی خدمت میں لایا...... حضور ﷺ نے ان کے پٹھوں پر ہاتھ پھیرا اور ان کے تھنوں کو بھی ہاتھ لگایا اور دعائے برکت کی......ان کے تھن فوراً دودھ سے بھر آئے اور گوشت و چربی سے فربہ ہو گئیں......

گفتگو کے وقت منہ سے نور نکلتا ہے

جب انہیں گھر لے آیا تو میری خالہ نے کہا:...... ہاں! اس طرح چرایا کر اور جہاں آج چراتا رہا ہے ہر روز وہاں لے جایا کر...... میں نے کہا:...... خالہ جی! آج کسی اور جگہ نہیں چریں اور نہ ان کو چراتا رہا ہوں...... یہ اس شخص کی برکت ہے جس کے پاس سے گزرنے سے تم منع کرتی ہو...... اگر تم کہتی ہو تو اس کے پاس جایا کروں...... کہتی ہو تو نہ جایا کروں......اس کو کہہ آؤں گا کہ اپنی برکت واپس لے لے خالہ نہیں چاہتی......

یہ سن کر بولی:......نہیں بچہ کیوں نہیں چاہتی اس کے پاس ضرور جایا کر......جو وہ کہے

اسے غور سے سنا کر بہت برکت والا اور ہدایت والا آدمی ہے...... میرا دل کہتا ہے وہ سچا ہے...... پھر وہ اور میری ماں دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئیں......

جب ہم آپ کی بیعت کر کے واپس آئے تو میری ماں اور خالہ کہتی تھیں کہ ہم نے کسی کو آپ سے زیادہ خوبصورت......خوش لباس اور نرم کلام نہیں دیکھا...... آپ ﷺ کے منہ سے گفتگو کے وقت نور نکلتا ہے......(خصائص کبریٰ/ابونعیم)

لعاب دہن سے اندھا پن دور

ایک صحابی حضرت حبیب بن فدیک رضی اللہ عنہ کہیں جا رہے تھے کہتے ہیں:

"وقعت رجلي على بيض حية فاصابت بصري"

ان کا پاؤں اتفاقاً ایک زہریلے سانپ کے انڈے پر پڑ گیا......اور وہ پس گیا......اور اس کے زہر کے اثر سے حضرت حبیب بن فدیک رضی اللہ عنہ کی آنکھیں بالکل سفید ہو گئیں اور نظر جاتی رہی......

یہ حال دیکھ کر ان کے والد بہت پریشان ہوئے اور انہیں لے کر حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت میں پہنچے......

"فنفث رسول الله صلى الله عليه وسلم فابصر"

حضور ﷺ نے سارا قصہ سن کر اپنا لعاب مبارک ان کی آنکھوں میں ڈالا......تو حضرت حبیب بن فدیک کی اندھی آنکھیں فوراً روشن ہو گئیں اور انہیں نظر آنے لگا......

راوی کا بیان ہے کہ میں نے خود حضرت فدیک کو دیکھا اس وقت ان کی عمر اسی سال کی تھی اور آنکھیں تو ان کی بالکل سفید تھیں مگر حضور ﷺ کے لعاب مبارک کے اثر سے نظر اتنی تیز تھی کہ سوئی میں دھاگہ ڈال لیتے تھے......

(خصائص کبریٰ، دلائل النبوۃ ص ۱۶۷، کتاب الشفاء و مدارج النبوۃ، مواہب لدنیہ)

برکت ہی برکت

امام احمد......الطبرانی اور امام بیہقی نے حضرت نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا

Scanned with CamScanner

ہے:...... وہ فرماتے ہیں: ہم قبیلہ مزینہ اور جہینہ کے چار سو افراد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے...... آپ علیہ السلام نے ہم کو اسلام کی دعوت دی...... پھر فرمایا:...... اے عمر! ان کو زادراہ دو...... انہوں نے عرض کیا میرے پاس بقیہ کھجوروں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ فرمایا:...... اے عمر! انہیں زادراہ دو...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بورا کھولا اس میں سے چار سو سواروں کو زادراہ دیا......

"فَقَالَ خُذُوْا فَاَخَذَ كُلُّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ مَا اَحَبَّ ثُمَّ الْتَفَتُّ اِلَيْهِ وَاِنِّیْ لَمِنْ اٰخِرِ الْقَوْمِ وَكَانَ لَمْ نُرْزِ اَتَمْرَةً......"

"آپ نے فرمایا:...... لو کھاؤ! تو ہر آدمی نے اپنی حاجت کے مطابق کھایا......"

راوی کہتے ہیں کہ میں سب سے آخر میں زادراہ لینے والا تھا...... جب میں نے پلٹ کر بورے کو دیکھا...... تو اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی تھی......

(طبرانی وحجۃ اللہ علی العالمین وخصائل کبریٰ)

☆ ہلب بن یزید رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ...... میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا......"وهو اقرع فمسح راسه فنبت شعره"

"میرے سر پر بال نہ تھے...... رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک پھیرا...... اسی وقت بال اگ آئے......"

(خصائص ج ۲ ص ۱۵ و طبقات ابن سعد)

جانور بھی حضور کا ادب کرتے تھے

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض گھر والوں نے کچھ جانور رکھے ہوئے تھے...... جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم باہر نکلتے تو وہ آپ کو دیکھ کر خوشی سے اچھلنے کودنے لگتے...... اور جونہی انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا احساس ہوتا (کہ آپ تشریف لا رہے ہیں) تو وہ گھٹنوں کے بل کھڑے ہونے لگتے...... (دلائل النبوۃ)

کیا خوب کہا اہل محبت نے:

جس کے قدموں کو سجدہ جانور
منہ سے بولیں شجر دیں گواہی حجر
ہیں وہ محبوب رب مالکِ بحروبَر
صاحبِ رجعتِ شمس و شقِ القمر
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

(۱۴۱)

حضرت شیخ حسن افغان علیہ الرحمۃ کا حسین عقیدہ

آپ کا وصال ۶۸۹ ھ میں ہوا۔

حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ جن کا مرتبہ یہ ہے کہ ایک بار جب وہ حضرت خواجہ قطب الاقطاب بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے آئے تو واپسی کے وقت حضرت خواجہ بختیار کاکی نے اپنے مبارک ہاتھوں سے ان کے جوتے درست کیے۔

(سیر الاولیاء ص ۱۳۲)

حضرت حسن افغان انہیں بزرگ حضرت زکریا ملتانی کے مرید وخلیفہ ہیں، سلسلہ سہروردیہ کے مشہور شیخ اور بزرگی کے بلند مرتبہ پر فائز ہیں۔ یہاں تک بقول حضرت محبوب الٰہی حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی نے فرمایا اگر کل قیامت میں مجھ سے پوچھیں گے کہ ہماری درگاہ میں کیا لائے ہو تو میں کہوں گا کہ حسن افغان کو لایا ہوں۔

(فوائد الفواد ملفوظ حضرت محبوب الٰہی ص ۱۷)

اب علم غیب کے بارے میں ایسے بلند مرتبہ بزرگ کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔ حضرت حسن علی سجزی قدس سرہ جو فوائد الفواد کے مرتب ہیں وہ لکھتے ہیں کہ سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایک دفعہ ایک گاؤں میں لوگ مسجد بنا رہے تھے۔ خواجہ حسن افغان وہاں پہنچے اور مسجد بنانے والے سے کہا کہ محراب اس طرح سیدھی کرو قبلہ اس طرف ہے۔ یہ کہتے ہوئے آپ نے ایک طرف اشارہ کیا۔ ایک عقلمند وہاں حاضر تھا وہ آپ سے جھگڑنے لگا اور کہا کہ نہیں قبلہ دوسری طرف ہے۔ الغرض ان دونوں کے درمیان کافی گفتگو ہوئی۔ آخر میں خواجہ حسن افغان نے عقلمند سے کہا کہ اپنا رُخ اسی

طرف کرو جدھر کہ میرا رُخ ہے اور اچھی طرح دیکھو کہ قبلہ کدھر ہے؟ عقلمند نے اسی طرف منہ کیا تو کعبہ کو اسی طرف دیکھا جس طرف کہ حضرت حسن افغان نے کہا تھا۔

(فوائد الفواد ص ۱۷)

نماز میں کئی شہروں کی سیر

اور حضرت حسن علی سجزی لکھتے ہیں کہ سلطان المشائخ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایک دفعہ حضرت حسن افغان ایک گلی سے گزر رہے تھے۔ مسجد میں اذان کی آواز سن کر مسجد میں آئے۔ موذن نے تکبیر کہی امام نے مصلیٰ پر آ کر نماز شروع کی۔ کافی آدمی جماعت میں شامل ہوئے۔ خواجہ حسن افغان بھی جماعت میں شریک ہوئے۔ جب نماز ختم ہوگئی اور لوگ واپس ہونے لگے تو خواجہ حسن افغان آہستہ سے امام کے پاس آئے اور کہا۔ امام صاحب! جب آپ نے نماز شروع کی تو میں آپ کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ آپ نے یہاں سے دہلی جا کر غلام خریدے اور واپس ہوئے پھر ان غلاموں کو خراسان لے گئے پھر وہاں سے ملتان واپس آئے اور پھر مسجد میں آئے۔ میں آپ کے پیچھے پیچھے پریشان پھرتا رہا۔ امام صاحب! آخر یہ کیسی نماز ہے؟

(فوائد الفواد ص ۱۷)

علاقہ ملتان سے کعبہ شریف کو دیکھنا اور امام صاحب کے دل میں نماز کے اندر پیدا ہونے والے خیالات سے آگاہ ہونا۔ دونوں باتیں غیب کی ہیں۔ حضرت خواجہ حسن افغان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو بیان فرما کر اپنا یہ عقیدہ واضح کر دیا کہ اللہ کے فضل سے ہمیں علم غیب حاصل ہے اور شخص مذکور کو یہاں سے کعبہ شریف دکھا کر آپ نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ ہم تو غیب کی باتیں دیکھتے ہی ہیں۔ ضرورت پڑنے پر دوسروں کو بھی ایسی باتیں دکھا دیا کرتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

(۱۴۲)

خواتین کی ولایت

حضرت عبداللہ بن شجاع صوفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں زمانہ سیاحت میں، میں مصر گیا اور وہاں کچھ دنوں رہا، مجھے وہاں نکاح کی حاجت ہوئی، دوستوں نے ایک صوفیہ خاتون کی بیٹی سے میرا نکاح کرادیا۔ میں جب اس کے کمرے میں داخل ہوا تو وہ کھڑی ہو کر نماز پڑھ رہی تھی۔ مجھے بڑی شرم محسوس ہوئی کہ ایسی کم عمر لڑکی تو نماز پڑھے اور میں نہ پڑھوں۔ میں نے بھی نماز شروع کی اور جس قدر پڑھ سکا پڑھ کر مصلے پر سو گیا اور وہ بھی نماز پڑھ کر اپنے مصلے پر لیٹ گئی اسی طرح دوسرے روز بھی ہوا۔ کئی روز جب اسی طور پر گزر گئے تو میں نے اس سے کہا: ہمارے اجتماع کا کوئی اور مقصد بھی ہے اس نے کہا: میں اپنے مالک و مولیٰ کی خدمت میں ہوں، لیکن مجھ پر جس کا حق ہے میں اسے منع بھی نہیں کرتی۔ حضرت عبداللہ صوفی فرماتے ہیں اس کی بات سن کر مجھے شرم محسوس ہوئی۔ چنانچہ میں نے اسی طرح ایک ماہ گزار دیا۔ پھر میں نے سفر کا ارادہ کیا، تو اس کو آواز دی وہ لبیک کہہ کر حاضر ہوئی میں نے کہا میں سفر میں جارہا ہوں۔ اس نے کہا تم خیر و عافیت کے ساتھ رہو اور اللہ تعالیٰ تمہیں ناپسندیدہ امور سے بچائے اور مقصود عطا فرمائے۔ میں جب روانگی کے لئے دروازہ تک پہنچا تو وہ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی، اے میرے سردار ہم لوگوں کے مابین دنیا میں ایک عہد قرار پایا جو پورا نہیں ہوا انشاء اللہ بہشت میں اس کی تکمیل ہوگی۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے حوالہ کرتی ہوں وہ سب سے اچھا امانت دار ہے اور میں الوداع کہہ کر چلا گیا۔

دو سال بعد میں نے اس کے حالات دریافت کئے تو معلوم ہوا کہ وہ پہلے سے کہیں زیادہ ریاضت و مجاہدہ میں منہمک ہے۔ رضی اللہ عنہا

حضرت ذوالنون مصری کو خاتون نے حیران کردیا

حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لبنان کے پہاڑوں میں مجھے ایک عابدہ خاتون ملی، اس کا جسم سوکھ کر پرانی مشک کی طرح ہو گیا تھا۔ لگتا تھا قبر سے نکل کر آرہی ہے، بہت عبادت گزار، اور مجاہدہ کیش تھی، میں نے اس طرح کی کوئی دوسری عورت نہیں دیکھی، میں نے اس سے پوچھا: آپ کا وطن؟

خاتون: جہنم کے علاوہ میرا کوئی وطن نہیں ہے الا یہ کہ عزیز و غفار رب بخش دے۔

حضرت ذوالنون: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے مجھے کچھ نصیحت کریں!

خاتون: اللہ تعالیٰ کی کتاب کو نعمتوں کا دسترخوان سمجھو اور اس کے وعدے اور وعید کی مصاحبت اختیار کرو! نیک ارادوں کی بجا آوری کے لئے دامن سمیٹ کر تیار ہو جاؤ اور فضول لوگوں کی فاسد امیدوں کو ترک کردو جن کی کوئی حقیقت نہیں، اور وہ تو اس سے بھی انجان ہیں کہ اس کا انجام کیا ہوگا بخدا اس منزل پر وہی پہنچتے ہیں جو میدان مقابلہ میں دوڑنے کا سامان کرتے ہیں اور ان میں سبقت وہی پاتے ہیں جو بھرپور کوشش کرتے ہیں، برادر! اپنے نفس کے لئے جو لینا ہے لے لو یہ سمجھو کہ مطالبہ تم ہی سے ہو کسی اور سے نہیں۔ دانشمند بنو۔

حضرت ذوالنون! اے سیدہ! میرے حق میں دعا فرمائیں۔

اس کے بعد اس نے اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد و ثناء کی جو میں نے کبھی نہیں سنی تھی، اور رسول اللہ ﷺ پر ایسا درود پڑھا جس سے میرے کان ناآشنا تھے، پھر دعا فرمائی۔

☆ حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ساحل شام کے علاقے میں، میں نے ایک خاتون کو دیکھا۔ میں نے پوچھا، کہاں سے آرہی ہو؟

خاتون: ان لوگوں کے پاس سے آرہی ہوں جن کے پہلو بستروں سے جدا رہتے ہیں۔

حضرت ذوالنون: کہاں جارہی ہو؟

خاتون: ان لوگوں کے پاس جارہی ہوں جنہیں کوئی بیع و تجارت، اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی۔

Scanned with CamScanner

حضرت ذوالنون: ان حضرات کی کچھ نشانی اور وصف بیان کرو!

قوت اور کنج عافیت اپنا

اس کے جواب میں اس نے چند اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ ہے۔

وہ ایسے لوگ ہیں جن کی ہمتیں رب تعالیٰ ہی سے وابستہ ہیں۔ ان کی کوئی خواہش کسی اور کے پاس نہیں پہنچتی اس قوم کا مقصود محض مالک ومولیٰ ہے، اللہ واحد صمد ان کا مطلوب محبوب ہے اور وہ کتنا اچھا محبوب ہے ان سے کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا، نہ دنیا میں نہ آخرت میں شرافت میں نہ کھانے پینے میں نہ لباس واولاد اور اعلیٰ ترین کپڑوں میں انہیں کسی شہر میں سکونت سے راحت نہیں ہوتی ہے وہ چشموں کے پاس اور جنگلوں اور ویران میں رہتے ہیں، اور پہاڑوں کی چوٹیوں پر جماعت سے ملاقات کرتے ہیں۔

(روض الریاحین)

☆ حضرت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ان کو ساحل سمندر کے پاس ایک لڑکی ملی، جو سر برہنہ، زردرو، چلی آرہی تھی۔ میں نے کہا: اے لڑکی اوڑھنی سر اور منہ پر ڈال!

لڑکی: جس منہ پر ذلت برستی ہے اس پر اوڑھنی ڈالوں؟ اے بے ادب سامنے سے ہٹ جا کل رات میں نے محبت کا جام پیا ہے جس سے پوری شب سرشاری میں بسر ہوئی، اور اسی عالم مستی میں نے صبح کی۔

حضرت ذوالنون: اے لڑکی مجھے کچھ نصیحت کر، لڑکی: اے ذوالنون چپ گوشہ گیر رہ اور قوت لایموت پر قناعت اختیار کرتا آنکہ موت آجائے۔ (رضی اللہ عنہما ونفعنا بہا آمین)

موت سے قبل مار لے خود کو
قبر تک خود قدم سے چل کر جا
بدگر چاہتا ہے قرب حق
قوت اور کنج عافیت اپنا

(بزم اولیاء)

(۱۴۳)

سو فیصد سچا خواب

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کائنات ﷺ کو اچھا خواب پسند تھا، اس لئے بعض دفعہ آپ فرماتے: ''کیا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے؟'' اگر کسی انسان نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو وہ آپ سے سوال کرتا اگر وہ اچھا خواب ہوتا تو آپ اسے پسند فرماتے۔ سیّدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت آپ کے پاس آئی اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے جنت میں داخل کردیا گیا، وہاں میں نے ایک زوردار آواز سنی، جس سے ساری جنت لرز گئی، پھر میں نے دیکھا کہ فلاں آدمی کو جنت میں داخل کردیا گیا اور فلاں کو داخل کردیا حتیٰ کہ اس نے بارہ آدمیوں کا نام لیا۔

سیّدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: انہی دنوں میں آپ نے (جہاد کے لئے) ایک لشکر روانہ کیا تھا۔ پھر اس عورت نے کہا: ان بارہ آدمیوں کو لایا گیا اور ان پر سیاہی مائل کپڑے تھے، ان کی رگوں سے خون بہہ رہا تھا، پھر انہیں کہا گیا کہ نہر بیدخ کی طرف چلے جاؤ، پس انہوں نے اس میں غوطہ لگایا تو ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہو گئے، پھر سونے کی بنی ہوئی کرسیاں لائی گئیں وہ ان پر بیٹھ گئے۔ پھر ایک پیالہ لایا گیا اس میں تازہ کھجوریں تھیں، انہوں نے اس میں سے کھجوریں تناول کیں، وہ اس پیالے کو جس طرف بھی گھماتے تو جو وہ چاہتے وہی پھل تناول کرتے، چنانچہ انہوں نے بھی اس سے کھایا اور میں نے بھی ان کے ساتھ کھایا۔ پھر (کچھ دنوں بعد) ایک غزوے سے خوشخبری دینے والا آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! فلاں آدمی بھی شہید ہوگیا، فلاں بھی شہید

Scanned with CamScanner

ہو گیا، حتیٰ کہ ان بارہ آدمیوں کا نام لیا جن آدمیوں کا اس عورت نے تذکرہ کیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اس عورت کو میرے پاس لے کر آؤ، جب وہ عورت آ گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

’’اپنا خواب بیان کرو، پس اس نے اپنا خواب بیان کیا۔‘‘ تو اس آدمی نے کہا: بالکل اسی طرح ہوا، جس طرح اس عورت نے اللہ کے رسول ﷺ کے سامنے اپنا خواب بیان کیا تھا۔ (مسند احمد: ۱۳۵/۳، ۱۲۴۸۰، سندہ صحیح)

(۱۴۴)

فقراء ومساکین کا رُتبہ

حضرت سیّدنا ابراہیم بن بشار خراسانی علیہ الرحمۃ سے مروی ہے ایک مرتبہ میں، حضرت سیّدنا ابراہیم بن ادہم، ابو یوسف غسولی اور ابو عبداللہ سنجاری رحمہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ اسکندریہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب ہم اردن کی نہر کے قریب پہنچے تو آرام کی خاطر بیٹھ گئے۔ حضرت سیّدنا ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے پاس خشک روٹیوں کے چند ٹکڑے تھے انہوں نے وہ ہمارے سامنے رکھ دیئے، ہم نے وہ کھائے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، پھر میں جلدی سے نہر کی جانب بڑھا تاکہ پینے کے لئے پانی لاؤں مگر حضرت سیّدنا ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ مجھ سے پہلے نہر میں داخل ہو گئے۔ پانی ان کے گھٹنوں تک پہنچ گیا۔ انہوں نے بسم اللہ پڑھ کر اپنی ہتھیلیوں سے پانی پیا۔ پانی پینے کے بعد الحمد للہ کہہ کر نہر سے باہر تشریف لائے پھر پاؤں پھیلا کر بیٹھ گئے اور فرمایا: ’’اے ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ! اگر بادشاہ اور ان کے شہزادے ہماری نعمتوں اور سکون کو جان لیں تو وہ ہمیں تلواروں کے ساتھ مارنے لگیں۔ میں نے عرض کی: ’’حضور! لوگ نعمتوں اور راحت و سکون کے تو طالب ہیں مگر انہوں نے سیدھے راستے کو چھوڑ دیا ہے۔‘‘ میری اس بات پر آپ رحمۃ اللہ علیہ مسکرا دیئے۔

حضرت سیّدنا ابراہیم بن بشار علیہ الرحمۃ مزید فرماتے ہیں: ’’ایک شام ہم نے حضرت سیّدنا ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ کے ساتھ گزاری۔ ہم روزے سے تھے لیکن افطاری کے لئے ہمارے پاس کوئی چیز نہ تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جب مجھے غم وحزن کے عالم میں دیکھا تو فرمایا: ’’اے ابن بشار علیہ الرحمۃ! دیکھو! اللہ تعالیٰ نے فقراء ومساکین پر نعمتوں اور راحتوں کی کیسی چھما چھم برسات فرمائی ہے کہ کل بروزِ قیامت ان سے زکوٰۃ اور حج وصدقہ کے

متعلق سوال نہیں فرمائے گا۔ بلکہ فقراء ومساکین کے بارے میں ان لوگوں سے سوال کیا جائے گا جو دنیا میں امیر ہیں لیکن آخرت میں فقیر ہوں گے، اور جو دنیا میں معزز ہیں مگر آخرت میں ذلیل ورسوا ہوں گے۔ لہٰذا تم غم نہ کرو، جس رزق کا اللہ تعالیٰ نے ذمہ لیا ہے وہ عنقریب تجھے مل کر رہے گا۔ اللہ کی قسم! بادشاہ اور غنی تو ہم ہیں۔ ہم ہی تو ہیں جنہیں دنیا میں ہی بہت جلد راحت وسرور میسر ہے، جب ہم اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں ہوں تو ہمیں کچھ پرواہ نہیں ہوتی کہ ہم کس حال میں صبح وشام کررہے ہیں۔ ہم ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے شکر گزار ہیں۔''

غمخواری مومن کے اخلاق میں سے ہے

پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نماز کے لئے کھڑے ہوگئے۔ میں بھی اپنی نماز ادا کرنے کے لئے کھڑا ہوگیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ایک آدمی آٹھ روٹیاں اور بہت ساری کھجوریں لے کر ہمارے پاس آیا۔ اس نے سلام کیا اور کہا: ''اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، یہ کچھ کھانا حاضر خدمت ہے، تناول فرمائیے۔'' حضرت سیّدنا ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ نے مجھ سے فرمایا: ''اے مغموم! کھانا کھاؤ۔''

ابھی ہم کھانا کھانے بیٹھے ہی تھے کہ ایک سائل آگیا اس نے کہا: ''مجھے کچھ کھانا کھلاؤ۔'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تین روٹیاں اور کچھ کھجوریں سائل کو دے دیں تین روٹیاں مجھے عطا فرمائیں اور دو روٹیاں خود تناول فرمائیں۔ پھر ارشاد فرمایا: ''مؤاسات (یعنی غم خواری) مومنین کے اخلاق میں سے ہے۔''

☆ ابن بشار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ کے ساتھ طرابلس روانہ ہوا۔ میرے پاس دو روٹیوں کے علاوہ اور کوئی شے نہ تھی۔ راستے میں ایک سائل نے سوال کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا: ''جو کچھ تیرے پاس ہے وہ اس سائل کو دے دے'' اس معاملہ میں میں نے تھوڑی سی سستی کی، تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا: ''کیا بات ہے، سائل کو روٹی دینے میں تم سستی کیوں کررہے ہو؟'' یہ سن کر میں نے دونوں روٹیاں تو سائل کو دے دیں لیکن میں پریشان تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''کل تو اس

ذات سے ملاقات کرے گا جس کے ساتھ اس سے پہلے تو شرف ملاقات حاصل نہیں کرسکا اور تو ان تمام چیزوں کا اجر بھی پائے گا جنہیں تو آگے بھیجتا رہا اور جو چیزیں تو دنیا میں چھوڑ جائے گا وہ تجھے کوئی فائدہ نہ دیں گی۔ لہٰذا اپنے لئے آگے کچھ مہیا کر، تو نہیں جانتا کہ کب اچانک تجھے اپنے ربّ کی طرف سے بلاوا آجائے۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی اس گفتگو نے مجھے رُلا دیا اور میری نظروں میں دنیا کی قدر وقیمت بہت کم کردی۔ جب انہوں نے مجھے روتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا: ''ہاں اسی طرح زندگی بسر کرو۔''

اہل قبور سے خطاب

ابن بشار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ''ایک مرتبہ میں، حضرت سیّدنا ابراہیم بن ادہم، ابو یوسف غسولی اور ابو عبداللہ سنجاری رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم کے ساتھ سفر پر تھا، ہم ایک قبرستان کے پاس سے گزرے تو حضرت سیّدنا ابراہیم بن ادہم علیہ الرحمۃ ایک قبر کے پاس آئے اپنا ہاتھ اس پر رکھا اور فرمایا: ''اے فلاں! اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے۔'' پھر دوسری قبر کے پاس آئے اور اسی طرح کہا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سات قبروں کے پاس جاکر اسی طرح کہا۔ پھر ان قبروں کے درمیان کھڑے ہوگئے اور باآواز بلند اس طرح ندا کی: ''اے فلاں بن فلاں! اے اہل قبور! تم فوت ہوگئے اور ہمیں پیچھے چھوڑ آئے۔ ہم بھی جلد ہی تم سے ملنے والے ہیں۔'' پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ رونے لگے اور کسی گہری سوچ میں گم ہوگئے کچھ دیر اسی طرح بیٹھے رہے، پھر آنسوؤں سے تربتر چہرے کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''اے میرے بھائیو! آخرت کی تیاری کے لئے تم پر جدوجہد اور جلدی لازم ہے، جلدی کرو اور آخرت کی تیاری میں ایک دوسرے پر سبقت کی کوشش کرو، بے شک تیز رفتاری میں اپنے مدمقابل پر وہی سبقت لے جاتا ہے جو تیز چلتا ہے۔''

(عیون الحکایات)

Scanned with CamScanner

(۱۴۵)

ترک شہوات زہد ہے

ابوعبداللہ رازی فرماتے ہیں: کسی عقلمند نے کہا: زہد تو ان چیزوں میں ہوتا ہے جو اللہ سے غافل کردیں۔ بعض نے فرمایا: شہوات کو چھوڑ دینے کا نام زہد ہے۔

☆ محمد بن یوسف فرماتے ہیں: میں نے بشر بن حارث سے سنا، ان سے کہا گیا کہ فلاں شخص مرگیا۔ فرمانے لگے۔ دنیا کو جمع کر گیا' خود آخرت کی طرف چل دیا اور اپنے آپ کو ضائع کرلیا۔ ان سے کہا گیا کہ وہ فلاں فلاں نیک کام کرتا تھا۔ فرمانے لگے جب وہ دنیا جمع کرتا تھا تو یہ نیک کام اسے کیا فائدہ دیں گے۔

(حلیۃ الاولیاء ۸/ ۳۳۷ اور احیاء العلوم ۳/ ۲۲۴)

☆ ابوبکر فرماتے ہیں: کسی عقلمند نے فرمایا: انسان دنیا میں بڑے خطرے سے دوچار ہے یا تو کوئی نعمت ختم ہوجائے گی یا کوئی مصیبت نازل ہوگی، یا کسی پریشانی میں مبتلا رہے گا یا موت اس کا کام تمام کردے گی اگر غافل ہوا تو اس کی زندگی مکدر ہوجائے گی نعمتوں کا اسے خطرہ پریشانیوں کا اسے ڈر اور موت کا اسے یقین ہے۔

☆ محمد بن عمارہ اسدی فرماتے ہیں: مالک بن اسماعیل نے خبر دی انہیں مسلمہ بن جعفر نے وہ عمرو بن عامر بجلی سے روایت کرتے ہیں وہ وہب بن منبہ سے وہ فرماتے ہیں: تین چیزیں کفر کی علامت ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے غفلت، دنیا کی محبت اور بدفالی لینا۔

☆ محمد بن ادریس حنظلی فرماتے ہیں: اسحاق بن عبدالمومن دمشقی نے خبر دی وہ فرماتے ہیں میری طرف احمد بن عاصم انطاکی نے لکھا: ان کے خط میں تھا: ہم حیرت و اضطراب کے سمندر میں ہیں جس کی موجیں خواہشات میں غرق کرکے ہمیں مضطرب کررہی ہیں۔ ہم میں سے بعض عالم ہیں اور بعض جاہل ہمارے عالم دعویٰ علم کے باوجود دنیا کے

فتنے میں مبتلا ہیں اور جاہل تو دنیا پر فریفتہ ہیں اور عالم فتنے سے بھرے ہوئے ہیں قلیل دنیا والا قناعت نہیں کرتا اور کثیر والا سیر ہی نہیں ہوتا شیطان نے ہر ایک کے قلب کو فقر کے خوف سے بھر رکھا ہے۔ اللہ ہمیں اور تمہیں ابلیس کا ساتھی نہ بنائے اور اپنی جماعت کا ساتھی بنائے۔

خط کا مضمون

اے بھائی! ایمان والے کی صحبت اختیار کر وہ تجھے اپنے فعل و سچے قول کے ذریعے نصیحت کرے گا یا کسی متقی مومن کے ساتھ رہ اگر ان کے علاوہ کسی اور کے ساتھ رہو گے تو وہ تیرے دین میں نقصان کا باعث بنیں گے اور تیرے امور میں برا طریقہ پیدا کردیں حرص اور رغبت سے دور رہنا کیونکہ یہ دونوں رضا بالقضا اور قناعت کو سلب کرلیتے ہیں اور خواہشات کی طرف مائل نہ ہونا۔ یہ تجھے حق بات سے روک دے گا، اس بات سے بچنا کہ تو ظاہر تو یہ کرے کہ اللہ سے ڈرتا ہے اور تیرا دل نافرمانی سے لبریز ہو۔ ایسی چیز دل میں چھپا کر نہ رکھنا کہ تو اس کا اظہار کرے تو وہ تجھے رسوا کردے اگر ایسا کرے گا تو تو ہلاک ہوجائے گا۔ والسلام۔

☆ علی بن حسین عامری فرماتے ہیں: علی بن حفص مدائنی نے خبر دی انہیں ایک بصری شیخ نے جنہیں ابوالدرقاء کہا جاتا تھا انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انہوں نے ایک شخص کو یہ کہتے سنا کہ زاہدین کہاں گئے اور آخرت کا شوق رکھنے والے کہاں ہیں؟ فرمایا: وہ تو اہل بدر تھے۔ (کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

☆ ابوعلی مدائنی فرماتے ہیں: ہمیں فطر بن حماد بن واقد نے خبر دی انہیں ان کے والد نے وہ فرماتے ہیں: میں نے مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: لوگ کہتے ہیں: مالک زاہد ہے مالک زاہد ہے۔ مالک نے کون سا زہد اختیار کیا ہے؟ اس کے پاس تو ایک جبہ ہے ایک چادر ہے زاہد تو عمر بن عبدالعزیز ہے، کہ دنیا جس کے پاس بے دھڑک آرہی تھی پھر بھی اس کو ترک کردیا۔ (سیرت عمر بن عبدالعزیز: ۱۸۴)

Scanned with CamScanner

(۱۴۶)

علم کا مخاطب

ابن جوزی فرماتے ہیں: میں علم کے کچھ غرائبات اور حکمت کے عجائبات ایک مدعی علم کے پاس ذکر کرنے لگا میں نے دیکھا کہ وہ سننے سے اعراض کر رہا ہے اور اس کی گہرائی تک پہنچ نہیں رہا اور مذکورہ مضمون پر توجہ نہیں دے رہا جس کی وجہ سے مزید کچھ بیان کرنے سے میں بھی رک گیا اور میں نے کہا: اس قسم کے مضامین تو ایسے عاقل شخص کو لائق ہیں جو ان کی طرف یوں متوجہ ہو جیسے پیاسا پانی کی طرف ہوتا ہے۔

پھر مجھے اس سے ایک اور اشارہ ملا وہ یہ کہ اگر یہ شخص میری علمی باتیں سمجھتا اور احسان مند ہو کر میری تعریف و توصیف کرتا تو میری نگاہ میں بھی اس کی قدر بلند ہوتی اور میں اس کو مزید اپنی عمدہ عمدہ معلومات سناتا لیکن میں نے جب اسے اہل ہی نہ پایا تو میں نے یہ سلسلہ روک دیا اور اس کی طرف سے اپنی نظر پھیر لی تو اشارہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس مخلوقات کی تصنیف فرمائی، بہترین ترکیب و ترتیب رکھی، پھر اسے عقلوں پر پیش کیا پس جو عقل غور و فکر میں کوشش کرے گی مصنف کی محبوب بنے گی اور اپنی فہم کے بقدر قابل تعریف بھی ہوگی اور اسی طرح قرآن کریم اتارا گیا جو عجیب و غریب حکمتوں سے پُر ہے اب جو شخص فہم کے ہاتھوں سے ان حکمتوں کو نکال لائے گا اور اپنی فکر و نظر کی خلوتوں میں اس سے ہم کلام ہوگا تو اس کے متکلم کی رضا حاصل کرے گا اور اس کے قرب کی لذتیں اٹھائے گا اور جس نے اپنی فہم و ذکاء کو حسیات میں غرق کر دیا وہ اس مقام سے محروم رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"سَاَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ"

(ترجمہ) میں پھیر دوں گا اپنی آیتوں سے ان کو جو تکبر کرتے ہیں زمین میں ناحق۔" (صید الخاطر)

(۱۴۷)

اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

حکیم بن ابوالعاص جان دو عالم ﷺ کی مجلس میں بیٹھا کرتا تھا...... اور جب رسول اکرم ﷺ کچھ ارشاد فرماتے تو وہ بطور مذاق گستاخی کے طور پر اپنا منہ ٹیڑھا کرتا...... نبی اکرم ﷺ نے دیکھ لیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی زبان پر یہ جملہ جاری کر دیا:...... "کُنْ کَذٰلِكَ"

"تو ایسا ہی ہو جا......" پھر اس گستاخ کا منہ مرتے دم تک سیدھا ہوا ہی نہیں......

(خصائص کبریٰ ص۹،۷ ج۲)

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

☆ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا:...... مجھے آیت:...... "وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا" کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ یہ سونے کی ایک تختی تھی جس پر لکھا تھا:......

"تعجب ہے اس شخص پر جو موت پر یقین رکھتا ہے اور پھر ہنستا ہے...... حیرانی ہے اس آدمی پر جسے حساب کا یقین ہے مگر وہ غفلت میں مبتلا ہے...... تعجب ہے قضاء و قدر پر یقین رکھنے والا غم زدہ کیوں ہوتا ہے؟ تعجب ہے دنیا اور آخرت کے انقلابات کا مشاہدہ کرنے والا اس پر کیوں دل لگائے بیٹھا ہے؟ اور اس کے آخر میں یہ تحریر تھی "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"

(حجۃ اللہ علی العالمین)

Scanned with CamScanner

ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں سے

ایک بزرگ فرماتے ہیں: میں ایک دن حضور ﷺ کی قبرانور کے حضور حاضر ہوا تھا کہ مسجد میں ایک ہرنی آگئی اور قبرانور کے سامنے ہوکر اس نے اپنا سر جھکا دیا...... گویا حضور ﷺ کو سلام عرض کر رہی تھی......

سلام عرض کرنے کے بعد پھر پیٹھ کیے بغیر الٹے پاؤں مسجد سے نکل گئی اور اپنی پیٹھ قبرانور کی طرف نہ ہونے دی...... بزرگ فرماتے ہیں:...... یہ ہرنی یقیناً اس ہرنی کی اولاد میں سے تھی جسے حضور نے جال سے آزاد کرایا تھا......

میرے بزرگو! یہ تو ایک جانور کا ادب ہے کہ قبرانور کی طرف پیٹھ نہیں ہونے دی...... مگر ہمارا کیا حال ہے خود گریبان میں جھانک لیں......(نزہۃ المجالس)

☆امام حلبی سیرت حلبیہ میں لکھتے ہیں:......

''سن ۴۵ھ میں خراسان میں شدید طوفان آیا جس طرح قوم عاد پر آیا تھا...... اس سے پہاڑ ہل گئے اور وحشی جانور بھاگ کھڑے ہوئے......لوگوں نے سمجھا شاید قیامت برپا ہوگئی ہے...... چنانچہ انہوں نے اللہ کی بارگاہ میں دعا و زاری شروع کردی...... پھر کیا دیکھا کہ ایک عظیم روشنی آسمان سے ایک پہاڑ پر اترتی ہے اور بھاگے ہوئے جانور اس پہاڑ کی طرف لوٹ رہے ہیں......

چنانچہ وہ بھی وہاں پہنچے تو انہیں اس نور میں پتھر کی ایک سل ملی جو ایک ہاتھ لمبی اور تین انگلیاں چوڑی تھی اس پر تین سطریں تحریر تھیں......

(۱) ''لا الٰہ الا اللہ فاعبدون''

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں پس میری ہی عبادت کرو......

(۲) ''محمد رسول اللہ القرشی''

محمد جو کہ قریشی ہیں اللہ کے رسول ہیں......

(۳) ''احذروا وقعة المغرب انها تکون سبعة او تسعة والقیامة قد ازفت''

جنگ مغرب سے ڈرو...... وہ سات یا نو کے عرصہ میں ہوگی اور قیامت قریب آگئی ہے......

اس طرح کے ہزاروں واقعات تاریخ سے ملتے ہیں...... بلکہ قیامت تک ظاہر ہوتے رہیں گے......(امام السیر از علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ)

چڑیا کی فریاد رسی

☆ بیہقی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضور ﷺ کے ہمراہ تھے...... پھر ہمارا ایک درخت سے گزر ہوا...... جس میں چڑیا کے بچے تھے...... ہم نے ان بچوں کو اٹھالیا......

ہم نے دیکھا کہ وہ چڑیا حضور ﷺ کے اردگرد پھرنے لگی...... (یعنی فریاد کرنے لگی):...... ''فقال من فجع بفرخیها قلنا نحن قال ردوها''

''حضور ﷺ نے فرمایا:...... اس چڑیا کے بچوں کو کس نے تکلیف پہنچائی؟ ہم نے عرض کیا: ہم نے...... فرمایا:...... اس کے بچے واپس کردو......''

(خصائص ج ۲ ص ۶۳)

(۱۴۸)

حضرت شرف الدّین یحییٰ منیری علیہ الرحمۃ

مخدوم الملک حضرت یحییٰ منیری علیہ الرحمۃ کا وصال ۷۸۲ھ میں ہوا۔

محبوب یزدانی حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ گلبرگہ شریف سے پنڈوہ شریف جاتے ہوئے جس روز خطۂ بہار میں منیر شریف کے قریب پہنچے اسی دن حضرت مخدوم الملک شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔ حضرت مخدوم کچھوچھوی کو حضرت شیخ منیری کی ملاقات کا شوق تھا مگر حکم قضا و قدر نہ تھا کہ عالم اسباب میں دونوں بزرگ ایک دوسرے سے ملیں لیکن شیخ منیری رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت فرما دی تھی کہ ایک سیّد صحیح النسب تارک سلطنت ساتوں قرأت کے حافظ آنے ہی والے ہیں۔ میرے جنازہ کی نماز وہی آکر پڑھائیں گے۔ مخدوم الملک کا وصال ہو گیا۔ جنازہ تیار کر کے لوگ حسب وصیت حضرت مخدوم صاحب کا انتظار کر رہے تھے۔ جب کچھ دیر ہوئی تو شیخ جلائی نامی ایک شخص آپ کی تلاش میں باہر نکلے۔ جب آبادی کے باہر پہنچے تو دور سے ایک قافلہ آتا نظر آیا۔ قافلہ کے قریب آنے پر شیخ جلائی بڑی بے تابی سے آپ کو ڈھونڈنے لگے۔ جب آپ کے قریب پہنچے اور آپ کی پیشانی پر نورِ ولایت کو تاباں دیکھ کر پوچھا کہ حضور سیّد ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں پھر حفظ قرآن اور ترک سلطنت کے متعلق پوچھا۔ جب انہیں اطمینان ہو گیا کہ مخدوم الملک نے آپ ہی کی امامت کی وصیت فرمائی ہے تو بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ آپ کو آبادی میں لائے اور لوگوں سے ملایا۔ پھر سب نے آپ سے امامت کے لئے کہا۔ پہلے تو بطریق انکسار فرمایا: میں مسافر غریب الدیار ہوں کسی دوسرے لائق امامت شخص سے

نماز پڑھوائیے۔ لیکن کچھ تو لوگوں کے اصرار اور زیادہ مخدوم الملک کی وصیت کے لحاظ سے آپ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (محبوب یزدانی ص۹۷)

سید صحیح النسب تارک سلطنت، ساتوں قرأت کے حافظ اور پھر وہ آنے ہی والے ہیں۔ ایسے بزرگ کے بارے میں بغیر کسی اطلاع کے نماز جنازہ کی وصیت فرما کر حضرت شرف الدین یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا یہ عقیدہ واضح کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں غیب کا علم عطا فرمایا ہے۔

Scanned with CamScanner

(۱۴۹)

احساسِ بندگی

ایک بزرگ فرماتے ہیں، دامن کوہ میں مجھے ایک جوان نظر آیا۔ حیرانی و پریشانی کے آثار اس پر نمایاں تھے، اور آنکھیں آنسوؤں سے بھیگی ہوئی تھیں، میں نے پوچھا: تم کون ہو؟ جوان: میں اپنے مولیٰ سے بھاگا ہوا ایک مملوک ہوں۔ بزرگ: مالک کے پاس واپس لوٹ جا اور معافی مانگ لے! جوان: معافی مانگنے کے لئے بھی حجت درکار ہے، اور جو قصور وار ہو وہ عذر کیا پیش کر سکتا ہے؟ بزرگ اگر ایسا ہے تو کسی سے سفارش کرا۔ جوان سفارش کرنے والے بھی اس سے ڈرتے ہیں اور خوف کھاتے ہیں۔ بزرگ: بھلا ایسا کون شخص ہے؟ جوان: میرا مالک وہ ہے جس نے مجھے بچپن میں پالا، اور بڑے ہو کر میں نے اس کی نافرمانی کی، میں بے حد شرمندہ ہوں کہ اس نے میرے ساتھ کیسا حسن سلوک کیا اور میں نے اس کے ساتھ کتنا خراب برتاؤ کیا جوان یہ کہتے کہتے گرا اور انتقال کر گیا تھوڑی دیر بعد وہاں ایک ضعیفہ آئی اور پوچھنے لگی کہ غمزدہ حیران کے قتل میں کس نے مدد دی۔ اللہ اس پر رحم کرے۔ بزرگ: میں رک جاتا ہوں اور اس کے کفن دفن میں تیرا ساتھ دوں گا۔ ضعیفہ: نہیں اسے قاتل کے روبرو ذلیل و خوار پڑا رہنے دو۔ ممکن ہے بے یار و مددگار دیکھ کر ترس کھائے اور اسے قبول کر کے اپنے انعام سے نوازے۔ رضی اللہ عنہم

☆ حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ سے خلیفہ سلیمان بن عبد الملک نے کہا: کیا بات ہے کہ ہم لوگ موت کو برا سمجھتے ہیں؟ حضرت ابو حازم: اس لئے کہ تم نے اپنی دنیا آباد کی اور آخرت ویران کر ڈالی، اس لئے آبادی سے ویرانے میں کوچ کرنا برا جانتے ہو۔ سلیمان: واقعی آپ نے سچ فرمایا۔ اے کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کل میرا اللہ کے یہاں کیا حال ہوگا۔ حضرت

ابو حازم: اپنے حالات کو کتاب اللہ پر منطبق کرو۔ تمہیں اپنا انجام معلوم ہو جائے گا۔ سلیمان: قرآن مجید میں یہ کہاں ملے گا؟ حضرت ابو حازم: آیت کریمہ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ (نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے۔ فاجر جہنم میں) کے اندر۔ سلیمان: پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت کہاں ہے؟ حضرت ابو حازم: اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ اللہ کی رحمت نیکی کرنے والوں کے قریب ہے۔ سلیمان: کاش مجھے معلوم ہوتا کہ رب تعالیٰ کے حضور کس طرح میری پیشی ہوگی۔ حضرت ابو حازم: نیک اور پرہیزگار اس طرح پیش ہوں گے جیسے مسافر خوشی خوشی اپنے گھر لوٹتا ہے اور بدکار اس طرح جیسے بھاگا ہوا غلام اپنے آقا کے پاس خوفزدہ پکڑ کر لایا جاتا ہے۔ یہ سن کر سلیمان بن عبد الملک رونے لگا۔

یہ ہے میری نماز

حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی نماز کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کس طرح پڑھتے ہیں۔ فرمایا:

جب نماز کا وقت آتا ہے تو فرائض اور سنتوں کی رعایت کے ساتھ کامل وضو کرتا ہوں۔ اس کے بعد قبلہ کی جانب متوجہ ہوتا ہوں اس طرح کہ خانہ کعبہ کو روبرو، جنت کو داہنے اور جہنم کو بائیں، پل صراط کو پاؤں تلے، اللہ جل شانہ کو آگاہ و خبردار جانتے ہوئے نماز ادا کرتا ہوں اور یہ سوچتا ہوں کہ یہ میری زندگی کی آخری نماز ہے پھر اس کے بعد نماز پڑھنا نصیب نہیں ہوگا۔ پھر عظمت و جلال کے احساس کے ساتھ تکبیر کہتا ہوں۔ تفکر کے ساتھ قرأت کرتا ہوں۔ عاجزی کے ساتھ رکوع اور انکساری کے ساتھ سجدہ کرتا ہوں اور آخر میں سلام پھیرتا ہوں۔ اس کے بعد اس ڈر کے ساتھ اٹھتا ہوں کہ معلوم نہیں نماز قبول ہوتی ہے یا رد کر دی جاتی ہے۔

سائل: آپ ایسی نماز کب سے ادا کرتے ہیں؟ فرمایا: چالیس سال سے، اس نے کہا کاش میں زندگی بھر میں ایک نماز اس طرح ادا کر لیتا تو کامیاب و کامران ہو جاتا۔ رضی اللہ عنہ

(روض الریاحین)

Scanned with CamScanner

(۱۵۰)

حورعین سے نکاح کی خواہش اور شوق شہادت

ایک مرتبہ بصرہ کے نواح میں دشمن نے حملہ کیا۔ لوگ جہاد کے لئے کھڑے ہوئے۔ عبدالواحد بن زید بصری (حاکم بصرہ) نے کھڑے ہو کر جہاد کی لوگوں کو ترغیب دلائی۔ ام ابراہیم مجلس میں موجود تھی۔ یہ بصرہ کی بڑی عابدہ اور زاہدہ عورت تھی۔ جب عبدالواحد نے حورعین کی تعریف کی تو ام ابراہیم نے کہا: اے عبدالواحد! کیا تو میرے بیٹے ابراہیم کو جانتا ہے وہ اتنا حسین وجمیل ہے کہ بصرہ کے بڑے بڑے رؤسا اس کے لئے اپنی بیٹیوں کے نکاح کا پیغام بھیجتے ہیں۔ اللہ کی قسم! مجھے تو حورعین سب سے زیادہ پسند آئی ہے اور میں چاہتی ہوں کہ اپنے بیٹے کا نکاح اس سے کروں۔ کیا تمہارے اختیار میں ہے کہ تو میرے بیٹے کا نکاح حورعین سے کردے اور مجھ سے دس ہزار دینار حق مہر بھی لے لے۔ وہ تیرے ساتھ اس معرکہ میں جائے اور اللہ کے راستہ میں لڑے تاکہ اللہ اس کو شہادت کی موت عطا فرمادے اور وہ میرے لئے اور اپنے باپ کے لئے سفارش کرنے والا بن جائے؟ عبدالواحد نے جواب دیا: اگر تو اپنے بیٹے کو راہِ جہاد میں بھیجے گی تو وہ تیری اور سارے خاندان کی کامیابی کا باعث بن جائے گا۔ ام ابراہیم نے اپنے بیٹے کو بلایا۔ وہ مجمع کے درمیان میں کھڑا ہوا اور کہا ماں! میں حاضر ہوں۔ کہا بیٹا تو حورعین سے نکاح کرنے کی خواہش رکھتا ہے؟ اس نے کہا ہاں! اللہ کی قسم میں اس پر راضی ہوں۔ ام ابراہیم نے کہا: اے اللہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ میں نے اپنے بیٹے کا نکاح اس کی جان کے عوض حورعین سے کیا۔ اے رب العالمین! تو اس کو قبول فرمالے۔ پھر وہ گھر گئی اور دس ہزار دینار لا کر عبدالواحد کو دے دیئے کہ یہ اس کے بیٹے کے نکاح کا حق مہر ہیں۔

ان کو غازیوں پر خرچ کیا جائے۔ پھر گئی اور اپنے بیٹے کے لئے نیا گھوڑا خریدا اور بہترین ہتھیار اس کو فراہم کئے۔

چنانچہ جب ابوعبید عبدالواحد کی قیادت میں لشکر دشمن کی طرف بڑھا تو ابراہیم بھی لشکر میں شریک تھا۔ اس کی والدہ نے جب الوداع کہا تو اپنے بیٹے کو کفن اور حنوط نامی خوشبو دی اور کہا کہ بیٹے جب تو دشمن کے مقابلہ میں جائے تو کفن پہن کر اور خوشبو لگا کر جانا اور بزدلی نہ دکھانا۔ پھر بیٹے کو سینے سے لگایا اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا بیٹا اب حشر کے میدان میں اللہ تعالیٰ کی جناب میں دوبارہ اکٹھے ہوں گے۔

بیٹے کی شہادت پہ ماں کی خوشی

ابوعبید کہتے ہیں کہ جب دشمن سے مقابلہ کا موقع آیا تو ابراہیم مقدمۃ الجیش میں تھا۔ اس نے دشمنوں کی صفوں کو درہم برہم کردیا اور بڑی تعداد میں کافروں کو جہنم رسید کیا۔ دشمن نے یکبارگی اس پر ہلہ بولا اور وہ شہید ہوگیا۔ جب ہم بصرہ پہنچے تو میں نے ساتھیوں سے کہا کہ ابتدا میں ام ابراہیم کو بیٹے کی شہادت کی اطلاع نہ دینا۔ پہلے حوصلہ دینا اور اس کے بعد اطلاع دینا تاکہ وہ بے صبری نہ کرے اور اجر ضائع نہ ہو۔ بصرہ میں داخل ہوئے تو ام ابراہیم سے ملاقات ہوگئی۔ اس نے پوچھا ابوعبید! اگر میرا ہدیہ اللہ تعالیٰ نے قبول کرلیا ہے تو مجھے مبارکباد دیجئے اور اگر واپس لوٹا دیا ہے تو مجھ سے تعزیت کیجئے۔ میں نے کہا ام ابراہیم! اللہ نے تیرا ہدیہ قبول کرلیا ہے اور وہ اللہ کے ہاں زندہ ہے اور رزق حاصل کررہا ہے۔ یہ سنتے ہی ام ابراہیم سجدہ میں گرگئی اور کہا سب تعریفیں اس اللہ کے لئے جس نے مجھے خائب و خاسر نہیں کیا اور میری قربانی قبول کی، دعا کے بعد واپس گھر چلی گئی۔ اگلے دن پھر آئی اور کہا ابوعبید مبارک ہو رات خواب میں میرا بیٹا ملا۔ وہ جنت کے بالا خانوں میں تھا اور کہہ رہا تھا کہ امی! تمہیں خوشخبری ہو حق مہر قبول کرلیا گیا اور حورعین سے رشتہ ازدواج قائم کردیا گیا۔ (مشارع الاشواق لامام ابن نحاس)

یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لیے ہے

حضرت عبداللہ بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے:

Scanned with CamScanner

اے اللہ! مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک میرے جسم کا ایک ایک بند تیری راہ میں زخموں سے چور چور نہ ہو جائے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور میں مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ میں سخت معرکہ ہوا۔ حضرت عبداللہ بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اس معرکہ میں شریک تھے۔ آپ اتنی بہادری سے لڑے کہ شجاعت بھی آفریں پکار اٹھی۔ سارا دن لڑتے لڑتے جسم زخموں سے چور ہو گیا۔ شام کے سائے گہرے ہوئے تو لاشوں کو جمع کیا جانے لگا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میرا گزر حضرت عبداللہ بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہوا۔ آپ خون میں لت پت پڑے تھے جسم پر کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں زخم نہ آیا ہو۔ میں آپ کے قریب ہوا تو پوچھنے لگے روزہ داروں نے روزہ افطار کر لیا ہے۔ میں نے کہا: ہاں! فرمانے لگے میرے منہ میں بھی پانی ڈالو۔ میں یہ سن کر حیران رہ گیا کہ اس بندہ خدا نے روزہ بھی رکھا ہوا ہے۔ میں دوڑ کر حوض سے پانی لایا۔ دیکھا تو وہ اپنے سانس پورے کر چکے تھے۔ (ابن ابی شیبہ: ۳۱۶/۵)

☆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

مجھ سے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے جنگ اُحد میں کہا: اے سعد! تم اللہ پاک سے دعا کیوں نہیں مانگتے؟ اس کے بعد یہ دونوں ایک گوشہ میں گئے۔ حضرت سعد نے اس طرح دعا مانگی کہ اے میرے رب! جب دشمنوں سے مڈبھیڑ ہو تو میرے سامنے ایک ایسے آدمی کو لا جو سخت حملہ آور ہو اور بہت ہی جنگجو ہو۔ میں اس سے لڑوں اور وہ مجھ سے لڑے۔ پھر مجھے اس پر کامیابی کی توفیق عطا فرما کہ میں اسے قتل کر دوں اور اس کا سارا مال لے لوں۔ ان کی دعا پر حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے آمین کہی۔

پھر حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی: اے میرے اللہ! مجھے ایک ایسے آدمی سے مقابلہ کی توفیق دے جو سخت حملہ آور ہو اور سخت جنگجو بھی۔ میں تیرے لئے اس سے لڑوں اور وہ مجھ سے لڑے پھر وہ مجھے پکڑے میری ناک بھی کاٹ دے میرے کان بھی کاٹ دے، جب میں کل روز قیامت تجھ سے ملوں تو پوچھے کہ کس لئے تیری ناک اور کان کاٹے

گئے تھے؟ میں عرض کروں کہ تیرے اور تیرے رسول کے لئے میرے ناک اور کان کاٹے گئے تو کہے کہ ہاں! تو سچ کہتا ہے۔ حضرت سعد نے آمین کہی۔

حضرت سعد اپنے بیٹے سے کہتے تھے کہ عبداللہ بن جحش کی دعا میری دعا سے بہتر رہی۔ میں نے اسی دن کے آخر میں ان کو دیکھا کہ ان کی ناک اور کان کٹے ہوئے ایک دھاگے میں لٹکے ہوئے تھے۔

(مستدرک حاکم: ۷۶/۲، ۷۷، حلیۃ الاولیاء: ۱۰۹/۱ یہ حدیث صحیح ہے)

(۱۵۱)

دنیا مصائب کا گھر ہے

حضرت سیّدنا عبداللہ بن صالح عجلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ''بنی شیبان کے ایک شخص نے مجھے بتایا: امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں میں اسی کی حمد بیان کرتا ہوں اور اسی سے مدد مانگتا ہوں، اس پر ایمان لاتا ہوں اور اسی پر بھروسہ کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے خاص بندے اور رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت کامل اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، تاکہ اس کے ذریعے وہ تمہاری بیویوں کو دور فرمائے اور تمہیں غفلت کی نیند سے بیدار کرے۔ یاد رکھو! تم مرنیوالے ہو اور تمہیں موت کے بعد دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ تمہیں تمہارے اعمال سے آگاہ کیا جائے گا اور ان کا بدلہ دیا جائے گا۔ لہٰذا تمہیں دنیا کی زندگی کسی طرح دھوکے میں نہ ڈالے۔

یہ دنیا مصیبتوں میں گھری ہوئی ہے اور ہر شخص جانتا ہے کہ اس نے فنا ہو جانا ہے۔ یہ دھوکے کا گھر ہے۔ اس میں جو کچھ ہے زوال پذیر ہے۔ یہ کبھی ایک کے پاس ہے تو کبھی دوسرے کے پاس۔ اس میں آنے والا کبھی بھی اس کے شر سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اس میں رہنے والے خود کو خوشحال اور مسرور سمجھتے ہیں مگر اس سوچ کی وجہ سے وہ مصیبت اور دھوکہ میں پڑ جاتے ہیں۔ دنیوی خوشحالی دائمی نہیں ہوتی۔ اس کے رہنے والوں میں سے ہر ایک کی موت کا وقت معین ہے۔

غافل یہ گھڑیال دیتا ہے منادی

اے اللہ کے بندو! یاد رکھو: اس نیرنگی دنیا میں تم جن گزرے ہوئے لوگوں کی پیروی کر رہے ہو ان کی عمریں تمہاری بہ نسبت بہت زیادہ تھی۔ ان کے گھر تمہارے گھروں سے زیادہ آباد تھے۔ وہ تم سے زیادہ طاقتور تھے۔ دور دور تک ان کا رُعب و دبدبہ تھا، مگر اب ان کی آوازیں بند ہو گئیں، ان کے جسم بوسیدہ ہو گئے، گھر ویران اور خالی ہو گئے۔ ان کا نام ونشان تک مٹ گیا۔ ان کے وہ بلند و بالا محلات جن کی بنیادیں بہت مضبوط تھیں، اب پتھروں، سلوں اور ریت میں تبدیل ہو چکے ہیں۔

اب جو لوگ یہاں آ کر بسے ہیں وہ سابقہ لوگوں کو جانتے تک نہیں، اسی طرح سابقہ لوگوں کے لئے یہ نئے مکین اجنبی ہیں۔ وہ اپنے قرب و جوار اور گھر کے قریب رہنے والوں کے ساتھ ایسا تعلق نہیں رکھتے، جو پڑوسیوں کا پڑوسیوں اور بھائیوں کا بھائیوں کے ساتھ ہونا چاہئے۔ اب ان کے درمیان تعلق ہو بھی کیسے؟ جبکہ بوسیدگی نے انہیں خوراک بنا کر ہلاک کر دیا ہے اور ان پر چٹانوں اور مٹی نے سایہ کیا ہوا ہے۔ زندگی کے بعد موت نے انہیں آلیا، اپنے تئیں عمدہ اور خوشحال زندگی گزارنے کے بعد اب وہ فنا کے گھاٹ اتر گئے۔ ان کی وجہ سے ان کے دوست احباب مصیبت میں مبتلا ہو گئے، انہوں نے مٹی کو اپنا مسکن بنا لیا اور دنیا سے کوچ کر گئے۔ وہاں قبروں میں ان کے لئے یہ دنیوی نعمتیں نہیں ہیں۔ ہائے افسوس! ہائے افسوس! پھر آپ رضی اللہ عنہ نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ○

(پ۱۸، المومنون: ۱۰۰)

دہشت یہ تو ایک بات ہے جو وہ اپنے منہ سے کہتا ہے اور ان کے آگے ایک آڑ ہے اس دن تک جس میں اٹھائے جائیں گے۔

گویا تم بھی انہی کی طرح ہو گئے جس طرح وہ قبر میں تنہا اور بوسیدہ ہو گئے۔ تمہیں بھی اس خواب گاہ (یعنی قبر) میں رکھا جائے گا تو اس وقت تمہاری کیا کیفیت ہو گی جب اعمال انتہا کو پہنچ چکے ہوں گے، قبروں کو الٹ پلٹ کر دیا جائے گا، جو کچھ سینوں میں چھپا تھا وہ

Scanned with CamScanner

سامنے آجائے گا۔ پھر تمہیں حساب و کتاب کے لئے مالک حقیقی کے سامنے کھڑا کیا جائے گا، جو کہ بہت جلال والا ہے۔ سابقہ گناہوں کے خوف کے باعث تمہارے دل تھر تھر کانپ رہے ہوں گے۔ پھر تمہارے عیوب اور راز ظاہر ہو جائیں گے۔ وہاں ہر ایک اپنے کئے کی جزا پائے گا۔“

(عیون الحکایات)

غافل یہ گھڑیال تجھے دیتا ہے منادی
گردون نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

(۱۵۲)

نیند و بیداری میں موت کی طرح سفر

محمد بن ادریس حنظلی فرماتے ہیں: ہمیں عبداللہ بن اسماعیل بن یزید بن حجر ابن بنت الاوزاعی نے خبر دی، انہیں ان کے والد نے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے نانا اوزاعی کی کتابوں میں خود ان کے ہاتھ سے لکھا ہوا ملا: اے انسان! اپنے لئے عمل کر لے تو ہر طرف سے گھرا ہوا ہے اور زنجیروں میں بندھے ہوئے قیدی کی طرح آہ و زاری کر۔ اپنی باقی ماندہ عمر کو دنیا اور ادھر ادھر اس کی تلاش میں مت صرف کر۔ اس کے جو حالات تجھے معلوم ہیں وہ تیری عبرت کے لئے کافی ہیں تو اس کی قید سے آزاد ہو جائے گا اور فقر و فاقہ میں بھی عزت پائے گا۔ اس سے کثرت سے پناہ مانگو، کیونکہ تو موت کی طرف نیند و بیداری دونوں حالتوں میں سفر کر رہا ہے۔ جہنمیوں کی دائمی بیداری کی سوچ، اور اس بات کا اندیشہ کر کہ کہیں اللہ کی طرف سے جہنم کا فیصلہ نہ ہو جائے، امیدیں منقطع ہو کر اللہ سے تعلق ٹوٹ جائے، یہ خیال کر کہ تو موت کے بالکل قریب جا چکا ہے معمولی سی زندگی کی رمق باقی ہے۔ صبر و احتیاط کے ساتھ اسے پورا کر اور اپنی باقی ماندہ زندگی دنیا کے لئے استعمال نہ کر، دنیا میں تو وہ اسباب اختیار کر جو تجھے آخرت تک پہنچا دیں اور انہیں چھوڑ دے جو تجھے مشغول کر دیں۔

(کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

Scanned with CamScanner

(۱۵۳)

حسن عمل اور طویل امیدیں

ابن جوزی کہتے ہیں میں نے ایک دن دعا مانگتے ہوئے عرض کیا اے اللہ علم و عمل کے بارے میری امیدیں اور خواہشات مکمل فرما اور مجھے لمبی عمر عطا فرما تا کہ میں اپنی مرغوبات اور پسندیدہ چیزیں حاصل کرلوں اتنے میں ایک شیطانی وسوسہ پیش آیا کہنے لگا پھر کیا ہوگا؟ کیا پھر موت نہ آئے گی تو لمبی عمر سے کیا فائدہ؟ میں نے کہا ارے احمق اگر تو میرے سوال کا مقصد سمجھ لیتا تو جان لیتا کہ وہ فضول نہیں ہے کیا ایسا نہیں ہے کہ ہر دن میں میرے علم و معرفت میں اضافہ ہوگا اور میرے درختوں کے پھل بڑھیں گے اور کٹائی کے دن میں شکر ادا کروں گا کیا بھلا میں پسند کرسکتا ہوں کہ آج سے بیس برس پہلے فوت ہوگیا ہوتا؟ بخدا ہرگز نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی جو معرفت مجھے آج حاصل ہے ان دنوں اس کا عشر عشیر بھی حاصل نہ تھا اور یہ سب میری اس حیات کا ثمرہ ہے جس میں مجھے وحدانیت کے دلائل میسر آئے اور میں درجہ تقلید کی پستی سے بصیرت کی بلندی تک پہنچا اور ان علوم پر اطلاع پائی جن سے میری قدر و منزلت میں اضافہ ہوا اور میرے نفس میں نکھار آیا اور پھر میری آخرت کی کھیتی اور فصل میں بھی خوب اضافہ ہوا اور نفع پرست متعلمین کی رہنمائی کے لئے میری تجارت (محنت) قوت پکڑے گی اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک خود سیّد المرسلین ﷺ کے بارے میں ہے۔ ''وقل رب زدنی علما اور آپ کہئے اے رب مجھے اور علم عطا فرما۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مومن کے لئے اس کی عمر خیر ہی میں اضافہ کرتی ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ سعادت کی بات ہے کہ بندے کی عمر لمبی ہو اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی اطاعت نصیب فرمادے پس اے کاش کہ مجھے عمر نوح مل جاتی کیونکہ علم کثیر ہے اور جب بھی اس کا کچھ حصہ حاصل ہوتا ہے عزت دیتا ہے اور نفع بخشتا ہے۔ (صید الخاطر)

(۱۵۴)

حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمتہ

محبوب یزدانی حضرت مخدوم سیّد اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمتہ کا سن وصال ۸۰۸ھ ہے۔

جب آپ جانس پہنچے اور سواد قصبہ کے جنوب مشرق میں ایک بزرگ حضرت معروف شہید کا مزار ہے۔ اسی کے قریب اقامت گزیں ہوئے تو رات میں حسب معمول آپ کے اصحاب ذکر جہر کررہے تھے اور جلال اسم ذات کی گونج سے آس پاس کی آبادی متاثر ہوگئی۔ قریب ہی ایک مولانا اعلام الدین رہتے تھے۔ انہوں نے جو یہ آواز سنی تو فرمایا یہ غوغائی کہاں سے آئے ہیں۔ مولانا کا دستور تھا کہ ہر صبح معروف شہید کے مزار پر فاتحہ خوانی کے لئے آتے تھے۔ حسب عادت اس دن بھی تشریف لائے۔ یہاں آکر دیکھا کہ حضرت اصحاب و خدام اور ہمراہیان کے ساتھ قیام فرما ہیں اور خود حضور بھی برائے فاتحہ مزار کے قریب ہی تھے۔ مولانا نے کسی سے پوچھا: کون بزرگ ہیں؟ حضرت نے فرمایا: ہم سب غوغائی ہیں۔ مولانا کو اپنا رات کا جملہ یاد آگیا، بے حد شرمندہ ہوئے اور بہت بہت معذرت چاہی۔ حضرت نے فرمایا یہ تو کوئی بات نہ تھی ہم نے اس سے بھی زیادہ ملامتیں برداشت کی ہیں۔ مولانا نے کچھ ایسی عاجزی سے حضرت کی دلجوئی کی کہ آپ کا دل خوش ہو گیا۔ (محبوب یزدانی ص ۵۳)

عجب چیز ہے لذتِ آشنائی

حضرت کی خدمت میں ایک فلسفی آیا اور آکر آپ کی محفل میں بیٹھ گیا۔ اس کی شکل و صورت اور لباس سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بڑا پکا مسلمان ہے۔ جب آپ کی نگاہ اس پر

Scanned with CamScanner

پڑی تو فرمایا کیوں بہروپیا بنے ہو؟ تم صوفیاء کی نگاہ سے اپنی حقیقت نہیں چھپا سکتے۔ فلسفی اپنے دل میں بڑا شرمندہ ہوا اور دل ہی دل میں تائب ہوگیا۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد آپ نے فرمایا الحمدللہ خدا نے تمہیں توبہ نصیب فرمائی۔ حضرت کے اس کشف پر اس کو بے حد حیرت ہوئی۔ اٹھ کر قدموں پر گر پڑا اور مرید ہوا۔ (محبوب یزدانی ص ۷۱)

☆ حضرت شیخ نظام غریب یمنی مرتب لطائف اشرفی لکھتے ہیں کہ جب دریا میں جہاز روانہ ہوا تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اس زمانے میں بھی کوئی ایسا عارف ہے جو دریا کے رہنے والے عارفوں اور عابدوں کی خبر دے۔ لکھتے ہیں کہ جیسے ہی میرے دل میں یہ خیال آیا فوراً حضرت نے اس خادم کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: فرزند نظام! فقراء کے لئے اس کا جان لینا ایک تنکا کے توڑنے سے بھی زیادہ آسان ہے۔

(محبوب یزدانی ص ۸۰)

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو

ہرات کا واقعہ ہے کہ وہاں کا ایک امیر حضرت سے بدعقیدہ ہوگیا۔ اس نے امتحاناً آپ کی دعوت کی۔ دسترخوان پر انواع واقسام کے کھانے چنے گئے۔ ایک قاب میں دو مرغ مسلم بھی تھے۔ حضرت نے کھانے کے وقت ان مرغوں کی طرف توجہ نہ فرمائی۔ میزبان امیر نے بہت اصرار کے ساتھ اسی قاب کو آپ کی طرف بڑھایا کہ حضور اس کو ضرور ملاحظہ فرمائیں خاص اہتمام سے پکوائے گئے ہیں۔ آپ نے قاب میں سے ایک مرغ اپنے اور دیگر درویشوں کے لئے لے لیا اور دوسرا مرغ امیر اور اس کے ساتھیوں کی طرف یہ کہہ کر بڑھا دیا کہ پہلا فقراء کے لائق تھا اور یہ تمہارے لئے موزوں ہے۔ امیر خاموش ہوگیا لیکن مہمانوں کو اس کے چہرے پر شرمندگی کی سرخی دیکھ کر حیرت ہوئی بعد میں لوگوں کو معلوم ہوا کہ ایک مرغ جس کا گوشت حضرت نے ملاحظہ فرمایا تھا مناسب قیمت دے کر خریدا گیا تھا اور دوسرا مرغ ظلم سے حاصل ہوا تھا۔ (محبوب یزدانی ص ۸۸)

اثنائے سفر کا ایک واقعہ

ہرات سے یاغستان جاتے ہوئے اثنائے سفر میں حضرت کا گزر ایک ایسے راستے

سے ہوا جہاں کئی دن تک آبادی کا نام ونشان نہ ملا۔ تین روز تک بغیر کھائے پیئے قافلہ چلتا رہا۔ رفقائے سفر بے قرار ہوگئے اور جب برداشت سے باہر ہوگیا تو حضرت تک یہ بات پہنچائی گئی کہ قافلہ والے بھوک کی شدت سے نڈھال ہیں اور اب آگے سفر ان کے لئے ناممکن ہو رہا ہے۔ حضرت نے قافلہ والوں سے کمر کھول دینے کا حکم دیا اور فرمایا: اگر کسی کے پاس لوہے کی زنجیر ہو تو میرے پاس لاؤ۔ تلاش کرنے پر ایک قلندر نے دی۔ زنجیر آپ کی خدمت میں حاضر کی گئی۔ آپ نے اس پر توجہ ڈالی کیمیا اثر نگاہ سے وہ لوہے کی زنجیر سونے کی ہوگئی۔ بابا حسین جو آپ کے خادم خاص تھے۔ آپ نے ان کو حکم دیا کہ اسے لے جاؤ یہاں سے کچھ فاصلے پر فلاں سمت ایک بازار ہے۔ اسے فروخت کر کے تین دن کے کھانے پینے کا سامان خرید لینا جو رقم بچ جائے اسے واپسی پر میرے پاس مت لانا بلکہ پانی میں ڈال دینا۔ چنانچہ بابا حسین نشان زدہ مقام پر پہنچے تو ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ ایک ایسی ویران جگہ میں کہ جہاں تین دن تک کوئی آبادی نہ مل سکی راستے میں کھانے پینے کا کوئی انتظام نہ ہو سکا یہاں اتنا عظیم الشان بازار کہاں سے آگیا۔ بہرحال وہ بازار میں پھرتے پھراتے سونے چاندی کی دکان پر پہنچے۔ اپنی زنجیر فروخت کی اور تین دن کا راشن خرید کر جانوروں پر لادا اور واپس ہوئے۔ راستے میں باقی رقم پانی میں پھینک دی اور قافلہ میں پہنچ کر حضرت کو اس کی اطلاع دے دی۔

خدا کے کاموں میں دخل نہ دو

آپ کے ایک مرید تنگر قلی محفل میں بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے جب یہ سنا کہ بابا حسین نے باقی روپے واپسی پر پانی میں پھینک دیئے تو انہیں یہ خیال پیدا ہوا کہ رقم پانی میں پھینک کر ناحق ضائع کی گئی اس سے اچھا تو یہ ہوتا کہ کسی فقیر اور اہل حاجت کو دے دی جاتی۔ وہ یہ سوچ ہی رہے تھے کہ حضرت نے ان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: تنگر قلی! تم خدا کے کاموں میں دخل دیتے ہو اور ارحم الراحمین کو پرورش کا سبق سکھاتے ہو۔ تمہیں کیا خبر کہ ضائع ہوا کہ ٹھیک ہوا۔ تنگر قلی سخت نادم ہوئے اور حضرت سے بہت معافی چاہی۔

(محبوب یزدانی ۸۹)

Scanned with CamScanner

مولانا اعلام الدین کی کہی ہوئی بات کو جان لینا، فلسفی کی حالت سے آگاہ ہو جانا، شیخ نظام کے خیالات پر مطلع ہونا، ظلم سے حاصل کیے گئے مرغ سے واقف ہو جانا اور تنگ قلبی کے خطرات قلب کو جان لینا۔ سب غیب کی باتیں ہیں۔ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی علیہ الرحمتہ والرضوان نے ان ساری باتوں کو ظاہر فرما کر اپنا یہ عقیدہ واضح کر دیا کہ ہم غیب کی باتیں جان لیا کرتے ہیں اور لوہے کی زنجیر کو سونا بنا کر آپ نے یہ عقیدہ بھی ثابت فرما دیا کہ اللہ کے محبوب بندوں کو چیزوں کی حقیقتیں بدل دینے کا اختیار بھی دیا گیا ہے۔

انتباہ: غیب کی باتوں کو کشف و کرامت سے جان لینا یا الہام سے اور نور باطن سے معلوم کر لینا یا روشن ضمیری سے بہر حال وہ علم غیب ہے۔

(۱۵۵)

ایک نابینا مگر حق آگاہ ضعیفہ

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں نے محراب داؤد (علیہ السلام) میں ایک نابینا ضعیفہ کو دیکھا جو اون کا کرتا پہنے نماز پڑھ رہی تھی ایک طرف نماز ادا کرتی جا رہی تھی دوسری طرف گریہ وزاری کرتی جاتی تھی میں اپنی نماز چھوڑ کر اسے دیکھنے لگا' اس نماز کے بعد آسمان کی طرف سر اٹھا کر یہ اشعار پڑھے:

انت سؤلی و عصمتی فی حیاتی
انت ذخری و عمدتی فی مماتی

تو ہی زندگی میں میرا مقصود اور میری حفاظت کرنے والا ہے، تو ہی میرا ذخیرہ اور سہارا دینے والا ہے، موت کے بعد

یا علیما بما کن و اخفی
وبما فی بواطن الخطرات

اے مخفی اور پوشیدہ علم رکھنے والے اور باطن کے خطرات کو جاننے والے

لیس لی مالك سواك فارجو
لدفع العظائم الموبقات

تیرے سوا میرا کوئی مالک نہیں ہے کہ میں اس سے بڑی بڑی ہلاکت خیز چیزوں کے دفع کرنے کی اُمید رکھوں۔

حضرت صالح مری رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیفہ سے پوچھا: تمہاری آنکھیں کس طرح جاتی رہیں۔

Scanned with CamScanner

آنکھیں کیسے ضائع ہوئیں

ضعیفہ: اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی سے نادم ہوکر اور اس کے ذکر اور یاد سے غفلت کے احساس میں جو میں نے آنسو بہائے اس سبب سے میری آنکھیں ختم ہوگئیں اگر مجھے بخش دیا گیا تو آخرت میں انشاء اللہ اس سے اچھی آنکھیں مل جائیں گی اور اگر معاف نہیں کی گئی تو جہنم میں جلنے والی آنکھیں لے کر میں کیا کروں گی؟

حضرت صالح ضعیفہ کی بات سن کر رو پڑے، ضعیفہ نے پھر کہا: اے صالح مجھے اپنے مولا کا کلام سنانے سے تمہیں انکار تو نہیں ہوگا؟ اس کی عزت و وقار کی قسم مجھے اس کا بہت روز سے شوق ہے۔ حضرت صالح نے آیت مبارکہ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ الایہ تلاوت کی۔

ضعیفہ: اے صالح اس کی خدمت کا حق بھلا کون ادا کرسکتا ہے؟ اس کے بعد ضعیفہ نے ایسی چیخ ماری کہ سننے والوں کے جگر پاش پاش ہو جائیں اور زمین پر گر پڑی۔ لوگوں نے دیکھا تو وہ انتقال کرچکی تھی۔ اس کے بعد میں نے اسے ایک روز خواب میں دیکھا بہت اچھی حالت میں تھی میں نے اس سے خیریت دریافت کی، اس نے کہا: مرنے کے بعد مجھے اللہ تعالیٰ نے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا جسے کوتاہی خدمت کی ندامت نے مار ڈالا اس کی آمد مبارک، پھر اشعار پڑھتی ہوئی لوٹ گئی۔

جس کا مفہوم یہ ہے میرے ساتھ وہی احسان کیا گیا جس کی امید تھی اور جو مجھے پسند تھا عنایت کیا گیا میں اس کے پاس نعمتوں، لذتوں اور مسرتوں میں ہوں۔

(روح الریاحین)

(۱۵۶)

شہید کے چھ اعزاز

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ہاں شہید کے چھ اعزاز ہیں (اور وہ یہ ہیں)

(۱) (يُغْفَرُ لَهٗ فِيْ اَوَّلِ دَفْعَةٍ وَّيُرٰى مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ)
''پہلے ہی لمحہ اس کی مغفرت کردی جاتی ہے اور اس کو جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھا دیا جاتا ہے۔''

(۲) (وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)
''عذاب قبر سے محفوظ کردیا جاتا ہے۔''

(۳) (وَيَاْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْاَكْبَرِ)
''قیامت کی بڑی مصیبت سے محفوظ رہتا ہے۔''

(۴) (وَيُوْضَعُ عَلٰى رَاْسِهٖ تَاجُ الْوَقَارِ الْيَاقُوْتَةُ مِنْهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا)
''اس کے سر پر عزت اور وقار کا تاج رکھا جاتا ہے جس کا صرف ایک ہی یاقوت دنیا اور اس میں جو کچھ ہے سب سے قیمتی ہے۔''

(۵) (وَيُزَوَّجُ اثْنَتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ زَوْجَةً مِّنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ)
''خوبصورت، بڑی بڑی آنکھوں والی بہتر ۷۲ حوروں سے اس کی شادی کردی جاتی ہے۔''

(۶) (وَيُشَفَّعُ فِيْ سَبْعِيْنَ اِنْسَانًا مِّنْ اَقَارِبِهٖ)
''اس کے ستر ۷۰ رشتہ داروں کے بارے میں اس کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔'' (ابن ماجہ، الجہاد، باب فضل الشہادۃ فی سبیل اللہ: ۲۷۹۹؛ صحیح الترغیب: ۱۳۷۵)

Scanned with CamScanner

(۱۵۷)

ایک نیک جن کا واقعہ

حضرت سیّدنا عبداللہ بن محمد قرشی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں، مجھے میرے والد نے بتایا: امیر المومنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم جمعہ کے دن جب خطبہ ارشاد فرماتے تو اکثر یہ کہا کرتے: ''اے لوگو! نیکی کے کاموں کو لازم پکڑو اور جن کے فعل کو یاد کرو۔''

ایک مرتبہ ابوالاشتر رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے کہا: ''آؤ امیر المومنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی خدمت میں چلیں اور ان سے اس جن کے بارے میں سوال کریں جس کے متعلق انہوں نے حکم دیا ہے اور جس کا وہ اکثر تذکرہ کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ میں اور ابوالاشتر رحمۃ اللہ علیہ امیر المومنین حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ بیت المال میں تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''تمہارا اس وقت میرے پاس آنا کتنا عجیب ہے؟ ہم نے عرض کی۔ اے امیر المومنین رضی اللہ عنہ! آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا تھا کہ ''نیکی کے کاموں کو لازم پکڑو اور جن کے فعل کو یاد کرو۔ حضور ہمیں یہ بتائیے کہ وہ جن کون ہے؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم نہیں جانتے کہ وہ جن کون ہے؟'' ہم نے عرض کی: ''نہیں'' آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''وہ تم میں تھا۔ ہم نے عرض کی وہ کون تھا؟'' آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''مالک بن خزیم ہمدانی اپنے چند دوستوں کے ساتھ حج کے ارادے سے روانہ ہوا، دورانِ سفر جب وہ کسی مقام پر پہنچا تو اس نے اپنے دوستوں سے کہا: یہاں ٹھہر جاؤ! تم پانی کے حصول پر قادر ہو گئے ہو۔ چنانچہ انہوں نے وہیں قیام کیا اور سو گئے رات کے آخری پہر جب چاند نکلا تو پہاڑ سے ایک اژدہا بڑی تیزی کے ساتھ رینگتا ہوا ان کے پاس پہنچا اور اہل قافلہ کے گرد چکر لگایا، اہل قافلہ میں سے ایک نوجوان اس اژدہے کو دیکھ رہا تھا۔ اژدہا جب چکر لگا کر ایک ضعیف شخص کے پاس پہنچا

تو اس نوجوان کو خوف لاحق ہوا کہ کہیں یہ اس بزرگ کو ڈس نہ لے، چنانچہ اس نے قریب ہی پڑا ہوا ڈنڈا اٹھایا اور اس پر حملہ کر دیا مگر نشانہ خطا ہو گیا۔ وہ بزرگ بھی جاگ گئے اور خوفزدہ ہو کر کہنے لگے: ''کیا ہے؟'' یہ اژدہا کہاں سے نمودار ہو گیا؟ پھر اس نے قافلے والوں سے کہا: سو جاؤ! تم نے پانی کے حصول پر قدرت حاصل کر لی ہے وہ سو گئے اور پھر طلوعِ آفتاب سے پہلے ان کی آنکھ نہ کھل سکی۔

اس جنگ کی ڈیوٹی کیا تھی؟

طلوعِ آفتاب کے وقت وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور ان میں سے ہر شخص نے اپنی سواری کی لگام پکڑی اور پانی کی تلاش میں نکل پڑے مگر وہ راستہ بھول گئے تھے۔ جب اژدہے نے انہیں دیکھا تو پہاڑ پر سے بولا: ''اے لوگو! تمہارے سامنے اس وقت تک پانی نہیں آسکتا جب تک تم آج کے دن ان تھکے ہوئے سواری کے جانوروں کی اچھی طرح دیکھ بھال نہ کر لو۔ پھر جب ایسا کر لو تو دیکھنا کہ سامنے ٹیلے کے پیچھے پانی کا ایک چشمہ ہے۔''

چنانچہ وہ رکے رہے۔ پھر مطلوبہ جگہ پہنچے تو وہاں واقعی ایک چشمہ تھا جس کا پانی رکا ہوا تھا۔ انہوں نے خود بھی پانی پیا، اپنے جانوروں کو بھی پلایا، اور قافلہ دوبارہ سوئے منزل چل دیا۔ جب وہ ایک چھوٹی سی پہاڑی کے قریب پہنچے تو کہنے لگے: اے ابوحزیم! اگر اسی طرح کا پانی یہاں بھی مل جائے تو کتنی بڑی خوش بختی ہے۔ پھر وہ پہاڑی کے قریب ٹھہر گئے اور پانی کی تلاش میں نکلے اس مرتبہ پھر راستہ بھول گئے۔ جب پہاڑی پر موجود اژدہے نے انہیں دیکھا تو پکار کر کہا: ''اے اہل قافلہ! اللہ تعالیٰ میری طرف سے تمہیں جزا خیر عطا فرمائے۔ اب میں تمہیں اپنی طرف سے الوداع کہتا ہوں اور (آخری) سلام پیش کرتا ہوں۔ احسان اور نیکی کا کام کرنے میں کسی کو ہرگز بے رغبتی نہیں ہونی چاہئے، یقیناً جو محتاج کو محروم رکھتا ہے وہ خود محروم ہے۔ میں وہ اژدہا ہوں کہ بھٹکے ہوؤں کو راستہ بتا کر مصیبت سے نجات دلاتا ہوں، اس پر میں شکر ادا کرتا ہوں اور یقیناً شکر ادا کرنا اچھی خصلت ہے۔ جو نیکی کا کام کرتا ہے جب تک وہ زندہ رہے اس کی ضرورت کا سامان ختم نہیں ہوتا، جبکہ برائی کا انجام برائی ہی ہے۔'' (عیون الحکایات)

Scanned with CamScanner

(۱۵۸)

خیر پہ قیام

اسحاق بن اسماعیل فرماتے ہیں: سفیان بن عیینہ نے خبر دی وہ اسلم بن عبدالملک سے روایت کرتے ہیں انہوں نے سعید بن ابوالحسن سے سنا، وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم لوگ آج اللہ کی جانب سے کھلی ہوئی دلیل پر قائم ہو۔ نیکیوں کا حکم کرتے ہو، اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہو، اور تم واضح دلیل پر ہی قائم رہو گے جب تک تم میں دو نشے نہ پیدا ہو جائیں۔ ایک جہالت کا نشہ اور دوسرا عیش دنیوی کا نشہ۔ (جب یہ چیز پیدا ہو جائے گی تو اس وقت) کھلم کھلا یا چھپ کر کتاب اللہ پر عمل کرنے والا۔ مہاجرین و انصار کی سب سے پہلے اتباع کرنے والے ہوں گے۔ انہیں محسنین کا سا اجر ملے گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! محسنین ان میں سے یا ہم میں سے؟ فرمایا! تم میں سے۔ (حلیۃ الاولیاء ۸/۴۹)

☆ ابوبکر فرماتے ہیں: کسی عقلمند سے پوچھا گیا کہ بلند ہمت اور صادق نیت والا کون ہے؟ فرمایا: دنیا جس کی نظروں میں ہو اور دل جنت کی طلب میں لگا ہوا ہو۔

عباس بن فضل بجلی فرماتے ہیں: رابعہ بصریہ رحمہا اللہ کے پاس لوگوں نے دنیا کی بڑی کثرت سے مذمت کی وہ فرمانے لگیں: دنیا کی اتنی مذمت نہ کرو کیونکہ جسے جس چیز سے محبت ہوتی ہے وہ اس کا تذکرہ بھی کثرت سے کرتا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء ۸/۲۱۵)

☆ اسحاق بن ابراہیم فرماتے ہیں: حماد بن زید نے خبر دی وہ وہاب سے روایت کرتے ہیں وہ حسن بصری سے وہ فرماتے ہیں کہ! جب کوئی شخص دنیا میں تجھ سے مقابلہ کرے تو اس سے آخرت میں مقابلہ کرنا۔ (یعنی دنیا چھوڑ کر آخرت کے کام میں لگ جانا)

(حلیۃ الاولیاء ۲/۱۵۷)

☆ خالد بن خداش فرماتے ہیں: حماد بن زید نے خبر دی کہ ایوب فرماتے ہیں اگر کوئی شخص زہد اختیار کرے تو اس کے زہد کو لوگوں کے لئے مصیبت نہ بناؤ۔ (ایضا: ۶/۳۰)

فکرِ دنیا اور فکرِ آخرت

محمد بن ادریس فرماتے ہیں: عبدہ بن سلیمان نے ابن مبارک سے خبر دی، وہ جعفر بن سلیمان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: دنیا کی فکر دل میں ظلمت پیدا کرتی ہے اور آخرت کی فکر دل میں نور پیدا کرتی ہے۔

☆ احمد بن ابونصر فرماتے ہیں: کسی عقلمند نے کہا: دنیا کی بہت سی مثالیں ہیں جنہیں زمانہ لوگوں کے لئے بیان کرتا ہے اور زمانے کا علم ترجمان کا محتاج نہیں دنیا سے تو وہی محبت کرتے ہیں جن کے دل وعظ و نصیحت سننے سے بہرے بن گئے ہوں اگر لوگوں کو اس کا پتہ چل جائے تو کوئی بھی دنیا میں آگے نہ بڑھے۔

☆ احمد بن ابونصر نے یہ اشعار سنائے: ترجمہ

دنیا والے دنیا سے عزت کے خواہاں ہیں حالانکہ اللہ نے تو لوگوں کے سامنے اس کی ذلت بیان کی ہے اے وہ شخص جو دنیوی زندگی کا خواہش مند بن کر اس کی گرہ لگائے بیٹھا ہے گویا اس کی موت آ چکی ہے۔

تو دنیا کو کہاں تک آباد کرے گا جبکہ آسمان والا تو اس تمام کو ویران کرنا چاہتا ہے۔

☆ قبیلہ بنو تمیم کے ایک شخص نے خبر دی کہ کسی عقلمند نے فرمایا...... دنیا ہم سے بغض رکھتی ہے اور ہم اس سے محبت کر رہے ہیں اگر وہ بھی ہم سے محبت کرنے لگتی تو پھر ہماری محبت کا کیا حال ہوتا۔ (احیاء العلوم ۳/۲۲۴)

☆ امام ابوعبداللہ فرماتے ہیں: میں نے ابن ابوالحواری سے سنا انہوں نے ابوسلیمان سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ اگر کوئی انسان دنیا کے کسی بادشاہ کے پاس جائے: وہ بادشاہ کہے مانگو کیا مانگتے ہو؟ وہ کہے مجھے تو سبزی کا چھلکا چاہئے! کیا یہ شخص دانشمند کہلائے گا؟ اللہ کی قسم! جتنا بادشاہ کی نظروں میں سبزی کا چھلکا بے وقعت ہے اللہ کی نگاہوں میں دنیا اس سے بھی زیادہ بے وقعت ہے۔ (کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

Scanned with CamScanner

(۱۵۹)

دنیا والو! دیکھ لو قدرت رسول اللہ کی

عنوان کا اصل مصرعہ تو یوں ہے کہ اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی، مگر ایک صاحب جو اعلیٰ حضرت کے عقائد کے ساتھ متفق نہیں ہیں انہوں نے اپنی ایک کتاب میں جا بجا الفاظ بدل کر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمتہ کے اشعار کو لکھا ہے۔

جس کا مطلب میں تو یہی سمجھا ہوں کہ اعلیٰ حضرت ان لوگوں کو گوارہ بھی نہیں جبکہ اعلیٰ حضرت کے اشعار کے بغیر ان حضرات کا گزارہ بھی نہیں۔ بہر حال:

☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی یہ عادت تھی کہ اگر کوئی دعوت پر بلاتا تو آپ ﷺ رد نہ فرماتے...... ایک دن آپ ﷺ کو جابر رضی اللہ عنہ نے دعوت دی تو آپ ﷺ نے فرمایا:...... فلاں دن آنا...... جب مقررہ دن آیا تو آپ ﷺ جابر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے......

انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو بہت مسرور ہوئے...... اور خوشی و شادمانی کے عالم میں مشک آمیز پانی کا چھڑکاؤ کیا...... اور شاداں و فرحاں آپ ﷺ کے پاس آئے...... اور آپ ﷺ کو اندر تشریف لانے کے لئے عرض کیا...... آپ ﷺ اندر آئے تو جابر رضی اللہ عنہ نے بکری کا بچہ ذبح کیا...... اور پھر اچھے کھانے کا بندوبست کرنے لگے......

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے دو بیٹے تھے بڑے نے چھوٹے سے کہا:...... آ تجھے بتاؤں ہمارے والد نے میمنے (بکری کے بچے) کو کس طرح ذبح کیا...... اس نے چھوٹے کو زمین پر لٹا کر اس کے گلے پر چھری چلا دی اور نادانی میں اسے ذبح کر دیا...... جب حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے اسے دیکھا تو دوڑ کر اس کی طرف آئی لیکن وہ خوف کے مارے مکان کی

چھت پر چڑھ گیا...... ماں اس کے پیچھے پیچھے آ رہی تھی جس کے خوف سے ڈر کر بچہ چھت سے گر گیا اور گرتے ہی واصل بحق ہو گیا......

حضرت جابر کے بچے زندہ ہو گئے

اس صابرہ رضی اللہ عنہا نے اس واقعہ پر قطعاً رونا دھونا نہ کیا بلکہ صبر اختیار کیا...... مبادا حضور ﷺ کی طبیعت اس واقعہ کو سن کر متغیر ہو گی...... اس نے دونوں بچوں پر ایک کپڑا ڈال دیا اور کسی کو اس حادثہ کی خبر نہ ہونے دی...... اگرچہ ظاہراً خوش تھی لیکن باطنی طور پر خون کے گھونٹ پی رہی تھی...... بکرے کو بریاں ہونے تک حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو بھی خبر نہ ہوئی...... کھانا پکا کر حضور ﷺ کے سامنے رکھا گیا تو حضرت جبرائیل نازل ہوئے اور بتایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جابر رضی اللہ عنہ کو کہیں کہ اپنے دونوں بیٹوں کو بھی لائے تاکہ آپ ﷺ کے ساتھ کھانا کھائیں......

جابر رضی اللہ عنہ کو حکم ملا تو فوراً گھر گئے اور پوچھا کہ دونوں بچے کہاں ہیں؟ بیوی نے بتایا: کہیں باہر ہیں...... جابر رضی اللہ عنہ نے آ کر اطلاع دی وہ اس وقت موجود نہیں...... آنحضرت ﷺ نے فرمایا:...... اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ان کے ساتھ کھانا کھایا جائے...... جب اس صابرہ و شاکرہ بی بی کو دوبارہ پوچھا گیا تو اس نے رو کر بچوں کی لاشوں سے کپڑا اٹھا کر سارا واقعہ کہہ سنایا......

دونوں روتے روتے آنحضرت ﷺ کے قدموں میں گر گئے...... سارے گھر میں کہرام مچ گیا...... جبرائیل علیہ السلام نے آ کر کہا:...... یارسول اللہ! آپ ان بچوں کی لاشوں پر کھڑے ہو کر دعا کریں زندگی اللہ دینے والا ہے...... آنحضرت ﷺ تشریف لائے اور بچوں کے لئے دعا فرمائی وہ اسی وقت بفرمان ایزدی زندہ ہو گئے......

(شواہد النبوت)

(۱۶۰)

عقیدۂ حاضر و ناظر اور احادیث مبارکہ

حاضر کے لغوی معنی ہیں موجود، جاننے والا اور شہر کا رہنے والا۔ ناظر کے معنی ہیں دیکھنے والا، غور و فکر کرنے والا اور کھیتی کی حفاظت کرنے والا اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: اَلْحُضُوْرُ بِمَعْنَى الْعِلْمِ شَائِعٌ وَّالنَّظْرُ بِمَعْنَى الرُّؤْيَةِ یعنی حاضر ہونا جاننے کے معنی میں مشہور ہے اور ناظر ہونا دیکھنے کے معنی میں ہے۔ (رد المحتار جلد سوم ص ۳۰۷)

اور عرف شرع میں حاضر و ناظر کے معنی ہیں ساری دنیا کو دیکھنا اور دور و نزدیک کی آوازوں کو سننا یا تھوڑے سے وقت میں دنیا بھر کی سیر کر لینا اور آن واحد میں روحانی یا جسم مثالی کے ساتھ سینکڑوں کلومیٹر کی دوری پر مدد کے لئے پہنچ جانا۔

☆ اللہ کے محبوب بندوں کا حاضر و ناظر ہونا حق ہے۔ حضور سیّد عالم ﷺ کے چند ارشادات عالیہ ملاحظہ ہوں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا:

نَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا وَ جَعْفَرًا وَ ابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ اَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرُ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِيْبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتّٰى اَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللهِ يَعْنِيْ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ حَتّٰى فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِمْ ۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت زید حضرت جعفر اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر آنے سے پہلے ان لوگوں کے شہید ہو جانے کی اطلاع دیتے ہوئے فرمایا: زید نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور شہید کئے گئے پھر جعفر نے جھنڈے

کو سنبھالا اور وہ بھی شہید ہوئے پھر ابن رواحہ نے جھنڈے کو لیا اور وہ بھی شہید کیے گئے آپ یہ واقعہ بیان فرما رہے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے آپ نے فرمایا اب جھنڈے کو اس شخص نے لیا جو اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ یعنی خالد بن ولید نے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔ (بخاری شریف ج ۲ ص ۶۱۱)

ساری دنیا میرے سامنے ہتھیلی کی طرح ہے

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اِنَّ اللهَ قَدْ رَفَعَ لِيَ الدُّنْيَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهَا وَاِلٰى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ كَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰى كَفِّيْ هٰذِهٖ

(زرقانی علی المواہب ج ۷ ص ۲۰۴)

اللہ نے میرے لئے دنیا کے پردے اٹھا دیئے ہیں تو میں دنیا کو اور جو کچھ بھی اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھتا ہوں جیسے کہ اپنی اس ہتھیلی کو۔

ان احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور سیّد عالم ﷺ کا اپنے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ میں حاضر و ناظر ہوں۔ اسی لئے مدینہ منورہ ہی سے جنگ موتہ جو ملک شام میں ہو رہی ہے، کے سارے واقعات کو جانتا ہوں اور دیکھتا بھی ہوں بلکہ دنیا میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اس کو میں اس طرح جانتا اور دیکھتا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنے بارے میں حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ نہ ہوتا تو آپ ایسا نہ فرماتے۔

محدثین کرام اور عقیدۂ حاضر و ناظر

جو حدیثیں حضور سیّد عالم ﷺ کی اس عقیدہ میں بخاری شریف اور زرقانی شریف کی لکھی گئی ہے ان حدیثوں سے حضرت امام بخاری اور حضرت علامہ زرقانی رحمہما اللہ کا بھی عقیدہ ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر و ناظر ہیں ورنہ ان حدیثوں کو یہ حضرات اپنی کتابوں

Scanned with CamScanner

میں ہرگز نہ لکھتے اور اب دیگر محدثین کے عقیدے ملاحظہ ہوں۔

امام ترمذی اور صاحب مشکوٰۃ نے اس بارے میں حدیث نقل فرمائی ہے جس کو پڑھ کر ہمیں ان دونوں بزرگوں کا اس مسئلہ میں عقیدہ بخوبی معلوم ہو جائے گا چنانچہ

حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں انہوں نے فرمایا۔

دَخَلْتُ عَلٰی اُمِّ سَلْمَةَ وَهِيَ تَبْكِيْ فَقُلْتُ مَا يُبْكِيْكِ قَالَتْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَنَامِ وَ عَلٰى رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ فَقُلْتُ مَالَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ اٰنِفًا. (ترمذی، مشکوٰۃ ص ۵۷۰)

میں اُمّ المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی تو دیکھا وہ رو رہی ہیں میں نے عرض کیا آپ روتی کیوں ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے سر مبارک اور ریش اقدس (داڑھی) پر گرد و غبار ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کا یہ کیا حال ہے؟ فرمایا میں ابھی حسین کی شہادت گاہ پر حاضر ہوا تھا۔

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ سے کربلا شریف کے میدان جنگ میں جانا اور وہاں کے حالات کو ملاحظہ فرمانا حاضر و ناظر کے معنی ہیں۔ حضرت امام ترمذی اور صاحب مشکوٰۃ علامہ خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہما نے اپنی اپنی کتابوں میں اس حدیث شریف کو لکھ کر اپنا یہ عقیدہ ثابت کر دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔

علامہ عسقلانی، قاضی عیاض اور ملا علی قاری کا عقیدہ

☆ شارح بخاری علامہ عسقلانی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۸۵۲ھ) کا اس بارے میں عقیدہ ملاحظہ فرمائیں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

وَ قَدْ قَالَ عُلَمَائُنَا لَا فَرْقَ بَيْنَ مَوْتِهٖ وَ حَيَاتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ مُشَاهَدَتِهٖ لِاُمَّتِهٖ وَمَعْرِفَتِهٖ بِاَحْوَالِهِمْ وَ نِيَّاتِهِمْ وَعَزَائِمِهِمْ وَخَوَاطِرِهِمْ وَ ذٰلِكَ جَلِيٌّ عِنْدَهٗ لَا خِفَاءَ بِهٖ.

(مواہب لدنیہ جلد دوم ص ۳۸۷)

ہمارے علمائے کرام نے فرمایا: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی اور وفات میں کوئی فرق نہیں وہ اپنی اُمت کو دیکھتے ہیں اور ان کی حالتوں، نیتوں ارادوں اور دل کی باتوں کو جانتے ہیں اور یہ آپ پر بالکل ظاہر ہیں اس میں کوئی پوشیدگی نہیں۔

حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ والرضوان کی اس تحریر سے ظاہر ہوا کہ ان کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔ اس لئے کہ اپنی اُمت کو دیکھتے ہیں اور ان کی حالتوں کو جانتے ہیں۔

☆ حضرت علامہ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں:

اِنْ لَّمْ يَكُنْ فِي الْبَيْتِ اَحَدٌ فَقُلِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ

جب گھر میں کوئی نہ ہو تو تم کہو اے نبی! آپ پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں ہوں۔ (شفاء شریف جلد۲ ص ۵۲)

اس عبارت کی شرح میں حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

لِاَنَّ رُوْحَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَاضِرَةٌ فِيْ بُيُوْتِ اَهْلِ الْاِسْلَامِ.

(شرح شفا ملا علی قاری مع نسیم الریاض جلد سوم ص ۴۶۴)

اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مبارک مسلمانوں کے گھروں میں موجود ہے۔

ان عبارتوں سے حضرت علامہ قاضی عیاض اور حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہما نے اپنا عقیدہ واضح کر دیا کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر و ناظر ہیں سب مسلمانوں کے گھروں میں ان کی روح مبارک موجود ہے ان پر سلام عرض کیا جائے گا۔

امام سیوطی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ (المتوفی ۹۱۱ھ) کا عقیدہ اس مسئلہ میں یہ ہے کہ

Scanned with CamScanner

آپ تحریر فرماتے ہیں۔

اَلنَّظْرُ فِیْ اَعْمَالِ اُمَّتِہٖ وَالْاِسْتِغْفَارُ لَھُمْ مِنَ السَّیِّاٰتِ وَالدُّعَاۗءُ بِکَشْفِ الْبَلَاۗءِ عَنْھُمْ وَالتَّرَدُّدُ فِیْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ وَالْبَرَکَۃُ فِیْھَا وَحُضُوْرُ جَنَازَۃٍ مِّنْ صَالِحِیْ اُمَّتِہٖ فَاِنَّ ھٰذِہِ الْاُمُوْرَ مِنْ اَشْغَالِہٖ کَمَا وَرَدَتْ بِذٰلِکَ الْحَدِیْثُ وَالْاٰثَارُ ۔(انباء الاذکیاء ص ۷)

اپنی اُمت کے اعمال پر نگاہ رکھنا، ان کے گناہوں کے لئے استغفار کرنا، ان سے بلا دور ہونے کی دعا کرنا زمین میں ادھر ادھر آنا جانا، اس میں برکت دینا اور اپنی اُمت میں کسی نیک آدمی کا انتقال ہو جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہونا یہ چیزیں حضور علیہ السلام کا مشغلہ ہیں۔ جیسے کہ اس کے متعلق حدیثیں اور آثار آئے ہیں۔

اس عبارت سے حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ والرضوان کا عقیدہ ظاہر ہے کہ سرکار اقدس ﷺ حاضر و ناظر ہیں کہ ساری دنیا میں پھیلی ہوئی اپنی اُمت کے اعمال پر نظر رکھتے ہیں اور زمین میں جہاں چاہتے ہیں، آتے جاتے ہیں۔

(۱۶۱)

شرابِ محبت اور نورِ معرفت

حضرت علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، مجھ سے شیخ علی تکروری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا (جن کی قبر قرافہ میں ہے) کہ حضرت ایک بار محفل سماع میں حاضر ہوئے ان پر وجد طاری ہوا اور انہوں نے ملاحظہ کیا (عالم بیداری میں) کہ ان کے سامنے شراب کی نہریں جاری ہیں اور حضرت کو ان میں سے پلایا جاتا ہے اور سیرابی نہیں ہوتی اور وہ شراب دنیا کی شراب نہیں ہے، اس کے بعد ایک نور نظر آیا۔

حضرت کو جب وہ شراب پلائی جاتی تو ان میں اتنی طاقت وقوت آ جاتی کہ سات آدمی انہیں نہیں روک سکتے تھے اس کے بعد جب نور دیکھا تو ان پر کمزوری طاری ہو گئی۔ حضرت نے یہ واقعہ بیان کر کے مجھ سے پوچھا: ان دونوں حالتوں میں سے کون سی حالت بہتر ہے میں نے عرض کیا یہ ایسی بات ہے جہاں میرا وہم بھی نہیں پہنچا بھلا میں اس بارے میں کیا کلام کر سکتا ہوں جو مجھے معلوم نہیں۔ بزرگوں میں سے کسی نے فرمایا:

سقونی و قالوا لا تغن ولو سقوا
جبال حنین ما سقونی لغنت

(مجھے بادہ عشق پلا کر کہا کہ مستی میں گانا مت حالانکہ جبل حنین کو بھی اگر وہ پلائی جاتی جو مجھے پلائی گئی تو وہ مستی میں گانے لگتا)

میرا خیال ہے نور کا دیکھنا معرفت کی نشانی ہے اور شراب، محبت کی علامت ہے اور اکثر عرفاء کے نزدیک درجہ معرفت مقام محبت سے بلند ہے۔

محبّ، عاشق اور عارف

حضرت میمون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، محب محبت میں افضل ہیں اور فرمایا: عشاق، دنیا اور آخرت کی ساری سعادتوں کو سمیٹ لے گئے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: المرء مع من احب آدمی اس کے ہمراہ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے بعض عرفاء کا فرمان ہے کہ حقیقت محبت یہ ہے کہ لذت میں ہلاک ہو جائے اور حقیقتِ معرفت یہ ہے کہ حیرت کے ساتھ مشاہدہ اور ہیبت میں فنا ہو۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''محب اگر خاموش رہے تو ہلاک ہو جائے اور عارف خاموش نہ رہے تو ہلاکت میں پڑ جائے۔''

حضرت ابو یزید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: عارف اڑنے والا ہے اور زاہد چلنے والا۔ حضرت شیخ ابو عبداللہ قرشی کا ارشاد ہے: ''حقیقت محبت خود کو محبوب کے سپرد کرنا ہے اسی طرح کہ تیرا اپنے نفس پر کوئی حق نہ رہے۔'' (روض الریاحین)

☆ شیخ ابوالربیع ۔ لقی کا بیان ہے ایک رات میں نے حضرت شیخ ابو محمد سیّد بن الفخار رضی اللہ عنہ کے ہاں قیام کیا میرا یہ طریقہ تھا کہ ادب و احترام کے خیال سے جب تک حضرت تہجد کے لئے نہ اٹھتے تھے میں کوئی وظیفہ وغیرہ نہیں پڑھتا تھا۔ اس شب میں اپنے بستر پر بیداری کی حالت میں لیٹا ہوا تھا حضرت اٹھے اور وضو کیا اور قبلہ رو ہو کر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر تلاوت قرآن کرنے لگے میں نے دیکھا کہ ایک دیوار اٹھی، اس میں سے ایک شخص برآمد ہوا جس کے ہاتھ میں سفید شیشی تھی اور شیشی میں سفید شہد تھا۔ تلاوت قرآن کے دوران حضرت جب منہ کھولتے تھے تو وہ شخص شہد آپ کے دہن مبارک میں رکھتا تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے بے حد تعجب ہوا۔ صبح ہوئی تو میں نے اس کی حقیقت دریافت کی۔ حضرت سن کر آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا: ابوسلیمان وہ قرآن مجید کی لطافت ہے (رضی اللہ عنہ و نفعنا بہ آمین) (ایضاً)

(۱۶۲)

ازواج شہداء اور ان کی شان وشوکت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: ''احد کے روز جو تمہارے بھائی شہید ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے پیٹ میں رکھ دیا۔ یہ پرندے جنت کی نہروں سے سیراب ہوتے ہیں۔ جنت کے پھل کھاتے ہیں اور عرش الٰہی کے سائے میں لٹکی ہوئی سنہری قندیلوں میں آرام کرتے ہیں۔ انہوں نے جب اپنا اچھا کھانا پینا اور اچھی آرام گاہیں دیکھیں تو یہ آرزو کی:

(مَنْ یُّبَلِّغُ اِخْوَانَنَا عَنَّا اَنَّا اَحْیَاءٌ فِی الْجَنَّةِ نُرْزَقُ لِئَلَّا یَزْهَدُوْا فِی الْجِهَادِ وَلَا یَنْكُلُوْا عِنْدَ الْحَرْبِ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَا اُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ (وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ٥) (آل عمران:۱۶۹)

''کون ہے جو ہماری طرف سے ہمارے بھائیوں کو یہ خبر دے کہ ہم زندہ ہیں اور جنت میں ہیں تاکہ ہمارے بھائی جنت سے ناامید نہ ہو جائیں اور لڑائی میں بزدلی نہ دکھائیں؟ اللہ تعالیٰ نے ان کی خواہش کو دیکھ کر فرمایا: میں تمہاری طرف سے یہ پیغام ان کو پہنچا دیتا ہوں چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ہیں انہیں مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق پا رہے ہیں۔''

Scanned with CamScanner

بخاک وخون غلطیدن

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ ایک جنگ پر جاتے ہوئے اپنے صحابہ کے ہمراہ ایک جھونپڑی پر سے گزرے۔ ایک دیہاتی جھونپڑی میں سے نکلا اور پوچھا تم کون لوگ ہو؟ بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی ہیں اور جہاد پر جارہے ہیں اس نے پوچھا کیا دنیا کا بھی کوئی فائدہ ملے گا؟ کہا ہاں مال غنیمت ملے گا، جسے مسلمانوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ اس نے اپنے اونٹ پر پلان رکھا اور لشکر کے ساتھ روانہ ہوگیا۔ وہ اپنے اونٹ کو رسول اللہ ﷺ کے قریب کرتا تھا اور صحابہ اس کے اونٹ کو رسول اللہ ﷺ سے دور کرتے تھے آپ نے فرمایا:

(دَعُوْا لِيَ النَّجْدِيَّ، فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهٗ لَمِنْ مُلُوْكِ الْجَنَّةِ)

''دیہاتی کو میرے قریب آنے دو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ تو جنت کے بادشاہوں میں سے ہے۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ پھر دشمن سے معرکہ ہوا اور یہ آدمی شہید ہوگیا۔ نبی اکرم ﷺ کو اطلاع دی گئی۔ آپ اس کے لاشے پر آئے اور اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے اور مسکرانا شروع کر دیا۔ پھر اس سے منہ پھیر لیا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! پہلے ہم نے آپ کو مسکراتے ہوئے دیکھا پھر آپ نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میرے مسکرانے کی وجہ یہ تھی میں اللہ کی طرف سے ہونے والی رحمت و بخشش کو دیکھ رہا تھا۔ پھر اچانک جنت سے حورعین نازل ہوئی اور اس کے سرہانے آکر بیٹھ گئی تو میں نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا۔''

(شعب الایمان للبیہقی ۷/۳۱۴۴ بسند حسن)

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

جواں سال حارثہ رضی اللہ عنہ بدر کے دن شہید ہوگئے۔ ان کی والدہ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگیں: اے اللہ کے رسول! حارثہ مجھے کس قدر پیارا تھا، یہ تو آپ کو معلوم ہے، اب اگر وہ جنت میں ہے تب تو میں صبر کروں گی اور اجر و ثواب کی امید رکھوں

گی، لیکن اگر وہ کسی دوسری جگہ ہے تب آپ دیکھیں گے کہ میں (رونے پیٹنے کا عمل) کیسے کرتی ہوں؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا:

(وَيْحَكِ اَوَ هَبِلْتِ اَوَ جَنَّةٌ وَّاحِدَةٌ هِيَ؟ اِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيْرَةٌ وَاِنَّهٗ فِيْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ)

''اللہ تم پر رحم کرے، کیا تم پاگل ہوگئی ہے، وہاں بھلا کوئی ایک جنت ہے؟ جنتیں تو بہت ہیں اور جہاں تک حارثہ کا تعلق ہے، وہ تو (سب سے اعلیٰ جنت) جنت الفردوس میں ہے۔'' (بخاری، المغازی، باب فضل من شہد بدراً: ۳۹۸۲)

بنا کردند خوش رسمے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں:

ان کے چچا حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ بدر کی جنگ میں شامل نہ ہو سکے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ہو کر پہلی جنگ لڑنے سے غیر حاضر رہا، اب اگر اللہ نے مجھے موقع دیا کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ہو کر جنگ کروں تو اللہ دیکھے گا کہ میں کس بے جگری سے جنگ کرتا ہوں۔

اور جب غزوۂ احد کے دن مسلمانوں کو عارضی شکست سے دوچار ہونا پڑا تو وہ فرمانے لگے: اے اللہ! ان مسلمانوں نے آج (اجتہادی غلطی کی وجہ سے اپنے نبی ﷺ کی حکم عدولی کر کے) جو کچھ کیا اس سے میں تیرے حضور معذرت پیش کرتا ہوں، مشرکوں نے (تیرے نبی ﷺ مسلمانوں اور شہداء کی لاشوں کے ساتھ) جو کچھ کیا، میں تیری جناب میں اس سے شدید کرب کا اظہار کرتا ہوں۔ پھر آگے بڑھے تو ان کی ملاقات حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے ہوگئی۔ حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ ان سے کہنے لگے: سعد! کہاں جا رہے ہو؟ مجھے تو دامن احد سے جنت کی خوشبو آرہی ہے۔ یہ کہتے ہوئے وہ آگے بڑھے اور لڑنے لگے حتیٰ کہ شہید کر دیئے گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی لاش پہچانی نہ جا رہی تھی حتیٰ کہ ان کی بہن ربیع بنت نضر رضی اللہ عنہا نے ان کی انگلیوں کی پوروں سے ان کی لاش پہچانی۔ حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ کو اسی

Scanned with CamScanner

(۸۰) سے زائد زخم لگے تھے۔ یہ زخم اور چرکے، نیزے، تلوار اور تیروں کے تھے۔

(بخاری، الجہاد والسیر، باب قول اللہ (من المومنین رجال ......) ۲۸۰۵)

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

صحیح مسلم کے الفاظ ہیں کہ صحابہ خیال کیا کرتے تھے کہ یہ آیت انس بن نضر رضی اللہ عنہ اور ان جیسے دیگر صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی:

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۝﴾ (الاحزاب: ۲۳)

''ایمان والوں میں سے کچھ مرد ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے جس بات پر عہد کیا سچا کیا پھر ان میں سے کوئی تو وہ ہے جو اپنی نذر پوری کر چکا اور کوئی وہ ہے جو انتظار کر رہا ہے اور انہوں نے اپنے عزم و عہد میں تبدیلی کے بارے میں سوچا تک نہیں۔''

(۱۶۴)

انمول نصیحتیں

حضرت سیّدنا ابو عبیدہ تاجی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، میں نے حضرت سیّدنا حسن بصری علیہ الرحمۃ کو اس طرح فرماتے ہوئے سنا: ''اے ابن آدم! تیرے لئے دنیا کشادہ کر دی گئی تو تو آخرت کے عمل سے غافل ہو گیا، تیری موت قریب آن پہنچی، تجھے عمل کرنے کا حکم دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا حق سب سے افضل ہے وہ اس وقت تک تجھ سے راضی نہ ہو گا جب تک تو ان احکام کو پورا نہ کرے جو اس نے تجھ پر لازم کیے ہیں۔ اے ابن آدم! جب تو لوگوں کو نیکی کا کام کرتا دیکھے تو ایسے کام میں تو ان پر سبقت لے جانے کی کوشش کر اور جب تو انہیں ہلاکت و بربادی کے کاموں میں دیکھے، تو ان سے اور ان کے اختیار کردہ افعال سے کوسوں دور بھاگ۔ ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جنہوں نے اپنی دنیا کو عاقبت پر ترجیح دی پس وہ ذلیل و خوار ہو گئے۔

اے ابن آدم! تو اس وقت تک ایمان کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک تو لوگوں کی عیب جوئی سے باز نہ آ جائے، پہلے تو ان عیوب کو تلاش کر جو تیری ذات میں موجود ہیں، پھر اپنی ذات سے اصلاح کا عمل شروع کر، جب تو ایسا کرے گا تو دوسروں کی عیب جوئی سے بچا رہے گا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ شخص وہ ہے جو ان خصوصیات کا حامل ہو۔

ظلم اور جفا ظاہر ہو گئے، علماء کم ہو گئے اور سنت کو چھوڑ دیا گیا۔ مجھے ایسی برگزیدہ ہستیوں کی ہم نشینی کا شرف حاصل ہوا ہے کہ جن کی ہم نشینی ہر بندۂ مومن کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اللہ کی قسم! آج کوئی بھی ایسا نہیں رہا جس سے ہم فیض اور برکات حاصل کر سکیں۔ بہترین اور اچھے لوگ گزر گئے، دنیا دار سرکش لوگ باقی رہ گئے۔

Scanned with CamScanner

اے ابن آدم! تو ایمان اور خیانت کو ایک ساتھ جمع نہیں کر سکتا۔ اے ابن آدم! تو کیسے مومن کامل ہو سکتا ہے جبکہ تیرا پڑوسی امن میں نہ ہو۔ اے ابن آدم! تو کیسے کامل مسلمان ہو سکتا ہے جبکہ لوگ تجھ سے سلامت نہ ہوں۔ دنیا میں مومن کی مثال ایک اجنبی کی سی ہے جو دنیوی دولت سے نہیں گھبراتا اور نہ ہی دنیوی عزت کے حصول کی خاطر دنیا داروں سے مقابلہ کرتا ہے۔ دنیا داروں کا اندازِ زندگی اور ہے، جبکہ اس کا اور۔ لوگ اس کی طرف سے راحت وسکون میں ہوتے ہیں۔ مومن کی صبح وشام اللہ تعالیٰ کے خوف ہی میں ہوتی ہے، اگرچہ وہ کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو۔

مؤمن دو خوفوں کے درمیان ہے

اس مردِ مجاہد کی حقیقت کو سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا اس لئے کہ وہ دو خوفوں کے درمیان ہے:

(۱) اس گناہ کا خوف جو اس سے سرزد ہوا۔ اب وہ نہیں جانتا کہ اس گناہ کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ کیا معاملہ فرمائے گا۔

(۲)..... عنقریب آنے والی موت کا خوف کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اسے کون کون سی ہلاکتیں اور پریشانیاں پہنچنے والی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جس نے غور وفکر کیا، عبرت حاصل کی اور معاملے کی گہرائی کو غور سے دیکھ لیا۔

اے لوگو! سنجیدگی اختیار کر لو۔ اب وقت آ گیا ہے کہ تم آنکھیں کھول لو۔ اللہ کی قسم! دنیا جب اس میں رہنے والوں کے لئے کھولی گئی تو اس کے کتے (حرص اور فتنہ وفساد) بھی کھول دیئے گئے۔ اس دنیا کے کتے سب سے برے ہیں۔ دنیا کے حصول کی خاطر لوگوں نے تو ایک دوسرے پر تلواروں سے حملے کئے اور بعض نے بعض کی حرمت کو حلال جانا۔ ہائے! افسوس اس فساد پر! یہ کتنا بڑا فساد ہے۔

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں حسن کی جان ہے! اس دنیا میں جس مومن نے بھی صبح کی تو غم اور پریشانی کی حالت میں کی۔ پس جلدی سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس

میں حاضر ہو جاؤ اس لئے کہ بندۂ مومن کو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شرف حاصل کئے بغیر راحت وسکون کی دولت نصیب نہیں ہو سکتی۔

یقیناً موت نے دنیا کو رسوا کر دیا۔ موت نے دنیا میں کسی بھی صاحب عقل کے لئے کوئی خوشی نہیں چھوڑی۔ بندۂ مومن نے جب دنیا کا قصد کیا تو اسے منہدم کر دیا اور اس کے ذریعے اپنی آخرت کو سنوارا، دنیا کی وجہ سے اپنی آخرت کو تباہ وبرباد نہیں کیا۔ جبکہ منافق نے اپنی خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی رضا پر ترجیح دی اور دنیا کو اپنا معبود بنا لیا۔

اے ابن آدم! جتنا دنیوی رزق تیرے نصیب میں ہے وہ تجھے مل کر رہے گا۔ مگر آخرت کے معاملات میں تو نیکیوں کا محتاج ہے، تجھ پر لازم ہے کہ تو آخرت کی تیاری کر اگر تو آخرت کی تیاری میں مشغول ہو جائے گا تو دنیا خود تیرے قدموں میں آ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر رحم فرمائے کہ جنہیں دنیا ملی لیکن انہوں نے یہ دنیوی مال ودولت اس کے حق داروں (فقراء ومساکین) پر خرچ کر دیا۔ پھر یہ لوگ اس حق کو ادا کرنے کے بعد ہلکے پھلکے ہو گئے۔

طالب کی دو قسمیں

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''طلب کرنے والوں کی دو قسمیں ہیں:

(۱)..... آخرت کا طلب گار، ایسا شخص اپنی طلب میں کامیاب ہو جاتا ہے اور اس کی اُخروی نعمتیں ختم نہیں ہوتیں۔

(۲)..... دنیا کا طلب گار، ایسا شخص اپنی طلب میں بہت کم کامیاب ہوتا ہے، اور اسے جو دنیوی نعمتیں ملتی ہیں ان میں سے اکثر کو ضائع کر بیٹھتا ہے۔

میں نے ایسے لوگوں کی صحبت کا شرف حاصل کیا ہے جن کی نظریں آخرت (کی نعمتوں) پر مرکوز تھیں۔ جاہل انہیں بیمار تصور کرتے تھے۔ مگر اللہ کی قسم! وہی سب سے زیادہ صحت مند دلوں کے مالک تھے۔

اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جس نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں

Scanned with CamScanner

مشغول رکھا اور اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید پر عمل پیرا ہوا اگر اس کا عمل کتاب اللہ تعالیٰ کے موافق ومطابق ہوا تو اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور اپنے اس عمل میں زیادتی کا طلب گار ہوا اور اگر اس کا عمل کتاب اللہ تعالیٰ کے منافی ہوا تو اللہ تعالیٰ کی ناراضی سے بچنے کے لئے قریب ہی سے لوٹ آیا۔

دنیا کا زوال اور دنیادار لوگ

دنیا کا زوال بالکل ظاہر ہے۔ اس کی نعمتیں دائمی نہیں ہیں۔ نہ ہی اس کے مصائب و آلام سے کوئی امن میں ہے اس کی نئی چیز پوشیدہ ہو جاتی ہے۔ صحت مند بیمار ہو جاتا ہے، غنی فقیر بن جاتا ہے۔ اپنے رہنے والوں کو اکثر عذاب سے دو چار رکھتی ہے اور ہر حال میں انہیں کھیل تماشا بنائے رکھتی ہے۔ دنیا میں سوائے اس کے کوئی چیز تیرے لئے فائدہ مند نہیں کہ جسے تو آخرت کے لئے بھیج چکا ہے۔ پس تو مال کو اپنے لئے دنیا میں ذخیرہ نہ کر اور نہ اس چیز میں اپنے نفس کی پیروی کر جس کے بارے میں تو جانتا ہے کہ اسے تو نے اپنے پیچھے چھوڑ کر چلے جانا ہے۔ بلکہ آنے والی مشقتوں کے لئے زادِراہ تیار کر لے۔ (یعنی صدقہ وخیرات کرتا کہ آگے کام آئے) اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس سے بلاوا (یعنی موت) آنے سے قبل اس کا اہتمام کر لے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اچانک موت کے گھاٹ اتر جائے اور تیری خواہشات دھری کی دھری رہ جائیں۔ پھر اس وقت تجھے شرمندگی اٹھانا پڑے۔ مگر اس وقت کی ندامت وشرمندگی کسی کام نہ آئے گی دنیا کو اپنے جسم کی صحبت عطا کر مگر اسے اپنے دل سے دور رکھ اور اس کے غم میں مبتلا نہ ہو۔

دنیا والوں اور ان کے امور کے درمیان راستہ خالی چھوڑ دے کیونکہ وہ تھوڑا عرصہ ہی باقی رہیں گے مگر حقیقت میں اس کے وبال کو سجایا ہوا پیش کیا گیا ہے۔ لوگوں کا دنیا کو پسند کرنا تیرے اس کو ناپسند کرنے میں اضافہ کرے اور لوگوں کا اس میں مطمئن ہونا تیرے لئے اس میں احتیاط کرنے اور اس سے مزید دور بھاگنے میں اضافہ کرے۔ جس کام (یعنی عبادت) کے لئے تجھے پیدا کیا گیا ہے اس میں خود محبت کر۔ اپنی مشغولیت اور فراغت اسی میں گزار دے تو نے جو عمل بھی کیا تو اسے دیکھ لے گا اور اس کے بارے میں تجھ سے پوچھا

جائے گا، اب تو صبح وشام موت کا انتظار کر۔

آج کا کام کل پر مت چھوڑ

اے لوگو! تم ایسے برے اور مذموم گھر میں آ گئے جسے آزمائش کے طور پر پیدا کیا گیا اور اس کی ایک مقررہ میعاد ہے۔ جب وہ پوری ہو جائے تو (زندگی) ختم ہو جاتی ہے۔ یہ ایسا فانی گھر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے اس کی طرف جھکنے اور مائل ہونے سے راضی اور خوش نہیں ہوتا، اس کے عیوب، اس سے باز رہنے اور اس کے علاوہ میں رغبت رکھنے کے بارے میں بہت ساری آیات اور مثالیں بیان کی گئی ہیں، جو اس میں رہا مگر اس سے نفرت کی اور نفسانی خواہشات کو ترک کیا تو وہی سعادت مند رہا اور جو اس میں رہا اور اس سے رغبت اور محبت رکھی تو ایسا کرنے سے وہ بدبخت ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو گیا۔

اس کا مال ومتاع انتہائی قلیل ہے اور اس کا فنا ہو جانا لکھ دیا گیا ہے۔ اس کے رہنے والے اسے چھوڑ کر ان منازل کی جانب جانے والے ہیں جو کبھی فنا نہ ہوں گی۔ اے ابن آدم! دنیا کی طویل عمری تجھے دھوکے میں نہ رکھے۔

بے شک آنے والی ہولناکیاں اور امور کی سختیاں جو کہ تمہارے سامنے ہیں ان سے آج تک کوئی بھی خلاصی نہیں پا سکا۔ خدا کی قسم! اس مشکل راستے پر ضرور چلنا ہے اور تمام امور ضرور پیش آنے والے ہیں۔ پھر یا تو اس کے شر سے عافیت اور اس کی ہولناکی سے نجات مل جائے گی یا پھر ایسی ہلاکت وبربادی ہوگی کہ جس کے بعد خیر اور بھلائی نہیں ہے۔ اے ابن آدم! موت کی تیاری میں جلدی کر اور ''کل، کل'' کی رٹ نہ لگا۔ جو کرنا ہے آج ہی کر لے۔ اس لئے کہ تو یہ نہیں جانتا کہ کب تجھے اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اے ابن آدم! تو ہرگز نیکی کے کسی کام کو بھی حقیر نہ جان، کیونکہ جب تو اسے دار جزاء میں دیکھے گا تو اس نیکی کا وہاں موجود ہونا تجھے خوش کر دے گا اور برائی کے کسی کام کو ہرگز حقیر نہ جان! کیونکہ جب تو اسے دیکھے گا تو اس کا وہاں موجود ہونا تجھے غمناک کر دے گا۔ اے ابن آدم! زمین کو اپنے قدموں تلے روند ڈال کیونکہ یہ تیری قبر کے قریب ہے۔

اے ابن آدم! جس وقت سے تیری ماں نے تجھے جنا اس وقت سے اب تک لگاتار

تیری عمر کم ہوتی جارہی ہے۔

اے ابن آدم! تیرے لئے ایک نامۂ اعمال کھول دیا گیا ہے اور تیرے اوپر دو فرشتے مقرر کردیئے گئے ہیں۔ ایک تیری دائیں جانب جبکہ دوسرا بائیں جانب ہے۔ اب کم اعمال کر! یا زیادہ، جب تو مرے گا تو اس نامۂ اعمال کو لپیٹ کر اسے تیرے گلے میں پہنا دیا جائے گا۔

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ط كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝

(پ۱۵، بنی اسرائیل،۱۴)

فرمایا جائے گا کہ اپنا نامہ (نامۂ اعمال) پڑھ، آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کو بہت ہے۔

اے ابن آدم! تو ریاکاری کرتے ہوئے کوئی نیکی نہ کر اور نہ ہی شرم کی وجہ سے کسی نیکی کو چھوڑ۔ (عیون الحکایات)

(۱۶۴)

کون سا زہد افضل ہے؟

ابوبکر فرماتے ہیں: کسی عقلمند سے پوچھا گیا کہ دنیا کیا ہے؟ اس نے کہا! وہ دنیا انبیاء و حکماء نے جس کی مذمت کی ہے۔ لوگوں نے کہا: جی ہاں وہی دنیا (اسی کے بارے میں پوچھتے ہیں) فرمایا: وہ تو سراسر مصیبت ہے: پوچھا گیا کہ کون سا زہد افضل ہے؟ فرمایا جس میں کم سے کم دنیا سے لگاؤ ہو۔ پوچھا گیا کہ زہد کا توکل کب حاصل ہوتا ہے؟ فرمایا جب کسی مخلوق سے اس کا تعلق نہ رہے۔

☆ ربیعہ حنفی: ایک بصری شیخ سے روایت کرتے ہیں کہ وہب بن منبہ نے فرمایا: ہم نے ایک کاغذ ہوا میں اڑتا دیکھا۔ ہم نے اسے پکڑا تو اس میں لکھا ہوا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ یہ ایسا گھر ہے جس کے مکین بچ نہیں سکتے، جن مکینوں نے اس گھر سے اسی کے لئے لیا وہ یہاں سے چلے گئے پھر اس پر ان کا محاسبہ کیا گیا، اور جن مکینوں نے اس گھر سے آخرت کے لئے لیا وہ یہاں سے جا کر ہمیشہ کے لئے مقیم ہو گئے، گویا وہ دنیا والوں میں سے ہیں لیکن دنیا دار نہیں اس میں اس طرح رہے گویا یہاں رہتے ہی نہیں، خوب دیکھ بھال کر عمل کئے، جن کا خوف تھا ان سے خوب بچتے رہے۔

ان کے جسم دنیا میں ہوتے مگر دل آخرت کی طرف متوجہ ہوتے تھے دنیا والے ان کی تعظیم کرتے مگر وہ دل کے مرجانے کو بہت عظیم حادثہ خیال کرتے تھے۔

میں نے اس خط کے بارے میں بہت سے لوگوں سے پوچھا: یہ کیا ہے؟ مگر کسی کو اس کا پتہ نہ چلا۔

Scanned with CamScanner

ایک مدفون خزانہ

محمد بن جعفر بن مہران بصری ایک شخص سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے والد سے کہ عبدالملک بن مروان کے ایک غلام نے ان کی طرف لکھا: یہاں ہمارے علاقے میں ایک پتھر کی بڑی چٹان ہے یہ مشہور ہے کہ اس کے نیچے خزانہ مدفون ہے۔ اس لئے نکالنے میں بہت بڑا خرچ ہوگا، عبدالملک نے اس کی طرف جواب لکھا: خرچہ جمع کر کے اس خزانے کو برآمد کرو۔ چنانچہ بڑی مشقت سے اس چٹان کو توڑا گیا تو اس کے نیچے خزانے کے بجائے ایک خط نکلا جس میں لکھا تھا۔

جو شخص دنیا کی خوشحال زندگی کی تعریف کرے گا۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم وہ تھوڑے ہی عرصے بعد اسے ملامت کرے گا۔ جب دنیا آتی ہے انسان کے لئے باعث حسرت ہوتی ہے اور جب جاتی ہے تو بہت سے غم چھوڑ جاتی ہے۔

(کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

(۱۶۵)

اللہ تعالیٰ اسباب کا خالق ہے

عارفین کے قلوب کے ساتھ اسباب کے بارے میں غیرت کا معاملہ کیا جاتا ہے گویہ ان اسباب کے ساتھ موافقت نہیں رکھتے کیونکہ قلوب جب اسباب کی معرفت کی طرف متوجہ ہوں گے تو ان کے مقدمات واسباب کو بھی دیکھنا ہوگا تو جب یہ اسباب کی طرف ہوتے ہیں تو ان کا اثر ہی سلب ہوجاتا ہے۔ ”وَيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَنْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا“ (ترجمہ) اور حنین کا قصہ یاد کرو جبکہ اچھی لگی تم کو تمہاری کثرت سو کچھ نفع نہ دیا اس نے تم کو۔ ایسے ہی یعقوب علیہ السلام کے حال میں ذرا غور کرو اور یوسف علیہ السلام کے متعلق ان کے خدشہ میں جبکہ فرمایا ”اخاف ان یاکلہ الذئب“ مجھے خطرہ ہے کہ بھیڑیا اسے کھا جائے گا تو بھائیوں نے بھی آگے ”فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ“ ہی بتایا: اسے بھیڑیا کھا گیا اور جب خوشی کے دن لوٹے تو یہودا قمیص لے کر چلا تو اس کی خوشبو پہلے پہنچ گئی اور فرمایا: ”اِنِّیْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ“ کہ میں یوسف کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کو رزق وہیں سے دیتا ہے جو اس کے وہم وگمان سے بالا ہوتا ہے اسباب تو اس کا راستہ ہے جسے طے کرنا ہی پڑتا ہے اور عارف انسان اس سے لگاؤ نہیں رکھتا البتہ اس کو اسباب کے متعلق ایسی وضاحت کردی جاتی ہے جو دوسروں کو نہیں کی جاتی اور بسا اوقات ان کی طرف مائل ہونے پر تنبیہ بھی کی جاتی ہے اگرچہ اس میلان کو اس نے قبول بھی نہ کیا ہوتا ہم چھوٹی سی بات پر بھی کبھی تادیب ہوجاتی ہے۔

سلیمان علیہ السلام کی مثال

ذرا سلیمان علیہ السلام کا معاملہ دیکھئے کہ انہوں نے جب کہا کہ ''میں آج رات سو بیویوں کے پاس جاؤں گا جس سے ہر ایک بچہ جنے گی اور ان شاء اللہ نہیں کہا تو ان میں سے صرف ایک حاملہ ہوئی اور اس نے بھی ناتمام بچہ جنا مجھے بھی ایک دفعہ ایک صورت حال پیش آئی جس میں بعض اسباب کی ضرورت پڑی مگر اس سلسلہ میں ایک ظالم کو ملنا پڑتا تھا اور کچھ مناسب نرم کلام بھی کہنی پڑتی تھی میں ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ ایک قاری نے تلاوت شروع کی میں نے ابتداء آیت سے فال لینے کا ارادہ کرلیا۔ اس نے یہ آیت پڑھی۔

''وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَالَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ'' (اور مت مائل ہو جاؤ تم ظالموں کی طرف پس چھوئے گی تم کو آگ اور تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی مددگار نہ ہوگا اور نہ ہی تمہاری مدد کی جائے گی) میں اپنے خیال کے اس جواب پر حیران رہ گیا اور اپنے جی سے کہا کہ سن لے میں نے اپنی نصرت اس ظالم کی مدارات میں تلاش کی تو قرآن نے بتایا: جب تو ظالم کی طرف مائل ہوگا تو وہ نصرت جاتی رہے گی جس کے لئے تو مائل ہو رہا ہے پس مبارک ہیں وہ لوگ جو مسبب (خالق اسباب) کو پہچانتے اور اس کے ساتھ تعلق لگاتے ہیں کہ وہی منتہائے مقصود ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نصیب فرمائے آمین۔

(صید الخاطر)

(۱۶۶)

خوفناک انجام اور غیبی تحفہ

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی زندگی میں ہی حضرت زینب کا نکاح اپنے بھانجے ابو العاص سے کر دیا تھا...... اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رقیہ یا ام کلثوم کا نکاح عتبہ بن ابی لہب سے کر دیا...... جب حضور علیہ السلام اور کفار کے درمیان ٹھن گئی تو کفار نے حضور علیہ السلام کے دامادوں سے کہا کہ تم دختران رسول کو طلاق دے دو...... تم انہیں چھوڑ دو...... تو قریش کی لڑکیوں میں سے جسے تم چاہو گے مل جائے گی......

ابو العاص نے کہا:...... میں تو اپنی زوجہ سے کسی حال میں بھی جدا ہونے کے لئے تیار نہیں کیونکہ قریش کی کوئی عورت میری بیوی کا مقابلہ نہیں کر سکتی...... حضور علیہ السلام نے ان کے اس اقدام پر تحسین فرمائی......

لیکن عتبہ نے کہا:...... اگر سعید بن العاص کی لڑکی میرے حوالے کی جائے تو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو طلاق دے دوں گا...... قریش نے سعید بن العاص کی لڑکی کا نکاح اس سے کر دیا...... وہ بدبخت حضور علیہ السلام کی دختر نیک اختر کے ہاں سے اٹھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا:...... یہ آپ کا داماد ''دَنٰى فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى'' اللہ پر ایمان نہیں رکھتا......

پھر اس بدبخت نے حضور علیہ السلام کی طرف تھوکا اور حضور علیہ السلام کی صاحبزادی کو طلاق دے کر نہایت بری باتیں کرتا ہوا واپس چلا گیا...... حضور علیہ السلام نے اس کے لئے دعائے بد کی اور فرمایا:...... اے اللہ! اس پر اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلط کر دے......

Scanned with CamScanner

ابولہب کے بیٹے کا انجام

اس وقت جناب ابوطالب وہیں تھے......انہوں نے کہا:......اے میرے بھتیجے! اب اس بدعا سے تو کس طرح بچ سکتا ہے؟ بعض کہتے ہیں کہ ابوطالب غمگین ہو گئے اور حضور علیہ السلام سے آکر کہا:......آپ کو اس بدعا سے کیا فائدہ؟ عتبہ نے اپنے باپ کو یہ ماجرا سنایا تو اسے بھی سخت رنج ہوا......

اس کے بعد دونوں باپ بیٹا تجارت کی غرض سے ملک شام میں گئے......اور ایک جگہ ٹھہرے...... جہاں ایک راہب نے انہیں بتایا: اس جگہ بہت سے درندے رہتے ہیں...... ابولہب نے اپنے ساتھیوں سے مددگاری و امداد کی درخواست کی...... کیونکہ اسے پتہ تھا کہ حضور ﷺ کی بدعا سے وہ محفوظ نہیں رہ سکتا......انہوں نے تمام سامان کو ایک دوسرے پر رکھ دیا اور عتبہ کو اس پر سلا دیا......اور خود اس کے اردگرد سو گئے......

آدھی رات کے وقت ایک شیر آیا......اور ہر ایک کو سونگھتا ہوا سامان پر چڑھ گیا...... اور ایک ہی پنجہ سے عتبہ کی آنکھیں نکال دیں......عتبہ نے شور مچایا......اور جان مالک دوزخ کے سپرد کر دی......حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کو اپنے قصیدہ میں نظم کیا ہے......(شواہد النبوۃ و مدارج النبوۃ وخصائل کبریٰ)

مقداد بن اسود کا بیان ہے کہ میں اپنے دو دوستوں کے ساتھ مدینہ پہنچا......ہم راستہ کی تھکاوٹ سے اس قدر نڈھال تھے کہ آنکھیں اندر دھنسی ہوئیں اور کان بند ہو رہے تھے......ہم صحابہ رسول کے پاس گئے مگر کسی نے ہمیں منہ نہ لگایا......ہم حضور ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ ﷺ ہمیں اپنے گھر لے گئے......

آپ ﷺ کے پاس تین بکریاں تھیں......آپ ﷺ نے فرمایا:......ان کا دودھ نکال کر آپس میں تقسیم کر لو......ہم دودھ پیتے اور حضور ﷺ کا حصہ رکھ دیتے......حضور ﷺ رات کو تشریف لاتے اور آہستگی سے سلام کہتے تا کہ سونے والے بے آرام نہ ہوں اور مسجد میں جا کر نماز ادا فرماتے......پھر آپ وہاں سے فارغ ہو کر آتے اور اپنے حصے کا دودھ پی لیتے......

ایک دن شیطان نے میرے دل میں یہ وسوسہ پیدا کر دیا کہ آنحضرت ﷺ کو انصار نے کھانا کھلا دیا ہے انہیں دودھ کی کیا ضرورت؟ میں نے اسی خیال سے آپ ﷺ کا حصہ پی لیا......پھر میرے دل میں یہ وسوسہ پیدا کیا گیا کہ میں نے بہت برا کیا کہ صاحب خانہ کا حصہ پی لیا......ابھی وہ آ رہے ہوں گے اور دودھ نہ پا کر تیرے لئے بدعا فرمائیں گے...... اور تیری دنیا و عاقبت تباہ ہو جائے گی......

آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا

میرے سر پر شملہ تھا اور یہ کپڑا اس قدر چھوٹا تھا کہ اگر منہ پر لیا تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں چھپاتا تو منہ ننگا ہو جاتا......اس طرح مجھے نیند نہیں آ رہی تھی حالانکہ میرے ساتھی خوب گہری نیند سو رہے تھے کیونکہ جو میں نے کیا تھا وہ انہوں نے نہیں کیا تھا...... اچانک میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ تشریف لائے اور آہستہ سے سلام کہہ کر مسجد میں چلے گئے......نماز ادا کرنے کے بعد دودھ پینے کے لئے آئے تو دودھ نہ ملا......آسمان کی طرف منہ کر کے کچھ کہنے لگے......میرے دل میں آیا کہ اب میرے لئے دعائے بد کریں گے مگر آپ ﷺ کے منہ سے یہ الفاظ نکلے:......

''اطعم الله من اطعمنی وسقی من سقانی''

جب میں نے یہ الفاظ سنے تو اٹھ کر اپنے کپڑے کو مضبوط کر کے باندھ لیا اور ایک چھری لے کر باہر نکلا تا کہ موٹی بکری کو ذبح کر لوں......میں کیا دیکھتا ہوں کہ تمام بکریوں کے پستان دودھ سے بھرے پڑے ہیں......پیالہ لے کر میں نے دوہنا شروع کر دیا حتیٰ کہ بالائی پر روغن آ گیا......میں حضور ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہو گیا......آپ ﷺ نے فرمایا:......آج تم نے اپنا دودھ نہیں پیا؟ میں نے عرض کی......آپ پی لیں...... آپ ﷺ نے پی کر پیالہ مجھے لوٹا دیا......

میں نے پھر کہا:......آپ پی لیں......آپ ﷺ نے پھر پی کر پیالہ مجھے واپس کر دیا......میں بے اختیار ہو کر ہنسنے لگا اور لوٹتے لوٹتے زمین پر گر پڑا......آپ ﷺ نے فرمایا:......مقداد! یہ بھی تمہاری ایک بری عادت ہے......میں نے سارا قصہ سنا دیا......

آپ ﷺ نے فرمایا:...... یہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت تھی ...... تم نے مجھے خبر کیوں نہیں کی تا کہ دوسروں کو بھی بیدار کرتا تا کہ انہیں بھی حصہ ملتا...... میں نے کہا:...... مجھے خدا کی قسم! جب آپ ﷺ پہنچ گئے تو مجھے کچھ فکر نہ رہی کہ کوئی دوسرا پہنچا ہے یا نہیں......

(شواہد النبوۃ)

(۱۶۷)

بارگاہِ خداوندی میں مقامِ اولیاء

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الْجَنَّةَ صُوْرَتُهُمْ عَلٰی صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ لَا یَبْصُقُوْنَ فِیْهَا وَلَا یَمْتَخِطُوْنَ وَلَا یَتَغَوَّطُوْنَ اٰنِیَتُهُمْ فِیْهَا الذَّهَبُ اَمْشَاطُهُمْ مِّنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمَجَامِرُهُمُ الْاَلُوَّةُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ زَوْجَتَانِ یُرٰی مُخُّ سُوْقِهِمَا مِنْ وَّرَآءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ لَا اخْتِلَافَ بَیْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ قُلُوْبُهُمْ قَلْبٌ وَّاحِدٌ یُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَّعَشِیًّا (متفق علیہ)

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جنت میں جو گروہ (اولیا) سب سے پہلے داخل ہوگا ان کے چہرے چودہویں رات کے چاند کی طرح دمکتے ہوں گے انہیں تھوکنے، ناک صاف کرنے اور قضائے حاجت کی ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی۔ ان کے برتن سونے کے ہوں گے اور کنگھے سونے چاندی کے۔ ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگے گا اور ان کا پسینہ مشک کی طرح خوشبودار ہوگا۔ ان میں سے ہر ایک کو دو بیویاں ملیں گی، وہ ایسی حسین ہوں گی کہ ان کے گوشت کا مغز ان کی پنڈلیوں کے آر پار سے نظر آئے گا۔ ان لوگوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہوگا اور نہ ان کے دلوں میں ذرا بھی بغض ہوگا۔ ان کے دل متحد ہوں گے وہ صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح کریں گے۔“

(أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: بدء الخلق، باب: ما جاء في صفة الجنة وأنها مخلوقة، ۳/۱۱۸۰۔۱۱۸۶، الرقم: ۳۰۷۳۔۳۰۷۴، ومسلم في الصحيح، كتاب: الجنة وصفة نعيمها وأهلها، باب: في صفات الجنة وأهلها وتسبيحهم فيها بكرة وعشيا، ۴/۲۱۸۰، الرقم ۲۸۳۴)

اولیاء اللہ اور قربِ خداوندی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّهٗ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ اَنَا فَاعِلُهٗ تَرَدُّدِیْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ یَكْرَهُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَكْرَهُ مَسَائَتَهٗ۔

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں اور میرا بندہ ایسی کسی چیز کے ذریعے میرا قرب نہیں پاتا جو مجھے فرائض سے زیادہ محبوب ہو اور میرا بندہ مسلسل نفلی عبادات کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اسے ضرور عطا کرتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ مانگتا ہے تو میں ضرور اسے پناہ دیتا ہوں۔ میں نے جو کام کرنا ہوتا ہے اس میں کبھی اس طرح متردد نہیں ہوتا جیسے بندۂ مومن کی جان لینے میں ہوتا ہوں۔

وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کی تکلیف ناپسند کرتا ہوں۔“

(أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: الرقاق، باب: التواضع، ۵/۲۳۸۴، الرقم: ۶۱۳۷، وابن حبان في الصحيح، ۲/۵۸، الرقم: ۳۴۷)

اللہ اپنی شان کے مطابق آتا ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ: اِذَا تَلَقَّانِیْ عَبْدِیْ بِشِبْرٍ، تَلَقَّیْتُهٗ بِذِرَاعٍ، وَاِذَا تَلَقَّانِیْ بِذِرَاعٍ، تَلَقَّیْتُهٗ بِبَاعٍ، وَاِذَا تَلَقَّانِیْ بِبَاعٍ، اَتَیْتُهٗ بِاَسْرَعَ۔

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میرا بندہ ایک بالشت میری طرف بڑھتا ہے، میں ایک ہاتھ اس کی طرف بڑھتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ میری طرف بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ اس کی طرف بڑھتا ہوں اور جب وہ میری طرف دو ہاتھ بڑھتا ہے تو میں تیزی سے اس کی طرف بڑھتا ہوں (یعنی اسی رفتار سے اس پر اپنی رحمت اور مدد و نصرت فرماتا ہوں)۔“

(أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب: الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب: الحث على ذكر الله تعالى، ۴/۲۰۶۱، الرقم: ۲۶۷۵، وأحمد بن حنبل في المسند، ۲/۳۱۶، الرقم: ۸۱۷۸، ۳/۲۸۳، الرقم: ۱۴۰۳۵)

نور کے منبروں پہ

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِیْ جَلَالِیْ لَهُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ یَغْبِطُهُمُ النَّبِیُّوْنَ وَالشُّهَدَآءُ، وَفِیْ بَابٍ عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَعِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ وَاَبِیْ مَالِكِ الْاَشْعَرِیِّ (رواه الترمذي وأحمد، وقال أبو عيسى: هذا حديث حسن صحيح)

''حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے جلال کی خاطر آپس میں محبت کرنے والوں کے لئے ایسے نور کے منبر ہوں گے کہ جن پر انبیاء و شہداء بھی رشک کریں گے (کہ یہ کون لوگ ہیں جو نبی ہیں نہ شہید لیکن پھر بھی اتنے اعلیٰ مقام پر فائز ہیں)۔''

اسے امام ترمذی اور احمد نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

أخرجه الترمذي في السنن، كتاب: الزهد عن رسول الله ﷺ، باب: ما جاء في الحب في الله، ۴/۵۹۷، الرقم: ۲۳۹۰، وأحمد بن حنبل في المسند ۵/۲۳۹، الرقم: ۲۲۱۳۳

وہ جن پہ انبیاء و شہداء رشک کریں گے

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللهِ لَأُنَاسًا مَاهُمْ بِأَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَغْبِطُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَكَانِهِمْ مِنَ اللهِ، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ، تُخْبِرُنَا مَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوْا بِرُوْحِ اللهِ عَلَى غَيْرِ أَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ، وَلَا أَمْوَالٍ يَتَعَاطَوْنَهَا، فَوَاللهِ إِنَّ وُجُوْهَهُمْ لَنُوْرٌ وَإِنَّهُمْ لَعَلٰى نُوْرٍ، لَا يَخَافُوْنَ إِذَا خَافَ النَّاسُ، وَلَا يَحْزَنُوْنَ إِذَا حَزِنَ النَّاسُ، وَ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ: (أَلَا إِنَّ أَوْلِيَآءَ اللهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ) (یونس، ۱۰:۶۲)

(رواه أبو داود والنسائي وابن حبان)۔

''حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ برگزیدہ بندے ایسے ہیں جو نہ انبیاء ہیں نہ شہداء، قیامت کے دن انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ مقام دیکھ کر ان پر رشک کریں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے

عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ہمیں ان کے بارے میں بتائیں کہ وہ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ ایسے لوگ ہیں جن کی باہمی محبت صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر ہوتی ہے نہ کہ رشتہ داری اور مالی لین دین کی وجہ سے۔ اللہ کی قسم! ان کے چہرے نور (سے مزین) ہوں گے اور وہ نور (کے ٹیلوں) پر ہوں گے، انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا جب لوگ خوفزدہ ہوں گے، انہیں کوئی غم نہیں ہوگا جب لوگ غم زدہ ہوں گے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: (أَلَا إِنَّ أَوْلِيَآءَ اللهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ) ''خبردار! بے شک اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ رنجیدہ و غمگین ہوں گے'' (یعنی بتایا: یہ آیت انہی کے حق میں نازل ہوئی ہے)۔''

(أخرجه أبو داود في السنن، كتاب: البيوع، باب: في الرهن، ۳/۲۸۸، الرقم: ۳۵۲۷، والنسائي في السنن الكبرى، سورة يونس، ۶/۳۶۲، الرقم: ۱۱۲۳۶، وابن حبان في الصحيح، ۲/۳۳۲، الرقم: ۵۷۳)

بغیر حساب کے جنت میں جانے والے

عَنْ أَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُعْطِيْتُ سَبْعِيْنَ أَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، وُجُوْهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَقُلُوْبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، فَاسْتَزَدْتُ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ فَزَادَنِيْ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ سَبْعِيْنَ أَلْفًا، قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: فَرَأَيْتُ أَنَّ ذٰلِكَ آتٍ عَلٰى أَهْلِ الْقُرٰى وَ مُصِيْبٌ مِنْ حَافَّاتِ الْبَوَادِيْ (رواه أحمد وأبو يعلى)

''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مجھے (میری اُمت میں) ستر ہزار افراد ایسے عطا کئے گئے جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے، ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے اور ان کے دل (محبت و اطاعت میں) ایک شخص (ولی اللہ) کے دل کے مطابق ہوں گے۔ پس میں نے اپنے ربّ سے زیادہ چاہا تو اس

نے ہر ہزار کے ساتھ مزید ستر ہزار کا میرے لئے اضافہ فرما دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ بے شک یہ (مقام) دیہات میں رہنے والے (اہل ایمان) اور ننگے پاؤں چلنے والے صحرائی باشندوں کو ملے گا۔"

(اسے امام احمد اور ابو یعلی نے روایت کیا ہے۔)

(أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ۱/۶، الرقم: ۲۲، وأبو يعلى في المسند، ۱/۱۰۴، الرقم: ۱۱۲)

(۱۶۸)

شیخ محقق علیہ الرحمہ کا عقیدہ

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ (المتوفی ۱۰۵۲ھ) تحریر فرماتے ہیں۔

با چندیں اختلاف وکثرت مذاہب کہ در علمائے امت ست یک کس را دریں مسئلہ خلافے نیست کہ آں حضرت ﷺ بہ حقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتوہم تاویل دائم وباقی ست وبر اعمال امت حاضر وناظر وبر طالبانِ حقیقت راومتوجہانِ آں حضرت را مفیض ومربی۔

(سلوک اقرب السبل بالتوجہ سید الرسل مع اخبار الاخیار مطبوعہ رحیمیہ دیوبند ص ۱۶۱)

امت کے علماء میں اتنے اختلافات اور بہت سے مذہب کے باوجود کسی شخص کو اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ حقیقی زندگی کے ساتھ قائم اور باقی ہیں۔ حضور کی زندگی میں مجاز کی آمیزش وتاویل کا وہم نہیں ہے اور امت کے اعمال پر حاضر وناظر ہیں اور حقیقت کے طلب کرنے والے اور جو لوگ کہ آں حضرت کی جانب توجہ رکھتے ہیں حضور ان سب کو فیض پہنچانے والے اور ان کی تربیت کرنے والے ہیں۔

اور حضرت شیخ محقق لکھتے ہیں۔

ذکر کن او را ودرود بفرست بروے علیہ السلام وباش درحال ذکر گویا حاضر ست پیش تو درحالت حیات ومی بینی تو او را متادب با جلال وتعظیم وہیبت وحیا وبدانکہ وے علیہ الصلوٰۃ والسلام می بیند ومی شنود کلام ترا زیرا کہ وے علیہ الصلوٰۃ والسلام متصف ست بصفات الٰہیہ ویکے از صفات الٰہی آنست آنا جلیس من

ذکرنی۔ (مدارج النبوۃ)

حضور ﷺ کا ذکر کرو اور ان پر درود پڑھو اور ذکر کی حالت میں ایسے رہو کہ حضور زندگی کی حالت میں تمہارے سامنے ہیں اور تم ان کو دیکھتے ہو ادب، اجلال، تعظیم، ہیبت اور حیا سے رہو اور جانو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمہیں دیکھتے اور تمہارے کلام کو سنتے ہیں اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی صفتوں کے ساتھ موصوف ہیں اور اللہ کی ایک صفت یہ ہے کہ میں اپنے ذکر کرنے والے کا ہم نشین ہوں۔

- حاضر و ناظر رسول ﷺ

اور شیخ محقق علی الاطلاق تحریر فرماتے ہیں:

اگر بعد ازاں گویند کہ حق تعالیٰ جسد شریف را حالتے وقدرتے بخشیدہ است کہ در ہر مکانے کہ خواہد تشریف بخشد خواہ بعینہ خواہ بمثال خواہ بر آسماں خواہ بر زمین خواہ در قبر یا غیر وے صورتے دارد باوجود ثبوت نسبت خاص بقبر در ہمہ حال۔ (مدارج النبوۃ جلد دوم ص ۴۵۰)

اگر اس کے بعد کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے جسم مبارک کو ایسی حالت وقدرت بخشی ہے کہ جس جگہ چاہیں تشریف لے جائیں چاہے بالکل اسی جسم سے، چاہے جسم مثالی سے، چاہے آسمان پر، چاہے زمین پر چاہے قبر میں یا کہیں اور تو درست ہے قبر سے ہر حال میں تعلق رہتا ہے۔

اور حضرت شیخ محقق تحریک فرماتے ہیں:

بعضے عرفا گفتہ اند کہ ایں خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است در ہر موجودات و افراد ممکنات پس آں حضرت در ذات مصلیان موجود و حاضر ست پس مصلی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد و ازیں شہود غافل بنود تا انوار قرب و اسرار معرفت منور و فائز گردد۔

(اشعۃ اللمعات جلد اول ص ۴۰۱)

بعض عارفوں نے فرمایا ہے کہ یہ خطاب یعنی التحیات میں حضور ﷺ کو السلام علیک ایہا النبی کہہ کر سلام عرض کرنا اس وجہ سے ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرہ ذرہ اور ممکنات کے ہر ہر فرد میں سرایت کئے ہوئے ہے اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں۔ نمازی کو چاہئے کہ اس بات سے آگاہ رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہو تا کہ قرب کے انوار اور معرفت کے بھیدوں سے روشن اور کامیاب ہو جائے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ان تحریروں سے ان کے عقید۔ بالکل کھلم کھلا ظاہر ہیں کہ اللہ کے محبوب دانائے غیوب ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔ ا کرنے والے کے ہم نشین ہیں زمین و آسمان میں جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جا۔ اور آپ کی حقیقت موجودات کے ہر ہر ذرے اور ممکنات کے ہر ہر فرد میں سرایت کئے ہوئے ہے۔

(۱۶۹)

حکمت الٰہیہ

حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ ایک شہر میں تشریف لے گئے اور جا کر مسجد میں رکے۔ عشاء کی نماز ہو چکی تھی تو امام مسجد نے کہا، مسجد سے نکلو میں دروازہ بند کروں گا اور اتفاق ایسا کہ موسم بھی سخت سردی کا تھا۔

حضرت ابراہیم: میں مسافر ہوں رات کو یہیں رہوں گا۔ امام مسجد: مسافروں کا تو یہ حال ہے کہ مسجد کی قندیلیں اور فرش چوری کر لے جاتے ہیں، میں تو کسی کو مسجد میں ٹھہرنے نہیں دوں گا چاہے ابراہیم بن ادہم ہی کیوں نہ آ جائیں۔ حضرت ابراہیم: میں ابراہیم بن ادہم ہی ہوں۔ امام مسجد: تمہارے لئے اس جاڑے کی شدت ہی بہت ہے اس پر جھوٹ کا اضافہ نہ کرو۔ بہت باتیں بنا چکے۔ اس کے بعد امام مسجد حضرت ابراہیم کی ٹانگیں پکڑ کر کھینچتے ہوئے مسجد سے باہر حمام کے تنور تک لایا اور وہاں چھوڑ کر چلا گیا۔ حضرت ابراہیم فرماتے ہیں میں نے دیکھا وہاں حمام پر آگ جلانے والا ایک شخص موجود تھا۔ سوچا چل کر اسی کے پاس شب گزاری کرنی چاہئے۔ میں اس کے پاس پہنچا اور سلام کیا۔ وہ شخص موٹا بوریئے کا کرتا پہنے ہوئے تھا۔ اشارہ سے مجھے بٹھایا اور ڈرتی نگاہوں سے داہنے بائیں دیکھتا رہا جب اپنے کام سے فارغ ہوا تو کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، حضرت ابراہیم: میں نے سلام کیا تھا اور جواب اب دے رہے ہو۔ ملازم حمام: میں کسی کا نوکر ہوں، مجھے خوف ہوا کہ تمہارے جواب میں مشغول ہو کر میں خیانت کا مرتکب نہ ہو جاؤں۔ حضرت ابراہیم: دائیں بائیں کیوں دیکھ رہے تھے کیا کسی سے ڈرتے ہو؟ ملازم حمام: موت سے ڈرتا ہوں، معلوم نہیں اِدھر سے آ جائے یا اُدھر سے۔

حمام کا ملازم اور ابراہیم بن ادہم

حضرت ابراہیم: روزانہ کتنے کی مزدوری کر لیتے ہو؟ ملازم حمام: ایک درہم اور ایک دانگ کی۔ حضرت ابراہیم: یہ پیسے کیا کرتے ہو؟ ملازم حمام: دانگ سے میری اور میرے اہل وعیال کی خوراک فراہم ہوتی ہے اور ایک درہم اپنے ایک مرحوم بھائی کی اولاد پر خرچ کرتا ہوں۔ حضرت ابراہیم: کیا وہ تمہارا حقیقی بھائی تھا؟ ملازم حمام: میں نے اس سے خدا کے لئے دوستی کی تھی، اب وہ انتقال کر گیا تو اس کی اولاد کی پرورش کرتا ہوں۔ حضرت ابراہیم: اچھا یہ بتاؤ کیا تم نے اللہ تعالیٰ سے کسی شیء کی دعا مانگی ہے جو قبول ہوئی ہو۔ ملازم حمام: بیس سال سے ایک بات کی دعا کر رہا ہوں جو اب تک پوری نہیں ہوئی۔ وہ یہ کہ سنا ہے عرب میں ایک شخص ہے جو عابدوں زاہدوں میں بلند مرتبہ ہے اسے ابراہیم بن ادہم کہتے ہیں۔ میں نے یہ دعا کی ہے کہ میں اس کی زیارت کروں اور اسی ولی اللہ کے سامنے مجھے موت آئے۔ حضرت ابراہیم: اے میرے بھائی تمہیں مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تیری دعا قبول کی اور ابراہیم ادہم کو منہ کے بل گھسیٹوا کر تیرے پاس بھیج دیا۔

یہ سن کر ملازم حمام خوشی سے اچھل پڑا اور حضرت سے معانقہ کیا۔ اس وقت اس نے دعا کی، یا اللہ! تو نے میری تمنا پوری فرمائی میری دعا کو قبولیت سے نوازا۔ اب میری روح کو بھی قبض فرما چنانچہ وہ فوراً انتقال کر گیا۔ (رضی اللہ عنہ)

(روض الریاحین)

(۱۷۰)

وہ تو پکا جنتی ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

عمرو بن اُقیش جاہلی دور میں دی ہوئی رقوم کا سود کھاتا تھا (اسے کئی بار اسلام کی دعوت دی گئی) مگر اسے یہ بات گوارا نہ تھی کہ وہ اپنا سود لئے بغیر مسلمان ہو جائے لہٰذا وہ انکار کرتا رہا۔ پھر احد کے دن وہ (اپنے محلہ میں) آیا اور پوچھنے لگا: میرے چچا کے بیٹے کدھر گئے؟ لوگوں نے کہا: وہ تو احد میں گئے ہیں۔ پھر پوچھنے لگا: وہ فلاں کدھر گیا؟ جواب ملا: وہ بھی اُحد میں۔ اب اس نے جنگی ہتھیار زیب تن کئے، گھوڑے پر سوار ہوا اور اُحد کی طرف چل دیا۔ جب اُحد میں موجود مسلمانوں نے اسے اپنی طرف آتے دیکھا تو (حیران رہ گئے) قریب آیا تو اس سے پوچھا: عمرو! تم کہاں؟ اس نے کہا: میں مسلمان ہو چکا ہوں۔ اس کے بعد لڑائی شروع ہوئی تو وہ لڑنے لگ گیا اور زخمی ہو گیا۔

زخمی حالت میں اسے اس کے گھر والوں کے پاس پہنچا دیا گیا، حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ آئے اور عمرو کی بہن سے کہنے لگے: اس سے پوچھو! یہ قومی غیرت اور اپنے لوگوں کی حمایت میں غضب ناک ہو کر لڑا، یا عزت و جلال والے اللہ کی حمایت میں غضب ناک ہو کر لڑا؟ عمرو کہنے لگا: قوم کے لئے نہیں بلکہ محض اللہ کے لئے غضب ناک ہو کر اور اس کے رسول ﷺ کی حمایت میں غضب ناک ہو کر لڑا ہوں۔ اس کے بعد وہ شہید ہو گئے اور جنت میں داخل ہوئے حالانکہ انہوں نے ایک نماز بھی نہیں پڑھی تھی۔

(ابو داؤد، الجہاد، باب فیمن، یسلم ویقتل مکانہ فی سبیل اللہ تعالیٰ: ۲۵۳۷، مسند احمد: ۴۲۸/۵، ۴۲۹، ۲۳۶۹۸ حسن۔)

ابن ہشام میں اس طرح ہے کہ جب صحابہ رضی اللہ عنہم نے اللہ کے رسول کے سامنے عمرو رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ جنتیوں میں سے ہے۔''

(سیرۃ ابن ہشام: ۵۲/۳، ۵۳، حسن۔)

(۱۷۱)

روزِ جزاء کا خوف

حضرت سیّدنا عبدالوہاب بن عبداللہ بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، آپ فرماتے ہیں: ایک اعرابی امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: ''اے عمر رضی اللہ عنہ! نیکی کریں جنت پائیں۔'' پھر اس نے چند عربی اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

میری بچیوں اور ان کی ماں کو کپڑے پہنایئے تو ہم ساری زندگی آپ رضی اللہ عنہ کے لئے جنت کی دعا کریں گے۔ اللہ کی قسم! آپ (یہ نیکی) ضرور کریں گے۔

امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ''اگر میں ایسا نہ کرسکوں تو؟''

اعرابی بولا: ''اے ابو حفص رضی اللہ عنہ! اگر ایسا نہ ہوا تو میں چلا جاؤں گا۔''

امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''اگر تو چلا گیا تو پھر کیا ہو گا؟''

وہ کہنے لگا: ''تو پھر اللہ کی قسم! آپ رضی اللہ عنہ سے میرے حال کے بارے میں ضرور سوال کیا جائے گا اور اس دن عطیات احسان اور نیکیاں ہوں گی تو (محشر کے دن) کھڑے شخص سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا۔ پھر اسے (حساب و کتاب کے بعد) یا تو جہنم کی طرف بھیج دیا جائے گا یا جنت کی خوشخبری سنائی جائے گی۔''

(اشعار کی صورت میں اس اعرابی کی یہ باتیں سن کر) امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے سیل اشک رواں ہوگیا، یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کی داڑھی مبارک تر ہوگئی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو حکم فرمایا: اے غلام! اس شخص کو میری

یہ قمیص عطا کردو اور یہ اس وجہ سے نہیں کہ اس نے اچھا شعر کہا ہے، بلکہ اس دن (یعنی روز قیامت) کے لئے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا: ''اللہ کی قسم! (اس وقت) اس قمیص کے علاوہ میں کسی اور چیز کا مالک نہیں۔''

(عیون الحکایات)

(۱۷۲)

کسی عقلمند سے چند سوالات

ابوبکر فرماتے ہیں: کسی عقلمند سے پوچھا گیا کہ سب سے زیادہ دنیا کے عیوب سے واقف کون ہے؟ فرمایا: سب سے زیادہ موت کو یاد کرنے والا۔ پوچھا گیا! ہمیں موت کیوں ناپسند ہے؟ فرمایا: دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے کی وجہ سے پوچھا گیا! انسان کو کب غافل شمار کیا جاتا ہے؟ فرمایا: جب دنیا پر اوندھا گر پڑے، پوچھا گیا! ہمارے درمیان سے علم وحکمت کب اٹھ جائیں گے؟ فرمایا جب ان کے ذریعے دنیا طلب کی جانے لگے پوچھا گیا: طلب آخرت سے کیا چیز مانع ہے فرمایا: دنیا کی محبت! پوچھا گیا: ترک دنیا کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا: آخرت کی طلب میں لگ جانا پوچھا گیا: دنیا کس کا حصہ ہے؟ فرمایا: جو اسے ترک کر دے: پوچھا گیا: آخرت کس کا حصہ ہے؟ فرمایا جو اسے طلب کرے۔

☆ابوبکر فرماتے ہیں: کسی عقلمند نے فرمایا: دنیا ویرانگی کا گھر ہے اور اس سے بھی زیادہ ویران اس شخص کا دل ہے جو اسے آباد کرنا چاہے اور جنت آبادی کی جگہ ہے اور اس سے بھی زیادہ آباد اس شخص کا دل ہے جو اس کی طلب میں لگے۔

(احیاء العلوم ۲۲۱ نہایۃ الادب ۲۴۷/۵)

☆ حارث بن محمد عمی ابوالحسن قرشی سے روایت فرماتے ہیں: ایک انصاری نے فرمایا: فلاں شخص میرے نزدیک حقیر وذلیل ہے کیونکہ دنیا اس کی نگاہوں میں عظیم ہے، یہ سائل کو لوٹا دیتا تھا اور عطیے میں بخل سے کام لیتا تھا۔

ابوبکر فرماتے ہیں: کسی عقلمند نے فرمایا: اے انسان تو اس دار فانی میں اس وقت خوش

ہوتا ہے جب اس دار فانی کو بھول جاتا ہے اور دنیا کی آرائش کی طرف اس وقت مائل ہوتا ہے جب دائمی جنت سے اپنا حصہ چھوڑ دیتا ہے اور اپنے نفس کی آرزوئیں اس وقت پوری کرتا ہے جب دنیا میں جا گھستا ہے اور تیرا جسم اس وقت پھولتا ہے جب تو اپنے کفن پہننے کو بھول جاتا ہے۔

(کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

Scanned with CamScanner

(۱۷۳)

ایمان، قوت اور ضعف کے درمیان ہے

مومن گناہ پر جرأت مند نہیں ہوتا بس کبھی خواہش قوۃ پکڑتی ہے شہوت کی آگ بھڑکنے لگتی ہے تو یہ اس میں گر پڑتا ہے حالانکہ اس کا ایمان ایسا ہے جسے گناہ برا لگتا ہے وہ اس کے ارتکاب کا کبھی عزم وارادہ نہیں کرتا اور کبھی ہو جائے تو دوبارہ کرنے کا فیصلہ نہیں کرتا کبھی غصہ آ جائے تو انتقام میں حد سے نہیں گزرتا کوتاہی سے قبل ہی توبہ کی طرف جھک جاتا ہے ذرا یوسف علیہ السلام کے بھائیوں میں نظر کرو کہ انہوں نے یوسف علیہ السلام کو باپ سے دور کرنے سے پہلے ہی توبہ کا عزم کر لیا تھا چنانچہ پہلے ''اقتلوا یوسف'' کہا کہ یوسف کو قتل کر دو مگر یہ کام گراں محسوس ہوا تو کہنے لگے: او اطرحوہ ارضا یا کسی جگہ میں پھینک دو پھر توبہ کا عزم بھی کر لیا اور کہنے لگے تکونوا من بعدہ قوما صالحین کہ اس کے بعد نیکی اختیار کر لینا اور جب صحرا میں لے جا کر دلی حسد کی وجہ سے قتل کا ارادہ کرنے لگے تو بڑے نے کہا **لا تقتلوا یوسف والقوہ فی غیابۃ الجب** کہ قتل مت کرو کسی گہرے کنوئیں میں ڈال دو وہاں بھی مقصود یہ نہیں کہ مر جائے بلکہ ''یلتقطہ بعض السیارۃ'' کوئی قافلے والے لے جائیں گے چنانچہ انہوں نے مان لیا ان احوال مختلف کا سبب یہ ہے کہ ایمان کے نفوس کو روکنے میں اپنی قوۃ کے لحاظ سے کئی درجے ہیں کبھی ارادہ کے وقت روکتا ہے اور کبھی پختہ ارادہ کے وقت اور کبھی بعض فعل کر چکنے کے بعد اور جب غفلت غالب ہی آ جائے اور گناہ واقع ہو جائے تو طبیعت میں شکستگی پیدا ہوتی ہے اور ایمان عمل کے لئے تیار ہوتا ہے اور اٹھائی ہوئی لذت سے کئی گنا زیادہ ندامت دکھاتا ہے اور اس میں کمی کر دیتا ہے۔

(صید الخاطر)

(۱۷۴)

اہل ایمان میں آپس کی محبت کا درجہ

عَنْ أَبِيْ مَالِكِ الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ رِوَايَةٍ طَوِيْلَةٍ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَضٰى صَلَاتَهٗ اَقْبَلَ اِلَى النَّاسِ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ: يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوْا وَاعْقِلُوْا وَاعْلَمُوْا: اَنَّ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عِبَادًا لَيْسُوْا بِاَنْبِيَآءَ وَلَا شُهَدَآءَ يَغْبِطُهُمُ الْاَنْبِيَآءُ وَالشُّهَدَآءُ عَلٰى مَجَالِسِهِمْ وَقُرْبِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ مِنْ قَاصِيَةِ النَّاسِ وَاَلْوٰى بِيَدِهٖ اِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، نَاسٌ مِّنَ النَّاسِ لَيْسُوْا بِاَنْبِيَآءَ وَلَا شُهَدَآءَ يَغْبِطُهُمُ الْاَنْبِيَآءُ وَالشُّهَدَآءُ عَلٰى مَجَالِسِهِمْ وَقُرْبِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ! اِنْعَتْهُمْ لَنَا يَعْنِيْ صِفْهُمْ لَنَا فَسُرَّ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسُؤَالِ الْاَعْرَابِيِّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هُمْ نَاسٌ مِّنْ اَفْنَاءِ النَّاسِ وَنَوَازِعِ الْقَبَائِلِ لَمْ تَصِلْ بَيْنَهُمْ اَرْحَامٌ مُّتَقَارِبَةٌ تَحَابُّوْا فِي اللّٰهِ وَتَصَافَوْا يَضَعُ اللّٰهُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنَابِرَ مِنْ نُّوْرٍ فَيُجْلِسُهُمْ عَلَيْهَا فَيَجْعَلُ وُجُوْهَهُمْ نُوْرًا وَثِيَابَهُمْ نُوْرًا يَفْزَعُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَفْزَعُوْنَ وَهُمْ اَوْلِيَآءُ اللّٰهِ الَّذِيْنَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ: رواه النسائي وأحمد و اللفظ له وابن حبان .

اولیاء اللہ کون ہیں؟

''حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ ایک طویل روایت میں بیان کرتے ہیں کہ

Scanned with CamScanner

ایک دن حضور نبی اکرم ﷺ اپنی نماز سے فارغ ہوئے اور رخِ انور لوگوں کی طرف پھیر کر فرمایا: اے لوگو! (جو میں کہنے جا رہا ہوں اسے) غور سے سنو اور اس سے عقل حاصل کرو اور (اچھی طرح) جان لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں جو کہ نہ انبیاء ہیں اور نہ ہی شہداء لیکن انبیاء اور شہداء بھی ان کے قربِ الٰہی کی بدولت ان پر رشک کرتے ہیں۔ اتنے میں دیہاتیوں میں سے ایک منفرد قسم کا شخص آیا اور حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف اپنے ہاتھ سے یوں اشارہ کیا جیسے کوئی چیز پوچھنا چاہتا ہے (اجازت پا کر) اس نے عرض کیا: اے نبی اللہ! لوگوں میں سے بعض لوگ جو نہ تو انبیاء کرام علیہم السلام ہیں اور نہ ہی شہداء لیکن انبیاء اور شہداء ان کے قرب الٰہی کی بدولت ان پر رشک کریں گے! یا رسول اللہ براہ کرم ان کی علامات تو بیان فرمائیے (تاکہ ہم انہیں پہچان سکیں) اعرابی کا سوال سن کر حضور نبی اکرم ﷺ کا چہرۂ انور خوشی سے چمک اٹھا اور آپ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ مختلف گروہوں اور مختلف قبائل سے ہوں گے جن کے درمیان بظاہر قریبی صلہ رحمی بھی نہیں ہوگی لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر باہم ایک دوسرے سے محبت کرنے والے اور ایک دوسرے کی خیر خواہی چاہنے والے ہوں گے۔ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ ان کے لئے نور کے منبر رکھے گا اور انہیں ان پر بٹھائے گا اور ان کے چہرے اور ان کے کپڑے بھی نورانی بنا دے گا۔ قیامت کے روز لوگ خوف زدہ ہوں گے لیکن انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا اور یہ وہی اولیاء اللہ ہیں جن پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی وہ پریشان ہوتے ہیں۔"

(اسے امام نسائی، احمد اور ابن حبان نے روایت کیا ہے اور مذکورہ الفاظ امام احمد کی روات کے ہیں)

(الحديث رقم ۷: أخرجه النسائي في السنن الكبرى، ۶/۳۶۲، الرقم: ۱۱۲۳۶، وأحمد بن حنبل في المسند، ۵/۳۴۳، ۳۴۳، الرقم: ۲۲۹۵۷، ۲۲۹۴۸، وابن حبان في الصحيح، ۲/۳۳۲، ۳۳۸، الرقم: ۵۷۳، ۵۷۷)

(۱۷۵)

شانیں میرے پیارے نبی کی ﷺ

حضرت سفینہ صحابی رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے پوچھا:...... آپ کا نام کیا ہے؟ فرمایا: میرا نام میرے آقا ﷺ نے سفینہ رکھا ہے...... پوچھا:...... کیوں؟ تو بتایا:...... حضور ﷺ ایک جگہ تشریف لے گئے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم بھی ساتھ تھے ان کے وزن ان پر بوجھل تھے تو مجھے نبی رحمت ﷺ نے فرمایا چادر بچھاؤ...... میں نے بچھا دی......

تو سب نے اپنا سامان اس میں رکھ دیا اور اٹھا کر میرے اوپر رکھ دیا اور اس والی اُمت ﷺ نے مجھے فرمایا:...... اس کو اٹھا لو کیونکہ تو سفینہ (کشتی) ہے...... بس اس دن سے میں ایک یا دو تین چار پانچ چھ سات اونٹوں کا سامان اٹھا لوں تو مجھے کوئی بوجھ محسوس نہیں ہوتا...... (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۶۳)

☆ حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں ایک مرتبہ نبی ﷺ کے ساتھ ہم تقریباً چار سو آدمی ہم سفر تھے...... ہم نے ایک ایسی جگہ پڑاؤ کیا جہاں پانی کا نام تک نہ تھا...... اس جگہ اترنا لوگوں کو ناگوار محسوس ہوا...... تاہم جب انہوں نے نبی ﷺ کو وہاں اترتے دیکھا تو سبھی اتر پڑے......

اچانک ایک بکری دوڑتی ہوئی نبی ﷺ کے پاس آ گئی...... سینگ ایسے تھے جیسے فولاد...... نبی ﷺ نے اسے دوہا پھر تمام لشکر کو دودھ سے سیراب کیا اور خود بھی نوش فرمایا...... پھر آپ ﷺ نے فرمایا:......

"يَا نَافِعُ اَمْلِكْهَا وَمَا اَرَاكَ تَمْلِكُهَا"

"اے نافع! اس بکری کو سنبھال لو مگر مجھے نہیں امید کہ تم اسے سنبھال سکو۔"

Scanned with CamScanner

جو لایا تھا وہی لے گیا

کہتے ہیں جب نبی ﷺ نے یہ فرمایا: مجھے نہیں امید کہ تم اسے سنبھال سکو...... تو میں نے ایک میخ لے کر زمین میں گاڑی...... پھر ایک مضبوط رسی اس بکری کے گلے میں ڈالی اور اسے میخ سے باندھ دیا......

اتنے میں نبی ﷺ سو گئے...... لوگ بھی سو گئے اور میں بھی سو گیا...... جب میں بیدار ہوا تو دیکھا کہ رسی کھلی پڑی ہے اور بکری غائب...... میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور اس امر سے آگاہ کیا...... آپ ﷺ نے مجھے فرمایا:...... اے نافع! میں نے تم سے کہا نہ تھا کہ تم اسے سنبھال نہ سکو گے؟......

"اِنَّ الَّذِیْ جَآءَ بِھَا ھُوَ الَّذِیْ ذَھَبَ بِھَا"

"بے شک! جو اسے لایا تھا وہی لے بھی گیا......" (دلائل النبوۃ)

☆ حضور سرور دو عالم ﷺ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تشریف فرما تھے کہ ایک مشرکہ عورت جس کی گود میں دو ماہ کا شیر خوار بچہ تھا اس طرف سے گزری...... اس بچے نے حضور ﷺ کی طرف نظر کی تو یکدم بزبان فصیح پکار اٹھا:......

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ یَا اَکْرَمَ خَلْقِ اللّٰہِ"

ماں نے جب یہ دیکھا کہ میرا دو ماہ کا بچہ کلام کرنے لگا ہے...... تو حیران رہ گئی اور بولی:...... بیٹا! یہ کلام کرنا تجھے کس نے سکھا دیا؟...... اور یہ اللہ کے رسول ہیں...... یہ تجھے کس نے بتا دیا؟...... بچہ اب اپنی ماں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا:...... اے ماں! یہ کلام کرنا مجھے اسی اللہ نے سکھایا ہے...... جس نے سب انسانوں کو یہ طاقت دی ہے...... اور یہ دیکھ میرے سر پہ جبرائیل امین کھڑے ہیں جو مجھے بتا رہے ہیں کہ یہ اللہ کے رسول ہیں...... ماں نے یہ اعجاز دیکھا تو جھٹ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئی......

(مدارج النبوۃ)

(۱۷۶)

علامہ خفاجی اور امام غزالی کا عقیدہ

علامہ خفاجی صاحب نسیم الریاض علیہ الرحمۃ کا وصال ۱۰۶۹ھ میں ہوا۔

آپ تحریر فرماتے ہیں:

اَلْاَنْبِیَآءُ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ مِنْ جِھَۃِ الْاَجْسَامِ وَالظَّوَاھِرِ مَعَ الْبَشَرِ وَبَوَاطِنُھُمْ وَقُوَاھُمُ الرُّوْحَانِیَّۃُ مَلَکِیَّۃٌ وَلِذَا تَرٰی مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَھَا تَسْمَعُ اَطِیْطَ السَّمَآءِ وَتَشُمُّ رَائِحَۃَ جِبْرِیْلَ اِذَا اَرَادَ النُّزُوْلَ اِلَیْھِمْ. (نسیم الریاض جلد سوم ص ۵۴۵)

انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام جسمانی ظاہری طور پر بشر کے ساتھ ہیں اور ان کے باطن اور روحانی قوتیں فرشتوں والی ہیں اسی لئے وہ زمین کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھتے ہیں آسمانوں کی چرچراہٹ سنتے ہیں اور حضرت جبریل علیہ السلام کی خوشبو پا لیتے ہیں جب وہ ان کی جانب اترتے ہیں۔

اس تحریر سے حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہ عقیدہ ثابت ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام حاضر و ناظر ہیں کہ وہ مشرقوں و مغربوں کو دیکھتے ہیں اور ان کو جانتے ہیں۔

☆ جبکہ حجۃ الاسلام علامہ امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ کا وصال ۵۰۵ھ میں ہوا۔

خصوصیات نبوت میں سے ایک خصوصیت

آپ خصوصیاتِ نبوت کے بیان میں تحریر فرماتے ہیں:

Scanned with CamScanner

اِنَّ لَهُ صِفَةً بِهَا يُدْرِكُ مَا سَيَكُوْنُ فِي الْغَيْبِ اِمَّا فِي الْيَقْظَةِ اَوْ فِي الْمَنَامِ اِذْبِهَا يُطَالِعُ اللَّوْحَ الْمَحْفُوْظَ فَيَرٰى مَا فِيْهِ مِنَ الْغَيْبِ .

بے شک نبی کے لئے ایک ایسی صفت ہوتی ہے جس سے وہ آئندہ غیب کی باتیں جان لیا کرتے ہیں، بیداری کی حالت میں یا خواب میں اس لئے کہ اسی صفت سے وہ لوح محفوظ کو ملاحظہ فرماتے ہیں تو اس میں غیب کی جتنی باتیں ہیں ان کو دیکھتے ہیں۔ (احیاء العلوم ج ۴ص ۲۹۴)

اور تحریر فرماتے ہیں:

مَهْمَا صَفَا الْبَاطِنُ انْكَشَفَ فِيْ حَدَقَةِ الْقَلْبِ مَا سَيَكُوْنُ فِي الْمُسْتَقْبِلِ

جب باطن صاف ہو جاتا ہے تو آئندہ زمانہ میں جو چیز ہونے والی ہے وہ دل کی آنکھ میں ظاہر ہو جاتی ہے۔ (احیاء العلوم ج ۴ص ۵۰۴)

ان تحریروں سے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے ثابت کر دیا کہ ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے کہ نبی غیب داں ہوتے ہیں اس لئے کہ ان کی ذات میں غیب جاننے کی ایک خوبی ہوتی ہے بلکہ اللہ کے دوسرے محبوب بندوں کے دلوں میں بھی غیب کی باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔

(۱۷۷)

صاحب کشف نوجوان

حضرت شیخ ابو یزید قرطبی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں: مجھے بعض آثار کے سننے سے پتہ کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ ستر ہزار بار پڑھ لے تو دوزخ سے نجات ہو جائے گی۔ میں وعدے کی خوشخبری کے پیش نظر یہ عمل اپنے لوگوں کے لئے بھی کیا اور اپنے واسطے نصاب مکمل کیے جنہیں میں آخرت کا توشہ خیال کرتا تھا۔ اس زمانے میں ایک گھر میں ہمارا اور ایک جوان کا ساتھ ہو گیا لوگ کہتے تھے کہ اس جوان کو جنت اور دوزخ کا کشف ہوتا ہے اور کم عمر ہونے کے باوجود سب لوگ اس کی تکریم کرتے تھے۔ مگر مجھے اس بارے میں شبہ تھا کہ ایک روز کچھ لوگوں نے ہماری دعوت کی اور اپنے گھر لے گئے۔ کھانے کے دوران وہ نوجوان اچانک خوفناک آواز سے چیخنے لگا۔ اس کا سانس پھولنے لگا۔ وہ اتنی زور سے چیخ مار رہا تھا کہ ہر شخص کو یقین ہو گیا کہ یہ بات بلاوجہ نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے کہا: ''اے چچا میری ماں دوزخ میں ہے۔''

اس کی پریشانی دیکھ کر میں نے سوچا آج اس کی صداقت کی جانچ کروں دل میں یہ بات آئی کہ ستر ہزار کلمہ شریف کا ایک نصاب جو میں نے پڑھ رکھا ہے۔ جسے میرے اور میرے رب کے سوا کوئی نہیں جانتا، اس کی ماں کے لئے ایصال ثواب کروں اور اس بات کو بھی جانوں کہ کیا اس حدیث کے رواۃ صادق ہیں؟

چنانچہ میں نے ستر ہزار لا الٰہ الا اللہ نوجوان کی ماں کے لئے بخش دیئے۔ ابھی میں نے اپنے خیال سے فراغت بھی نہیں پائی تھی کہ نوجوان کہنے لگا: چچا جان میری ماں کو جہنم سے نکال لیا گیا۔

Scanned with CamScanner

الحمدللہ کہ مجھے اس سے دو فائدے حاصل ہوئے ایک تو حدیث مذکور کے راویوں کی صحت پر یقین ہوا۔ دوسرے اس نوجوان کے کشف کی سچائی معلوم ہوئی اور اس کی تکذیب سے سلامت رہا۔

(روض الریاحین)

(۱۷۸)

شہداء کا سردار

حضرت جعفر بن عمر ضمری رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں:

میں عبید اللہ بن عدی رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر پر روانہ ہوا۔ جب ہم شام کے شہر ''حمص'' میں پہنچے تو عبید اللہ مجھے کہنے لگا: آپ کا کیا خیال ہے اگر ہم وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں جو یہیں حمص میں رہتا ہے اور اس سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بارے میں پوچھیں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں ضرور چلتے ہیں۔ اب ہم نے اس کا پتا معلوم کرنا شروع کیا تو ہمیں بتایا گیا کہ وہ جو نظر آرہا ہے اپنے گھر کے سائے میں بیٹھا ہوا ہے، وہی ہے۔ وہ ایسے نظر آیا جیسے بڑا سا کپا ہو۔ بہرحال ہم اس کے پاس جا پہنچے اور جا کر لمحہ بھر کھڑے ہوئے اور اسے سلام کہا۔ جناب وحشی نے سلام کا جواب دیا۔ میرا ہم سفر ساتھی عبید اللہ تھا۔ اس نے اپنی بڑی سی پگڑی کو اپنے جسم پر اس طرح لپیٹ لیا کہ حضرت وحشی صرف آنکھیں اور پاؤں ہی دیکھ سکے۔ اب عبید اللہ نے وحشی سے پوچھا: تم نے مجھے پہچانا کہ میں کون ہوں؟

وحشی نے عبید اللہ کی طرف نظر دوڑائی اور کہنے لگا: نہیں، اللہ کی قسم! ہاں البتہ اتنا جانتا ہوں کہ عدی بن خیار نے ایک عورت سے نکاح کیا تھا۔ وہ عورت ابو العیص کی بیٹی تھی اس عورت کو ام قتال کہا جاتا تھا۔ مکہ میں اس عورت کے ہاں بچہ پیدا ہوا۔ میں اس بچے کی پرورش کے لئے کسی دودھ پلانے والی کی تلاش کے لئے گیا تھا، وہ مل گئی تو میں نے اس بچے کو اٹھا لیا۔ اس کی ماں ام قتال بھی ساتھ تھی ہم اس بچے کو دودھ پلانے والی کے پاس لے گئے، اس دوران میں نے اس کے پاؤں دیکھے اور اب مجھے لگ رہا ہے کہ آپ کے پاؤں ہی ہیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کیسے شہید ہوئے؟

عبیداللہ بن عدی نے اب اپنے چہرے سے کپڑا ہٹالیا (کیونکہ وحشی نے انہیں پہچان لیا تھا) وہ وحشی سے کہنے لگے: کیا تم ہمیں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ بتاؤ گے کہ وہ کس طرح شہید ہوئے؟ وحشی کہنے لگا: کیوں نہیں اور پھر اس نے واقعہ سنانا شروع کیا:

(ہوا اس طرح تھا کہ) حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے بدر کے میدان میں طعیمہ کو قتل کر دیا تھا۔ اب میں جس کا غلام تھا میرے اس آقا جبیر بن مطعم نے کہا: اگر میرے چچا طعیمہ کے بدلے تم حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دو تو تم آزاد ہو۔ پھر وہ وقت آیا کہ مکہ کے لوگ عینین کی جنگ کے لئے نکلے، عینین اس پہاڑی کا نام ہے جو احد کے پہاڑ کے سامنے واقع ہے اور ان دونوں کے درمیان وادی حائل ہے۔ بہرحال! میں بھی لڑائی کے ارادے سے مکہ کے لوگوں کے ہمراہ ہولیا۔ جب احد میں پہنچے اور لڑائی شروع ہوئی تو میں ایک چٹان کے نیچے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تاک میں بیٹھ گیا، جنگ کے دوران آخر کار ایک موقع ایسا آیا کہ وہ مجھ سے قریب ہو گئے۔ میں نے اپنا نیزہ ان کی طرف پھینکا، نیزہ ان کی ناف کے نیچے لگا اور پار ہو گیا۔ اس سے وہ شہید ہو گئے اور میرا عہد پورا ہو گیا۔

(بخاری، المغازی، باب قتل حمزۃ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ: ۴۰۷۲)

صحیح ابن حبان میں وحشی کا مزید بیان یوں ہے:

چونکہ میں حبشی تھا لہٰذا حبشیوں کی طرح نیزہ پھینکنے میں ماہر تھا۔ نشانہ کم ہی خطا جاتا تھا۔ جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو میں نے جا کر اپنا نیزہ نکال لیا اور واپس لشکر میں جا کر بیٹھ گیا، میرا مسئلہ حل ہو چکا تھا، کسی اور کو قتل کرنے کی ضرورت نہ تھی، میں نے یہ قتل محض اس لئے کیا تھا کہ آزاد ہو جاؤں چنانچہ میں مکہ میں آیا اور مجھے آزادی مل گئی۔

(ابن حبان: ۷۰۱۶، حسن)

رنگ خونی اور خوشبو کستوری کی

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے احد کے دن فرمایا: ''کوئی ہے جس نے حمزہ کی جائے شہادت کو دیکھا ہو؟'' ایک آدمی جو ذرا ہٹ کے کھڑا تھا

کہنے لگا: میں نے دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہمیں وہاں لے چلو۔'' اور اللہ کے رسول ﷺ چل پڑے یہاں تک کہ چلتے ہوئے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے۔ آپ ﷺ نے دیکھا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چیرا ہوا ہے اور ان کی ناک اور کان وغیرہ کاٹ کر بے حرمتی کی گئی ہے۔ جو مجاہد آپ کو لے کر یہاں آیا تھا، عرض کرنے لگا: اے اللہ کے رسول! اللہ کی قسم حمزہ کی لاش کا مثلہ کیا گیا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت حمزہ کی طرف دوبارہ دیکھنے کی ہمت نہ کی اور دوسرے شہیدوں کے درمیان جا کھڑے ہوئے، فرمانے لگے:

''میں (قیامت کے دن) ان شہداء پر گواہ بنوں گا (کہ ان دلاوروں نے اللہ کے لئے اپنی جانیں نچھاور کیں) ان (شہیدوں) کو جو اپنے خون میں لت پت ہیں۔ میرے صحابیو! اسی طرح غسل دیئے بغیر کفن پہنا دو۔ ہر وہ زخم جو اللہ کے راستے میں آیا ہے، قیامت کے دن اس سے خون بہنا شروع ہو جائے گا۔ اس کا رنگ تو خون جیسا ہی سرخ ہو گا مگر اس سے جو خوشبو آئے گی وہ کستوری کی ہو گی۔''

(مصنف ابن ابی شیبۃ: ۷/۳۷۲، ۳۶۷۷۶، طبرانی کبیر: ۱۹/۸۲، ۱۶۷، صحیح)

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

احد کے دن ایک خاتون انتہائی تیزی کے ساتھ چلتی ہوئی آ رہی تھی حتیٰ کہ وہ اس قدر قریب آ گئی کہ شہیدوں کے پاس پہنچ کر ان پر نظر ڈالنے ہی والی تھی کہ اللہ کے رسول ﷺ نے گوارا نہ کیا کہ یہ خاتون ان شہداء کو دیکھے (جن کی لاشوں کا مثلہ کیا گیا تھا) چنانچہ آپ ﷺ نے آواز دی: ''عورت! عورت! (اسے روکو)''

ہمارے نبی پاک کی پھوپھی جان

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں اس خاتون کو پہچان چکا تھا کہ یہ تو حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا (زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ، رسول کریم ﷺ کی پھوپھی اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن) ہیں۔ چنانچہ میں ان کی طرف تیزی کے ساتھ بڑھا اور قبل اس کے کہ وہ شہیدوں کے پاس

جا پہنچیں میں ان کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بڑی مضبوط اعصاب والی اور باہمت خاتون تھیں، انہوں نے میرے سینے پر زور سے ہاتھ مار کر دھکا دیا اور کہا دور ہٹ جا میرے راستے سے، پرے ہو جا! میں نے عرض کیا: (امی جان!) اللہ کے رسول ﷺ نے ایسا کرنے کا کہا ہے، وگرنہ میری کیا مجال کہ میں آپ کو روکوں۔ یہ سن کر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہو گئیں۔ اب کے انہوں نے دو کپڑے نکالے جو وہ اپنے ساتھ لائی تھیں اور مجھے کہنے لگیں:

''یہ دو کپڑے ہیں، میں ان کپڑوں کو اپنے بھائی حمزہ کے لئے لائی تھی، کیونکہ مجھے خبر ملی تھی وہ شہید ہو گئے ہیں۔ ان دونوں کپڑوں میں حمزہ کو کفن دے دو۔''

ہم نے ان کپڑوں کو لے لیا تا کہ (ماموں جان) جناب حمزہ کو ان میں کفن دے دیں۔ کفن پہنانے لگے تو کیا دیکھتے ہیں کہ جناب حمزہ کے ایک جانب ایک انصاری کی لاش پڑی ہے۔ ان کی لاش کو بھی اسی طرح چیرا پھاڑا گیا تھا جس طرح جناب حمزہ کی لاش کو چیرا پھاڑا گیا ہے، اب اگر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دو کپڑوں میں کفن دیتے ہیں تو انصاری کے لئے ایک کپڑا بھی نہیں بچتا۔ چنانچہ ہم نے ایک کپڑے میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اور دوسرے میں انصاری کو کفن دے دیا۔ ان چادروں میں سے ایک چادر چھوٹی تھی اور دوسری بڑی۔ اب ہم نے حضرت حمزہ اور انصاری رضی اللہ عنہما کے درمیان قرعہ ڈالا اور پھر جس کی قسمت میں جو چادر تھی اس میں اسے کفن دے دیا۔

(مسند احمد ۱/۱۶۵، ۱۴۲۲، السنن الکبریٰ للبیہقی: ۳/۴۰۱، ۴۰۲، ۶۶۸۴، حسن)

(۱۷۹)

صبر کی تلقین

محمد بن علی مدائنی سے منقول ہے، محمد بن جعفر نے ارشاد فرمایا: ''یمن کے کسی بادشاہ کا بھائی فوت ہو گیا تو کسی عربی شخص نے اس کی تعزیت کرتے ہوئے اس طرح کہا: ''یاد رکھ! مخلوق، خالق حقیقی کے لئے ہے، شکر اسی ذات کا ہے جو انعام کرنے والی ہے، مصائب و آلام سے بچانے پر وہ قادر ہے۔ جو ہونا ہو وہ ضرور ہو کر رہتا ہے۔ جب (موت کا حکم) آ گیا تو اسے واپس نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی فوت ہونے والے کی واپسی کی کوئی راہ ہے۔ تجھے ایسی چیز دی گئی ہے جو عنقریب تجھے چھوڑ جائے گی یا تو خود ہی اسے چھوڑ دے گا تو جس کام کو ضرور بضرور ہونا تھا تو اس کے ہونے کے بعد پریشانی کس بات کی اور جس بات کے ہونے کی اُمید ہی نہیں تو پھر اس کی طمع کیوں اور جس چیز نے عنقریب منتقل ہو جانا ہے یا جس سے تو نے منتقل ہونا ہے تو اس کے لئے حیلہ کیا کرنا؟

ہمارے آباؤ اجداد گزر گئے جن کی ہم اولاد ہیں تو جب اصل ہی ختم ہو جائے تو فرع بھی باقی نہیں رہتی۔

لہٰذا مصائب و آلام کے وقت سب سے افضل شے ''صبر کرنا'' ہے۔ دراصل اس دنیا کے رہنے والے ایسے مسافر ہیں جو اپنی سواریوں کو اس دنیا کے علاوہ کسی اور مقام پر ہی اتارتے ہیں نعمت ملنے پر شکر، اور تغیرات زمانہ و حالات کے وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کی رضا کی خاطر اپنا سر تسلیم خم کرنا کتنی اچھی بات ہے۔

جب تو کسی پریشان حال (بے صبرے) کو دیکھے تو اس سے عبرت حاصل کر اور جب تو کوئی پریشانی دیکھے تو اسے اس مسئلہ کے حل کے لئے اس کی تہہ تک پہنچنے والے شخص کی

Scanned with CamScanner

طرف لوٹا دے کیونکہ اس کا تجھ سے زیادہ کون مستحق ہے؟

مصیبت زدہ کو کن الفاظ سے تسلی دی جائے؟

اور یاد رکھ! یقیناً تجھ پر انعام واکرام کرنے والے اللہ تعالیٰ نے ہی تجھے آزمائش میں مبتلا کیا ہے۔ اسی عطا کرنے والے نے تجھ سے (اپنی عطا کردہ نعمت) لے لی ہے۔ مگر اکثر (نعمتیں) تو (تیرے پاس) چھوڑ دیں۔ لہٰذا اگر تجھے صبر کرنا بھلا دیا گیا ہے تو پھر شکر کرنے سے تو غافل نہ ہو۔ (اگر ہو سکے تو) ان دونوں میں سے کسی کو نہ چھوڑ اور ایسی غفلت سے بچ جو سلب نعمت اور ابدی ندامت وشرمندگی کا باعث ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ آج ملنے والی چھوٹی مصیبت کے بجائے کل تجھے بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑے۔ ہم دنیا میں جس بھی مقصد کے حصول کی کوشش کرتے ہیں تو موت اور مصائب وآلام ہمارے درمیان آ کھڑے ہوتے ہیں۔ ہر گھونٹ اور لقمے کے ساتھ پھندا لگا ہوتا ہے۔

کوئی بھی نعمت پہلی نعمت کے ختم ہوئے بغیر نہیں پائی جا سکتی۔ اس دنیا میں زندگی گزارنے والا شخص جو دن بھی گزارتا ہے اس کے ساتھ ہی وہ اپنی پہلی گزرنے والی زندگی کو ختم کر رہا ہے۔ ان گزشتہ دنوں کا نام ونشاں باقی نہیں رہتا بلکہ ختم ہو جاتا ہے۔ ہمارا گزرنے والا ہر سانس ہمیں فناء کی جانب لے جا رہا ہے، تو پھر ہم باقی رہنے کی امید کیسے کریں؟ یہ دن اور رات جس چیز کو بھی بلندی دیتے ہیں تو آخر کار اسے گرانا شروع کر دیتے ہیں اور جس شے کو وہ اکٹھا کریں آخر کار اسے بکھیر دیتے ہیں۔ پس تو نیک کام اور نیک لوگوں کو تلاش کر اور یاد رکھ! بھلائی پہنچانے والا بندہ بھی بھلا ہوتا ہے اور شر پہنچانے والا شخص شریر ہی ہوتا ہے۔"

(عیون الحکایات)

(۱۸۰)

دنیا کا حقیقت شناس کبھی اس کی نعمتوں پر خوش نہ ہوگا

حارث بن محمد نے ابوالحسن قرشی سے روایت فرمایا ہے کہ ابو حازم نے فرمایا! جو دنیا کی حقیقت جان لے گا وہ کبھی اس کی خوشحالی پر مسرور اور مشقت پر محزون نہیں ہوگا۔

(حلیۃ الاولیاء ۳/۲۳۹)

☆ ابو عبداللہ کنانی نے مجھے یہ اشعار سنائے: ترجمہ

ایک نوجوان کو دنیا نے کہا: مجھے حاصل کر لے تو اس نے اسے حاصل نہ کیا اور اس کی تکلیف کے خیال سے دور ہی رہا۔

اس جوان نے قرآن کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھا اور اس کے بیان کردہ حلال و حرام پر عمل کیا۔

☆ قاسم بن ہاشم فرماتے ہیں: مجھے اسحاق بن عباد نے خبر دی انہیں کسی عالم نے فرمایا: میں تجھے اس مخلوق کی مثال بتاتا ہوں جس قوم نے دنیا کو اپنا مستقر قرار دے لیا ہو اور آخرت کو لہو ولعب اور دھوکہ سمجھا ہو، اس مخلوق سے اپنا ہاتھ جھٹک لے اگر تو اسے کسی دینی امر میں نصیحت کرے گا تو وہ تجھے دشمن بنا لیں گے۔

☆ اسحاق بن عبداللہ فرماتے ہیں انہوں نے مال کو محفوظ رکھنا چھوڑ دیا۔ لوگوں نے دنیا ہی کو راس المال بنا لیا، اور آخرت کو منافع شمار کرنے لگے اور میں نے یہ عزم کیا ہے کہ میں اس کو پونجی بناؤں اور جو اس سے حاصل ہوا سے نفع سمجھوں فرماتے ہیں: ایسا ہی کیا۔

☆ اسحاق بن حاتم مدائنی فرماتے ہیں: حسین بن ابو عبداللہ معلم سے سنا ہو فرماتے ہیں: سلیمان تیمی نے فرمایا! اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں دنیا کی کوئی چیز نہیں چاہتا چنانچہ تو مجھے

Scanned with CamScanner

اس میں سے کوئی چیز نہ دینا۔

☆ اسحاق بن حاتم فرماتے ہیں: میں نے حسین بن ابوعبداللہ سے سنا، انہوں نے فرمایا: ہم مکہ میں ابوالحجاج خراسانی کے پاس دعا کر رہے تھے، ہمارے ساتھ ایک مالدار شخص بھی تھا انہوں نے دعا میں یوں کہا: اے اللہ تو ہمیں کوئی دینار و درہم نہ دینا۔ اس پر اس مالدار کے علاوہ ہم سب نے آمین کہی۔

(کتاب الزہد ابن ابی الدنیا)

(۱۸۱)

اکابر واسلاف کی نسبت سے

علم میں ترقی اور اضافہ بہترین چیز ہے اور جو شخص اپنے علم پر اکتفا کرتا اور اسے کافی سمجھتا ہے تو وہ اپنی رائے میں مستقل ہو جاتا ہے اور اپنی خود پسندی اور عجب اسے استفادہ (سیکھنے) سے روک دیتا ہے اور باہمی مذاکرہ کبھی غلطی ظاہر کر دیتا ہے اور کبھی ایسا شخص دوسروں کی نظر میں قابل تعظیم ہوتا ہے تو اس کی بات کو رد کرنے کی جرأت نہیں کی جاتی اور اگر یہ استفادہ کا اظہار کرے تو اس کی خامی اسے بتائی جا سکتی ہے اور یہ اس سے رجوع بھی کر سکتا ہے۔

ابن عقیل ابوالمعالی الجوینی سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ اشیاء کا اجمالی علم رکھتا ہے تفصیلی نہیں نہ معلوم اس مسکین کے دل میں کیا شبہ واقع ہوا کہ اسے یہ بات کہنے کی ضرورت پڑی اور ایسے ہی ابوحامد کا قول ہے کہ نزول کا معنی انتقال مراد ہے اور استواء کسی شے پر بیٹھنا اور مس کرنا اور میں ان کو فقہ کے اور ان کو تصوف کے ذریعہ کیسے بتاؤں جبکہ وہ یہی نہیں جانتے کہ ذات باری کے حق میں کیا عقیدہ جائز اور کیا ناجائز ہے۔

(یاد رہے: علامہ ابن جوزی نے یہ اعتراض امام ابوالمعالی الجوینی اور امام ابوحامد غزالی پر وارد کیا ہے جو یا تو ان کو وہم ہوا ہے یا ان کے ذمہ لگایا گیا یا پھر ان حضرات کے ذمہ جھوٹ لگایا گیا ہے کیونکہ وہ دونوں حضرات وقت کے امام اور اکابر علماء اور مصابیح امۃ میں سے تھے اور ان کی نسبت سے جو کچھ کہا گیا ہے وہ صریح کفر ہے جس کی تاویل بھی ممکن نہیں اور ایسی بات تو ایک عام مسلمان بھی نہیں کہہ سکتا چہ جائے کہ دو معتبر امام اور کسی کے ہاں بھی ان کا علمی مقام مخفی نہیں خصوصاً علم التوحید والکلام میں۔) (ترجمہ از حاشیہ صید الخاطر)

اپنے علم پہ انحصار اور خود پسندی کا نقصان

اور اگر وہ اپنی تعظیم نفس کو چھوڑیں تو کتاب خواں بچے بھی ان کی رائے کو رد کر سکتے ہیں اور ان کو ان بچوں کی صداقت کا یقین آ سکتا ہے اور اسی نوع کی بات کچھ ابو بکر بن مقسم کی ہے کہ انہوں نے کتاب الاحتجاج للقراء لکھی جس میں بڑی مفید باتیں ہیں مگر انہوں نے یہ اجازت دے کر اپنا علم ہی فاسد کر لیا ہے کہ قرآن ایسے بھی پڑھ سکتے ہیں جیسے کسی نے بھی نہیں پڑھا مثلاً (فَلَمَّا اسْتَيْئَسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا) جب وہ مایوس ہو گئے اس سے الگ ہو کر لگے سرگوشیاں کرنے، وہ کہتے ہیں کہ یہاں نجیا بھی پڑھ سکتے ہیں یعنی سرقہ سے باعزت طور پر بری ہو گئے اور یہ قصہ کو نہ سمجھنے کی وجہ ہے کیونکہ جس کی نسبت سرقہ کی طرف ہوئی اور وہ اس سے برآمد بھی ہو گیا تو وہ کیسے بری ہوا اور دوسرے بھائیوں کا بری ہونا ان کے کیا کام آیا۔ قصہ کا ذکر تو اس لئے ہوا ہے تاکہ بتایا جائے کہ وہ الگ ہو کر باہم مشورہ کرنے لگے کہ کیا کرنا چاہئے اور باپ کے پاس کیسے واپس جانا ہے جبکہ بھائی روک لیا گیا ہے پس اس مخمصہ سے نجات کی کیا صورت ہونی چاہئے اور جو شخص ان کی کتاب کا بغور مطالعہ کرے گا اسے اس قسم کی اور بے شمار باتیں مل جائیں گی اور اگر وہ صاحب علماء وقت کی طرف رجوع کرتے اور خود پسندی کو چھوڑ دیتے تو درست بات سامنے آ جاتی مگر جب انسان اپنے علم پر انحصار کر لیتا ہے اور اس میں خود پسندی کی آمیزش بھی ہو جائے تو پھر درستگی کو پانے سے محروم ہو جاتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذلك

(صید الخاطر)

(۱۸۲)

امام الانبیاء اپنی امت کے اولیاء کی تعریف فرماتے ہیں

عَنْ اَبِیْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا لَيْسُوْا بِاَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَآءَ يَغْبِطُهُمُ الشُّهَدَآءُ وَالنَّبِيُّوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِقُرْبِهِمْ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَمَجْلِسِهِمْ مِّنْهُ فَجَثَا اَعْرَابِیٌّ عَلٰی رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، صِفْهُمْ لَنَا وَحِلْهُمْ لَنَا قَالَ: قَوْمٌ مِّنْ اَفْنَاءِ النَّاسِ مِنْ نَزَاعِ الْقَبَائِلِ تَصَادَقُوْا فِی اللّٰهِ تَحَابُّوْا فِيْهِ يَضَعُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنَابِرَ مِنْ نُّوْرٍ يَخَافُ النَّاسُ وَلَا يَخَافُوْنَ هُمْ اَوْلِيَآءُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ الَّذِيْنَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ،

رواه الحاكم . و قال: هذا حديث صحيح الاسناد .

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں جو نہ تو انبیاء اور نہ ہی شہداء ہیں لیکن روزِ قیامت بارگاہِ الٰہی میں ان کے قرب کی بدولت انبیاء و شہداء بھی ان پر رشک کریں گے۔ پس ایک اعرابی اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! ہمیں ان کا حلیہ بیان فرمایئے (تاکہ ہم انہیں پہچان سکیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ مختلف گروہوں اور مختلف قبائل سے ایسے لوگ ہوں گے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں دوستی اور محبت رکھی۔ روزِ قیامت

اللہ تعالیٰ ان کے لئے نور کے منبر لگوائے گا۔ اس دن لوگ خوفزدہ ہوں گے لیکن وہ پر سکون ہوں گے یہی وہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء ہیں جن پر نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ ہی وہ غمزدہ ہوں گے۔"

(اس حدیث کو امام حاکم نے روایت کیا ہے اور فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔)

أخرجه الحاكم في المستدرك، ۴/۱۸۸، الرقم: ۷۳۱۸ والسيوطي في الدر المنثور، ۴/۳۷۱)

یہ کون لوگ ہیں؟

یہ کون لوگ ہوں گے یقیناً وہی جن کا ذکر حضور ﷺ نے خود ان الفاظ میں فرمایا:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ، مَنْ اَذَلَّ لِيْ وَلِيًّا فَقَدِ اسْتَحَلَّ مُحَارَبَتِيْ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدٌ بِمِثْلِ اَدَاءِ الْفَرَائِضِ وَمَا يَزَالُ الْعَبْدُ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهُ اِنْ سَأَلَنِيْ اُعْطِيَتُهُ وَاِنْ دَعَانِيْ اَجَبْتُهُ مَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ اَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِيْ عَنْ وَفَاتِهِ لِاَنَّهُ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَاَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ.

رواه احمد و ابونعيم والطبراني و البيهقي.

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جس نے میرے کسی ولی کی توہین کی تو اس نے میرے ساتھ جنگ کو حلال جانا اور کسی بندے کو میرا قرب جس قدر فرائض کی ادائیگی سے ہوتا ہے کسی اور چیز سے نہیں ہوتا۔ میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اسے عطا کرتا ہوں اگر وہ مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں اور میں کبھی بھی کسی چیز میں اتنا تردد نہیں کرتا جسے میں کرنے والا ہوتا ہوں جتنا تردد میں اپنے اس بندے کی روح قبض کرنے میں کرتا ہوں کیونکہ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کی

تکلیف پسند نہیں کرتا۔"

اس حدیث کو امام احمد بن حنبل، ابونعیم، طبرانی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

(أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ۶/۲۵۶، الرقم: ۲۶۲۳۶، والطبراني في المعجم الأوسط، ۹/۱۳۹، الرقم: ۹۳۵۲، والبيهقي في كتاب الزهد الكبير، ۲/۲۷۰، الرقم: ۶۹۹)

ایک وضاحت

بعض احادیث سے قارئین کو اگر وہم ہو کہ یہ تو اس سے پہلے بھی گذر چکی ہے تو ذرا غور فرمائیں کہ بعض والی حدیث میں ضرور کچھ الفاظ ایسے ہوں گے جو پہلی میں نہ تھے۔

☆ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ؛ مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ نَاصَبَنِيْ بِالْمُحَارَبَةِ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ اَنَا فَاعِلُهُ كَتَرَدُّدِيْ عَنْ مَوْتِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَاَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ وَرُبَّمَا سَأَلَنِيْ وَلِيِّي الْمُؤْمِنُ الْغِنٰى فَاَصْرِفُهُ مِنَ الْغِنٰى اِلَى الْفَقْرِ وَلَوْ صَرَفْتُهُ اِلَى الْغِنٰى لَكَانَ شَرًّا لَّهُ وَرُبَّمَا سَأَلَنِيْ وَلِيِّي الْمُؤْمِنُ الْفَقْرَ فَاَصْرِفُهُ اِلَى الْغِنٰى وَلَوْ صَرَفْتُهُ اِلَى الْفَقْرِ لَكَانَ شَرًّا لَّهُ. اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ: وَعِزَّتِيْ وَ جَلَالِيْ وَ عُلُوِّيْ وَ بَهَآئِيْ وَ جَمَالِيْ وَارْتِفَاعِ مَكَانِيْ لَا يُؤْثِرُ عَبْدٌ هَوَايَ عَلٰى هَوٰى نَفْسِهٖ اِلَّا اَثْبَتُّ اَجَلَهُ عِنْدَ بَصَرِهٖ وَ ضَمَّنْتُ السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ رِزْقَهُ وَ كُنْتُ لَهُ مِنْ وَّرَآءِ تِجَارَةِ كُلِّ تَاجِرٍ. رَوَاهُ الطِّبْرَانِيُّ.

کبھی کبھی ولی اللہ کی دعا من وعن قبول کیوں نہیں ہوتی؟

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جس نے میرے کسی ولی سے عداوت رکھی اس نے مجھ سے جنگ مول لی اور میں کسی چیز کو جسے میں کرنے والا ہوتا ہوں تردد نہیں کرتا جتنا میں اس مومن کی موت سے تردد کرتا ہوں کیونکہ وہ موت کو ناپسند کرتا

ہے اور میں اس کی تکلیف کو ناپسند کرتا ہوں۔ بسا اوقات میرا کوئی ولی مجھ سے غنا کا سوال کرتا ہے تو میں اس کو غنا سے فقر کی طرف پھیر دیتا ہوں اور اگر میں اس کو غنا کی طرف پھیر دیتا تو یہ اس کے لئے شر کا باعث ہوتا اور بسا اوقات میرا ولی مجھ سے فقر کا سوال کرتا ہے تو میں اس کو غنا کی طرف پھیر دیتا ہوں اور اگر میں اس کو فقر کی طرف پھیر دیتا تو یہ اس کے لئے شر کا باعث ہوتا۔ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اور میری عزت، جلال، علو، رونق، جمال اور بلند مرتبہ کی قسم! جب کوئی بندہ میری خواہش کو اپنی خواہش پر ترجیح نہیں دیتا تو میں (نتیجتاً) اس کی موت اس کی آنکھوں کے سامنے رکھ دیتا ہوں (تا کہ وہ ہمیشہ اس کو یاد کر کے عبرت حاصل کرتا رہے) اور آسمان اور زمین کو اس کے رزق کی ضمانت دے دیتا ہوں اور ہر تاجر کی تجارت کے پیچھے میں اس کا (کارساز) ہو جاتا ہوں۔" اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔

(أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، ١٢/١٤٥، الرقم: ١٢٧١٩، والهيثمي في مجمع الزوائد، ١٠/٢٧٠)

(۱۸۳)

نور والے آقا کے نورانی واقعات

اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج پر روانہ ہوئے...... جب آپ وادی روحا (جو مدینہ منورہ سے تیس میل دور ہے) پہنچے تو آپ نے مجھے فرمایا:......اے "اسیم" (زہری کہتے ہیں کہ آپ حضرت اسامہ کو پیار سے تصغیر کے ساتھ اسیم کہتے تھے) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر جانے کے لئے تمہیں کہیں کوئی آڑ نظر نہیں آتی ہے۔

اسامہ کہتے ہیں میں باہر نکلا......اور کافی تلاش کیا یہاں تک کہ میں تھک گیا مگر نہ کوئی ایسی جگہ مل سکی جہاں لوگ موجود نہ ہوں......اور نہ ہی کوئی آڑ نظر آئی جس کے پیچھے آدمی چھپ کر قضائے حاجت کر سکے......

میں واپس آ گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو حق دے کر بھیجنے والے رب کی قسم......میں نے بہت تلاش کیا مگر کوئی ایسی جگہ نہ مل سکی جہاں آدمی چھپ کر قضائے حاجت کر لے اور لوگوں سے وادی کے دونوں کنارے بھرے پڑے ہیں......آپ نے فرمایا کیا کوئی درخت یا کچھ پتھر کہیں نظر پڑی ہے؟......میں نے کہا ہاں چند چھوٹے چھوٹے کھجور کے درخت ہیں......اور ان کے قریب ہی پتھر کی کچھ سلیں ہیں......

آپ نے فرمایا تو پھر تم ان درختوں کے پاس جاؤ اور انہیں کہو کہ اللہ کا رسول تمہیں حکم دے رہا ہے کہ آپس میں مل جاؤ تا کہ ان کے لئے پردے کی جگہ بن جائے اور پتھروں سے بھی جا کر یہی کہو......تو میں ان درختوں کے پاس آیا اور انہیں کہا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں فرما رہے ہیں کہ باہم مل جاؤ تا کہ ان کے لئے پردہ کی جگہ بن جائے......

جب پتھروں اور درختوں نے حضور کا حکم سنا

"قَالَ فَمَالَتْ عَلٰى جَانِبٍ مِّنْ جَوَانِبِهَا فَقَطَعَتْ عُرُوْقُهَا ثُمَّ مَالَتْ عَلَى الْجَانِبِ الْاٰخِرِ فَقَطَعَتْ عُرُوْقَهَا حَتّٰى اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ......"

تو اس خدا کی قسم جس نے نبی ﷺ کو حق دے کر بھیجا ہے...... میں نے دیکھا کہ وہ درخت اپنی جڑوں اور مٹی کے ساتھ زمین سے اچھل اچھل کر باہر نکل رہے ہیں...... پھر یوں آپس میں مل کر کھڑے ہو گئے جیسے ایک ہی درخت ہو...... پھر میں نے پتھروں کو بھی آپ ﷺ کا حکم سنایا...... تو اللہ کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر بھیجا ہے...... میں نے دیکھا کہ وہ بھی کود کود کر ایک دوسرے پر بیٹھ رہے ہیں...... اور دیکھتے ہی دیکھتے ان کی دیوار بن گئی اور سرکار کی بارگاہ میں سلام عرض کر رہے ہیں۔

میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور ساری بات سنائی...... آپ ﷺ نے فرمایا...... اے اسیم یہ پانی کا برتن اٹھا لو...... میں نے اٹھا لیا اور آپ ﷺ کے ساتھ چل پڑا...... جب ہم ان درختوں والی جگہ پر پہنچے تو آپ ﷺ نے برتن مجھ سے لے لیا اور چل دیئے...... آپ ﷺ نے وہاں قضائے حاجت فرمائی اور برتن اٹھائے میرے پاس واپس آئے...... ہم واپس اپنے خیمے میں آئے...... آپ ﷺ نے مجھے فرمایا:...... اے اسیم! ان درختوں کے پاس جاؤ اور انہیں کہو رسول اللہ ﷺ تمہیں حکم دے رہے ہیں کہ اپنی اپنی جگہ واپس ہو جاؤ اور پتھروں کو بھی یہی پیغام دے دو......

چنانچہ میں درختوں کے پاس آیا اور انہیں آپ ﷺ کا پیغام پہنچایا...... تو اس اللہ کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر بھیجا ہے وہ اپنی جڑوں اور مٹی کے ساتھ اچھلتے ہوئے اپنی اپنی جگہ واپس چلے گئے...... پھر میں نے پتھروں کو بھی آپ ﷺ کا حکم پہنچایا تو اللہ کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر بھیجا ہے میں نے دیکھا وہ بھی ایک ایک کر کے اچھلے اور اپنی اپنی جگہ پر جا گرے...... اور میں نے واپس آ کر آپ ﷺ کو سارا ماجرا سنایا...... (مدارج النبوۃ دلائل النبوۃ و حجۃ اللہ)

زمین پہ پاؤں مار کر پانی نکالنا

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور سید عالم ﷺ ایک دفعہ اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ مقام ذی المجاز میں تھے...... یہ مقام عرفہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے اور یہاں ہر سال منڈی لگتی تھی...... جناب ابو طالب کو پیاس لگی تو:......

"قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَطَشْتُ وَلَيْسَ عِنْدِيْ مَآءٌ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَرَبَ بِقَدَمِهِ الْاَرْضَ فَخَرَجَ الْمَآءُ فَقَالَ اشْرَبْ ......"

"انہوں نے حضور ﷺ سے کہا: اے بھتیجے میں پیاسا ہوں اور میرے پاس پانی نہیں ہے...... یہ سن کر حضور ﷺ اپنی سواری سے اترے اور اپنا پاؤں مبارک زمین پر مارا تو زمین سے پانی نکلنے لگا...... فرمایا: اے چچا پانی پی لو......" (ابن سعد، ابن عساکر، شفاء شریف، زرقانی ۵/۱۷۰)

یہ قدم مبارک کا اثر تھا کہ زمین نے قدم مبارک کے اشارے کو سمجھ کر پانی کا چشمہ بہا دیا...... جناب ابو طالب کہتے ہیں میں نے سیر ہو کر پیا...... جب میں پی چکا تو آپ نے اسی جگہ پر (جہاں سے پانی نکل رہا تھا) اپنا مبارک قدم رکھ کر دبایا تو پانی بند ہو گیا......(ابن عساکر، ابن سعد، خطیب)

بھیڑیا فصیح عربی بولنے لگا

مدینہ منورہ کے کسی مقام پر ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا...... کہ اچانک ایک بھیڑیا آیا...... اور بکریوں کے ریوڑ میں گھس کر ایک بکری کا شکار لے بھاگا...... چرواہے نے دیکھا تو اس بھیڑیے کا تعاقب کیا اور اس سے بکری چھڑا لی......

بھیڑیے نے جب دیکھا کہ میرا شکار مجھ سے چھین لیا گیا ہے...... تو ایک ٹیلے پر چڑھ کر بزبان فصیح کہنے لگا...... میاں چرواہے! اللہ نے مجھے رزق دیا تھا مگر افسوس! تم نے مجھ سے چھین لیا...... چرواہے نے جب ایک بھیڑیے کو کلام کرتے ہوئے دیکھا تو حیران ہو کر بولا:...... تعجب ہے کہ ایک بھیڑیا بھی کلام کرتا ہے......

Scanned with CamScanner

بھیڑیے نے پھر کلام کیا اور کہا:...... اور اس سے بھی زیادہ تعجب والی بات تو یہ ہے:

''مدینہ شریف میں ایک ایسا وجود موجود ہے جو تمہیں جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے...... ان سب اگلی پچھلی باتوں کی خبر دیتا ہے...... مگر تم اس پر ایمان نہیں لاتے......''

چرواہا جو یہودی تھا بھیڑیے کی اس گواہی کو سن کر بڑا متاثر ہوا......

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۳)

شواہد النبوۃ کے مصنف نے اس واقعہ میں یہ اضافہ لکھا ہے کہ...... پھر گڈریا نے اپنی بھیڑوں کو ہانکنا شروع کر دیا...... اور انہیں مدینہ میں لا کر ایک محفوظ مقام پر باندھ کر دربار رسالت میں حاضر ہوا...... اور سارا قصہ سنا دیا...... حضور ﷺ باہر تشریف لائے...... اور گڈریے سے کہنے لگے:...... جو کچھ تم نے بھیڑیے سے سنا ہے لوگوں کو سناؤ......

گڈریا سناتا جاتا تھا...... اور حضور ﷺ فرماتے جاتے تھے کہ...... یہ قیامت کی علامات میں سے ہے...... کہ وحشی انسانوں کی طرح باتیں کریں گے......

سرکارِ دوعالم کا سایہ کیوں نہ تھا؟

سبحان اللہ! اس واقعہ میں جو سرکار کی اپنی عظمت تھی اس کا اظہار نہ فرمایا اور بات کا رُخ قیامت کی طرف پھیر دیا۔ حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے۔

☆ حضور ﷺ کے قامت زیبا کا سایہ نہ تھا...... کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بشری جسم اقدس کو ایسا لطیف و نظیف اور پاکیزہ و برگزیدہ بنایا تھا...... کہ اس میں کسی قسم کی عنصری اور مادی کثافت نہ تھی...... بلاشبہ آپ کا جسم اقدس تمام مادی کثافتوں سے پاک تھا...... امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:......

''قَالَ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِنَّ اللّٰہَ مَا اَوْقَعَ ظِلَّکَ عَلَی الْاَرْضِ لِئَلَّا یَضَعَ اِنْسَانٌ قَدَمَہٗ عَلٰی ذٰلِکَ الظِّلِّ......''

''عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا:...... بے شک اللہ تعالیٰ نے حضور کا سایہ زمین پر نہ ڈالا کہ کوئی شخص اس پر پاؤں نہ رکھ دے......'' (تفسیر مدارک ص ۳۲۱)

(۱۸۴)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمتہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال مبارک ۱۱۷۶ھ میں ہوا۔

آپ تحریر فرماتے ہیں: والد ماجد قبلہ فرمایا کرتے تھے کہ ماہِ رمضان میں ایک دن میری نکسیر پھوٹ پڑی تو مجھ پر ضعف طاری ہو گیا۔ قریب تھا کہ میں کمزوری کی بنا پر روزہ توڑ دوں۔ مگر رمضان کے روزے کی فضیلت کے ضائع ہونے کا غم لاحق ہوا۔ اسی غم میں قدرے غنودگی طاری ہوئی تو حضرت پیغمبر ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ نے مجھے لذیذ اور خوشبودار زردہ عطا فرمایا ہے پھر انتہائی خوشگوار ٹھنڈا پانی بھی مرحمت فرمایا جسے میں نے سیر ہو کر پیا۔ میں اس غنودگی کے عالم سے نکلا تو بھوک اور پیاس بالکل ختم ہو چکی تھی اور میرے ہاتھوں میں ابھی تک زردہ کے زعفران کی خوشبو موجود تھی۔ عقیدت مندوں نے احتیاطاً میرے ہاتھوں کو دھو کر پانی کو محفوظ کر لیا اور تبرکاً اس سے روزہ افطار کیا۔

(انفاس العارفین ص ۱۰۰)

اور حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ والد ماجد قبلہ نے فرمایا: محمد فاضل نے چاہا کہ اپنے بیٹے کو اجمیر بھیج دے اور راستے کی بدامنی کے پیش نظر خود بھی اس کے ساتھ جانا چاہا۔ جب مجھ سے رخصت ہونے آیا تو میں نے کہا: تمہارے جانے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ بحفاظت واپس آ جائے گا ہاں البتہ واپسی پر اجمیر سے دو منزل ادھر ڈاکو قافلہ پر حملہ کریں گے مگر اس کی حفاظت ہمارے ذمہ ہے۔ ہاں البتہ اسے سمجھا دیجئے کہ اس وقت اپنی بہلی الگ ایک طرف کھڑی کر دے۔

جب وہ وقت آیا تو حضرت والا اس طرف متوجہ ہوئے اور توجہ کے دوران آپ کے

Scanned with CamScanner

بدن پر ملال ظاہر ہوا۔ حاضرین نے سبب پوچھا تو فرمایا: کچھ دنوں کے سخت سفر نے تھکا دیا جب وہ لڑکا واپس آیا تو بیان کیا کہ وہاں ڈاکو آئے ہوئے تھے۔ میں نے اپنی بہلی کو ایک طرف کر دیا۔ وہاں حضرت والا مثالی صورت میں موجود تھے ڈاکوؤں نے پورے قافلہ کو لوٹا مگر میری بہلی محفوظ رہی۔ (انفاس العارفین ص ۱۳۴)

شاہ عبدالرحیم بھی حاضر و ناظر

سرکار اقدس ﷺ کا مدینہ شریف سے جان لینا کہ دہلی میں حضرت شاہ عبدالرحیم کو انتہائی بھوک و پیاس کے سبب بہت کمزوری پیدا ہو گئی ہے اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان کو کھانے پینے کے لئے خوشبودار زردہ اور خوشگوار ٹھنڈا پانی مرحمت فرمانا اور خود حضرت شاہ عبدالرحیم کا اجمیر شریف سے دو منزل ادھر ڈاکہ پڑنے کو دہلی میں بیٹھے ہوئے دیکھنا اور عین وقت پر محمد فاضل کے بیٹے کی حفاظت کے لئے مثالی صورت میں وہاں پہنچ جانا یہ سب حاضر و ناظر کا کام ہے۔ لہٰذا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان واقعات کو لکھ کر اپنا یہ عقیدہ ثابت کر دیا کہ حضور سیّد عالم ﷺ حاضر و ناظر ہیں بلکہ اولیاء اللہ بھی حاضر و ناظر ہوتے ہیں جن میں سے ایک ہمارے باپ حضرت شاہ عبدالرحیم بھی ہیں۔

(۱۸۵)

روحانی تعلقات

ایک شب حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کو نیند نہیں آئی۔ فرماتے ہیں اپنے معمولات کے لئے اٹھا تو ان میں بھی لذت محسوس نہیں ہوئی۔ دوبارہ پھر سونے کا ارادہ کیا تو ناکام رہا، پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ مگر بیدار ہو کر بھی قرار نہیں ملا۔ گھر کا دروازہ کھول کر باہر دیکھا تو راستے میں کوئی لمبائی میں لیٹا ہوا پڑا نظر آیا۔ میری آہٹ سنی تو سر اٹھا کر بولے، ابوالقاسم تھوڑی دیر کے لئے میرے پاس آجائیں۔

حضرت جنید: کم از کم اطلاع کر دیتے۔ اجنبی بزرگ: ٹھیک ہے، میں نے قلوب کو حرکت دینے والے ربّ کی بارگاہ میں عرض کیا تھا کہ آپ کو میری طرف متوجہ فرما دے۔ حضرت جنید: وہ تو رب العزت نے کر دیا، اب آپ اپنی ضرورت بتائیں۔ اجنبی بزرگ: یہ بتائیں کہ نفس کا مرض کس وقت خود علاج بن جاتا ہے۔ حضرت جنید: جب نفس خود اپنی خواہشات کی مخالفت کرنے لگے، اس وقت اس کی بیماری ہی علاج بن جاتی ہے۔

اجنبی بزرگ نے اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہا۔ ''سن لیا۔ میں نے تجھے یہی جواب سات مرتبہ سنایا۔ مگر تو نہیں مانا اور بضد رہا کہ حضرت جنید سے سنیں گے۔ ان سے بھی تو سن لیا ناں۔'' یہ کہا اور چلے گئے۔ امام الطائفہ فرماتے ہیں میں ان سے نہ پہلے واقف تھا اور نہ اس وقت پہچانا۔ رضی اللہ عنهما و نفعنا عنهما آمین)

☆ حضرت الشیخ خیر النساج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

''میں اپنے گھر میں تھا، یکا یک دل میں خیال گزرا کہ حضرت جنید دروازہ پر ہیں مگر میں نے توجہ نہیں دی۔ دوبارہ پھر یہی خیال آیا۔ بالآخر دروازہ کھول کر باہر نکلا تو آپ واقعی

موجود تھے۔فرمایا: پہلے خیال سے ہی کیوں نہ نکل آئے......؟''

☆ حضرت کرز جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ آپ عبادت میں بہت محنت فرماتے تھے۔لوگوں نے اس بارے میں ان سے عرض کیا (کہ کچھ آرام کا بھی خیال فرمایا کریں) انہوں نے جواباً فرمایا:

قیامت کے دن کی مقدار تمہیں کیا معلوم ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: پچاس ہزار برس۔ پھر پوچھا: اور دنیا کی عمر؟ لوگوں نے عرض کیا: سات ہزار سال (تقریباً)۔فرمایا: ''اس عظیم دن حفاظت کے لئے، کیا کوئی سات دن عمل کرنے سے بھی عاجز ہے۔'' حضرت علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ تو حضرت والا نے دنیا کی عمر کا لحاظ کر کے فرمایا اگر کسی کی عمر مثال کے طور پر سو سال اور اس کی مناسبت روز قیامت کو دیکھیں تو پچاس ہزار حصوں میں سے ایک حصہ ہوگا۔

اپنے رب کے ساتھ تعلق جوڑنے والے

شیخ احمد بن ابوالحواری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں حضرت الشیخ ابوسلیمان دارانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ بیٹھے رو رہے تھے۔میں نے وجہ پوچھی۔فرمایا: ''اے ابواحمد! کیوں نہ روؤں؟ جب شب ہوتی ہے اور آنکھیں نیند میں مشغول ہوتی ہیں اور حبیب اپنے محبوب کے ساتھ خلوت گزیں ہوتے ہیں اور محبت والے اپنے پیروں کو سیدھا کھڑا کرتے ہیں، ان کے آنسو عارض پر ڈھلکتے اور مصلے پر ٹپکتے ہیں، اس وقت اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ ان پر نگاہ رحمت فرماتا ہے اور جبرئیل علیہ السلام سے ارشاد فرماتا ہے۔''میرے کلام سے لطف اندوز ہونے والے میرے سامنے ہیں۔اس کے بعد ان لوگوں سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتا ہے: کیا تم نے کسی دوست کو دیکھا ہے جو دوستوں کو عذاب دیتا ہو؟ تو پھر یہ میری شان کب ہے کہ میں ان کو عذاب دوں۔جو رات ہوتے ہی میری رضامندی کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔قسم ہے میری عزت و توقیر کی، وہ حضرات جب قیامت میں آئیں گے تو انہیں اپنے دیدار سے نوازوں گا تاکہ میں انہیں دیکھوں اور وہ میرا دیدار کریں۔

☆ ایک عارف حق رب تعالیٰ کے حضور دعا فرماتے تھے کہ ان کو عزت و کرامت

بخشے، اور لوگوں سے پوشیدہ رکھے۔ایک رات جب کہ وہ نماز میں گریہ زاری فرما رہے تھے۔لوگوں نے دیکھا کہ ان کے سر پر نورانی قندیل روشن تھی۔لوگوں نے صبح کو اس کا ذکر کیا۔اس پر انہوں نے یہ شعر پڑھا۔

يا صاحب السران السرقد ظهرا

ولا اريد حياة بعد ما اشتهرا

''اے میرے راز دار، میرا راز فاش ہو چکا ہے اب اس شہرت کے بعد میں زندہ نہیں رہنا چاہتا۔'' اور سجدے میں سر رکھا۔لوگوں نے دیکھا تو وہ اسی عالم میں انتقال فرما چکے تھے۔

(روض الریاحین)

(۱۸۶)

فرشتے، شہید کے خدمت گار

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

حنظلہ بن ابی عامر لڑتے ہوئے ابوسفیان کے پاس جا پہنچے، وہ اسے قتل کرنے ہی والے تھے کہ شداد بن اسود نے حنظلہ پر تلوار کا وار کر کے انہیں شہید کر دیا۔ ان کی شہادت کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ سے فرمایا:

(إِنَّ صَاحِبَكُمْ حَنْظَلَةَ تُغَسِّلُهُ الْمَلَائِكَةُ فَسَلُوْا صَاحِبَتَهُ)

"تمہارے ساتھی حنظلہ کو فرشتے غسل دے رہے ہیں، اس کی بیوی سے پوچھو (کہ اس کا سبب کیا ہے؟)"

بیوی سے پوچھا گیا تو اس نے بتایا: جب حنظلہ نے معرکہ آرائی کا سنا تو اس پر غسل واجب تھا لیکن وہ اللہ کے راستے میں اسی حالت میں نکل کھڑا ہوا۔ یہ سن کر اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: (فَذَاكَ قَدْ غَسَّلَتْهُ الْمَلَائِكَةُ)

"اسی وجہ سے فرشتوں نے حنظلہ کو غسل دیا۔"

(ابن حبان: ۷۰۲۵، مستدرک للحاکم ۳/۲۰۴، ۲۰۵، ۴۹۱۷)

فرشتے اپنے پروں سے سایہ کرتے ہیں

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:

جب میرے والد صاحب احد کی جنگ میں شہید کر دیے گئے تو میں ان کے چہرے سے بار بار کپڑا ہٹا کر دیدار کرتا اور روتا۔ رسول کریم ﷺ کے صحابہ مجھے ایسا کرنے سے روکتے مگر اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے بالکل منع نہیں کیا۔ یہ منظر دیکھ کر میری پھوپھی

(فاطمہ) بھی رونے لگیں۔ اس پر اللہ کے رسول ﷺ فرمانے لگے:

(تَبْكِيْنَ أَوْ لَا تَبْكِيْنَ، فَمَا زَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا حَتّٰى رَفَعْتُمُوْهُ)

"تم لوگ روؤ یا چپ رہو، جب تک تم لوگ میت کو اٹھاتے نہیں فرشتے تو برابر اس پر اپنے پروں کا سایہ کیے ہوئے ہیں۔"

(بخاری، الجنائز، باب الدخول علی المیت بعد الموت ..... الرقم: ۱۲۴۴)

پھر کیوں نہ شہید بار بار شہادت کی تمنا کرے چنانچہ

بے پردہ دیدار الٰہی

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کے رسول ﷺ نے مجھے پریشان دیکھا تو فرمایا:

"اے جابر! ادھر آ، میں تجھے ایک بات بتاؤں اللہ تعالیٰ نے آج تک جس سے بھی بات کی پردے میں کی، لیکن اللہ تعالیٰ نے تیرے والد سے پردے ہٹا کر بات چیت کی۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھا: اے میرے بندے! مجھ سے مانگ تجھے عطا کروں۔ اس پر تیرے والد نے عرض کی: میرے مولا! عرض یہی ہے کہ مجھے دنیا میں واپس بھیج دے تاکہ میں تیری خاطر دوسری بار قتل کیا جاؤں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے عبداللہ سے کہا: یہ تو میرا فیصلہ ہو چکا کہ جو لوگ یہاں آگئے وہ واپس دنیا میں نہیں جا سکتے۔ یہ سن کر عبداللہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میرے پروردگار! پھر میرے پیچھے جو میرے ساتھی ہیں انہیں (میری جنت کی خوشحال زندگی کے بارے میں) آگاہ کر دے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

(وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا ۭ بَلْ أَحْيَاۗءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ○) (آل عمران: ۱۶۹)

"جو اللہ کے راستے میں شہید کر دیے گئے ان کے بارے میں مت خیال کرو کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ تو زندہ ہیں، اپنے رب کے ہاں رزق دیے جاتے ہیں۔"

(الترمذی، تفسیر القرآن، باب ومن سورۃ آل عمران: ۳۰۱۰، مستدرک حاکم: ۳/۲۰۳، ۲۰۴، ۴۹۱۴، حسن)

Scanned with CamScanner

ارواحِ شہداء سبز پرندوں میں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں مخاطب کر کے آگاہ کیا: ”تمہارے وہ بھائی جو احد میں شہید ہو گئے اللہ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے پیٹوں میں ڈال دیا، وہ جنت کی نہروں پر اڑتے پھرتے ہیں، نہروں کے اردگرد لگے درختوں کے پھلوں کو کھاتے ہیں پھر وہ ان قندیلوں میں آ کر بیٹھ جاتے ہیں جو سونے کی بنی ہوئی ہیں اور عرش کے نیچے لٹک رہی ہیں۔ جب ان شہداء نے دیکھا کہ ان کا کھانا پینا اور ٹھکانا انتہائی باکمال ہے تو وہ کہنے لگے: اے کاش! جو سلوک ہمارے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے اس کی خبر دنیا میں ہمارے بھائیوں کو ہو جائے تو وہ جہاد میں سستی نہ کریں اور نہ جنگ سے بھاگیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرما دیں:

(وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ○ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ○ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ○) (آل عمران: ۱۶۹، ۱۷۱)

”جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مرے ہوئے نہ سمجھنا (وہ مرے ہوئے نہیں ہیں) بلکہ اللہ کے نزدیک زندہ ہیں اور ان کو رزق مل رہا ہے جو کچھ اللہ نے ان کو اپنے فضل سے بخش رکھا ہے اس میں خوش ہیں اور جو لوگ ان کے پیچھے رہ گئے اور (شہید ہو کر) ان میں شامل نہیں ہو سکے ان کی نسبت خوشیاں منا رہے ہیں کہ (قیامت کے دن) ان کو بھی نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے اور اللہ کے انعامات اور فضل سے خوش ہو رہے ہیں اور اس سے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔“

(مسند احمد: ۱/۲۶۵، ۲۲۶، ۲۳۸۸، ابوداؤد: ۲۵۲۰ حسن)

خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے؟

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس آیت (سورۂ آل عمران کی مندرجہ بالا آیت) کا مطلب اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

”ان شہیدوں کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں قندیلوں کے اندر ہیں ان کا ٹھکانا ایسی قندیلیں ہیں جو عرش کے ساتھ لٹک رہی ہیں۔ جہاں چاہتی ہیں چرتی پھرتی ہیں، پھر اپنی قندیلوں میں آ رہتی ہیں۔ یہ اپنی اس زندگی میں مگن تھیں کہ ان کے رب نے ان کی طرف جھانک کر دیکھا اور ان سے پوچھا: تمہیں کچھ چاہیے؟ انہوں نے کہا: اے ہمارے رب! ہم کیا مانگیں؟ جہاں ہم چاہتے ہیں جنت میں سیر کرتے ہیں، نعمتیں خواہشات سے بڑھ کر موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان سے تین بار یہی پوچھا، چنانچہ شہیدوں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا رہے گا، جب تک کہ وہ کچھ نہ کچھ مانگیں گے نہیں، آخر کار وہ کہنے لگے:

”اے اللہ! ہمارا سوال یہی ہے کہ ہماری روحوں کو دنیا کے اندر ہمارے جسموں میں لوٹا دے حتیٰ کہ ہم تیرے راستے میں (ایک بار پھر) شہید کر دیے جائیں۔ چنانچہ جب اللہ نے دیکھا کہ ان کی کوئی خواہش نہیں ہے تو ان سے پوچھنا چھوڑ دیا۔“

(مسلم، الامارۃ، باب بیان ان ارواح الشہداء فی الجنۃ...... الخ: ۱۸۸۷)

(سبحان اللہ! اللہ کی محبت اپنے شہید بندوں سے کس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ بار بار پوچھتا ہے کہ میری جنت میں آئے ہو، ضرورت اور خواہش بتاؤ مگر ضرورت اور خواہش کی بلند پروازی تک نہیں بلکہ اس سے کہیں آگے تک وہ کچھ مل چکا ہے، جس کا گمان تک نہ تھا تو اب یہ بندے مانگنے کی طاقت ہی نہیں رکھتے کہ کیا مانگیں؟ آخر کار وہ یہی مانگ سکے کہ اگر شہادت کا اجر یہ نعمتیں ہیں تو پھر مولا! ایک شہادت اور عطا فرما، لیکن یہ تو ہو نہیں سکتا، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے پوچھنا چھوڑ دیا۔)

(۱۸۷)

حضرت سیّدنا سری سقطی علیہ الرحمۃ کا جنات سے مکالمہ

حضرت سیّدنا جنید بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''میں نے حضرت سیّدنا سری سقطی علیہ الرحمۃ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''نوجوانی کے زمانہ میں جبکہ میرے دن بڑے اچھے گزر رہے تھے۔ ایک رات ایسی آئی کہ میں نے خود کو ایسے پہاڑ کے دامن میں پایا جہاں کوئی انسان نہ تھا۔ آدھی رات کے وقت کسی منادی نے مجھے اس طرح پکارا: ''دل، محبوب کی یادوں سے خالی نہیں ہوتے، بلکہ وہ تو محبوب کے گم ہوجانے کے خوف سے ہی پگھل جاتے ہیں۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں بہت حیران ہوا اور پوچھا: یہ منادی (پکارنے والا) کوئی جن ہے یا انسان؟ پھر یہ آواز سنائی دی ''میں، اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والا جن ہوں۔ میرے ساتھ میرے اور بھی دوست ہیں۔

میں نے پوچھا: کیا ان کے پاس بھی ایسی باتیں ہیں جیسی تمہارے پاس ہیں؟ اس نے کہا: ''ہاں'' بلکہ اس سے بھی زیادہ اچھی باتیں ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پھر مجھے یہ الفاظ سنائی دیئے: ''بدن کی کاہلی اور سستی ہمیشہ سفر میں رہنے سے ہی دور ہوتی ہے۔'' میں نے دل میں کہا: ان کا کلام کتنا اچھا ہے۔ پھر تیسری مرتبہ یہ الفاظ سنائی دی: ''جو تاریکیوں سے مانوس ہوجائے تو پھر اسے کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔''

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں ان کی ان باتوں کی وجہ سے بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ (تھوڑی دیر بعد) جب ایک بہت ہی پیاری خوشبو کی وجہ سے مجھے ہوش آیا، تو میں نے اپنے سینے پر نرگس کا ایک پھول پایا۔ میں اس کی خوشبو سونگھتے ہی بالکل ٹھیک ہوگیا۔ میں نے کہا:

''اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، مجھے کوئی نصیحت کرو۔ وہ تمام جن (بیک زبان) بولے: ''اللہ تعالیٰ کے ذکر سے متقی لوگوں کے دل ہی جلا پاتے ہیں، جس نے اس کی یاد کے علاوہ کسی اور کام میں طمع کی تو یقیناً اس نے ایسی جگہ طمع کی جس کے وہ قابل نہ تھی اور جس نے کسی بیمار طبیب کی پیروی کی تو اس کی بیماری ہمیشہ رہے گی۔

(اس کے بعد) وہ مجھے وہاں چھوڑ کر چل دیئے۔ اب بھی جب کبھی اس واقعہ کو یاد کرتا ہوں تو ان کے کلام کا اثر اپنے دل میں موجود پاتا ہوں۔

(عیون الحکایات)

Scanned with CamScanner

(۱۸۸)

تیری زندگی کی قسم! دنیا قرار گاہ نہیں

حسین بن عبدالرحمٰن نے مجھے یہ اشعار سنائے:

تیری زندگی کی قسم دنیا لوگوں کے لئے قرار گاہ نہیں اگر وہ یہ سمجھنے لگیں تو سب کے سب خوفزدہ ہو جائیں۔ گھڑیاں ہر وقت بوسیدگی کی طرف لے جا رہی ہیں اور ایام غمزدہ لوگوں پر گزر رہے ہیں۔

☆ ابو عمران موسیٰ جصاص فرماتے ہیں: میں نے ابو سلیمان دارانی کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

"جو شخص اپنی اصلاح چاہتا ہے اسے چاہئے کہ وہ فنا و زائل ہونے والی، آفات سے بھری ہوئی دنیا کو اپنے دل سے نکال دے، موت اور اس کے بعد کی ہولناکیاں، نقصانات اور ندامت اور اللہ کے سامنے کھڑے ہونے اور اس کے سوال کرنے اور پل صراط سے گزرنے اور جہنم سے گزرنے کو یاد کرے، یہ چیز دنیا سے علیحدگی میں معاونت کرے گی"۔ (حلیۃ الاولیاء ۹/۲۶۶)

☆ موسیٰ ابو عمران فرماتے ہیں: میں نے ابو سلیمان کو یہ فرماتے ہوئے سنا، دنیا اپنے سے بھاگنے والے کو طلب کرتی ہے اور طلب کرنے والے سے بھاگتی ہے اگر وہ بھاگنے والے کو پالے تو اسے زخمی کر دیتی ہے اور اگر طلب کرنے والے کو پالے تو اسے قتل کر دیتی ہے۔ (ایضا ۹/۲۵۸)

☆ محمد بن ادریس فرماتے ہیں: عبدہ بن سلیمان نے خبر دی انہیں ابن المبارک نے وہ فرماتے ہیں: حسن بصری ... نے فرمایا: اے خبیث دنیا! ہم نے تیری ہر ٹہنی کو چوس کر

دیکھ لیا، ہر ایک کو کڑوا پایا۔ (ایضا ۸/۱۶۷)

رجال دین کے بیانات

حسین بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں: بشر بن حارث نے فرمایا: اللہ کی نگاہوں میں دنیا کی ذلت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اللہ نے دنیا کو تنگی و دشواری کا گھر بنایا ہے۔ (ایضا ۸/۳۳۸)

☆ حسین بن عبدالرحمٰن نے خبر دی وہ فرماتے ہیں: ابو معاویہ اسود نے فرمایا: ساری مخلوق مکھی کے پر سے بھی گھٹیا چیز میں بھاگ دوڑ کر رہی ہے، کسی نے پوچھا مکھی کے پر سے گھٹیا چیز سے کیا مراد ہے؟ فرمایا دنیا۔ (حلیۃ الاولیاء ۸/۲۷۳)

☆ حسین بن عبدالرحمٰن نے مولی بنو ہاشم کے ایک شیخ سے روایت کی ہے ... ن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ لوگوں نے دنیا کا اکرام کیا تو اس نے لوگوں کو سولی پر چڑھا دیا ... م اسے ذلیل کرو! جب تم اسے ذلیل کرو گے تو یہ تمہارے لئے خوشگوار ہو جائے گی۔

☆ حسین بن عبدالرحمٰن فزارہ کے ایک شیخ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ابو خالد صوری سے سنا وہ بہت زیادہ خاموش طبع تھے، انہوں نے فرمایا: اے اللہ مجھے ابلیس کے پڑوس سے اپنے پڑوس میں لے جا۔

☆ محمد بن ادریس فرماتے ہیں: ہمیں زہیر بن عباد نے خبر دی انہیں عبداللہ بن حکیم بن ابی داہری نے وہ مجاعہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں وہ حسن بصری سے، وہ فرماتے ہیں کہ! انسان اس وقت تک زاہد نہیں بن سکتا جب تک اس میں یہ بات نہ پیدا ہو کہ اس کی تکلیف سے جزع فزع نہ کرے اور دنیا میں رغبت نہ دکھلائے۔

☆ محمد بن ادریس فرماتے ہیں: ہمیں احمد بن عبداللہ بن عیاض نے خبر دی انہیں عبدالوہاب بن حمام نے انہیں عبدالصمد بن معقل نے، وہ وہب بن منبہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں: میں نے شعیب علیہ السلام کے صحیفے میں پڑھا کہ یونس بن متی سے فرمایا گیا: اے یونس! جب عالم دنیا سے محبت کرنے لگتا ہے تو میں اس کے دل سے اپنی مناجات کی لذت چھین لیتا ہوں۔ (کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

☆ ابو عبداللہ نے یہ اشعار سنائے:

Scanned with CamScanner

دنیاداروں کو چھوڑو! تم نہیں دیکھتے کہ وہ ایک وقت مقرر تک اس میں ہیں جس کی طرف اللہ کی تقدیر دوڑ رہی ہے۔ میں اسے دیکھتا ہوں کہ وہ جب کسی دنیادار کی پرورش کرتی ہے اور اس کی کوئی آرزو پوری نہیں کرتی بلکہ اس کے خلاف سازشیں کرنے لگتی ہے۔ خوشحالی میں بھی مصائب زمانہ سے ڈرتا رہ کہ یہ خوشحالی عنقریب مکدر ہو جائے گی۔

بچہ پیدا ہوتے ہوئے کیوں روتا ہے؟

ابوبکر فرماتے ہیں: علی بن عبداللہ نے مجھے یہ اشعار سنائے:

دنیا اپنے شر وفتن سے ڈرا رہی ہے اسی وجہ سے بچہ اس میں آتے ہوئے ولادت کے وقت روتا ہے ورنہ تو رونے کی اور کوئی وجہ نہیں اس لئے کہ یہ دنیا اس مقام سے تو بہت وسیع اور کھلی ہے جس میں یہ پہلے تھا۔

☆ محمد بن ادریس حنظلی فرماتے ہیں: مجھے حسن بن عبداللہ رازی نے خبر دی، وہ بکار ربذی سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے چچا موسیٰ بن عبیدر بذی سے وہ مولیٰ ابن عامر ابوسعید سے، وہ فرماتے ہیں: داؤد علیہ السلام نے فرمایا: یہ دھوکے باز دنیا ان لوگوں کو جو اس میں مطمئن ہیں ہلاک کر دیتی ہے اور سکون والے کو پریشانی میں مبتلا کر دیتی ہے۔

☆ عون بن ابراہیم فرماتے ہیں: مجھے احمد بن ابوالحواری نے خبر دی انہیں ابومروان عبادہ نے وہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی: اے موسیٰ ظالموں کے گھر سے تیرا کیا واسطہ! یہ تیرا ٹھکانہ نہیں ہے۔ اپنی فکر اس سے ہٹالے، اور عقلمندی کر کے اسے خیر باد کہہ دے، یہ انتہائی برا مقام ہے۔ مگر عمل کرنے والے کے لئے کہ اس کے لئے تو بہتر ہی ہے۔ اے موسیٰ! میں ظالم کی گھات میں ہوں حتیٰ کہ مظلوم کو اس سے بدلہ دلوا دوں۔

☆ ابوبکر فرماتے ہیں: محمد بن علی بن شقیق نے فرمایا: وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہیں عبداللہ نے خبر دی انہیں عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر نے وہ ہارون بن زید سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں: حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ کے قول ''ثمنا قیلا'' کے بارے میں پوچھا گیا کہ یہ کیا ہے؟ فرمانے لگے: ساری کی ساری دنیا ثمن قلیل ہے۔ (کتاب الزہد لابن ابی الدنیا)

(۱۸۹)

میری توفیق اس کی رحمت سے ہے

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں۔ میں نے اس آیت کریمہ میں غور کیا۔ (یمنون علیك ان اسلموا قل لا تمنوا علی اسلامکم بل اللہ یمن علیکم ان ھداکم للایمان) (ترجمہ) یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان رکھتے ہیں اس لیے کہ وہ اسلام لے آئے آپ فرما دیجئے کہ تم مجھ پر اپنے اسلام کا احسان مت دھرو بلکہ اللہ تعالیٰ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں ایمان کے لئے توفیق وہدایت دے دی۔ مجھے اس آیت سے ایک عجیب بات معلوم ہوئی اور وہ یہ کہ جب لوگوں کو عقل عطاء کی گئی اور اس کے ذریعہ بتوں کے عیوب انہیں محسوس ہوئے اور یہ معلوم ہو گیا کہ یہ عبادت کے لائق نہیں تو انہوں نے اپنی عبادت کا رخ خالق اشیاء کی طرف سیدھا کیا یہ معرفت ان کی اس عقل کا ثمرہ ہے جو انہیں عطاء ہوئی اور وہ اس کے ذریعہ دیگر حیوانات سے ممتاز ہوئے اور جب انہوں نے اپنے اس فعل ہی کو دیکھنا شروع کر دیا جس کی طرف اس عقل نے رہنمائی کی تھی تو وہ اپنی اس موھوبہ عقل کی قدر گنوا بیٹھے اور خود اس ذات سے بھی غافل ہو گئے جس نے یہ عطیہ (عقل) انہیں عطا فرمایا تھا اور ان کا اس پھل اور درخت میں کیا حصہ ہو سکتا ہے جو ان کی ملک میں نہیں ہے۔ ایسے ہی ایک عبادت گزار اور علمی مشاغل میں مصروف شخص اپنے نور بصیرت، قوت فہم وعقل کے ذریعہ جب کسی اچھے انجام کو پالیتا ہے اور مطلوب اسے حاصل ہو جاتا ہے تو اسے شکر اس ذات کا کرنا چاہئے جس نے طبعی تاریکیوں میں نور کا شعلہ عطا فرمایا۔

تین مسافروں کی کہانی

اسی مضمون سے ملتی جلتی ان تین مسافروں والی حدیث ہے جو بارش سے بھاگ کر

Scanned with CamScanner

غار میں داخل ہوئے اوپر سے ایک پتھر کی چٹان پھسلتی آئی اور غار کے منہ پر آکر رک گئی راستہ بند ہوگیا۔ انہوں نے سوچ کر یہ تدبیر کی کہ اپنے نیک اعمال کو وسیلہ بنا کر دعا کریں چنانچہ ان میں سے ہر ایک نے دعا میں یہی کہا میں نے یہ کیا میں نے یہ کیا اور یہ لوگ اگر انہوں نے ذات کریمہ کے گناہوں سے محفوظ رکھنے والے انعام پر نظر کی ہے اور اسی انعام کا وسیلہ پکڑا ہے جس کی وجہ سے ان کو عام لوگوں میں سے یہ امتیازی شان نصیب ہوئی تھی۔ پھر تو اسی کی طرف وسیلہ ہے اور اگر انہوں نے اپنے اپنے اعمال کو دیکھا ہے اور ان کی جزا اور صلہ پر اس گمان سے نظر رکھی ہے کہ انہوں نے یہ کیا ہے تو یہ اہل غیبت ہیں اس کے دربار کے حاضر باش نہیں ہیں پھر بھی ان کے سوال کا جواب جوان کو مل گیا ہے (درخواست قبول ہوگئی ہے) تو ان کی اس نعمت کے دوام کو ختم کرنے کے لئے ہے۔ (معاذ اللہ)

ایسے ہی ایک متقی اور پاکباز شخص اپنے تقویٰ پر نظر رکھتا اور بہت سے لوگوں سے اپنے کو افضل جانتا ہے اور بسا اوقات اہل معاصی کو حقارت سے دیکھتا اور ان پر ناک چڑھاتا ہے۔ یہ حالت اس کے طریق سلوک سے غفلت کی ہے جو کبھی کبھی ایسے شخص کو طریق سے محروم ہی کر دیتی ہے۔

پرہیزگاروں کے کرنے کا کام

اور میں یہ بھی نہیں کہتا کہ اپنی کسر نفسی کے لئے فساق وفجار کی مجالس میں شرکت کیا کرو بلکہ اندر سے ان پر ناراض اور ظاہر میں ان سے اعراض رکھو اور ان کے حق میں تقدیر کے فیصلہ پر نظر رکھو کہ ان کے لئے یہی فیصلہ ہو چکا ہے کیونکہ ان میں کتنے ہیں جو اس ذات کی معرفت ہی نہیں رکھتے جس کی نافرمانی میں مبتلا ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جن کو نافرمانی مقصود نہیں بلکہ ارادہ صرف اپنی خواہش کی موافقت کا ہے معصیت کا خیال بھی انہیں گراں گزرتا ہے اور کچھ ایسے بھی ہیں جن پر ذات کریم کے حلم اور عفو کے تصور کا غلبہ ہے اور معافی کے قوی یقین کے پیش نظر وہ اپنے اعمال کو ہیچ سمجھتے ہیں اور یہ سب باتیں ان لوگوں کی طرف سے عذر و معذرت کے درجہ میں نہیں ہیں مگر اے صاحب تقویٰ تجھے سوچنا بلکہ یقین کرنا چاہئے کہ تیرے خلاف قائم ہونے والی حجت اور دلیل اس دلیل سے بڑھ کر ہے جو ان

لوگوں پر قائم ہے کیونکہ تو جانتا ہے کہ کس کی نافرمانی کر رہا ہے تو جانتا ہے کہ تو کیا کر رہا ہے بلکہ تجھے قلوب کے دو انگلیوں کے درمیان پلٹیاں کھانے پر بھی دھیان رکھنا چاہئے کہ کبھی ہلاکت کا ایسا چکر بھی آسکتا ہے جس میں تو اس ذات سے کٹ کر رہ جائے اور کوئی کٹا ہوا واصل بن جائے پس تعجب ہے اس پر جو ایسی خیر پر تو نشاندہی کرتا ہے جو اس کے علم میں ہے اور اس ذات کو بھلائے ہوئے ہے جس نے انعام فرمایا اور توفیق بخشی۔

(صید الخاطر)

(١٩٠)

وہ جن کو خوف ہے نہ غم

عَنْ أَبِيْ مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: لَا تَسْأَلُوْا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُمْ (المائدة،٥:١٠١) قَالَ: فَنَحْنُ نَسْأَلُهُ إِذْ قَالَ: إِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا لَيْسُوْا بِأَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّوْنَ وَالشُّهَدَاءُ بِقُرْبِهِمْ وَمَقْعَدِهِمْ مِنَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، قَالَ: وَفِيْ نَاحِيَةِ الْقَوْمِ أَعْرَابِيٌّ فَقَامَ فَجَثَا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَرَمٰى بِيَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: حَدِّثْنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ عَنْهُمْ مَنْ هُمْ؟ قَالَ: فَرَأَيْتُ وَجْهَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَشَّرُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عِبَادٌ مِنْ عِبَادِ اللهِ مِنْ بُلْدَانٍ شَتّٰى وَقَبَائِلَ مِنْ شُعُوْبِ أَرْحَامِ الْقَبَائِلِ لَمْ يَكُنْ بَيْنَهُمْ أَرْحَامٌ يَتَوَاصَلُوْنَ بِهَا لِلّٰهِ لَا دُنْيَا، يَتَبَاذَلُوْنَ بِهَا يَتَحَابُّوْنَ بِرُوْحِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ، يَجْعَلُ اللهُ وُجُوْهَهُمْ نُوْرًا، يَجْعَلُ لَهُمْ مَنَابِرَ مِنْ لُؤْلُؤٍ قُدَّامَ الرَّحْمٰنِ تَعَالٰى، يَفْزَعُ النَّاسُ وَلَا يَفْزَعُوْنَ وَيُخَافُ النَّاسُ وَلَا يَخَافُوْنَ. رواه احمد مختصرا والطبراني واللفظ له والبيهقي

”حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو انبیاء ہیں نہ شہداء مگر انبیاء اور شہداء بھی روزِ قیامت اللہ تعالیٰ سے ان کے قرب اور انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے

عطا کردہ مسندوں پر رشک کریں گے۔ لوگوں میں ایک طرف ایک دیہاتی بیٹھا تھا، وہ کھڑا ہوا اور گھٹنوں کے بل جھک کر اپنے دونوں ہاتھ مارے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! ہمیں ان کے بارے میں فرمائیں کہ وہ کون لوگ ہیں؟ میں نے دیکھا کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی سے کھل اٹھا، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کے وہ بندے ہیں جو مختلف علاقوں، مختلف قبائل اور مختلف خاندانوں سے ہیں جن کے درمیان کوئی خونی رشتہ داریاں بھی نہیں ہیں مگر صرف اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ملتے ہیں، دنیاداری کے لئے نہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر خرچ کرتے ہیں۔ صرف اللہ کے لئے ہی ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے چہرے منور فرما دے گا، ان کے لئے خدائے رحمان کے سامنے موتیوں کے منبر بچھائے جائیں گے۔ اس دن لوگ خوفزدہ ہوں گے لیکن انہیں کوئی خوف نہ ہوگا، اور لوگ غمگین ہوں گے مگر انہیں کوئی غم نہ ہوگا۔“

اس حدیث کو مختصراً امام احمد نے اور طبرانی نے اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔ مذکورہ الفاظ طبرانی کے ہیں۔

(اخرجہ احمد بن حنبل فی المسند ٥/٣٤١، ٣٤٣، مختصرا والطبرانی فی المعجم الکبیر ٣/٢٩٠، الرقم: ٣٤٣٣)

اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی سے وعدہ

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: إِنَّ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ وَعَدَنِيْ مِنْ أُمَّتِيْ سَبْعِيْنَ أَلْفًا لَا يُحَاسَبُوْنَ، مَعَ كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُوْنَ أَلْفًا، رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ.

”حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: بے شک میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری اُمت کے ستر ہزار افراد سے حساب نہیں لیا جائے گا، نیز ان میں سے ہر ہزار

Scanned with CamScanner

کے ساتھ مزید ستر ہزار ہوں گے۔‘‘

اسے امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔

(أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، ۲/ ۹۲، الرقم: ۱۴۱۳، ۱۲/ ۱۳۴، الرقم: ۱۲۶۸۶، ۲۰/ ۱۶۸، الرقم: ۳۵۸، وفي مسند الشاميين، ۲/ ۴۳۹، الرقم: ۱۶۵۷، والهيثمي في مجمع الزوائد، ۱۰/ ۳۰۷، ۷/ ۲۷۷، وقال: رواه الطبراني بإسناد حسن)

عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا يُجْلِسُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ، وَيَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النُّوْرُ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ حِسَابِ الْخَلَائِقِ. رواه الطبراني واسناده جيد وابن ابی شيبة مثله

’’حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ روزِ قیامت نور کے منبروں پر بٹھائے گا اور ان کے چہروں پر نور چھا جائے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کے حساب سے فارغ ہو جائے گا۔‘‘ اسے امام طبرانی نے سند جید کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(أخرجه الطبراني في المعجم الكبير، ۸/ ۱۱۲، الرقم: ۷۵۲۷، وفي مسند الشاميين، ۲/ ۱۰، الرقم: ۸۲۶، ابن أبي شيبة في المصنف، ۷/ ۳۵، الرقم: ۳۴۰۹۶)

دیہاتی کی جرأت

عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ فِيْنَا رَجُلٌ مَعْشَرِ الْاَشْعَرِيِّيْنَ قَدْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ شَهِدَ مَعَهُ مَشَاهِدَهُ الْحَسَنَةَ الْجَمِيْلَةَ يُقَالُ لَهُ مَالِكٌ اَوِ ابْنُ مَالِكٍ ...... قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ اَقْوَامًا لَيْسُوْا بِاَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَغْبِطُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ بِمَكَانِهِمْ مِنَ اللّٰهِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ حُجْرَةِ الْقَوْمِ اَعْرَابِيٌّ قَالَ: وَكَانَ يُعْجِبُنَا اِذَا شَهِدْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَكُوْنَ فِيْنَا الْاَعْرَابِيُّ، لِاَنَّهُمْ يَجْتَرِئُوْنَ اَنْ يَسْاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ وَلَا نَجْتَرِئُ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، سِمْهُمْ لَنَا قَالَ: فَرَاَيْنَا وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَلَّلُ ثُمَّ قَالَ: هُمْ نَاسٌ مِنْ قَبَائِلَ شَتّٰى يَتَحَابُّوْنَ فِي اللّٰهِ، وَاللّٰهِ اِنَّ وُجُوْهَهُمْ لَنُوْرٌ وَاِنَّهُمْ لَعَلٰى نُوْرٍ مَا يَخَافُوْنَ اِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا يَحْزَنُوْنَ اِذَا حَزِنُوْا. رواه ابويعلى كما قال الهيثمى

صحابہ کا ادب واحترام

’’حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم گروہ اشعریین میں ایک آدمی تھا جسے حضور نبی اکرم ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل تھا اور وہ تمام خوبصورت مواقع میں حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے انہیں مالک یا ابن مالک کہا جاتا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہمیں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں ایسے لوگوں کو جانتا ہوں جو نہ تو انبیاء ہیں اور نہ ہی شہداء لیکن انبیاء و شہداء اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے مقام و مرتبہ کے سبب ان پر رشک کریں گے۔ پس لوگوں میں سے ایک منفرد شخص اعرابی نے عرض کیا: ’’اور ہم اس چیز کو پسند کرتے تھے کہ جب ہم حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہوتے کہ ہمارے ساتھ کوئی اعرابی بھی ہو کیونکہ وہ حضور نبی اکرم ﷺ سے سوال کرنے کی جرأت کر لیتے تھے جبکہ ہم ایسی جرأت نہیں کر سکتے تھے۔ یا رسول اللہ! ہمارے لئے ان کی علامات بیان فرمائیے (تاکہ ہم انہیں پہچان سکیں)۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضور نبی اکرم ﷺ کا رخ زیبا دیکھا کہ وہ خوشی سے جگمگا اٹھا پھر آپ ﷺ نے فرمایا: وہ مختلف قبائل سے ایسے لوگ ہوں گے جو اللہ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرنے والے ہوں گے اور اللہ رب العزت کی قسم! ان کے چہرے نورانی ہوں گے اور وہ نور کے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے اور وہ اس وقت بھی خوفزدہ نہیں ہوں گے جب لوگ خوفزدہ ہوں گے اور نہ ہی وہ اس وقت غمزدہ ہوں گے جب لوگ غم میں مبتلا ہوں گے۔‘‘

اسے امام ابو یعلی نے روایت کیا ہے جیسا کہ امام ہیثمی نے فرمایا ہے۔

(أخرجه الهيثمي في مجمع الزوائد، ۱۰/ ۲۷۷، والحارث في مسند الحارث (زوائد الهيثمي) ۲/ ۹۹۳، الرقم: ۱۱۰۹)

حضور علیہ السلام کا ایک خطبہ

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اعْقَلُوْا اَنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا لَيْسُوْا بِاَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّوْنَ وَالشُّهَدَاءُ لِمَكَانِهِمْ وَ قُرْبِهِمْ مِنَ اللهِ فَقَامَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، مَنْ هُمْ حِلْهُمْ؟ فَسُرَّ وَجْهُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْلِ الْاَعْرَابِيِّ فَقَالَ: هُمْ قَوْمٌ لَّمْ تَصِلْ مِنْهُمْ اَرْحَامٌ مُّتَقَارِبَةٌ مِنْ اَفْنَاءِ النَّاسِ وَ نَوَازِعِ الْقَبَائِلِ تَحَابُّوْا فِيْ جَلَالِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَ تَصَافَوْا فِيْهِ وَ تَزَاوَرُوْا فِيْهِ وَتَبَاذَلُوْا فِيْهِ يَضَعُ اللهُ لَهُمْ مَنَابِرَ مِنْ نُوْرٍ فَيَجْلِسُوْنَ عَلَيْهَا وَاِنْ ثِيَابَهُمْ لَنُوْرٌ وَوُجُوْهَهُمْ نُوْرٌ لَّا يَخَافُوْنَ اِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا يَفْزَعُوْنَ اِذَا فَزِعَ النَّاسُ اُولٰئِكَ اَوْلِيَاءُ اللهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۔ رَوَاهُ الْحَكِيْمُ التِّرْمَذِيُّ

''حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ ہم سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے ہی جو نہ تو انبیاء ہیں اور نہ ہی شہداء ہیں لیکن انبیاء اور شہداء بھی بارگاہِ الٰہی میں ان کے مقام و مرتبہ کی وجہ سے ان پر رشک کریں گے۔ پس ایک اعرابی کھڑا ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں (ہمارے لئے) ان کا حلیہ بیان فرمائیں (تاکہ ہمیں ان کی پہچان ہو سکے)؟

سرکار کا چہرۂ انور جگمگا اُٹھا

حضور نبی اکرم ﷺ کا چہرۂ انور اعرابی کے اس سوال پر جگمگا اٹھا اور آپ ﷺ نے

فرمایا: وہ ایسے لوگ ہیں جو مختلف گروہوں اور مختلف قبیلوں سے ہوں گے اور ان کے درمیان باہم (روایتی) صلہ رحمی بھی نہیں ہوگی لیکن اللہ تعالیٰ کے جلال کی خاطر وہ باہم ایک دوسرے سے محبت کریں گے اور ایک دوسرے کے ساتھ خالص تعلق رکھتے ہوں گے اور آپس میں ایک دوسرے کی زیارت و ملاقات کریں گے اور ایک دوسرے پر خرچ کریں گے۔ روز قیامت اللہ تعالیٰ ان کے لئے نور کے منبر رکھے گا اور وہ ان پر جلوہ افروز ہوں گے اور بے شک ان کے کپڑے اور چہرے بھی نور والے ہوں گے اور وہ اس وقت خوفزدہ نہیں ہوں گے جب لوگ خوفزدہ ہوں گے اور نہ ہی اس وقت پریشان ہوں گے جب لوگ پریشان ہوں گے (یہ) وہی اولیاء اللہ ہیں جن پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمزدہ ہوتے ہیں۔'' اس حدیث کو حکیم ترمذی نے روایت کیا ہے۔

(أخرجه الحكيم الترمذي في نوادر الأصول، ۴/ ۸۲ وابن جرير الطبري في جامع البيان، ۱۱/ ۱۳۲، والغزالي في احياء علوم الدين، ۲/ ۱۵۸، ۱۵۹)

(۱۹۱)

بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے

طبرانی شریف کی حدیث ہے کہ ایک جنگل کی ہرنی کسی شکاری کے جال میں پھنس گئی اور رحمۃ للعالمین بھی اس جنگل میں آ پہنچے...... ہرنی نے دیکھا تو حدیث کے یہ لفظ ہیں کہ حضور ﷺ نے سنا......"اِذَا مُنَادٍ یُنَادِیْہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ"

"کوئی پکارنے والا حضور کو پکار رہا ہے اور کہہ رہا ہے:...... یارسول اللہ"

حضور ﷺ نے توجہ فرمائی...... تو ہرنی جال میں پھنسی ہوئی نظر آئی...... اور وہی پکار رہی تھی ...... حضور ﷺ نے دریافت فرمایا: ...... تو نے مجھے کیوں پکارا؟...... تو ہرنی بولی:......"اُدْنُ مِنِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ"

حضور ﷺ ذرا میرے پاس تشریف لائیے......

حضور ﷺ آگے بڑھے اور فرمایا:......"مَا حَاجَتُکَ"

تمہاری کیا حاجت ہے؟ ہرنی نے عرض کیا:......

"ان لی خشفین فی ھذا الجبل تحلنی حتی اذھب فارضعھا فاطلقھا فذھبت" (طبرانی وخصائص ج ۲ ص ۶۱ ومدارج النبوۃ)

حضور ﷺ! میرے دو بچے ہیں...... میں انہیں دودھ پلانے جا رہی تھی کہ اس جال میں پھنس گئی...... حضور ﷺ! میرے بچے میری راہ دیکھ رہے ہوں گے...... آپ رحمت عالم ہیں اور میں بھی مستحق ہوں...... مجھ پر رحم فرمائیے...... اور تھوڑی دیر کے لئے اپنی ضمانت پر مجھے اس جال سے رہا کرا دیجئے...... تاکہ میں اپنے بچوں کو دودھ پلا آؤں...... حضور ﷺ میں دودھ پلا کر پھر واپس آ جاؤں گی......

ہرنی کی فریادرسی

حضور ﷺ نے فرمایا:...... اچھا جا! اور بچوں کو دودھ پلا...... اور دیکھ دودھ پلا کر پھر جلدی واپس آ جانا...... ہرنی نے عرض کیا:...... بہت اچھا حضور!...... اور چلی گئی...... حدیث کے لفظ ہیں:......"فَذَھَبَتْ فَاَرْضَعَتْ خَشْفَیْھَا ثُمَّ رَجَعَتْ"

"ہرنی گئی اور بچوں کو دودھ پلا کر پھر واپس آ گئی......"

دوستو! جانور جال سے چھوٹ کر پھر اس راہ سے بھی کنارا کرتے ہیں...... مگر اللہ رے سلطنت مصطفیٰ کہ ہرنی کی یہ تاب نہیں کہ وہ حکم سرکار پا کر واپس نہ آئے...... وہ ہرنی گئی اور پھر واپس آ گئی...... شکاری نے معجزہ دیکھا تو حیران رہ گیا...... حضور ﷺ نے پھر اس شکاری سے فرمایا:...... اب تم اس ہرنی کو چھوڑ دو...... شکاری نے کہا:...... بہت اچھا...... اور ہرنی کو چھوڑ دیا......

"فَخَرَجَتْ تَعْدُوْا وَھِیَ تَقُوْلُ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ"

ہرنی دوڑتی ہوئی نکل گئی اور یہ کہتی گئی کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ (یارسول اللہ) اللہ کے رسول ہیں......

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۶۱)

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدے کریں
بارک اللہ مرجع عالم یہ ہی سرکار ہے

کسی نے اس موقع کے لیے کیا خوب کہا کہ

پھر بشارت اس کو اور اس کو ملی سرکار سے
جال سے ہے تو آزاد اور تو عذاب نار سے

Scanned with CamScanner

(۱۹۲)

علامہ نبہانی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

امام المحدثین عاشق رسول حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمۃ و الرضوان علاقہ فلسطین میں ۱۲۶۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۵۰ھ میں بمقام بیروت وصال فرمایا۔آپ کی لکھی ہوئی چھوٹی بڑی کتابیں پچاس سے زیادہ ہیں۔

آپ تحریر فرماتے ہیں حضرت شیخ عدوی اپنی کتاب مشارق الانوار میں لکھتے ہیں کہ شہر بلخ کے ایک علوی کا انتقال ہوگیا تو ان کی بیوی سمرقند چلی گئیں ساتھ میں چند بیٹیاں بھی تھیں جن کو انہوں نے مسجد میں بٹھا دیا اور خود جا کر انہوں نے رئیس شہر سے ملاقات کی اور اس سے اپنا حال زار بیان کیا مگر مسلمان ہونے کے باوجود اس نے کوئی توجہ نہیں کی اور کہا اقیمی عندی البينة انك علوية یعنی اپنے علوی ہونے پر گواہ پیش کرو۔

وہاں سے مایوس ہو کر وہ محافظ شہر کے پاس گئیں جو مجوسی کافر آتش پرست تھا۔اس نے آپ کا اور آپ کی بیٹیوں کا بڑا احترام کیا۔اپنے گھر میں ان کے لئے الگ رہائش گاہ مقرر کی، غسل کا انتظام کیا اور بہترین کپڑے پہنائے اس تعظیم و تکریم کی برکت سے مجوسی کا پورا گھر مسلمان ہوگیا۔

تیرے مسلمان ہونے کی کیا دلیل ہے؟

رات کے وقت رئیس شہر نے خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور لواء الحمد حضور سید عالم ﷺ کے سر انور پر لہرا رہا ہے۔حضور علیہ السلام نے رئیس شہر سے منہ پھیر لیا۔اس نے عرض کیا حضور! آپ مجھ سے منہ پھیر رہے ہیں حالانکہ میں مسلمان ہوں۔حضور ﷺ نے فرمایا: اقم البينة عندی انك مسلم اپنے مسلمان ہونے پر گواہ پیش کرو۔وہ شخص یہ سن کر

حیرت زدہ ہوگیا۔رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تو نے اس علوی عورت سے جو کچھ کہا تھا اسے بھول گیا اور جنت کے ایک عالی شان محل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے محافظ شہر سے فرمایا: هذا القصر لك ولا هلك بما فعلت مع العلوية وانتم من اهل الجنة. یہ محل تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے لئے ہے اور تم لوگ جنتی ہو۔

(الشرف المؤبد لآل محمد ﷺ ص ۹۷)

آل رسول ﷺ کا احترام

اور علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ علامہ مقریزی فرماتے ہیں مجھ سے رئیس شمس الدین محمد بن عبداللہ عمری نے بیان کیا کہ میں ایک دن قاضی جمال الدین محمود عجمی کی خدمت میں حاضر ہوا جو قاہرہ کے گورنر تھے وہ اپنے نائبوں اور خادموں کے ہمراہ سید عبدالرحمان طباطبی موذن کے گھر تشریف لے گئے۔ان سے اجازت طلب کی وہ اپنے گھر سے باہر آئے تو انہیں گورنر کے اپنے یہاں آنے پر سخت حیرت ہوئی۔وہ انہیں اندر لے گئے ہم بھی ان کے ساتھ اندر چلے گئے اور سید عبدالرحمان کے سامنے اپنے اپنے مرتبے کے مطابق بیٹھے۔

سب لوگ جب اطمینان سے بیٹھ گئے تو گورنر نے سید صاحب سے کہا کہ حضرت مجھے معاف فرما دیجئے انہوں نے کہا جناب کیا چیز معاف کر دوں؟ گورنر صاحب نے کہا کل رات میں قلعہ پر گیا اور بادشاہ ظاہر برقوق کے سامنے بیٹھا تو آپ تشریف لائے اور مجھ سے بلند جگہ پر بیٹھ گئے میں نے اپنے دل میں کہا کہ یہ بادشاہ کی مجلس میں مجھ سے اونچے کیوں بیٹھے ہیں؟ رات کو میں سویا تو مجھے نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی۔آپ نے مجھ سے فرمایا: یا محمود تانف ان تجلس تحت ولدی محمود! تو اس بات سے عار محسوس کرتا ہے کہ میری اولاد سے نیچے بیٹھے۔

یہ سن کر سید عبدالرحمان رو پڑے اور کہا جناب میں ایسا کہاں ہوں کہ حضور سید عالم ﷺ مجھے یاد فرمائیں یہ سننا تھا کہ تمام حاضرین بھی رو پڑے اور سب کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔

سب نے سید صاحب سے دعا کی درخواست کی اور واپس آگئے۔(الشرف المؤبد ص ۹۸)

سمرقند کے رئیس شہر سے علوی خاتون کا اپنا حال زار بیان کرنا، جواب میں رئیس شہر کا

Scanned with CamScanner

یہ کہنا کہ تم اپنے علوی ہونے پر گواہ پیش کرو اور محافظ شہر مجوسی کا علوی خاتون کی خاطر و مدارت کرنا اور ان کے ساتھ تعظیم و تکریم سے پیش آنا اور محمود گورنر کا نیچے بیٹھنا سیّد صاحب کا بلند مقام پر تشریف رکھنا اور پھر گورنر کا اپنے دل میں یہ خیال لانا کہ یہ مجھ سے اونچے کیوں بیٹھے۔ان ساری باتوں کو اللہ کے محبوب دانائے غیوب ﷺ دیکھنے اور جاننے والے ہیں اور اسی قسم کی باتوں کے دیکھنے اور جاننے والے کو حاضر و ناظر کہتے ہیں۔علامہ نبہانی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ان واقعات کو لکھ کر اپنا یہ عقیدہ ثابت کر دیا کہ حضور سیّد عالم ﷺ حاضر و ناظر ہیں اگر وہ حاضر و ناظر نہ ہوتے تو ان واقعات و حالات کو وہ ہرگز نہ دیکھ پاتے اور نہ جان پاتے۔

حیران کن واقعہ

اور تحریر فرماتے ہیں: حضرت علی بن سعید المعروف بہ زریری رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں: میں نے جوانی کے زمانہ میں حضرت شیخ محمد بن ابوبکر بن قوام علیہ الرحمۃ والرضوان (متوفی ۶۵۸ھ) کے ساتھ عہد کرلیا۔ایک بار مجھے بیت المقدس کی زیارت کا خیال ہوا تو میں نے حضرت سے حاضری کی اجازت چاہی۔فرمانے لگے بیٹا! جوان ہو اور مجھے خوف ہے کوئی خرابی نہ ہو، میں نے بڑی زاری اور الحاح سے کام لیا تو مجھے یہ کہتے ہوئے اجازت مرحمت فرمائی کہ میرا سر (بھید) تیری حفاظت یوں کرے گا جس طرح لوہے کا پنجرہ حفاظت کرتا ہے اور فرمایا جب دمشق کے دروازے پر محل کے سامنے آؤ تو شہر میں داخل ہو کر شیخ علی بن جمل کا پوچھنا اور ان کی زیارت کرنا وہ اللہ کے ولی ہیں۔

جب میں وہاں پہنچا تو ان کے متعلق پوچھا۔لوگوں نے مجھے ان کا پتہ بتایا میں نے ان کے گھر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا تو ان کے گھر کا ایک آدمی نکلا اور مجھے کہا علی! تشریف لائیں۔حضرت نے آپ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ علی نام کا ایک فقیر تمہارے پاس آئے گا وہ حضرت شیخ ابوبکر بن قوام کا غلام ہے۔اسے میرے آنے تک اندر آنے کی اجازت دے دینا۔ان کے کہنے پر میں اندر جا کر بیٹھ گیا یہاں تک کہ حضرت شیخ علی بن جمل تشریف لے آئے۔میں نے اٹھ کر انہیں سلام عرض کیا انہوں نے مجھے خوش آمدید کہہ کر فرمایا علی! گزشتہ

رات حضرت شیخ محمد ابوبکر آئے تھے اور تمہاری خبر گیری کے لئے کہا تھا۔اب تمہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی اس لئے کہ آپ سر شیخ میں یوں محفوظ ہیں جیسے کوئی پنجرے میں محفوظ رہتا ہے۔

اولیاء اللہ کی مدد و نصرت

میں ان کے پاس ٹھہرا رہا پھر بیت المقدس چلا۔جب وہاں پہنچا تو شدید گرمی میں شہر سے باہر ایک شخص کو دیکھا۔میں نے اسے سلام کیا تو اس نے مجھے جواب دے کر فرمایا بیٹا! بہت دیر کر دی ہے میں صبح سے تمہارا یہاں انتظار کر رہا ہوں۔مجھے اس سے خوف آنے لگا۔میں ڈرا یہ کوئی مشکوک آدمی نہ ہو۔مجھے فرمایا علی! ڈرو نہیں حضرت شیخ نے آکر مجھے تمہارے متعلق حکم فرمایا تھا۔میں ان کے ساتھ ان کے گھر چلا گیا۔انہوں نے کھانا منگوایا اور اسے تناول کرنے کا حکم دیا میں نے کھانا کھایا۔جب نماز کا وقت آیا تو کہا اب اٹھئے! نمازِ حرم اقدس میں پڑھیں گے ہم دونوں آدمی نکل کر حرم اقدس میں پہنچے وہاں نمازیں پڑھیں اور گھر واپس آگئے۔رات ہوئی تو وہ پوری رات نماز پڑھتے رہے۔جب انہیں محسوس ہوتا کہ میں جاگ رہا ہوں تو وہ بیٹھ جاتے اور جب میرے سو جانے کا یقین ہو جاتا تو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگتے۔(یہ سب اس کے لئے کہ ریاکاری نہ ہو)

میں کئی دن ان کے یہاں ٹھہرا رہا۔پھر میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی زیارت کے لئے نکلا۔انہوں نے میرے ساتھ چل کر الوداع کہا۔میں حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کے مزار کے قریب پہنچا تو چار ڈاکو میری طرف بڑھے۔جب میرے قریب آئے تو مبہوت ہو کر میرے پیچھے دیکھنے لگے۔میں نے پیچھے دیکھا تو سفید کپڑوں میں ملبوس منہ لپیٹے ایک شخص کو کھڑا ہوا پایا۔اس نے مجھے کہا اپنا راستہ چلتے جائیں۔میں چلتا گیا وہ اس وقت تک میرے ساتھ رہا جب تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر اور شہر سامنے نہیں آگیا۔اب وہ کھڑے ہو کر دعا کرنے لگا اور میں شہر میں داخل ہو کر زیارت کرنے لگا۔جب میں اپنے شہر واپس پہنچا تو سب سے پہلے حضرت کی سلامی کے لئے حاضر ہوا۔جب میں نے خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا تو آپ نے میرے سفر کے سب واقعات بیان فرما دیئے اور

Scanned with CamScanner

فرمانے لگے کہ اگر وہ منہ لپیٹ کر آنے والا نہ ہوتا تو ڈاکو تیرے کپڑے تک اتار لیتے۔ یہ سن کر مجھے یقین ہو گیا کہ وہ خود حضرت شیخ رضی اللہ عنہ تھے۔ (جامع کرامات اولیاء ص ۵۷۷)

پل پل کی خبر دینا

اور تحریر فرماتے ہیں: ایک نصرانی خاتون ملک فرنگ میں رہتی تھی اور حضرت محمد بن احمد فرغل صعیدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۶۰ھ) کی معتقد تھی۔ اس نے نذر مانی کہ اگر اللہ نے اس کے لڑکے کو شفا دے دی تو وہ حضرت فرغل کے لئے دری بنائے گی۔ ایک دن آپ فرمانے لگے اب ان لوگوں نے دری کے لئے پشمین کاٹنا شروع کر دیا اب انہوں نے سوت کو نلوں پر چڑھایا۔ اب وہ بننے لگ گئے ہیں۔ اب انہوں نے دری بھیج دی ہے۔ اب مقام مرکب پر وہ اتر گئے ہیں اور فلاں جگہ پر وہ ہیں۔ اب فلاں مقام پر وہ پہنچ گئے ہیں۔ ایک دن فرمایا ابھی ایک سامنے آتا ہے اس نے دری پکڑ رکھی ہے اور دروازے پر پہنچ گیا ہے لوگوں نے دیکھا تو واقعی ایسا ہی ہوا۔ (جامع کرامات اولیاء ص ۶۸۶)

حضرت شیخ ابن قوام رحمۃ اللہ کا خادم کے سارے واقعات سفر کو بغیر کسی آلہ کے دیکھنا اور جاننا۔ اسی طرح حضرت فرغل علیہ الرحمۃ کا دری کے متعلق سارے حالات کو ملاحظہ فرمانا حاضر و ناظر کا معنی ہے۔ حضرت علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان واقعات کو کتاب میں لکھ کر اپنا یہ عقیدہ واضح کر دیا کہ اللہ کے بعض ولی بھی حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔

(۱۹۳)

حضرت ابو عبداللہ صیاد رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابراہیم بن شیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جمعہ کے روز نماز جمعہ کے بعد نشست کیا کرتے تھے۔ ایک بار ایک شخص محض ایک کپڑا اوڑھے ہوئے ہماری مجلس میں آیا۔ اس نے ہمارے سامنے ایک سوال رکھا۔ مجلس برخواست ہونے تک ہم لوگ دینی فقہی مسائل پر گفتگو کرتے رہے۔ پھر وہ دوسرے جمعہ کو بھی آیا۔ مسئلہ دریافت کیا اور ہم لوگوں نے اس کا پتہ ٹھکانہ پوچھا۔ اس نے اپنی کنیت ابو عبداللہ بتائی اور اپنی حالت اور اپنے گاؤں کا نام بتایا۔ ہم لوگ اس سے بہت خوش تھے اور ہمارے پاس اس کی آمد و رفت کا سلسلہ بہت روز تک قائم رہا۔ پھر یک بیک اس نے آنا بند کر دیا تو ہم لوگ اس کی ملاقات کے لئے خود گاؤں پہنچے اور اس کے بارے میں لوگوں سے پوچھا تو لوگوں نے بتایا: وہ ابو عبداللہ صیاد ہیں۔ وہ شکار کو گئے ہوئے ہیں، لوٹتے ہی ہوں گے۔ ہم لوگ انتظار کرتے رہے۔ وہ آئے اور حالت یہ تھی کہ انہوں نے کپڑے کے ایک ٹکڑے کی لنگی اور ایک ٹکڑے کی چادر بنائی ہوئی تھی۔ ان کے ہاتھ میں کئی پرندے ذبح کئے ہوئے اور چند ایک زندہ تھے۔ ہم لوگوں کو دیکھ کر مسکرانے لگے۔ ہم نے عرض کیا: ''آپ ہماری مجلس میں تشریف لایا کرتے تھے اب کیوں نہیں آتے۔'' فرمایا سچ بات یہ ہے کہ میرا ایک پڑوسی تھا میں اس کے کپڑے عاریتاً پہن کر شہر آتا تھا۔ وہ اس وقت سفر پر گیا ہے۔'' پھر فرمایا: ''آپ لوگ میرے غریب خانہ پر چلیں، اللہ کا دیا رزق تناول کریں۔'' چنانچہ ہم لوگ ان کے گھر گئے۔ ہمیں بٹھا کر انہوں نے ذبح کئے ہوئے پرندے اپنی اہلیہ کے سپرد کئے تاکہ وہ انہیں پکائیں اور زندہ پرندوں کو بازار میں جا کر بیچا اور روٹیاں خرید کر لائے۔ ان کے آتے آتے ان کی اہلیہ نے گوشت پکا دیا

Scanned with CamScanner

تھا۔ہم لوگوں نے کھانا کھایا اور واپس چلے تو آپس میں ان کی مدد کرنے کے بارے میں مشورہ کیا اور پانچ ہزار درہم جمع کر کے انہیں دینے کے لئے پھر گاؤں کی طرف آنے لگے۔ ہم جب مقام مرید پر پہنچے تو ہمیں بصرہ کے امیر محمد بن سلیمان نے اپنے محل کے جھروکے سے دیکھ لیا اور غلام کے ذریعہ مجھے بلوا بھیجا۔ میں نے انہیں ابو عبداللہ صیاد کا حال بتایا تو انہوں نے کہا ان کی مدد کا حق تم سے زیادہ مجھ پر ہے چنانچہ انہوں نے بھی دس ہزار درہم غلام کے ذریعہ ہمارے ہمراہ کر دیا۔

اے اللہ! اب مجھے اپنے پاس بلا لے

ہم لوگ یہ سب لے کر ان کے گھر پہنچے تو دیکھتے ہی ان کا حال متغیر ہو گیا۔ فرمایا: ''کیا تم مجھے فتنہ میں ڈالنا چاہتے ہو؟'' جاؤ میرا تم لوگوں سے کوئی تعلق نہیں۔ میں نے انہیں بہت سمجھایا کہ دیکھئے آپ کو معلوم ہے کہ امیر کتنا ظالم آدمی ہے۔ خدا کے لئے آپ یہ قبول کر لیجئے مگر ان کا غصہ مزید تیز ہو گیا اور انہوں نے اپنا دروازہ بند کر لیا۔ میں وہاں سے امیر کے پاس آیا اور ناچار صحیح بات بتا دی۔ امیر سخت برہم ہوا اور اپنے غلام کو حکم دیا کہ تلوار لا اور وہ شخص خارجی لگتا ہے اس کی گردن اڑا دے۔ میں نے امیر کو بہتیرا سمجھایا کہ میں انہیں اچھی طرح جانتا ہوں وہ خارجی نہیں ہیں۔ میں انہیں آپ کے پاس لاتا ہوں، غلام کو نہ بھیجیں۔ میں یہ چاہتا تھا کہ اس طرح میں امیر کے غیض سے انہیں بچا لوں گا۔ چنانچہ میں پھر ان کے گھر گیا اور سلام کیا تو ان کی اہلیہ کو روتی پایا۔ انہوں نے کہا تمہیں پتہ بھی ہے ابو عبداللہ کا کیا حال ہوا؟ گھر سے آ کر ان کے پاس جو کچھ تھا انہوں نے رکھا، وضو کر کے نماز پڑھی، پھر میں نے انہیں یہ دعا مانگتے سنا۔ ''اے اللہ اب مجھے اپنے حضور طلب کر لے اور فتنہ سے محفوظ رکھ۔'' اس کے بعد لیٹ گئے۔ میں نے قریب پہنچ کر جو دیکھا تو روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ یہ ہے ان کی لاش۔ میں نے کہا ''اے خاتون! ہمارے ان کے درمیان ایک عظیم واقعہ ہوا ہے۔ انہیں کچھ نہ کہو۔'' اس کے بعد امیر بصرہ پاس آیا اور ساری کیفیت بیان کی۔ امیر نے کہا اس ''انسان کے جنازے کی نماز میں خود پڑھاؤں گا۔ شہر میں خبر پھیل گئی۔ تمام روساء، امراء اور معززین شہر نے حضرت ابو عبداللہ صیاد کے جنازے میں حاضری دی۔ (رضی اللہ عنہ ونفعنا بہ آمین)

ایک نوجوان کی آہ وزاری

شہر کوفہ کے اندر حضرت محمد بن سماک رحمۃ اللہ علیہ کے جوار میں ایک بوڑھا شخص رہتا تھا جس کا ایک بیٹا تھا جو دن کو روزہ رکھتا اور رات کو قیام کرتا تھا۔ رات کو یہ اشعار پڑھتا۔

لما رایت اللیل اقبل خاشعا

بادرت نحو مونسی بنحیبی

جب میں رات کو آتے دیکھتا ہوں تو خشوع کے ساتھ اپنے مونس کی جانب روتا ہوا دوڑتا ہوں۔

ابکی فتقلقنی الیہ صبابتی

فابیت مسرورا بقرب حبیبی

روتا ہوں اور محبت مجھے اس کے لئے مضطرب کرتی ہے پھر میں قرب حبیب سے مسرور ہو کر رات گزارتا ہوں۔

اور جب شب کا آخری حصہ ہوتا تو زار وقطار روتے ہوئے یہ اشعار پڑھتا۔

قدرت فی اللیل اذ لاحت معالمہ

ما کان انی بہ فید لمو لایا

جب رات کی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں اس وقت میں اندازہ کرتا ہوں کہ مجھے اپنے مولا سے کتنا انس ہوتا ہے۔

ضمنت فی القلب حبا قد کلفت بہ

واللہ یعلم ما مکنون احشابا

میرے دل میں اسی کی محبت پوشیدہ کر رکھی ہے جس پر میں خود فریفتہ ہوں۔ اللہ ہی جانتا ہے جو کچھ میرے سینہ میں چھپا ہوا ہے۔

جس کی ریاضت نے والیوں کو حیران کر دیا

حضرت شیخ محمد بن سماک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک روز اس نوجوان کا بوڑھا باپ آیا اور عرض کیا: آپ ہی اسے کچھ سمجھائیں، کہ خود پر کچھ ترس کھائے۔ حضرت شیخ فرماتے

ہیں۔ ”ایک روز میں اپنے دروازہ پر کچھ لوگوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، اتنے میں وہ لڑکا وہاں سے گزرا، میں نے اسے بلایا وہ پرانی مشک کی طرح سکڑا ہوا، لاغر اور کمزور تھا کہ ہوا چلے تو گر جائے۔ سلام کر کے بیٹھ گیا۔ میں نے اس سے کہا” پیارے! اللہ نے تم پر باپ کی اطاعت بھی فرض کی ہے اور اس کی نافرمانی سے روکا ہے جس طرح اپنی نافرمانی سے منع فرمایا ہے۔“ تمہارے والد نے ہم سے ایک بات کہی ہے تم کہو تو، میں بیان کروں۔ اس نے کہا: ”چچا جان! آپ شاید مجھے عمل میں تخفیف اور اپنے معمولات چھوڑنے کی رائے دیں گے؟“ میں نے کہا، بیٹے! تمہارا مقصود اس محنت شاقہ کے بغیر بھی حاصل ہو جائے گا۔ اس نے کہا: چچا جان! میں نے اپنے محلہ کے کچھ نوجوانوں سے اسی حال میں رہنے پر معاہدہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سبقت کرتے رہیں گے۔ چنانچہ میرے ان احباب نے کوشش اور محنت کی اور ربّ تعالیٰ کی طرف بلائے گئے تو بخوشی چلے گئے۔ ان میں سے اب میرے علاوہ کوئی باقی نہیں رہا۔ میرا عمل ان کے سامنے دو بار پیش ہوتا ہے۔ وہ لوگ عہد شکنی کرتے دیکھیں گے تو مجھے کیا کہیں گے؟ چچا جان! میں نے اس معاملہ میں ایسے نوجوانوں سے عہد باندھا ہے جنہوں نے رات کو اپنی سواری قرار دیا۔ اس پر بڑے بڑے جنگل سر کئے، اونچے اونچے پہاڑوں پر گئے۔ صبح کو میں نے جب انہیں دیکھا تو انہیں شب بیداری کی چھری نے ذبح کر ڈالا تھا اور ان کے اعضاء الگ الگ کر دیئے تھے۔ سیر شب کے باعث ان کے شکم پتلے ہو چکے تھے، نہ انہیں چین ملتا تھا اور نہ شریر لوگوں سے انہیں تعلق تھا۔ انہیں جب بلایا گیا بخوشی چلے گئے۔

حضرت شیخ سماک فرماتے ہیں واللہ مجھے اس نے حیرت میں ڈال دیا اور چلا گیا۔ اس کے محض تین روز بعد خبر ملی کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ (رضی اللہ عنہ و نفعنا بہ آمین)

(روض الریاحین)

(۱۹۴)

شہداءِ راہِ وفا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

اللہ کے رسول ﷺ نے دس صحابہ کو (کفار کے مطالبے پر اسلام کی تبلیغ کے لئے) روانہ فرمایا۔ ان کا امیر عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عاصم کے نانا جان تھے۔ یہ لوگ جب ”ہدۃ“ کے مقام پر پہنچے، جو مکہ اور عسفان کے درمیان ہے تو ”بنی ہذیل“ کے ایک قبیلے کو ان کے آنے کی خبر ہو گئی۔ قبیلے کا نام ”بنی لحیان“ تھا۔ اس قبیلے کے سو تیر انداز صحابہ کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے اور صحابہ کے نشانات پر پیچھا کرنے لگے۔ آخر کار یہ اس جگہ پہنچے، جہاں صحابہ نے بیٹھ کر کھجوریں کھائی تھیں، کھجوروں کی گٹھلیاں دیکھ کر یہ لوگ کہنے لگے: کھجوریں تو یثرب کی ہیں۔ چنانچہ اب وہ حسب معمول صحابہ کے نشانات قدم پر چلنے لگے۔ ادھر حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو بھی محسوس ہو گیا کہ ان کا پیچھا کیا جا رہا ہے، چنانچہ انہوں نے اور ان کے ساتھیوں نے ایک محفوظ جگہ پوزیشن لے لی۔ بنو لحیان کے لوگوں نے بھی یہاں پہنچتے ہی صحابہ کا گھیراؤ کر لیا اور کہنے لگے: نیچے اتر آؤ اور اپنے آپ کو ہمارے حوالے کر دو، یہ عہد رہا کہ ہم تم میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے۔ اس پر حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا: مسلمانو! جہاں تک میرا تعلق ہے میں تو کسی کافر کا ذمہ قبول کر کے نیچے نہیں اتروں گا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

یا اللہ! اپنے نبی کو ہماری خبر کر دے

”اللّٰھم اخبر عنا نبیك صلی اللہ علیه وسلم“

”اے اللہ! ہمارے نبی ﷺ کو ہمارے حالات سے آگاہ کر دے۔“

اب قبیلے کے سو آدمیوں کے لشکر نے مسلمانوں پر تیر پھینکنے شروع کر دیئے اور انہوں نے عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ (اور ان کے چھ ساتھیوں) کو شہید کر دیا۔ باقی تین صحابہ ان کے عہد اور میثاق کے پیش نظر نیچے اتر آئے۔ یہ تینوں حضرت خبیب، حضرت زید بن دثنہ اور ایک تیسرے صحابی رضی اللہ عنہم تھے۔ قبیلے والوں نے جب ان تینوں صحابہ پر قابو پالیا تو ان کی کمان سے تانت نکال کر اسی سے ان کو باندھنا شروع کر دیا۔ تیسرے صحابی نے ان سے کہا: یہ تمہاری بدعہدی کا آغاز ہے، اللہ کی قسم! میں تمہارے ساتھ بالکل نہیں جاؤں گا۔ میرے لئے یہ لوگ نمونہ ہیں جو ابھی شہید ہوئے، میں بھی شہید ہو جاؤں گا مگر جاؤں گا نہیں۔ انہوں نے آپ کو زبردستی اپنے ساتھ لے جانے کی کوشش کی مگر وہ ڈٹے رہے (حتیٰ کہ شہید ہو گئے)

اب یہ لوگ حضرت خبیب اور حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ عنہما دونوں کو ساتھ لے گئے اور مکہ میں لے جا کر انہیں فروخت کر دیا۔ یہ جو کچھ ہوا بدر کے واقعہ کے بعد (بدر کا بدلہ لینے کے لئے اور احد میں مسلمانوں کی ہوا اکھڑنے کے بعد) ہوا۔ حارث بن نوفل کے بیٹوں نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو خرید لیا کیونکہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ ہی نے بدر کی لڑائی میں حارث کو قتل کیا تھا۔ کچھ دنوں تک حضرت خبیب رضی اللہ عنہ ان کے گھر میں قید رہے پھر آخر کار انہوں نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا۔ اس دوران ایک روز ایسا ہوا کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے حارث کی بیٹی سے استرا مانگا، تاکہ اس کے ساتھ اپنے بال وغیرہ صاف کر لیں۔ حارث کی بیٹی نے جناب خبیب کو استرا دے دیا۔ کچھ دیر بعد اسی خاتون کا ایک چھوٹا بچہ (کھیلتے ہوئے) اس عورت کی بے خبری میں ان کے پاس چلا گیا۔ بچے کی ماں کو اس بات کی کوئی خبر نہ تھی۔ اس کے بعد ماں نے بچے کو دیکھا کہ وہ تو حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی ران پر بیٹھا ہے اور استرا حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ یہ دیکھ کر شدید گھبرا گئی۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے اس کی گھبراہٹ کو محسوس کیا تو اسے کہا:

مسلمان ایسی گھٹیا حرکت نہیں کرتا

"اَتَخْشِیْنَ اَنْ اَقْتُلَهٗ؟ مَا كُنْتُ لِاَ فْعَلَ ذٰلِكَ"

"تو ڈرتی ہے کہ میں اسے قتل کر دوں گا؟ میں ایسی (گھٹیا) حرکت کرنے والا نہیں ہوں۔" بعد میں اس خاتون نے اپنے تاثرات کا اظہار یوں کیا:

اللہ کی قسم! میں نے زندگی میں کوئی ایسا قیدی نہیں دیکھا جو خبیب رضی اللہ عنہ سے بہتر ہو۔ اللہ کی قسم! ایک دن میں نے اس کو دیکھا کہ وہ انگوروں کا خوشہ اپنے ہاتھ میں پکڑے کھا رہا ہے۔ حالانکہ اس کی حالت یہ تھی کہ وہ لوہے کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا اور مکہ میں ان دنوں کوئی بھی پھل میسر نہیں تھا۔ وہ خاتون کہا کرتی تھی کہ وہ تو رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے جناب خبیب رضی اللہ عنہ کو دیا تھا۔ پھر جب وہ (حارث کے بیٹے اور اس خاتون کے بھائی) حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو حدود حرم سے باہر لے جانے لگے، تاکہ وہ انہیں (تنعیم میں لے جا کر) شہید کر دیں تو حضرت خبیب رضی اللہ عنہ ان سے کہنے لگے: مجھے دو رکعت نماز ادا کر لینے دو۔

انہوں نے اجازت دے دی، چنانچہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے دو رکعت نماز ادا کی اور ان سے کہنے لگے: اللہ کی قسم! اگر اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ تم کہو گے کہ یہ موت کے خوف سے نماز لمبی کر رہا ہے تو میں نماز مزید لمبی کرتا۔ پھر یوں دعا کرنے لگے:

"اَللّٰهُمَّ اَحْصِهِمْ عَدَدًا وَاقْتُلْهُمْ بَدَدًا وَلَا تُبْقِ مِنْهُمْ اَحَدًا"

"میرے اللہ! انہیں ایک ایک کر کے گن، پھر انہیں بکھیر بکھیر کر مار اور ان میں سے کسی ایک کو نہ چھوڑ۔" مقتل میں آپ نے یہ اشعار پڑھے:

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کی شہادت

فَلَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰی اَیِّ جَنْبٍ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِیْ
وَذٰلِكَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ یَّشَاْ
یُبَارِكْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ

"جب میں مسلمان ہونے کی حالت میں شہید کر دیا جاؤں تو کیا پروا ہے، جس پہلو پر بھی گروں، اللہ ہی کی خاطر یہ میدان سجا ہے، یہ سارا منظر اس رب کی خاطر بپا ہے کہ اگر وہ چاہے تو بوٹی بوٹی کئے ہوئے اعضاء کے جوڑ جوڑ کو

بابرکت بنا ڈالے۔''

پھر حارث کے بیٹے عقبہ ابو سروعہ نے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے ہر اس مسلمان کے لئے دو رکعت نماز ادا کرنے کا ایک اچھا عمل چھوڑا جسے قید کر کے شہید کیا جائے۔ ادھر جس دن ان صحابہ پر یہ آزمائش آئی اسی دن اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے صحابہ کو اس سے باخبر کر دیا تھا۔

قریش کے بعض مشرکوں کو جب معلوم ہوا کہ حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے ہیں تو انہوں نے اپنے آدمیوں کو وہاں بھیجا تاکہ وہ ان کی لاش کا کوئی ٹکڑا لائیں، جس سے وہ یقین کر لیں کہ حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ واقعی شہید ہو گئے ہیں کیونکہ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے بدر کے میدان میں ان کے ایک سردار عقبہ بن ابی معیط کو قتل کیا تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی لاش پر بھڑوں کا ایک دستہ بھیج دیا۔ جو بادل کے سائبان کی طرح حضرت عاصم رضی اللہ عنہ کی لاش کی حفاظت کرنے لگا اور قریش کے بھیجے ہوئے لوگوں کو ان کے قریب بھی نہ پھٹکنے دیا اور وہ حضرت عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کی لاش کا کوئی حصہ کاٹ کر لے جانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ (بخاری، المغازی: ۳۹۸۹)

تین بندے جو سب سے پہلے جنت میں جائیں گے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سب سے پہلے جو تین بندے جنت میں داخل ہوں گے ان کے متعلق مجھے بتایا گیا: (وہ یہ ہیں)

(۱) (شہید) شہید (۲) (عفیف) پاک دامن (۳) (متعفف) نرم مزاج۔

(ترمذی، فضائل الجہاد، باب ما جاء فی ثواب الشہید: ۱۶۴۲ حدیث حسن)

(۱۹۵)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اوصافِ کریمہ

حضرت سیدنا صالح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت سیدنا معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما نے حضرت سیدنا ضرار رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''میرے سامنے حضرت سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے اوصاف بیان کرو۔''

حضرت ضرار رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''کیا آپ رضی اللہ عنہ مجھے اس سے معاف نہ رکھیں گے؟'' ارشاد فرمایا: ''نہیں، بلکہ تم ان کے اوصاف بیان کرو۔'' حضرت سیدنا ضرار رضی اللہ عنہ نے پھر عرض کی: ''کیا مجھے اس سے عافیت نہ دیں گے؟'' ارشاد فرمایا: ''نہیں، بلکہ تمہیں ان کے اوصاف ضرور بیان کرنا ہوں گے۔'' حضرت سیدنا ضرار رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ''اچھا! اگر آپ ان کے اوصاف سننا ہی چاہتے ہیں تو سنئے۔''

امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے علم و عرفان کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا، آپ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں اور اس کے دین کی حمایت میں مضبوط ارادے رکھتے، فیصلہ کن بات کرتے اور انتہائی عدل و انصاف سے کام لیتے، ان کی ذات منبع علم و حکمت تھی، جب کلام کرتے تو دہن مبارک سے حکمت و دانائی کے پھول جھڑتے، دنیا اور اس کی رنگینیوں سے وحشت کھاتے، رات کے اندھیروں میں (عبادتِ الٰہی) سے انہیں سرور حاصل ہوتا، اللہ کی قسم! آپ رضی اللہ عنہ بہت زیادہ رونے والے، دور اندیش اور غمزدہ تھے، اپنے نفس کا محاسبہ کرتے، کھردرا اور موٹا لباس پسند فرماتے اور موٹی روٹی تناول فرماتے۔

Scanned with CamScanner

جلال و جمال اور دنیا سے نفرت

اللہ کی قسم! ان کا رعب و دبدبہ ایسا تھا کہ ہم میں سے ہر ایک ان سے کلام کرتے ہوئے ڈرتا تھا، حالانکہ جب ہم ان کے پاس جاتے تو وہ خود ملنے میں پہل کرتے اور جب ہم سوال کرتے تو جواب دیتے، اور ہماری دعوت قبول فرماتے۔

اللہ کی قسم! ان کا رعب و دبدبہ ایسا تھا کہ ہم ان کے انتہائی قریب ہونے کے باوجود ان کے سامنے کلام کی جرأت نہ رکھتے۔

جب آپ رضی اللہ عنہ مسکراتے تو دندانِ مبارک ایسے معلوم ہوتے جیسے موتیوں کی لڑی، آپ رضی اللہ عنہ دین داروں کی تعظیم کرتے، مسکینوں سے محبت کرتے، کسی طاقتور یا صاحب ثروت کو اس کی باطل آرزو میں امید نہ دلاتے، کوئی بھی کمزور شخص آپ کی عدالت سے مایوس نہ ہوتا بلکہ اسے امید ہوتی کہ مجھے یہاں انصاف ضرور ملے گا۔

اللہ کی قسم! میں نے انہیں دیکھا کہ جب رات اپنے پر پھیلا دیتی، تو آپ اپنی داڑھی مبارک کو پکڑ کر زار و قطار روتے اور زخمی شخص کی طرح تڑپتے۔

میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''اے دنیا! کیا تو نے مجھ سے منہ موڑ لیا ہے یا ابھی بھی تو مجھ پر مشتاق ہے؟ اے دھوکے باز دنیا! جا، تو کسی اور کو دھوکہ دے، میں تجھے تین طلاقیں دے چکا ہوں، اب رجوع ہرگز نہیں۔ تیری عمر بہت کم ہے اور تیری آسائشیں اور نعمتیں انتہائی حقیر ہیں، لیکن تیرے نقصانات بہت زیادہ ہیں، ہائے! سفر (آخرت) بہت طویل ہے، زادِ راہ بہت قلیل اور راستہ انتہائی خطرناک اور پر پیچ ہے۔

سامعین پہ رقت طاری ہوگئی

یہ سن کر حضرت سیّدنا امیر معاویہ بن سفیان رضی اللہ عنہما کی آنکھوں سے سیل اشک رواں ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی اور وہاں موجود لوگ بھی زار و قطار رونے لگے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ابو الحسن حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم پر رحم فرمائے، خدا کی قسم! وہ ایسے ہی تھے۔''

پھر حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے ضرار رضی اللہ عنہ! ان (کی جدائی) کا غم تم پر کیسا ہے؟ عرض کی: ''اس عورت کے غم کی طرح جس کی گود میں اس کے بچے کو ذبح کر دیا گیا ہو۔'' جس طرح اس عورت کے آنسو نہیں تھمتے اور نہ ہی غم کم ہوتا ہے۔ اسی طرح میری بھی ایسی ہی حالت ہے۔

(عیون الحکایات)

(۱۹۶)

صحیح عقیدہ اور یہود و نصاریٰ

معلوم ہونا چاہئے کہ ہماری شریعت کے اصول مدون ہیں اور قواعد محفوظ ہیں جن میں کوئی خلل راہ پا سکتا ہے نہ ہی دخل اندازی ممکن ہے اور تمام شریعتوں کا یہی حال رہا ہے اور آفت اہل بدعت کی طرف سے آتی ہے یا جاہلوں کی وجہ سے مثال کے طور پر نصاریٰ نے جب دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ مردے زندہ ہو جاتے ہیں تو انہوں نے اس خلاف عادت فعل میں ذرا غور کیا کہ یہ انسانی طاقت سے باہر کی بات ہے تو انہوں نے اس فاعل کو صفت الوہیت سے موصوف کرنا شروع کر دیا اور اگر وہ اس کی ذات میں ذرا نظر کرتے تو معلوم ہوتا کہ اس میں تو حاجات اور کمزوریاں ہیں جو الوہیت کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں اور ایسی ذات الہ نہیں بن سکتی اور یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ یہ جو کچھ ان کے ہاتھ پر ظاہر ہو رہا ہے۔ کسی اور ذات کی قدرت کا کرشمہ ہے اور یہی صورت فروع میں بھی ظاہر ہوتی ہے مثلاً منقول ہے کہ نصاریٰ پر ایک ماہ کے روزے فرض ہوئے۔ انہوں نے بیس دن اور بڑھا لئے اور پھر ان کو اپنی رائے سے سال کے ایک خاص موسم میں متعین کر لیا شریعت کے اصول و فروع میں اس طرح کی بدحواسیاں یہود نے بھی داخل کر لی تھیں۔

امت مسلمہ کی شان

ہماری اُمت میں پیدا ہونے والی کجروی بھی انہی گزشتہ لوگوں کے طور طریقوں سے کچھ ملتی جلتی ہے۔ اگرچہ عمومی طور پر یہ لوگ شرک سے شک و تردد سے محفوظ رہے ہیں اور احکام شرع کی ایسی مخالفت سے بھی جو بظاہر قبیح اور بدترین ہوتی ہے کیونکہ یہ باقی اُمتوں سے عقل و فہم میں بڑھ کر ہیں تاہم شیطان ان کے ساتھ ساتھ تو رہتا ہے گو انہیں غرق کرنے

کی خواہش میں کامیاب نہ ہو سکا اور بعض کو گمراہی کے سمندر میں اس نے غرق کر بھی دیا ہے ان کی مثال یہ ہو سکتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نادر کتاب لائے ہیں جس کی شان میں کہا گیا ہے ما فرطنا فی الکتاب من شیء کہ ہم نے کتاب میں کوئی کمی نہیں چھوڑی اور سنت کے ذریعہ جو بات مشکل تھی اور محتاج بیان تھی اس کو بیان کر دیا گیا جیسا کہ ارشاد ہے (لتبین للناس ما نزل الیہم) تاکہ آپ لوگوں کے لئے وہ باتیں کھول کر بتا دیں جو ان کی طرف نازل کی گئیں اور بیان کے بعد ارشاد فرمایا: میں نے تمہیں ایک صاف اور واضح طریق پر کر دیا ہے مگر کچھ لوگ آئے جنہوں نے آپ کی اس وضاحت پر قناعت نہیں کی اور نہ ہی وہ آپ کے صحابہ کے طریق پر راضی ہوئے بلکہ بحثیں کرنے لگے اور تقسیم ہو گئے۔

فاسد خیالات کی اصلاح

کچھ تو وہ ہوئے جنہوں نے ان باتوں میں دخل دیا جنہیں دلوں میں جمانے کے لئے شریعت نے بڑا زور دیا تھا اور ان لوگوں نے وہ باتیں دلوں سے محو کر دیں مثلاً قرآن و حدیث اللہ تعالیٰ کا تعارف ایسی صفات کے ذریعے کراتے ہیں جن سے قلوب میں اس کے وجود کا یقین بیٹھتا ہے اور وہ صفات گو ان کے ظاہر سے عام موجودات کے ساتھ تشبیہ کا خیال پیدا ہوتا ہے مگر مقصود ایک موجود ذات کا اثبات ہے اور شریعت نے دیکھا کہ ان کو سن کر کچھ توہمات قلوب میں راہ پاتے ہیں تو اس کا علاج ''لیس کمثلہ شیء'' سے کر دیا گیا کہ اس جیسی کوئی چیز نہیں۔

پھر ان لوگوں نے قرآن کی طرف اپنا رخ کیا جو سب سے بڑا معجزہ ہے اور شریعت کو اس کے وجود کا اثبات اور دلوں میں اس کا یقین بٹھانا مقصود ہے تو ان میں سے کچھ لوگ کہنے لگے یہ تو مخلوق ہے جس سے اس کا احترام دلوں سے زائل کرنے کی کوشش کی اور یوں بھی کہا کہ کچھ بھی نازل نہیں ہوا اور نہ ہی اترنے کا تصور ممکن ہے بھلا صفت اپنے موصوف سے کبھی الگ ہو سکتی ہے اور مصحف میں تو صرف اوراق ہیں اور دوات کی سیاہی ان لوگوں نے بھی شریعت نے جس کے ثبوت پر زور دیا اسے مٹانے کی کوشش کی اور یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان میں نہیں ہے اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ نے عرش پر استواء فرمایا ہے اور نہ ہی وہ

Scanned with CamScanner

آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے' بلکہ اس کی رحمت مراد ہے۔ ان لوگوں نے بھی قلوب سے ان چیزوں کو مٹانے کی کوشش کی ہے جسے ثابت کرنا شریعت کو مقصود و مطلوب ہے اور جو کچھ یہ کہتے ہیں وہ شارع کی مراد نہیں ہے اور کچھ اور لوگ آئے جو شریعت کی حد پر قائم نہ رہے بلکہ انہوں نے خود رائی استعمال کرنا شروع کر دی اور کہا کہ ''اللہ تعالیٰ عرش پر ہے'' اور ثم استوی علی العرش پر قناعت نہیں کی اور ان کی وجہ سے لوگوں نے اپنے اسلاف کے علمی خزانے دفن کر دیئے ملحدوں نے ان کے لئے بہت سی حدیثیں گھڑیں اور یہ لوگ نہ جان سکے کہ اللہ کے حق میں کیا جائز اور کیا ناجائز ہے اور انہوں نے اپنی رائے سے ہی صفات ثابت مانی ہیں جن میں سے اکثر عرب کے توسعات کے طریق پر ہیں اور ان کو ظاہر ہی پر محمول کرتے ہیں۔

.حجا نامی ایک شخص کی مثال

ان کی مثال .حجا نامی ایک شخص کی سی ہے جسے اس کی ماں نے تاکید کی کہ دروازہ کی حفاظت کرنا وہ دروازہ اکھاڑ کر ساتھ لے گیا اور گھر کا سامان لوگ لے گئے۔ ماں نے ملامت کی تو کہنے لگا تو نے دروازے کی حفاظت کا کہا تھا یہ نہ کہا تھا کہ گھر کی حفاظت کرنا اور جب عرش پر ہونے سے ایک عظیم صورت کا خیال قائم ہونے لگا تو ایسی تاویل کرنا شروع کر دی جو عرش پر موجود ہونے کے منافی ہے ایسے ہی (من اتانی یمشی، اتیته هرولة) کا معنی بتایا: اس سے مراد حسی قرب نہیں ہے بلکہ مرتبہ اور نصیب کا قرب ہے اور (الا ان یاتیهم الله فی ظلل) (ترجمہ) (مگر یہ کہ آئے ان کے پاس اللہ تعالیٰ سائبانوں میں) اس آیت کو اپنے ظاہر پر محمول کرتے ہیں کہ خود ذات باری کا آنا ہی مراد ہے تو یہ لوگ کبھی تاویل کو جائز اور کبھی حرام کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب اشیاء کو صفات کہتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے نفخ اور روح کی نسبت اپنی طرف کی ہے اور ایسے ہی وہ ید کے ساتھ تخلیق کے قائل ہیں اور اگر وہ یوں کہتے ہیں کہ اپنی قدرت کے ساتھ پیدا کیا تو انکار ممکن نہ تھا بلکہ انہوں نے یوں کہا کہ یہ ایسی صفت ہے جس کا تعلق صرف خلق آدم کے ساتھ ہے دوسری مخلوق کے ساتھ نہیں ورنہ تخلیق آدم کی کیا فضیلت باقی رہے گی ان لوگوں کو فضیلت

آدم کی فکر میں اس بات کا دھیان نہ رہا کہ حضرت حق کے لائق کون سی بات ہے اور کون سی نہیں ہے کیونکہ ذات باری کے حق میں مس بالید کا اور عمل بالآلات کا تصور ممکن نہیں ہے۔

متشابہات کی وضاحت

آدم کی نسبت جو اللہ تعالیٰ کی طرف کی گئی ہے تو کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ پر صورت کا اطلاق ہم کر سکتے ہیں کیونکہ آتا ہے ''خلق آدم علی صورته'' (کہ آدم کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا) اور یہی معنی اس حدیث کا کیا کہ ''جب کوئی مارے تو چہرے سے اجتناب کرے اور ''قبح الله وجهك'' (کہ اللہ تعالیٰ تیرے چہرے کو قبیح کرے) نہ کہے اور نہ یہ کہے کہ اس چہرے کو قبیح کرے جو تیرے چہرے کے مشابہ ہے۔'' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔ اب اگر ان کے بقول صورت سے مراد ذات حق ہے تو ذات حق کا (چہرہ معاذ اللہ) اس قائل کے چہرہ کے مشابہ ہوگا کیونکہ حدیث کے الفاظ میں یہ بھی ہے ''ولا وجها يشبهه وجهك'' اور ان لوگوں نے حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کی حدیث نقل کی ہے جس میں ہے ''وان آخر وطئة وطئها الله بوج'' کہ آخری افتاد جو ان پر اللہ تعالیٰ نے مقام وج میں ڈالی'' ایسے ہی ایک حدیث ہے ''اللهم اشدد وطاتك علی مضر'' اے اللہ مضر قبیلہ پر اپنی افتاد شدید کر دے۔ یہاں پر مراد یہ ہے کہ آخری واقعہ جس میں مسلمانوں نے کفار کو قتل کیا مقام وج میں جو غزوہ حنین تھا مگر یہ لوگ نہ روایت کو سمجھے نہ سیرت سے واقف، کہتے ہیں کہ ظاہر ہی مراد ہے اللہ تعالیٰ نے اس مکان کو خود پامال کیا ہے۔ اب اس میں کیا شک رہا کہ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ زمین پر تھا پھر آسمان کی طرف چڑھ گیا (معاذ اللہ) ایسے ہی ان کا قول (ان الله لا یمل حتی تملوا) (کہ اللہ تعالیٰ اکتاتا نہیں اگرچہ تم اکتا جاؤ) کی وضاحت میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ملال (اکتا جانا) کی وصف کے ساتھ موصوف ہونا جائز ہے اور یہ لوگ لغت سے جاہل ہیں اور یہ بھی نہ جان سکے کہ حتیٰ کا حرف یہاں پر اگر نہایت بتانے کے لئے ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ کی مدح کیسے ہوئی کیونکہ لوگوں کے ملول ہونے پر جب ادھر بھی ملال آ گیا (معاذ اللہ) تو مدح کیا ہوئی مراد تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ملول نہیں ہوتا گو تم ہو بھی جاؤ۔

Scanned with CamScanner

ایک حدیث کا مفہوم

یہ لوگ اس حدیث کے بارے میں جو آپ ﷺ نے ارشاد فرمائی کہ (رحم رحمٰن سے نسبت رکھنے والی چیز ہے جو کہ رحمٰن کے حقو (وسط) کے ساتھ چمٹ جائے گی) یہ کہتے ہیں کہ حقو بھی ذات حق کی ایک صفت ہے اور اس پر ایسی حدیثیں ذکر کرتے ہیں کہ اگر وہ نقص وضو کے بارے میں آتیں تو قبول نہ ہوتیں اکثر وہ ہیں جنہیں ملحدوں نے گھڑا ہے مثلاً عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی روایت کہ ''اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو اپنے بازوؤں اور صدر (سینے) کے نور سے بنایا'' کہتے ہیں کہ ہم اسے اسی طرح اپنے ظاہر پر مانتے ہیں اور لوگوں کو راضی کرنے کو یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے لئے اعضاء ثابت نہیں کرتے گویا یوں کہتے ہیں: فلاں قائم ہے اور وہ قائم نہیں ہے۔ پھر اس میں ان کا اختلاف ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہا جائے وہ بیٹھا ہے یا کھڑا ہے آیت میں ہے: قَـائِمًا بالقسط کہ ''وہ انصاف کو قائم رکھنے والا ہے'' اور یہ لوگ تو سمجھ بوجھ میں اس مذکور ''حجا'' سے بھی گئے گزرے ہیں کیونکہ ''قـائـمًـا بالقسط'' میں قیام مراد ہی نہیں یہ تو ایسا ہے جیسے کہا جاتا ہے الامیر قـائـم بالعدل کہ امیر عدل قائم کرنے والا ہے وغیرہ وغیرہ۔

میں نے ان لوگوں کی بطور نمونہ بعض باتیں ذکر کر دی ہیں تا کہ ان کی طرف کوئی میلان نہ ہو جائے لہٰذا ان لوگوں سے بہت بچنا چاہئے کہ ان کے پاس نہ دین کی فقہ (سمجھ) ہے نہ عبادت اور اصل راستہ وہ اسلاف کا راستہ ہے، علاوہ ازیں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا قول ہے کہ یہ انسان کے علم کی تنگی (کمی) کی بات ہے کہ وہ دین کے معاملہ میں دوسرے لوگوں کے پیچھے لگے تاہم یہ مناسب نہیں کہ جس کے پیچھے بھی لوگوں کی بھیڑ اور ان کی تعظیم ہوتی دیکھو تو اصول شرع میں ان کی تقلید مت کرو اور اگر کسی کی بات صحیح اصول کے خلاف سنو تو کہہ دو کہ کسی راوی کی غلطی ہے کیونکہ اس امام کی مسلمہ عادت ہے کہ وہ اپنی رائے سے کچھ نہیں کہتا اور بالفرض یہ بات انہوں نے کہی ہے کہ ہم اصول میں ان کے مقلد نہیں ہیں۔ یہ ایک ایسا اصول ہے جس پر قائم رہنا ضروری ہے لہٰذا کسی صاحب کے ذکر سے جس کی لوگ تعظیم کرتے ہیں گھبرا نہیں جانا چاہئے۔

جاہل صوفیوں کی مذمت

اس تمام تر تفصیل سے مقصود یہ ہے کہ ہمارا دین صحیح سالم ہے کچھ لوگوں نے اس میں بعض ناپسند اور اذیت ناک باتیں داخل کر دی ہیں اور نام نہاد صوفیوں نے ایسی باتیں داخل کر لی ہیں جن سے لوگ نفرت کھاتے ہیں حتیٰ کہ ان کے افعال کو دیکھتے ہیں تو اسے طریق حق سے بعید سمجھتے ہیں اور اس طریق کی اکثر رہنمائی قصہ گو لوگوں نے کی ہے ایک عام آدمی جب ان کی مجلس میں آتا ہے۔ بے چارہ اچھی طرح سے وضو بھی نہیں کرنا جانتا مگر یہ لوگ اسے گفتگو میں جنید رحمہ اللہ کے باریک نکتے اور شبلی رحمہ اللہ کے اشارات سناتے ہیں جس سے یہ آدمی سمجھتا ہے کہ بس سیدھا راستہ یہی ہے کہ اہل وعیال کے لئے کسب معاش کو چھوڑ کر گوشہ تنہائی اختیار کیا جائے اور بزعم خویش اپنی اس خلوت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مناجات اور ہم کلامی کی جائے جبکہ یہ مسکین نماز کے ارکان تک سے واقف نہیں ہے نہ علم نے اس کی کچھ تربیت کی اور نہ ہی علماء کی مجلس میں اس کے اخلاق کی کوئی اصلاح ہوئی لہٰذا یہ اپنی خلوت و تنہائی میں اتنا ہی کچھ حاصل کر سکتا ہے جتنا کہ ایک گدھا اصطبل کی تنہائی میں اور اگر اس تنہائی اور ضروریات کی تقلیل کی مدت لمبی ہو گئی تو خشکی بڑھ جائے گی اور بعض دفعہ مالیخولیا کے ذریعہ اسے کچھ اجسام سے دکھائی دیں گے جن کو یہ ملائکہ خیال کرنے لگے گا اور پھر سر کو جھکا کر مصافحہ کرنے اور بوسہ دینے کو ہاتھ بھی بڑھانے لگے گا چنانچہ کتنے کاشتکار ہم نے دیکھے جو زراعت کو چھوڑ کر گوشہ نشین ہوئے اور اسی حالت کو پہنچ گئے بس اپنی محنت کی زندگی سے جان چھڑالی اب اگر اسے کہا جائے کہ کسی بیمار کا حال پوچھ لو تو کہتا ہے میری عادت نہیں ہے..... خدا کی لعنت ہو ایسی عادت پر جو شریعت کے خلاف ہے۔ بس عام لوگ قصہ کہانی سنانے والوں کے ہاتھوں یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ صحیح راستہ یہی ہے وہ نہیں جو فقہاء وعلماء بتاتے ہیں، اور بعض زہد وتصوف کے مدعی ایسے بھی ہیں جنہیں یہ پرواہ نہیں کہ شرع پر عمل ہے کہ نہیں پھر ان جاہلوں کی قسمیں ہیں بعض ایسے ہیں جو اباحت کا مسلک اپنائے ہوئے ہیں کہ سب جائز ہے معاصی میں غرق رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شیخ سے مت پوچھو کہ یہ کیوں کیا کیسے ہوا اور بعض اپنی جھوٹی وضع کو تحفظ دینے کے لئے علم کے بغیر ہی فتویٰ بھی دے دیتے

Scanned with CamScanner

ہیں مبادا کوئی کہہ دے کہ شیخ کو علم نہیں ہے۔

فقہی مسائل میں جُہال کے فتوے

مجھے شیخ ابو حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا: شریف دحالی جو ایک معروف شخص تھا لوگ اس کی زیارت کو آتے برکت حاصل کرتے ایک دن ان کی مجلس میں تھا کسی نے شیخ ابو حکیم رحمۃ اللہ علیہ سے مسئلہ پوچھا: مطلقہ ثلثہ یعنی جس عورت کو تین طلاقیں ہوگئیں اگر اس کو لڑکا پیدا ہو جائے تو کیا طلاق دینے والے کے لئے حلال ہو جائے گی شیخ نے جواب دیا ''بخدا نہیں'' اس پر شریف دحالی کہنے لگا کہ شیخ چپ رہیں بخدا میں نے لوگوں کو فتویٰ دے رکھا ہے کہ وہ بالکل حلال ہو جائے گی۔

اور اسی شیخ ابو حکیم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قصہ بھی سنایا کہ آزاد الحداد کا دادا علم کے نام سے معروف تھا اس کے پاس ایک عورت آئی اس نے ایک آدمی کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا اور یہ بھی نہ پوچھا کہ عدت ختم ہوگئی ہے کہ نہیں حاکم وقت کو پتہ چلا اس نے دونوں میں تفریق (جدائی) کا حکم دیا اور نکاح خواں پر بھی نکیر کی کہتے کہ عورت اس صاحب کے پاس آ کر کہنے لگی میرے آقا میں تو ایک جاہل عورت ہوں آخر آپ نے میرا نکاح کیونکر پڑھا دیا تھا کہنے لگا بس تو لوگوں کی باتوں کو جانے دے تو بالکل حلال اور پاک صاف ہے اور مجھے بعض فقہاء نے ایک عابد کا قصہ سنایا کہ وہ نماز میں کئی سال تک سجدہ سہو کیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ بخدا مجھے سہو نہیں ہوتا میں تو احتیاطاً ایسا کرتا ہوں فقیہ نے کہا: تیری نمازیں تمام کی تمام باطل گئیں کیونکہ تو نے ایسے سجدہ کا اضافہ کیا ہے جو شرعاً صحیح نہ تھا پھر وہ اضافے اور زائد باتیں جو ہمارے دین میں داخل ہوئی ہیں وہ نام نہاد صوفیاء کا طریق ہے کہ انہوں نے ایسے طریق اختیار کیے جن میں اکثر شریعت کے خلاف ہیں اور دین کے دعوے دار اس میں کمی بیشی کرتے رہتے ہیں مگر یہ کوئی شریعت یا دین نہیں۔

کیا بھوکا پیاسا رہنا کوئی ثواب کا کام ہے

ایک آدمی نے جو میرے قریب کے زمانہ میں گزرا ہے کثیر نام تھا جامع منصور میں داخل ہوا اور کہنے لگا میں نے اللہ تعالیٰ سے ایک عہد کیا تھا مگر توڑ بیٹھا ہوں میں نے اپنے

نفس کو پابند کیا تھا کہ چالیس دن تک کھانا مت کھائیو اسے دیکھنے والے ایک شخص نے مجھے بتایا: وہ دس دن تک تو پکارہا اور چوتھے عشرے میں موت کے قریب پہنچ گیا اور جب یہ عشرہ بھی پورا ہو گیا اور وہ چلہ سے فارغ ہوا تو اس کے حلق میں پانی ڈالا گیا تو ہم نے اندر سے یوں آواز سنی جیسے ابلتی ہوئی ہنڈیا کی ہوتی ہے اور وہ چند روز کے بعد مر گیا۔ اس مسکین کو دیکھو اور اس کی جہالت نے جو کچھ اس کے ساتھ کیا اسے بھی دیکھو اور کچھ لوگ ایسے بھی ہوئے جنہوں نے اپنے نفس کی محبوب و مرغوب نعمتوں اور لذتوں کے لئے ہر حکم کو ختم کر دیا اور تصوف کے شعبہ میں ایک قمیص ایک چھوٹی سی لنگی اور ہلکی سی ایک پگڑی پر قناعت کر لی اور کچھ نہیں دیکھ رہے کہاں سے کھا رہے ہیں کہاں سے پی رہے ہیں بڑے بڑے امیر کبیر دنیا داروں سے مجلسیں ہیں ریشم کا لباس اور شراب کا استعمال یہ سب کچھ اپنے مال و جاہ کو تحفظ دینے کے لئے، اور کچھ وہ ہیں جنہوں نے اپنے ہی طور طریقوں پر عمل کیا ہوا ہے اور ایسے کلمات کو دلیل بنایا ہے جن میں سے اکثر ثابت ہی نہیں اور کچھ گیت گانے سننے کھیلنے اور ناچنے پر لگے ہوئے ہیں پھر ان میں بھی بعض عشق کا دعویٰ رکھتے ہیں اور بعض حلول کا دعویٰ کرتے ہیں (کہ اندر کچھ اتر آتا ہے) اور ان چیزوں کو اپنی خواہش اور کھیل تماشہ کے طور پر دیکھتے سنتے ہیں اور یہ سب طریق عوام کو پوری طرح خراب کر رہے ہیں اور یہ تفصیل مزید طویل ہو سکتی ہے۔

بدعات کے خلاف ابن جوزی کی کوششیں

میں نے کئی ایک کتابیں لکھی ہیں جن میں تجھے بہترین تفصیل نظر آئے گی ایک ان میں سے تلبیس ابلیس ہے۔ مقصد یہ ہے کہ یہ یقین کر لینا چاہئے کہ شریعت کامل و مکمل ہے اگر سمجھ نصیب ہو جائے تو تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی اتباع کرنی چاہئے اور ادھر ادھر کے راستے ترک کرنے چاہئیں اور دین کے معاملہ میں اور کسی کے پیچھے نہ لگنا چاہئے اگر تو یہ مان گیا تو پھر کسی اور نصیحت کی تجھے ضرورت نہیں اور اہل نقل کے جمود اور متکلمین کی توسیع اور پھیلاؤ سے اور نام نہاد صوفیاء کی مجالس سے اور اہل بدعت کی پسندیدہ باتوں سے بہت بچ کے رہو اور ایسے علماء سے بھی جو صورت و علم پر قائم ہیں اور عمل نہیں کرتے اور علم کے

Scanned with CamScanner

بغیر عبادت و ریاضت کرنے والوں کے عمل سے اور اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے جس کی تائید فرماتا ہے اسے دین کی صحیح سمجھ عطا فرما دیتا ہے اور اپنے وقت کا اسے مقتدا بنا دیتا ہے وہ کسی کی فضول بات کی پرواہ نہیں کرتا کسی کی ملامت کی طرف نگاہ نہیں کرتا وہ اپنی رسی واضح طریق کے رہنما کے حوالہ کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو رسمی طور پر بڑے بننے والوں کی اتباع سے بچا کر رسول اللہ ﷺ کی اتباع نصیب فرمائے کہ وہی جوہر وجود ہیں اور مقصود کائنات ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم و علی آلہ و اصحابہ و اتباعہ ورزقنا اتباعہ مع اتباعہ (آمین)

(صید الخاطر)

(۱۹۷)

وہ جن سے خدا بھی محبت کرتا ہے اور خدائی بھی

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَحَبَّ اللهُ الْعَبْدَ نَادٰى جِبْرِيْلَ: إِنَّ اللهَ يُحِبُّ فُلَانًا، فَأَحْبِبْهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ، فَيُنَادِيْ جِبْرِيْلُ فِيْ أَهْلِ السَّمَآءِ: إِنَّ اللهَ يُحِبُّ فُلَانًا، فَأَحِبُّوْهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَآءِ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْأَرْضِ۔ متفق علیہ

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو آواز دیتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمانی مخلوق میں ندا دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین والوں (کے دلوں) میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔''

أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: بدء الخلق، باب: ذكر الملائكة، ۳/۱۱۷۵، الرقم: ۳۰۳۷، وفي كتاب: الأدب، باب: المقة من الله تعالى، ۵/۲۲۴۶، الرقم: ۵۶۹۳، وفي كتاب: التوحيد، باب: كلام الرب مع جبريل ونداء الله الملائكة: ۶/۲۷۲۱، الرقم: ۷۰۴۷، ومسلم في الصحيح، كتاب: البر والصلة والآداب، باب: إذا أحب الله عبدا حببه الى عباده، ۴/۲۰۳۰، الرقم: ۲۶۳۷)

وہ جن سے خدا بھی ملنا چاہتا ہے

عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللهِ أَحَبَّ اللهُ لِقَاءَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللهِ كَرِهَ اللهُ لِقَاءَهُ .

''حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات پسند فرماتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ملنا ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا ناپسند فرماتا ہے۔''

أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: الرقاق، باب: من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه، ۵/۲۳۸۷، الرقم: ۶۱۴۳، ومسلم في الصحيح، كتاب: الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب: من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه ومن كره لقاء الله كره الله لقاءه، ۴/۲۰۶۶، ۲۰۶۷، الرقم: ۲۶۸۴، ۲۶۸۶)

مومن و کافر کی موت

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ قَالَتْ عَائِشَةُ اَوْ بَعْضُ اَزْوَاجِهِ اِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ لَيْسَ ذَاكِ وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللّٰهِ وَكَرَامَتِهِ فَلَيْسَ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا اَمَامَهُ فَاَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ وَاَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ وَاِنَّ الْكَافِرَ اِذَا حُضِرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَعُقُوْبَتِهِ فَلَيْسَ شَيْءٌ اَكْرَهَ اِلَيْهِ مِمَّا اَمَامَهُ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ . متفق عليه و هذا لفظ البخاري .

''حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنا پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کرنا پسند فرماتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند نہیں کرتا اللہ

تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو پسند نہیں فرماتا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یا آپ ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے کسی نے عرض کیا: بے شک ہم سب موت کو ناپسند کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بات نہیں ہے کیونکہ جب مومن کی موت آتی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی رضوان اور اس کی کرامت کی خوشخبری دی جاتی ہے لہٰذا جو کچھ وہ اپنے سامنے دیکھ رہا ہوتا ہے اس سے بڑھ کر اسے کوئی اور چیز محبوب نہیں ہوتی۔ پس وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لئے بے تاب ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کرنے کو پسند فرماتا ہے اور کافر کو جب موت آتی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب اور سزا کی خبر دی جاتی ہے۔ پس جو چیز اس کے سامنے ہوتی ہے اس سے بڑھ کر اسے کوئی چیز ناپسند نہیں ہوتی پھر وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے۔''

یہ حدیث متفق علیہ ہے اور الفاظ امام بخاری کے ہیں۔

(أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب: الرقاق، باب: من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه، ۵/۲۳۸۶، الرقم: ۶۱۴۲، ومسلم في الصحيح، كتاب: الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب: من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه ۴/۲۰۶۵ الرقم: ۲۶۸۴)

حضرت عائشہ حدیث کا مفہوم بیان فرماتی ہیں

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَائَهُ قَالَ فَاَتَيْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَذْكُرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثًا اِنْ كَانَ كَذٰلِكَ فَقَدْ هَلَكْنَا فَقَالَتْ اِنَّ الْهَالِكَ مَنْ هَلَكَ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا ذَاكَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَائَهُ وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ

لِقَآئَهٗ وَلَيْسَ مِنَّا اَحَدٌ اِلَّا وَهُوَ يَكْرَهُ الْمَوْتَ فَقَالَتْ قَدْ قَالَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ بِالَّذِىْ تَذْهَبُ اِلَيْهِ وَلٰكِنْ اِذَا شَخَصَ الْبَصَرُ وَحَشْرَجَ الصَّدْرُ وَاقْشَعَرَّ الْجِلْدُ وَتَشَنَّجَتِ الْاَصَابِعُ فَعِنْدَ ذٰلِكَ مَنْ اَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآئَهٗ وَمَنْ كَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَآئَهٗ ۔ رواہ مسلم والنسائی ۔

قاضی شریح کا سوال اور اُم المومنین کا جواب

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند کرے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات پسند فرماتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ناپسند کرے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات ناپسند فرماتا ہے۔ حضرت شریح بن ہانی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے ام المومنین! میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بیان کرتے ہوئے سنا ہے، اگر واقعی اسی طرح ہے تو پھر ہم تو ہلاک ہو گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق جو ہلاک ہوا وہ واقعی ہلاک ہو گیا۔ بتاؤ وہ حدیث مبارکہ کیا ہے؟ انہوں نے بیان کیا کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات پسند فرماتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات ناپسند فرماتا ہے اور ہم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے کہ جو موت کو ناپسند نہ کرتا ہو؟ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح فرمایا تھا لیکن اس کا وہ مطلب نہیں ہے جو تم نے سمجھا ہے۔ (بلکہ اس سے مراد ہے) جب آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں اور سینہ میں دم گھٹ جائے اور رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور انگلیاں ٹیڑھی ہو جائیں۔ اس وقت جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند

کرے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات کو پسند فرماتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات ناپسند کرے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملاقات ناپسند فرماتا ہے۔''

اسے امام مسلم اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب: الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب: من أحب لقاء الله أحب الله لقاءه ومن كره لقاء الله كره الله لقاءه، ۴/۲۰۶۶، والنسائي في السنن، كتاب: الجنائز، باب: فيمن أحب لقاء الله، ۴/۹، الرقم: ۱۸۳۴، وفي السنن الكبرى، ۱/۶۰۳، الرقم: ۱۹۶۰)

اللہ تعالیٰ کا محبوب اور مغضوب

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيْلَ فَقَالَ اِنِّىْ اُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبَّهٗ قَالَ فَيُحِبُّهٗ جِبْرِيْلُ ثُمَّ يُنَادِىْ فِى السَّمَآءِ فَيَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَيُحِبُّهٗ اَهْلُ السَّمَآءِ قَالَ ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِى الْاَرْضِ وَاِذَا اَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيْلَ فَيَقُوْلُ اِنِّىْ اُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضْهُ قَالَ فَيُبْغِضُهٗ جِبْرِيْلُ ثُمَّ يُنَادِىْ فِىْ اَهْلِ السَّمَآءِ اِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضُوْهُ قَالَ فَيُبْغِضُوْنَهٗ ثُمَّ تُوْضَعُ لَهُ الْبَغْضَآءُ فِى الْاَرْضِ ۔ رواہ مسلم واحمد

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام کو بلاتا ہے اور فرماتا ہے: میں فلاں سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا: پھر جبرائیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر جبرائیل علیہ السلام آسمان پر ندا کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے پس تم بھی اس سے محبت کرو۔ پھر آسمان والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر اس کے لئے (اہل) زمین میں مقبولیت رکھ دی جاتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو (اس کی نافرمانی کی وجہ سے) ناپسند فرماتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام کو بلا کر فرماتا ہے: میں فلاں شخص کو ناپسند کرتا ہوں تم بھی اسے ناپسند کرو، سو جبرائیل علیہ السلام

بھی اسے ناپسند کرتے ہیں، پھر وہ آسمان والوں میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کو ناپسند کرتا ہے تم بھی اسے ناپسند کرو سو وہ بھی اس سے نفرت کرتے ہیں پھر اس بندے کے لئے (اہل) زمین میں نفرت رکھ دی جاتی ہے۔'' اسے امام مسلم اور احمد نے روایت کیا ہے۔

أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب: البر والصلة والآداب، باب: إذا أحب الله عبدا حببه الى عباده، ۴/۲۰۳۰، الرقم: ۲۶۳۷، وأحمد بن حنبل في المسند، ۲/۵۰۹، الرقم: ۱۰۶۲۳)

جبریل منادی کرتے ہیں

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَحَبَّ اللهُ عَبْدًا، نَادٰى جِبْرِيْلَ: إِنِّيْ قَدْ أَحْبَبْتُ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ، قَالَ: فَيُنَادِيْ فِي السَّمَآءِ ثُمَّ تَنْزِلُ لَهُ الْمَحَبَّةُ فِيْ أَهْلِ الْأَرْضِ، فَذٰلِكَ قَوْلُ اللهِ: (إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا) (مریم۱۹:۹۶) وَإِذَا أَبْغَضَ اللهُ عَبْدًا نَادٰى جِبْرِيْلَ: إِنِّيْ قَدْ أَبْغَضْتُ فُلَانًا، فَيُنَادِيْ فِي السَّمَآءِ ثُمَّ تَنْزِلُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِي الْأَرْضِ.

رواه الترمذی . وقال: هذا حديث حسن صحيح .

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جرائیل علیہ السلام کو آواز دیتا ہے (اے جرائیل!) میں فلاں آدمی کو محبوب رکھتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں پھر جبریل آسمان میں اعلان کرتے ہیں۔ پھر اہل زمین (کے دلوں) میں اس کی محبت اُترتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اسی بارے میں ہے۔ (بیشک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے تو (خدائے) رحمٰن ان کے لئے (لوگوں کے) دلوں میں محبت پیدا فرما دے گا) اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو ناپسند کرتا ہے تو حضرت جرائیل علیہ السلام کو پکارتا ہے میں فلاں آدمی کو ناپسند کرتا ہوں۔ حضرت جرائیل علیہ السلام آسمان میں اس کی منادی کرتے ہیں اور پھر زمین میں (اہل زمین کے دلوں میں) اس کے لئے نفرت اترتی ہے۔''

اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے نیز فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

أخرجه الترمذی في السنن، كتاب: تفسير القرآن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب: ومن سورة مريم، ۵/۳۱۷، الرقم: ۳۱۶۱

زمین و آسمان میں مقبولیت

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَحَبَّ اللهُ الْعَبْدَ قَالَ لِجِبْرِيْلَ، قَدْ أَحْبَبْتُ فُلَانًا فَأَحِبَّهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيْلُ ثُمَّ يُنَادِيْ فِيْ أَهْلِ السَّمَآءِ: إِنَّ اللهَ قَدْ أَحَبَّ فُلَانًا، فَأَحِبُّوْهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَآءِ، ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْأَرْضِ، وَإِذَا أَبْغَضَ اللهُ الْعَبْدَ، قَالَ مَالِكٌ: لَا أَحْسِبُهُ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ فِي الْبُغْضِ مِثْلَ ذٰلِكَ . رواه مالك و ابن حبان .

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جرائیل علیہ السلام سے فرماتا ہے: میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس جرائیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر اہل آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ کو فلاں بندے سے محبت ہوگئی ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو۔ پس اہل آسمان بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر اس بندے کے لئے (اہل) زمین میں قبول عام رکھ دیا جاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے نفرت کرتا ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرا خیال نہیں کہ ایسا ہو۔ مگر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغض کے باب میں اسی طرح فرمایا ہے۔ (یعنی جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے نفرت کرتا ہے تو جبریل امین اور

Scanned with CamScanner

اہل ارض وسماء بھی اس سے نفرت کرتے ہیں)۔''

اس حدیث کو امام مالک اور ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

(أخرجه مالک فی الموطا، ۲/۹۵۳، الرقم: ۱۷۱۰، وابن حبان فی الصحیح، ۲/۸۶، الرقم: ۳۶۵)

فرشتوں کی دعا کے حقدار لوگ

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْعَبْدَ لَيَلْتَمِسُ مَرْضَاةَ اللهِ وَلَا يَزَالُ بِذٰلِكَ فَيَقُوْلُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِجِبْرِيْلَ: إِنَّ فُلَانًا عَبْدِيْ يَلْتَمِسُ أَنْ يُرْضِيَنِيْ أَلَا وَإِنَّ رَحْمَتِيْ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ جِبْرِيْلُ: رَحْمَةُ اللهِ عَلٰى فُلَانٍ وَيَقُوْلُهَا حَمَلَةُ الْعَرْشِ وَيَقُوْلُهَا مَنْ حَوْلَهُمْ حَتّٰى يَقُوْلَهَا أَهْلُ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ ثُمَّ تَهْبِطُ إِلَى الْأَرْضِ. رَوَاهُ أَحْمَدُ.

''حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرتا ہے اور ہمیشہ اس حالت طلب میں رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام کو فرماتا ہے: بے شک میرا فلاں بندہ مجھے راضی کرنے کا خواہش مند ہے۔ سنو! بے شک میری رحمت اس بندے پر ہے۔ پس جبریل علیہ السلام کہتے ہیں: فلاں بندے پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے اور ایسا ہی عرش کو اٹھانے والے فرشتے اور جو ان کے ارد گرد فرشتے ہیں وہ کہتے ہیں (کہ فلاں بندے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے) یہاں تک کہ ساتویں آسمان کے رہنے والے (بھی) اسی طرح کہتے ہیں پھر وہ زمین کی طرف اتر آتے ہیں (اور زمین میں بھی اس کا اعلان کرتے ہیں)۔''

اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے۔

(أخرجه أحمد بن حنبل فی المسند، ۵/۲۷۹، الرقم: ۲۲۴۵۴)

(۱۹۸)

خدا دے یہ نعمت بڑی چیز ہے

حضرت عمیرہ بنت مسعود انصاریہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں...... کہ میں اور میری پانچ بہنیں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں......

''فَوَجَدْتُهُ يَأْكُلُ قَدِيْدًا فَمَضَغَ لَهُنَّ قَدِيْدًا ثُمَّ نَاوَلَهُنَّ الْقَدِيْدَ فَمَضَغْنَهَا كُلُّ وَاحِدَةٍ قِطْعَةً قِطْعَةً فَلَقِيْنَ اللهَ وَمَا [illegible] لِأَفْوَاهِهِنَّ خُلُوْفٌ'' (خصائص کبریٰ ۱/۲۶۲، زرقانی علی المواہب ۴/۹)

''آپ اس وقت قدید خشک کیا ہوا گوشت کھا رہے تھے...... آپ نے ایک بار قدید کو چبا کر نرم کیا اور ان کو دیا تو انہوں نے تھوڑا تھوڑا کر کے کھا لیا (آپ کے دہن مبارک کی برکت سے) مرتے دم تک ان کے منہ سے بدبو نہیں پائی گئی...... ہمیشہ خوشبو آئی...... ''

غیبی رزق

ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جو حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے گھر تھیں...... کہتی ہیں کہ ایک دور میں صحابہ کرام (بھوک اور قحط کی وجہ سے) دو تین دن کے بعد رفع حاجت کے لئے نکلا کرتے تھے (کیونکہ اکثر پیٹ خالی ہوتا تھا) اور اونٹوں کی طرح مینگنیاں کر کے اٹھ آتے......

ایک دن حضرت مقداد رضی اللہ عنہ قضائے حاجت کے لئے نکلے اور مقام جحبہ پر پہنچے جو جنت البقیع کے قریب تھا...... وہاں وہ ایک ویران جگہ میں داخل ہو گئے...... ابھی وہ بیٹھے ہی تھے کہ اتنے میں ایک چوہے نے اپنے سوراخ سے دینار نکالا پھر وہ مسلسل دینار پر دینار نکالتا

لایا تا آنکہ سترہ ہو گئے......

انہوں نے وہ اٹھالئے اور نبی ﷺ کے پاس لے آئے اور سارا ماجرا کہہ سنایا......آپ ﷺ نے فرمایا:......تم نے سوراخ میں از خود تو ہاتھ نہیں ڈالا تھا؟ انہوں نے کہا:......نہیں...... اس رب کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے......آپ ﷺ نے فرمایا:......تو یہ تم پر صدقہ ہے، جو سوراخ میں سے نکلا اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اس میں برکت ڈالے۔

ضباعہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ان میں سے آخری دینار تب ختم ہوا جب میں حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے گھر میں چاندی کی تھیلیاں دیکھنے لگی تھی...... (دلائل النبوت)

شکر الحمد کوئی آیا ہے مہمان اپنا

ایک دن حضور ﷺ حضرت ابوبکر......عمر و علی رضی اللہ عنہم کو لے کر ابوالہیثم بن التیہان رضی اللہ عنہ کے گھر گئے......اس نے دیکھ کر کہا:......مرحبا! یارسول اللہ! وصحابہ رضی اللہ عنہم میری دلی خواہش تھی کہ حضور اپنے اصحاب کے ساتھ میرے گھر تشریف لائیں......میرے پاس جو چیز بھی تھی ہمسایوں کو بانٹ دی ہے......حضور ﷺ نے فرمایا: بہت اچھا کیا ہے......مجھے جبرائیل نے ہمسایہ کے اتنے حقوق بتائے ہیں......کہ مجھے ڈر تھا کہ کہیں ہمسایہ وراثت کا حقدار تو نہیں ہو جائے گا۔

پھر آپ ﷺ نے نگاہ اٹھائی تو دیکھا کہ ابوالہیثم کے گھر کے ایک کونہ میں ایک کھجور کا درخت تھا......ابوالہیثم کو پوچھا:......اگر اجازت ہو تو ہم چند کھجوریں کھالیں؟ اس نے بتایا:...... مدت ہوئی اس پر کبھی پھل نہیں آیا......اب آپ کو اختیار ہے......حضور ﷺ نے فرمایا:...... اللہ خیر و برکت دے گا......پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ پانی کا ایک پیالہ لائیں۔

جب پانی آیا تو آپ ﷺ نے تھوڑا سا پانی کلی کر کے اس درخت پر پھینکا......اسی وقت اس کھجور کے درخت سے خوشے لٹکنے لگے......بعض بڑی بڑی کھجوریں اللہ کے حکم سے اس میں پیدا ہو گئیں......آپ ﷺ نے بتایا:...... یہ باغ جنت کی کھجوریں ہیں جو تمہیں قیامت کے دن ملیں گی......یہ وہ نعمتیں ہیں کہ قیامت کے دن ان کا حساب ہو گا......

(شواہد النبوۃ و کتاب الشفاء)

(۱۹۹)

تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

تعظیم کے معنی ہیں قول یا فعل سے کسی کی بڑائی ظاہر کرنا۔ سرکار اقدس ﷺ اور دیگر انبیائے کرام و مشائخ عظام وغیرہ کی تعظیم جائز ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں بزرگوں کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: لَیْسَ مِنَّا
مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا۔

جو ہمارے چھوٹوں پر مہربانی نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی تعظیم و توقیر نہ کرے وہ ہمارے راستہ پر نہیں۔ (ترمذی۔ مشکوٰۃ ص ۴۲۳)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضور سیّد عالم ﷺ کے نزدیک اپنے بڑے کی تعظیم کرنا شرک نہیں بلکہ ایسا نہ کرنے والا حضور کے راستہ پر ہی نہیں۔

(۲) حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب کہ وہ مسلمان نہ ہوئے تھے۔ حدیبیہ کے مقام پر حضور ﷺ سے صلح کی گفتگو کرنے کے لئے آئے۔ اس موقع پر صحابہ کو حضور کی تعظیم کرتے ہوئے جو انہوں نے دیکھا تھا واپسی کے بعد مکہ شریف کے کافروں سے ان لفظوں میں انہوں نے بیان کیا۔

ایک کافر کے تاثرات

وَاللّٰهِ لَقَدْ وَفَدْتُ عَلَى الْمُلُوْكِ وَوَفَدْتُ عَلٰى قَيْصَرَ وَكِسْرٰى وَالنَّجَاشِيِّ وَاللّٰهِ اِنْ رَّاَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهُ اَصْحَابُهُ مَا يُعَظِّمُ

Scanned with CamScanner

اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدًا وَّاللّٰهِ اِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِيْ كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ وَاِذَا اَمَرَهُمْ ابْتَدَرُوْا اَمْرَهٗ وَاِذَا تَوَضَّاَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهٖ وَاِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهٗ وَمَا يُحِدُّوْنَ اِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْمًا لَّهٗ ۔ (بخاری شریف جلد اوّل ص ۳۷۹)

قسم خدا کی میں بادشاہوں کے درباروں میں وفد لے کر گیا ہوں۔ میں قیصرو کسریٰ اور نجاشی کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں لیکن خدا کی قسم میں نے کوئی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی اس طرح تعظیم کرتے ہوں جیسے محمد (ﷺ) کے ساتھی ان کی تعظیم کرتے ہیں۔ خدا کی قسم جب وہ تھوکتے ہیں تو ان کا تھوک کسی نہ کسی آدمی کی ہتھیلی پر ہی گرتا ہے جسے وہ اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا ہے اور جب وہ کوئی حکم دیتے ہیں تو فوراً ان کے حکم کی تعمیل ہوتی ہے اور جب وہ وضو فرماتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لوگ وضو کا مستعمل پانی حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جائیں گے اور جب ان کی بارگاہ میں بات کرتے ہیں تو اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں اور تعظیماً ان کی طرف آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا:

اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ اَدَمٍ وَّرَاَيْتُ بِلَالًا اَخَذَ وَضُوْءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يَبْتَدِرُوْنَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ اَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ يُصِبْ مِنْهُ شَيْئًا اَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهٖ (بخاری شریف جلد دوم ص ۸۷۱)

میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ چمڑے کے سرخ قبے میں تشریف فرما تھے اور میں نے حضرت بلال کو دیکھا کہ انہوں نے حضور ﷺ

کے وضو کا مستعمل پانی (ایک لگن) میں لیا اور لوگ اس پانی کی طرف دوڑ رہے ہیں تو جس کو اس میں سے کچھ حاصل ہو گیا اس نے (اپنے چہرے وغیرہ پر) اس کو مل لیا اور جو نہیں پایا تو اس نے اپنے ساتھی کے ہاتھ سے تری لے لی۔

ان احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور سیّد عالم ﷺ کی تعظیم کرتے تھے مگر آپ انہیں منع نہیں فرماتے تھے جس سے واضح طور پر حضور ﷺ کا یہ عقیدہ ثابت ہوا کہ مسلمان ان کی تعظیم کریں تو یہ شرک نہیں اگر یہ بات شرک ہوتی تو حضور ﷺ صحابہ کو اس سے ضرور منع فرماتے۔

قبلہ کی طرف تھوکنے والا امام نہیں بن سکتا

حضرت سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

اِنَّ رَجُلًا اَمَّ قَوْمًا فَبَصَقَ فِي الْقِبْلَةِ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْمِهٖ حِيْنَ فَرَغَ لَا يُصَلِّيْ لَكُمْ فَاَرَادَ بَعْدَ ذٰلِكَ اَنْ يُّصَلِّيَ لَهُمْ فَمَنَعُوْهُ فَاَخْبَرُوْهُ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نَعَمْ ۔ وَحَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّكَ قَدْ اٰذَيْتَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۔ (ابوداؤد و مشکوٰۃ ص ۷۱)

ایک شخص اپنی قوم کو نماز پڑھا رہا تھا تو اس نے قبلہ کی طرف تھوک دیا اور رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہو گیا تو حضور نے اس کی قوم سے فرمایا: آئندہ یہ شخص تم لوگوں کو نماز نہ پڑھائے۔ حضور کی ممانعت کے بعد اس نے نماز پڑھانی چاہی تو لوگوں نے روک دیا اور رسول اللہ ﷺ کے حکم سے اس کو آگاہ کیا۔ شخص مذکور نے یہ بات حضور سے دریافت کی تو آپ نے فرمایا: ہاں میں نے منع کیا ہے۔ راوی حدیث حضرت سائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میرے خیال میں حضور نے یہ بھی فرمایا: تو نے اللہ و رسول کو اذیت دی۔

Scanned with CamScanner

کعبہ معظمہ کی تعظیم وتوقیر کا حکم

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: کعبہ شریف کی جانب اس کی تعظیم کے لئے تھوکنے سے منع کیا گیا ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد اوّل ص ۴۵۵) تو امام پر چونکہ جانب کعبہ شریف کی تعظیم لازم تھی مگر اس نے نہیں کی۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھانے سے اس شخص کو منع فرما دیا۔ حالانکہ یہ واقعہ مدینہ طیبہ کا ہے جہاں سے وہ کعبہ شریف کو دیکھ نہیں رہا تھا۔ معلوم ہوا حضور سیّد عالم ﷺ کا یہ عقیدہ ہے کہ تعظیم کے لئے معظم یعنی جس کی تعظیم کرنی ہے اس کا سامنے ہونا اور دیکھنا ضروری نہیں بلکہ وہ نگاہوں سے اوجھل ہو تب بھی اس کی تعظیم کی جائے گی۔

لہٰذا حرمین شریفین میں لوگوں کا نماز کے فارغ ہوتے ہی بے دھڑک قبلہ کی طرف پاؤں پھیلا کر بیٹھ جانا یا لیٹ جانا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔

کعبے کی زیارت کرنے سے حقدار جنت کے بنتے ہیں
بھلا ان کو ہم پھر کیا سمجھیں جو یار کے گھر میں رہتے ہیں

(۲۰۰)

کعبہ کے ربّ کی قسم میں کامیاب ہو گیا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کچھ لوگ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: ہمارے ساتھ اپنے کچھ لوگوں کو بھیج دیجئے جو ہمیں قرآن وسنت کی تعلیم سے آراستہ کریں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کے ہمراہ انصار کے ستر آدمیوں کو روانہ فرما دیا۔ ان لوگوں کو قاری کہا جاتا تھا۔ ان قاریوں میں میرے ماموں حضرت حرام رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ ان لوگوں کی زندگی کا معمول اس طرح تھا کہ وہ رات کو قرآن پڑھا کرتے، تحقیق و ریسرچ کرتے، علم سیکھتے جب کہ دن کو مسجد کے لئے پانی بھرتے، لکڑیاں اکٹھی کر کے بیچتے اور حاصل کردہ رقم کے بدلے صفہ والوں اور فقیروں کے لئے کھانا خریدتے۔ یہ وہ لوگ تھے جن کو اللہ کے رسول ﷺ نے بغرض تبلیغ بھیجا تھا۔ مگر ان لوگوں نے راستے ہی میں ان سے منہ پھیر لیا اور منزل پر پہنچنے سے پہلے ہی انہیں شہید کر دیا۔ شہادت پا کر وہ اپنے رب سے کہنے لگے۔ اے ہمارے مولا! ہمارے بارے میں ہمارے نبی ﷺ کو آگاہ کر دے کہ ہم نے تجھ سے ملاقات کر لی، ہم اللہ تعالیٰ سے اور اللہ ہم سے خوش ہو گئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک شخص نے میرے ماموں حرام رضی اللہ عنہ کے پیچھے سے ہو کر ان کو نیزہ مارا، نیزہ ان کے جسم سے آر پار ہو گیا۔ اس پر حضرت حرام رضی اللہ عنہ کہنے لگے: ”فُزْتُ وَ رَبِّ الْكَعْبَةِ!“

”کعبہ کے رب کی قسم! میں کامیاب ہو گیا۔“

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کا پیغام حضور کو پہنچا دیا

اللہ کے رسول ﷺ نے صحابہ کرام کو بتایا: تمہارے بھائی شہید کر دیئے گئے اور وہ

Scanned with CamScanner

جنت میں پہنچ کر کہنے لگے:

(اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا اَنَّا قَدْ لَقِيْنَاكَ فَرَضِيْنَا عَنْكَ وَرَضِيْتَ عَنَّا)

"اے ہمارے اللہ! ہمارے نبی کو ہمارا یہ پیغام پہنچا دے کہ ہم نے تجھ سے ملاقات کرلی ہے، ہم تجھ سے راضی ہو گئے اور تو ہم سے خوش ہوگیا۔"

(مسلم، الامارۃ، باب ثبوت الجنۃ للشہید: ۶۷۷ بعد: ۱۹۰۲)

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بتاتے ہیں:

"اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پورا ایک مہینہ لگاتار ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نماز وں میں قنوت کرتے رہے۔ ہر نماز کی آخری رکعت میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ" کہتے تو بنی سلیم، رعل، ذکوان اور عصیہ کے قبیلوں کے خلافِ دعا کرتے اور جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہوتے وہ "آمین" کہتے۔"

(مسند احمد: ۱/۳۰۱، ۳۰۲، ۲۷۴۶، ابوداؤد: ۱۴۴۳ صحیح)

صحیح بخاری میں رعل، ذکوان اور عصیہ کے ساتھ بنولحیان کا بھی ذکر ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک مہینہ تک ان کے ساتھ بنولحیان کے خلاف بھی دعا کرتے رہے۔

(صحیح بخاری، المغازی، باب غزوۃ الرجیع ...... الخ: ۴۰۹۰)

الحمد لله حمداً يبلغ رضاه، وصلى الله على أشرف من اجتباه، وعلى من صاحبه ووالاه، وسلم تسليما لا يدرك منتهاه، لما كانت الخواطر تجول في تصفح اشياء تعرض لها، لم تعرض عنها فتذهب، كان من أولى الأمور حفظ ما يخطر لكيلا ينسى، وقد قال عليه الصلوٰة والسلام: قيدوا العلم بالكتابة، وكم قد خطر لي شيء، فاتشاغل عن اثباته فيذهب، فأتأسف عليه، ورأيت من نفسي أنني كلما فتحت بصر التفكر، سنح من عجائب الغيب، ما لم يكن في حساب، فانثال عليه من كثيب التفهيم ما لا يجوز التفريط فيه، فجعلت هذا الكتاب قيدا لصيد الخاطر . والله ولي النفع، انه قريب يجب .

Scanned with CamScanner